رشحات قلم

علامہ محمد اویس رضوی عطاری

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

CONTENTS

(اس فہرست میں کسی بھی عنوان پر فقط ایک کلک کرنے سے آپ متعلقہ صفحے پر جا سکتے ہیں۔)

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرمارہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جارہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔ پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں **"ٹیم عبد مصطفی آفیشل"** کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آگئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔

ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی مسائل ایسے ہیں جن میں علماے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کر سکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ اختلافات فروعی ہیں۔ اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہوگا۔ اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔

ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جاسکے۔

صابیا ورچوئل پبلیکیشن

POWERED BY
ABDE MUSTAFA OFFICIAL

مصنف کی طرف سے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ !

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ، لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ''

یعنی: جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔

[جامع ترمذی: ۱۹۵۵، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ]

لہٰذا "**ٹیم عبدِ مصطفٰی ھند**" کا میں دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے سوشل میڈیا سے میری تحاریر کو کتابی شکل دے کر بنام "**تحقیقاتِ اُویسیہ**" جلد اول کو تکمیل تک پہنچایا۔ اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ انکے کاموں میں مزید برکتیں عطا فرمائے اور انکی کوششیں اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اور جن جن دوستوں نے پروف ریڈنگ وغیرہ مدد کی اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ انکو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

ان تحاریر کے حوالے سے ایک وضاحت عرض کرتا چلوں کہ ہر تحریر کا کوئی نہ کوئی پسِ منظر ضرور ہے۔ جس طرح ان میں بعض تحاریر وہ ہیں جو "کورونا وائرس" وبا کے دنوں میں لکھی گئیں مثلا وبا میں اذان کے بارے تحریریں، صدقات و استغاثے کے حوالے تحریریں، وغیرہ وغیرہ اور موضوعات کی کوئی خاص ترتیب بندی بھی نہیں کی گئی، جو جو تحریر ملتی گئی وہ کتاب میں درج کرتے گئے۔

جگہ جگہ تحریر کے نیچے حاشیہ لکھنے کی بجائے شروع میں ہی وضاحت پیش کرنا مناسب سمجھا تاکہ پڑھنے والا تعجب میں مبتلا نہ ہو۔ بتقاضۂ بشریت اگر کسی جگہ خطاء واقعہ ہوئی ہو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کیجئے۔

مدینے پاک کا بھکاری

محمد اُویس رضا عطاری

گوجرانوالہ پاکستان

بندہ غوثِ اعظم کا

نجدی اعتراض

جمیل قادری سو جاں سے ہو قربان مرشد پر
بنایا جس نے تجھ جیسے کو بندہ غوث اعظم کا

استغفر اللہ... کائنات کے سارے لوگ اللہ کے بندے ہیں یہ بریلوی خود کو شیخ جیلانی کا بندہ کہہ رہے ہیں یہاں تو کسی کو محمد ﷺ کا بندہ نہیں کہہ سکتے تمہارے بڑے خود کو گیارھویں والے بابے کا بندہ کہہ رہے ہیں۔

الجواب

اللہ ارشاد فرماتا ہے:

الحمد للہ رب العلمین

تمام تعریفیں اللہ کیلئے (سورۃ الفاتحہ: 1)

اب نجدیوں کو چاہیے کہ آپس میں ایک دوسرے کو خوب ذلیل کیا کریں..... کیونکہ نجدی اگر اپنے باپ یا استاد کی تعریف کرے گا تو انکے نزدیک شرک ہو جائے کیونکہ اللہ کہتا ہے ساری تعریفات میرے لئے...... نجدی اگر تھوڑی سی بھی تعریف اپنے استاد یا باپ کی کرے گا تو خود اپنے ہی فتوے کی زد میں آکر مُشرک ہو جائے.. یہ تو تھا مختصر سا حقیقت و مجاز سمجھانے کیلئے وھابیہ کی بولی میں جواب.. اب آیئے تحقیقی جواب کیطرف

یہ جو ہم خود کو رسول اللہ علیہ السلام یا غوثِ اعظم کا بندہ کہتے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ ہم انکے غلام ہیں یہ مجازا انکے لئے استعمال کرتے ہیں...

اللہ ارشاد فرماتا ہے:

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ

لوگو! تم میں سے جو نکاح کے بغیر (یعنی غیر شادی شدہ) ہیں اور جو تمہارے صالح بندے اور لونڈیاں ہیں ان کے ساتھ نکاح کر دو

(سورۃ النور: 32)

لو اس آیت میں جنکی مِلک غلام ہیں اللہ ان غلاموں کو انکے مالک کا بندہ کہہ رہا ہے آیت میں واضح طور پر عبادکم کا لفظ موجود ہے.... اگر اللہ کے علاوہ کسی کا بندہ کہنا شرک ہے تو کیا اللہ قرآن میں تمہارے عقیدے کے مطابق شرک کا حکم دے رہا ہے؟؟

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فی فرسہ"

مسلمان پر اپنے بندے (غلام) اور اپنے گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں

(صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، جلد1، صفحہ316، قدیمی کتب خانہ کراچی)

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ باب صدقۃ الرقیق، جلد1، صفحہ225، آفتاب عالم پریس لاھور)

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزکوٰۃ، صفحہ131، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

(مسند احمد بن حنبل، جلد2، صفحہ262، المکتبۃ الاسلامی بیروت)

اس حدیث میں رسول اللہ علیہ السلام غلاموں کو انکے مالکوں کا عبد یعنی بندہ کہہ کے مخاطب کر رہے ہیں تو کیا فتویٰ لگاؤ گے نجدیو...؟؟؟

اس سے پتہ چلا کہ عبد بمعنیٰ غلام و مملوک ہے اگر غلاموں کو انکے مالکوں کا بندہ بولنا جائز ہے تو ہم بھی غوث پاک کے غلام ہیں ہم بھی خود کو کہہ سکتے ہیں کہ

جمیل قادری سو جاں سے ہو قربان مرشد پر
بنایا جس نے تجھ جیسے کو بندہ غوث اعظم کا

تو ثابت ہوا کہ خود کو غوثِ اعظم کا بندہ یعنی غلام بولنا جائز و ثابت از قرآن و حدیث ہے۔ اور یہ بھی پتہ چلا کہ عبدالمصطفیٰ، عبدالنبی وغیرہ نام بھی رکھ سکتے ہیں۔

فاروق اعظم رسول اللہ کے بندے

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کو جمع فرما کر اس مجمع کے سامنے خطبہ میں حضور سیّدِ عالم ﷺ کا ذکر شریف کر کے فرمایا:

" کنت عبدہ وخادمہ کالسیف المسلول بین یدیہ
میں حضور کا بندہ تھا خادم تھا اور حضور کے سامنے ننگی تلوار کی طرح تھا۔"

(المستدرك للحاکم، کتاب العلم، خطبۃ عمر بعد ماولی علی الناس، جلد1، صفحہ126 دار الفکر بیروت)

کیا فتویٰ لگاؤ گے نجدیو....؟؟ حضرت فاروقِ اعظم خود کو رسول اللہ علیہ السلام کا عبد کہہ رہے ہیں.. مزید ملاحظہ ہو

جب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے حضور سیّدِ عالم ﷺ کے منبر شریف پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا حمد و درود کے بعد فرمایا:

" ایھا الناس انّی قد علمت انکم کنتم تونسون منّی شدّۃ وغلظۃ وذٰلك انی کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم وکنت عبدہ، وخادمہ
لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں حضور کا بندہ اور حضور کا خدمت گزار تھا۔"

(مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر، ترجمہ عمر بن الخطاب 175، جلد 17، صفحہ 316، دار الفکر بیروت)

توکیا حضرت فارق اعظم کو نہیں پتہ تھا کہ ساری دنیا کے لوگ اللہ کے بندے ہیں اور میں خود کو رسول اللہ کا بندہ کہہ رہا ہوں؟؟
توپتہ چلا کہ خود کو مجازاً کسی نیک ہستی کا بندہ کہنے میں کوئی حرج نہیں...

حضرت اعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سیّدِ عالَم ﷺ کی خدمت میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لے کر حاضر ہوئے اور اپنی عرض شعر کی صورت میں پیش کی جسکی ابتداء ان الفاظ سے کی

"یامالك النّاس و دیّان العرب"

"اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزاو سزا دینے والے"

(مسند احمد بن حنبل، جلد 2، صفحہ 201، المکتب الاسلامی بیروت)

(شرح معانی الآثار، باب الشعر، جلد 2، صفحہ 610، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

نجدیو.... یہ تھا صحابہ کرام رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم کا عقیدہ کہ حضور علیہ السلام کو مومنوں کا مالک کہہ رہے ہیں اور خود حضور علیہ السلام نے سُن کر منع بھی نہ فرمایا بلکہ انکی عرض سنی گئی.... شاید وھابی کو یہاں بھی شرک نظر آجائے۔

علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواھب میں شرحاً و تفسیراً فرماتے ہیں:

"من لم یر ولایة الرسول علیه فی جمیع احواله ولم یرنفسه فی ملکه لایذوق حلاوة سنّة"

جو ہرحال میں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کا غلام نہ جانے وہ سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔"

(المواھب اللدنیة، المقصد السابع، الرضی بما شرعه، جلد 3، صفحہ 299، 300، المکتب الاسلامی بیروت)

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیة، المقصد السابع الرضی بماشرعه، الفصل الاول، جلد 9،)

یہی وجہ ہے کہ نجدیہ حلاوت سے خالی ہیں

بین الفریقین معتمد علیہ (جن پر اعتماد ہو) بزرگ شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثناعشریہ میں توریت مقدس سے نقل فرماتے ہیں کہ رب عزوجل حضور سیّدِ عالَم ﷺ کی نسبت فرماتا ہے:

"ملك الارض و رقاب الامم"

"احمد مالک ہیں تمام زمین اور مالک ہیں سب امتوں کی گردنوں کے
(یعنی ساری امتیں رسول اللہ کی غلام ہیں)"

(تحفہ اثناعشریہ، باب ششم در بحث نبوت الخ، صفحہ 169، سہیل اکیڈمی لاھور)

شاہ عبدالعزیز محدّث دھلوی رحمة اللّٰہ علیہ نے کام ہی ختم کر دیا فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے ساری امتیں رسول اللہ علیہ السلام کی عبد (غلام) ہیں...

آلِ نجد کے گھر سے حوالے

مولوی اشرف علی تھانوی یہ ثابت کرتے ہوئے کہ اللہ کے بندوں کو رسول اللہ کے بندے کہہ سکتے ہیں لکھتا ہے کہ:

"عبادُ اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم" (میں) مرجع ضمیرِ متکلّم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں......قرینہ بھی انہی معنی کا ہے آگے (اللہ) فرماتا ہے: "لاتقنطوا من رحمۃ اللہ" اگر مرجع اسکا اللہ ہوتا فرماتا: "من رحمتی" تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی"

(امداد المشتاق، صفحہ 92، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

یہی بات تھانوی نے شمائمِ امدادیہ میں بھی لکھی

(شمائمِ امدادیہ، صفحہ 71، ناشر کتب خانہ اشرف الرشید شاہ کوٹ)

وھابیہ کا محدث وحیدالزماں حیدر آبادی لکھتا ہے؛

"عبد النبی عبد الحسین جیسے ناموں کو شرک و ناجائز کہنا خطاء ہے۔ لہذا یہ ایسے نام رکھنا جائز ہیں۔" (ملخصًا)

(ھدیۃ المھدی، الجزء الاول، صفحہ 37، در مطبع میور پریس واقع شہر دھلی 1325ھ)

آلِ نجد کو ہر جگہ شرک نظر آتا ہے اگر یہ بُغض کی پٹی اُتار کر قرآن و حدیث پڑھیں تو ضرور انکو ھدایت ملے.. ان دلائل سے ثابت ہوا کہ ساری کائینات کی جتنی بھی امتیں ہیں سب رسول اللہ علیہ السلام کی غلام ہیں... اور عبد ہیں..

ابتدائی آیت و حدیث سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ مجازا خود کو غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا بندہ بولنا جائز ہے اس میں کوئی شرک نہیں ہے...... اب اگر آلِ نجد اسے پھر بھی شرک کہے تو بتائے کہ اللہ و رسول شرک کا حکم دے رہے ہیں ؟؟؟

اللہ ہمیں انبیاء اولیاء کا پکا سچا غلام بنائے آمین

کیا غوثِ اعظم کہنا شرک ہے؟؟

وھابیہ دیابنہ کہتے ہیں کہ یہ شرک ہے۔

وھابیہ کا محقق مولوی صادق سیالکوٹی لکھتا ہے کہ:

"اللہ کے علاوہ کوئی غوث نہیں... حضور ﷺ صحابہ کوئی غوث نہیں، امتی کو غوث کہہ کر نبی سے بڑھا دیا۔ یہ رسول کی عزت نہیں"

(ارشاداتِ شیخ عبد القادر، صفحہ 24,23، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاھور)

یہی وھابی محقق اپنی دوسری کتاب "سبیل الرسول" میں لکھتا ہے کہ؛

"اللہ کے سِوا کوئی غوث یعنی فریادرَس نہیں" (سبیل الرسول صفحہ 98، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاھور)

وھابیہ کے مولوی عبد المجید سوھدروی کے بیٹے مفتی محمد ادریس فاروقی وھابی نے لکھا کہ؛

"غوث کے معنی ہیں "فریادرَس" اور داتا کے معنی ہیں دینے والا۔ ظاھر ہے یہ دونوں اوصاف اللہ تعالیٰ کے ہیں لہذا اللہ کے علاوہ نہ کوئی غوث ہے نہ فریادرَس۔ مخلوق میں سے کسی اور کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا جائز نہیں"

(استادِ پنجاب صفحہ47،مطبوعہ مسلم پبلیکیشنز سوھدرہ گوجرانوالہ)

وھابیہ کے محقق مولوی امیر حمزہ اور جماعۃ الدعوہ کے وھابی مفتی مبشر احمد ربانی کی مصدقہ کتاب میں مولوی ابنِ لعل دین لکھتا ہے کہ؛

"بریلوی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو غوث الاعظم کہہ کر پکارتے ہیں۔۔۔۔دعا میں رسول اللہ ﷺ کو غوث، مشکل کُشاء اور قاضی الحاجات کے الفاظ سے پکارا گیا ہے جو کہ اللہ کی صفات ہیں" (میٹھی میٹھی سنتیں یا۔۔؟ صفحہ122,121، مطبوعہ مجلۃ الدعوۃ الحجاز پلازہ لاھور)

دیوبندیوں کا محقق مولوی کریم بخش لکھتا ہے کہ؛

"شیخ عبد القادر جیلانی، جنہیں یہ (سنی بریلوی) لوگ غوث الاعظم کے لقب سے پکارتے ہیں" (چھل مسئلہ حضرات بریلویہ، صفحہ 16، مطبوعہ مکتبۃ صفدریہ، اردو بازار گوجرانوالہ)

تو وھابیہ نجدیہ دیوبندیہ کی ان عبارات میں واضح طور پر کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی غوث نہیں، شیخ عبد عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ تو دور کی بات ہے رسول اللہ ﷺ کو بھی غوث کہنا شرک ہے۔ جب نبی غوث نہیں تو کسی امتی کو غوث کہنا یہ تو امتی کو نبی سے بڑھانا ہے۔

الجواب

اگر اللہ علاوہ کس ی کو غوثِ اعظم کہنا اس لئے شرک ہے کہ "غوث" اللہ کی صفت ہے۔

تو پھر حضرت ابوبکر کو "صدیقِ اکبر" کہنا بھی شرک ہوا کیونکہ "اکبر" اللہ کی صفت ہے۔

پھر حضرت عمر کو "فاروقِ اعظم" بھی کہنا شرک ہوا۔ کیونکہ "اعظم" بھی اللہ پاک کی ذات ہے۔

پھر تو حضرت عثمان کو "غنی" کہنا بھی شرک ہوا کیونکہ "غنی" تو اللہ کی صفت ہے۔

پھر تو حضرت علی کو "علی" کہنا بھی شرک ہوا کیونکہ "علی" اللہ کی صفت ہے

پس پتہ چلا کہ فرق حقیقت و مجاز ہے۔ اللہ کی یہ صفات حقیقی ہیں اور اللہ والوں کی مجازی ہے۔

اسی طرح اللہ حقیقی "غوث" ہے اور ولی مجازی یعنی اللہ کی عطا سے غوث ہے۔

حضرت عمر فاروق نے حضرت عَمَروُبن عاص کو غوث کہہ کر پکارا

جب حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ شریف میں قحط پڑا تو آپ نے مصر میں حضرت عَمَرُوْ (Amar) بن عاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا؛

"سلام اما بعد فلعمری یاعمر وما تبالی اذا شبعت انت ومن معك انّ اهلك انا ومن معی فیاغوثاہ ثم یاغوثاہ یردد قولہ۔"

سلام کے بعد واضح ہو مجھے اپنی جان کی قسم! اے عَمَرو (Amar)! جب تم اور تمہارے ملک والے سَیر ہوں تو تمہیں کچھ پرواہ نہیں کہ میں اور میرے ملک والے ہلاک ہوجائیں ارے فریاد کو پہنچ ارے فریاد کو پہنچ۔ اور اس کلمے کو بار بار تحریر

فرمایا۔....الخ“

(المستدرك للحاكم، كتاب الزكوٰة، جلد1، صفحه405، دار الفكر بيروت)

(لسنن الكبرٰی للبيهقی، كتاب قسم الفيئ والغنيمة، باب يكون للولی...الخ، جلد6، صفحه355، دار صادر بيروت)

(صحيح ابن خزيمه، باب ذكر الدليل علی ان العامل...الخ، حديث:2368، جلد4، صفحه67، مطبوعه المكتب الاسلامی بيروت)

(كنز العمال بحواله ابن خزيمه، حديث:35889، جلد12، صفحه609، 620، مطبوعه مؤسسة الرساله بيروت)

(كنز العمال بحواله ابن عبد الحكم، حديث:35906، جلد12، صفحه616، 617، مؤسسة الرساله بيروت)

جی تو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ نے حضرت عَمَروْ بن عاص رضی اللہ عنہ کو بار بار ”یا غوث“ ”یا غوث“ کہہ کر مدد کیلئے پکارا۔ اگر اللہ کے علاوہ کسی کو غوث کہنا شرک ہے تو بتاؤ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر کیا فتویٰ لگے گا؟

اگر یہ کہو کہ جب حضرت عمر نے انکو پکارا تب وہ زندہ تھے لہذا وفات کے بعد نہیں پکارا جا سکتا۔

تو جواباً ہم کہتے ہیں کہ جو کام شرک ہوتا ہے وہ زندہ کیساتھ بھی شرک ہوتا ہے اور مردہ کیساتھ بھی شرک ہی ہوتا ہے۔

جیسے زندہ کو سجدۂ عبادت کرنا شرک ہے ایسے ہی مردہ کو سجدۂ عبادت کرنا بھی شرک ہی ہوگا۔

جس طرح کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ زندہ کو تو سجدہ جائز ہے لہذا مردہ کو سجدہ شرک ہے۔ ایسے ہی یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ زندہ کو غوث کہنا جائز ہے اور وفات کے بعد کہنا شرک ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ اللہ کی عطاء سے اللہ کے پیارے بھی غوث ہیں اور انکو غوث کہنا جائز ہے جسطرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔

یہ تو تھے برھانی دلائل آئیے اب جدلی یعنی الزامی دلائل کی طرف، نجدیہ کہتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کو غوثِ اعظم کہنا شرک ہے۔

اب ہم نجدیہ کے گھر سے انکے جیّد اکابرین کی کتب سے حوالے پیش کرتے ہیں جس میں اُنہوں نے شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کو ”غوث“ کے لفظ سے پکارا۔

حوالہ1

وھابیہ دیابنہ کے مشترکہ بابے مولوی اسماعیل دھلوی نے نیاز و فاتحہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا کہ: ”حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز“

(صراطِ مستقیم، صفحہ 77، 181، مطبوعہ ادارہ نشریاتِ اسلام اردو بازار لاھور)

میں نے فقط دو جگہ نشاندہی کی ہے اس کتاب میں مزید کئی جگہ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ علیہ الرحمہ کو غوثِ اعظم کہہ کر پکارا ہے۔

جی اگر اللہ کے علاوہ کسی ولی کو غوث الاعظم کہنا شرک ہے تو امام النجدیہ مولوی اسماعیل دھلوی کون ہوا؟؟

حوالہ2

وھابیہ کے محدث عبدالمنان وزیر آبادی کے شاگرد، مولوی عنایت اللہ اثری وزیر آبادی نے لکھا کہ؛

"حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی بن محمد سے فرمایا...."

(عیونِ زمزم فی میلاد عیسیٰ ابنِ مریم، صفحہ 116، مطبوعہ مکتبۃ الاثریہ جناح سٹریٹ گجرات)

جی اگر اللہ کے علاوہ کسی ولی کو غوث الاعظم کہنا شرک ہے تو نجدی محقق عنایت اللہ اثری کون ہوا؟؟

حوالہ 3

وھابی مذھب کا مناظرِ اعظم مولوی ثناء اللہ امرتسری شعر نقل کرتا ہے کہ؛

"وہ بھی اسی در کا اِک گدا تھا"

"گو غوث و امام و مقتداء تھا"

(اھلحدیث کا مذھب، صفحہ 101، دار دار الکتب السلفیۃ، شیش محل روڈ لاھور)

وھابی مناظر نے جو شعر نقل کیا اس میں واضح طور پر کہا جا رہا ہے کہ امتِ محمدیہ میں جو بھی آئمہ اور غوث ہوئے وہ سب نبی کریم ﷺ کے در کے فقیر تھے۔

جی اگر اللہ کے علاوہ کسی ولی کو غوث الاعظم کہنا شرک ہے تو بتاؤ وھابیہ کا مناظرِ اعظم ثناء اللہ امرتسری کون ہوا؟؟

حوالہ 4

وھابیہ کا محدث وحید الزماں حیدر آبادی لکھتا ہے؛

"و اماالتسمیّۃ بغلام علی او غلام حسین او غلام محی الدین او غلام محمد او غلام غوث امثالھا فجآئز بلاکراھیۃ بنص الحدیث"

یعنی: رہا غلام علی یا غلام حسین یا غلام محی الدین یا غلام محمد یا غلام غوث غ یرہ نام رکھنا نصِ حدیث سے بلا کراہت جائز ہے
۔"

(ھدیۃ المھدی، الجزء الاول، صفحہ 37، در مطبع میور پریس واقع شہر دھلی 1325ھ)

وھابی محدث اس بات پر دلائل دے رہا ہے کہ اولیاء کے ساتھ عبد لگایا جا سکتا ہے۔ جس میں اس نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا لقب "غوث" استعمال کر کے کہا کہ عبدالغوث نام رکھنا بھی جائز ہے۔

اگر اللہ کے علاوہ کسی اور کو غوث کہنا شرک ہے تو نجدیہ کا محدث وحید الزماں حیدر آبادی کون ہوا؟

حوالہ 5

وھابیہ کے محدث گوندلوی کے شاگرد مولوی محمد قاسم خواجہ نے لکھا؛

"غوث الثقلین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ"

(معرکہ حق و باطل بجواب جآء الحق، صفحہ 439، مطبوعہ مکتبۃ الحرمین ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ)

حوالہ 6

یہی مولوی اسی کتاب کے صفحہ نمبر 440 پر شیخ عبد القادر جیلانی کو لکھتا ہے "غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ"
اگر اللہ کے سوا کسی اور کو غوث کہنا شرک ہے تو وھابیہ کا محقق قاسم خواجہ کون ہوا؟

حوالہ 7

آلِ نجد کا مشترکہ بابا مولوی اسماعیل دھلوی لکھتا ہے ہے کہ؛
"جو شخص کسی امام یا مجتہد یا غوث یا قطب کی بات کو یا باپ دادا کی بات، ...... کو رسول اللہ ﷺ کی بات سے مقدم سمجھے ایسی باتوں پر شرک ثابت ہوتا ہے"

(تقویۃ الایمان، صفحہ 71، مطبوعہ دار الکتب السلفیۃ، شیش محل روڑ لاھور)

یعنی اسماعیل دھلوی کہہ رہا ہے کہ جو مخلوق میں سے کسی امام یا ولی یا غوث کی بات حضور ﷺ سے بڑھ کر جانے وہ مشرک ہے۔
اس عبارت سے واضح ہوا کہ دھلوی نے مخلوق کیلئے غوث کا لفظ بولا۔
اب نجدیہ کا امام مولوی اسماعیل دھلوی کون ہوا؟؟

حوالہ نمبر 8

دیوبندیہ کے رئیس المفسرین مولوی حسین علی نے لکھا:
غوث الاعظم فرماتے ہیں"

(تفسیرِ بلغۃ الحیرن، صفحہ 4، مکتبہ اخوت اردو بازار لاھور)

اگر گیارھویں والے پیر کو غوث کہنا شرک ہے تو دیوبندیوں کے رئیس المفسرین اس عبارت کی تصدیق کر کے کون ہوئے؟

حوالہ 9

جمیع علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب فرماتے ہیں؛
"گیارھویں حضرت غوثِ پاک قدس سرہ کی"

(کلیاتِ امدادیہ، صفحہ 82،74، مطبوعہ دار الاشاعت اردو بازار کراچی)

گیارھویں والے پیر کو علماء دیوبند کے مرشد، غوث پاک کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں۔ کیا حکم لگے گا حاجی امداداللہ صاحب پر؟؟

حوالہ 10

تھانوی کا سوانح نگار مولوی عبد الرحمٰن دیوبندی لکھتا ہے؛
"غوث الاعظم عبد القادر جیلانی"

(سیرتِ اشرف، جلد 2، صفحہ 52، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ بیرون بوھڑ گیٹ ملتان)

شیخ عبد القادر جیلانی کو غوث اعظم کہنے والا مولوی عبد الرحمٰن کون ہوا؟

حوالہ 11

اکابرینِ دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب لکھتے ہیں؛

"غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ"

(ضیاء القلوب، صفحہ 158، مطبوعہ مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور)

حوالہ 12

مولوی اشرف علی تھانوی اپنے ایک بزرگ کا نام لیتے ہوئے لکھتا ہے؛

"غوث العٰلمین رفیع الدین فاروقی عرف نماز شاہ"

(امداد المشتاق، حاشیہ، صفحہ 10، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

حوالہ 13

تھانوی اپنے پیر و مرشد امداد اللہ مہاجر مکی کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتا ہے؛

"غوث الکاملین، غیاث الطالبین"

(امداد المشتاق، حاشیہ، صفحہ 20، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

حوالہ 14

اشرف علی تھانوی نے مزید لکھا؛

"ایک دن غوثِ الاعظم سات اولیاء کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے ناگاہ نظرِ بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک (بحری) جہاز قریب غرق ہونے کے ہے۔ آپ نے ہمت و باطنی توجہ سے اسکو غرق ہونے سے بچا لیا"

(امداد المشتاق، حاشیہ، صفحہ 45، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

ان حوالہ جات میں مولوی تھانوی نے نہ صرف غوث الاعظم لکھا بلکہ یہ بھی کہا کہ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے روحانی مدد سے بحری جہاز ڈوبنے سے بچا لیا۔

کیا فتویٰ لگے گا دیوبندی امام مولوی اشرف علی تھانوی پر؟

حوالہ 15

تھانوی نے مزید لکھا؛

"غوث پاک نے "قدمي علي رقاب اولياء اللہ" فرمایا۔"

(امداد المشتاق، حاشیہ، صفحہ 44، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

حوالہ 16

تھانوی نے ایک اور جگہ لکھا کہ؛ "حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ پر ایک اَبر (بادل) سایہ ڈالتا تھا۔" (امداد المشتاق، حاشیہ، صفحہ 77، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

حوالہ 17

دیوبندی مفتی عاشق الٰہی میرٹھی بلند شہری نے لکھا؛

"غوث الاعظم رشید احمد گنگوھی"

(تذکرۃ الرشید، جلد1، صفحہ2، مطبوعہ ادارہ اسلامیات، انار کلی لاھور)

مولوی عاشق الٰہی نے اپنے مولوی رشید احمد گنگوھی کو غوث اعظم کہا ہے۔ تو کہا فتویٰ لگے گا؟؟

حوالہ18

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، اپنے مولوی رشید احمد گنگوھی کے بارے ایک شعر کہتا ہے؛

"قطبِ عالَم، غوثِ وِدراں بے مثال"

"گنجِ عرفاں، نورِ ایقاں خوش خصال"

(تذکرۃ الخلیل، صفحہ72، ناشر مکتبۃ الشیخ بہادر آباد کراچی)

جی اگر اللہ کے علاوہ کسی کو غوث کہنا شرک ہے تو انبیٹھوی نے گنگوھی کو غوثِ دوراں کہا۔ کیا حکم لگے گا انبیٹھوی پر؟؟

حوالہ19

دیوبندیوں کے مولوی یوسف لدھیانوی نے لکھا؛

"جن لوگوں نے غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی "غنیة الطالبین" اور آپ کے مواعظ شریفہ (فتوح الغیب) وغیرہ کا مطالعہ کیا ہے۔"

(اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم، صفحہ197، مکتبہ لدھیانوی، اسلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی)

جی تو لدھیانوی نے گیارھویں والے پیر کو غوثِ اعظم کہا کیا حکم لگے گا؟

حوالہ20

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ؛

"اس وقت مجھے غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خوشی یاد آگئ"

(ارواحِ ثلاثہ، صفحہ87، حکایت:77، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاھور)

حوالہ21

دیوبندی مولوی محمد قبال قریشی حاجی امداد اللہ صاحب کی بیان کردہ ایک کرامت نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"غوثِ اعظم رحمۃ اللّٰہ علیہ"

(معارف امدادیہ، صفحہ81، مطبوعہ مکتبہ رشدیہ لمیٹڈ ۳۲ شاہ عالم مارکیٹ لاھور)

حوالہ22

دارالعلوم دیوبند کا مدرس، مولوی ابوالحسن اعظمی دیوبندی، شیخ عبدالقادر جیلانی کے دھوبی کے قبر میں پیش آنے والے واقعہ کی بابت لکھتا ہے کہ جب دھوبی سے فرشتوں نے قبر میں سوال کیئے تو ہر سوال کے جواب میں کہا کہ میں غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں۔ تو

دھوبی کی نجات ہوگئی۔ (ملخصا)

(تھانوی کے پسندیدہ واقعات، صفحہ 42، مکتبۃ العلم اردو بازار لاھور)

اسکے علاوہ اسی کتاب کے صفحہ نمبر 27,77,78,79 پر بھی گیارھویں والے پیر کو غوث اعظم لکھا۔

حوالہ 23

مولوی حسین احمد ٹانڈوی صدر مدرس دار العلوم دیوبند نے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کو لکھا؛ غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ"۔

(الشھاب الثاقب، صفحہ 57، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سھارنپور ھند)

اگر اللہ کے علاوہ کسی اور کو غوث کہنا شرک ہے تو مولوی حسین احمد ٹانڈوی کون ہوا؟

حوالہ 24

وھابی مولوی کامران سوھدروی لکھتا ہے کہ؛

"انبیاء، اولیاء، صُلحاء، اغ یاث .... دوسرے بزرگوں کو وحی والہام کے ذریعے یا یااشارہ کے طور پر (کچھ طبی نسخوں کی چیزیں) بتائی گئی ہیں۔"

(حیات مولانا عبد المجید سوھدروی، صفحہ 161، مطبوعہ دار السلام سوھدرہ، وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ)

اس عبارت میں وھابی مولوی نے اولیاء و صُلحاء کا تذکرہ کرتے ہوئے اولیاء کی قسم اغیاث (جو کہ غوث کی جمع ہے) کا لفظ بھی اللہ کے علاوہ اولیاء پر بولا۔

اگر یہ شرک ہے وھابی مولوی مشرک ہوا کہ نہیں ؟

حوالہ 25

دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن گنگوھی، نے مولوی رشید احمد گنگوھی کے مرنے کے بعد مرثیہ لکھا جس میں وہ رشید گنگوھی کے بارے لکھتا ہے:

"جنید و شبلی و ثانی ابو مسعود انصاری"

"رشید ملت و دین غوثِ اعظم قطبِ ربانی"

(مرثیہ گنگوھی، صفحہ 5، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ھند)

جب ہم سنی اپنے شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کو غوثِ اعظم کہتے ہیں تو نجدیہ کو شرک کا درد شروع ہو جاتا ہے اور خود مولوی ثناء اللہ امرتسری کا استاد گنگوھی کو غوثِ اعظم کہہ کر پکار رہا ہے۔

کیا اب مولوی محمود الحسن گنگوھی پر شرک کا حکم لگے گا؟؟

حوالہ 26

دیوبندیوں کا مجدد مولوی اشرف علی تھانوی کہتا ہے کہ؛

”ایک مرتبہ غوثِ اعظم رحمۃ اللّٰہ علیہ نے مرغی کا گوشت کھایا اور کھانے کے بعد ھڈیاں جمع کر کے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا "قم بِاذن اللہ "تو مرغی دوبارہ زندہ ہوگئ۔“

(ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد1، صفحہ241، 240، مطبوعہ ادارہ تألیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

اسکے علاوہ اسی کتاب میں متعدّد بار غوث اعظم لکھا۔

بلکہ اس کتاب کی جلد2 صفحہ 100 پر غوث اعظم کے دھوبی کا واقعہ تھانوی کے حوالے سے نقل کیا۔

اس عبارت میں تھانوی نے نہ صرف شیخ عبد القادر جیلانی کو غوثِ اعظم کہا بلکہ انکے مردہ زندہ کرنے کی کرامت بھی مان لی۔ یہی بات اگر کوئی سنی کر دے تو مجرم اگر دیوبندیہ کے مولوی کریں تو بَری؟

الحمدللہ رضوی فقیر نے اپنے مرشد کے یوم ولادت کی نسبت سے فقط 26 حوالہ جات آلِ نجد ک ی کتب سے پیش کیئے ہیں اور بہت سے حوالہ جات مزید باقی ہیں۔ تحریر پہلے ہی بہت طویل ہوگئ ہے نجدیہ اسی کا جواب دے دیں تو بڑی بات ہے۔ لیکن ان شاءاللہ قیامت تک نہیں دے سکیں گے۔

ہم اب بھی کہتے ہیں کہ اللہ حقیقی غوث ہے لہذا اللہ کی عطاء سے اللہ کے ول ی کو غوث ماننا کوئی شرک وکفر نہیں ہے۔ اگر اب بھی کہو گے کہ اللہ کے علاوہ شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کو غوثِ اعظم کہنا شرک ہے۔ تو تمہارے بہت سے مذکور نامور اجداد شرک کے فتوے میں رگڑے جائیں گے۔ بلکہ عافیت اسی میں ہے کہ اس نظریہ کو شرک کہنا چھوڑ دو۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ

خدا کے فضل سے ہم پر ہے سایہ غوثِ اعظم کا
ہمیں دونوں جہاں میں ہے سہارا غوثِ اعظم کا

صلٰوۃ غوثیہ

وھابیہ نجدیہ کا مولوی معراج ربانی اپنے بیان میں کہتا ہے کہ صلٰوۃ غوثیہ کفر ہے۔ اور دیگر نجدی کہتے ہیں کہ صلٰوۃ غوثیہ پڑھنا شرک ہے پڑھنے والا مشرک ہے۔

الجواب

سب سے پہلے تو یہ جان لیں کہ صلٰوۃِ غوثیہ ہے کیا؟ یہ قضائے حاجات کے نوافل کی طرح ہیں۔

شیخ ابو القاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے غوثِ پاک رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

”جو میرے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرے گا وہ حاجت پوری ہوگی۔ جو شخص دو رکعت نفل پڑھے۔ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد "قل ھو اللہ " شریف گیارہ گیارہ بار پڑھے سلام پھیرنے کے بعد سرکارِ مدینہ ﷺ پر درود شریف بھیجے پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چل کر میرا نام پکارے اور اپنی حاجت بیان کرے ان شاءاللہ وہ حاجت پوری ہوگی۔“

(بهجة الاسرار، صفحہ197، زبدۃ الآثار، للشیخ عبدالحق الدھلوی، صفحہ109، بکسلنگ کمپنی بمبئی)

جی تو یہ نوافل ہیں جس میں قرآن پڑھنے کی ترغیب دی اور بعد میں غوثِ پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وسیلے سے حاجات پوری ہونے کا کہا گیا۔ اس سے نجدیہ کو شرک وکفر کے دورے پڑنے لگ گئے۔

پہلے نمبر پر تو یہ نوافل بتانے والے خود غوثِ پاک علیہ الرحمہ ہیں۔ اگر یہ شرک وکفر ہے تو معاذ اللہ غوثِ پاک اس فتوے کی زد میں آتے ہیں۔ اور نجدیہ بھی شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کو "غوث اعظم" مانتے ہیں۔ جیسا کہ فقیر نے پچھلی تحریر میں نجدیہ کی کتب سے 26 حوالے پیش کر کے ثابت کیا۔

نمبر دو۔ نوافل پڑھ کر کسی محبوب ہستی کے وسیلے سے سے قضائے حاجت کی دعا کرنا یہ تو خود حدیث سے ثابت کہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک شخص جو کہ حاجت مند تھا۔ اس سے کہا کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور پھر ایک دعا بتائی کہ اس طرح نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے دعا کرو اللہ حاجت پوری فرمائے گا۔

(التاریخ الکبیر للبخاری: 210/6، العلل لابن أبي حاتم الرازی: 190/2، المعجم الکبیر للطبرانی: 31، 30/9، ح: 8311، المعجم الصغیر للطبرانی: 184، 183/1، الدعاء للطبرانی: 1287/2، 1288، ح: 1050، معرفة الصحابة لأبي نعيم لأصبهانی: 1959/4، 1960، ح: 4928)

بس یہ نوافل بھی اسی قبیل سے ہیں نوافل خدا کیلئے پڑھے جاتے ہیں اور آخر میں کیونکہ غوثِ پاک کا نام لیا جاتا ہے کہ آپ کے وسیلے سے دعا کی جاتی ہے تو اسی نسبت ان نوافل کو صلٰوۃِ غوثیہ (یعنی نمازِ غوثیہ) کا نام دے دیا۔

صلوۃ غوثیہ پر اعتراض کرنے والے گھر کی خبر لیں

مولوی معراج ربانی اور دیگر نجدیوں نے کہا کہ صلوۃ غوثیہ کفر ہے۔ شرک ہے۔ پڑھنے والا کافر مشرک ہو جاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے اسکی تعلیم نہیں دی۔ بلکہ یہ بریلویوں نے اپنے پاس سے گھڑلی ہے۔ لہٰذا اسکا کوئی ثبوت نہیں۔

لہٰذا اب نجدیہ کے اصول کے مطابق انکی گھڑی ہوئیں نمازیں ملاحظہ ہوں جس دلیل سے انکی یہ نمازیں ثابت ہونگی اسی دلیل سے نمازِ غوثیہ ثابت ہو گی۔

صلٰوۃ کُن فیکون

نجدیہ کا محدث نواب صدیق حسن خان بھوپالی اپنی کتاب میں بڑی سی سرخی دے کر لکھتا ہے "صلٰوۃ کُن فیکون" پھر اس نماز کو پڑھنے کا ایک مخصوص طریقہ بھی بیان کیا۔

(تفصیل کیساتھ جو دیکھنا چاہے اس کتاب کے صفحے کا عکس میں نے کمنٹ میں دے دیا وہاں سے ملاحظہ ہو)

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 179، مطبوعہ عہ اسلامی کتب خانہ خانہ اردو بازار لاہور)

صلٰوۃ کشف القبور

بھوپالی نے اسکا خاص طریقہ بھی بیان کیا۔ ملاحظہ ہو۔

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 177، مطبوعہ عہ اسلامی کتب خانہ خانہ اردو بازار لاہور)

صلٰوۃ حسن الخاتمہ

بھوپالی نے اسکو ادا کرنے کا خاص طریقہ بھی بیان کیا۔ ملاحظہ ہو۔

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 202، مطبوعہ عہ اسلامی کتب خانہ خانہ اردو بازار لاھور)

صلٰوۃ قضاء الوباء

بھوپالی نے اسکا خاص طریقہ بھی بیان کیا۔ ملاحظہ ہو۔

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 179، مطبوعہ عہ اسلامی کتب خانہ خانہ اردو بازار لاھور)

صلٰوۃ حفظ الایمان

بھوپالی نے اسکا خاص طریقہ بھی بیان کیا۔ ملاحظہ ہو۔

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 183، مطبوعہ عہ اسلامی کتب خانہ خانہ اردو بازار لاھور)

صلٰوۃ کشف الاسرار

بھوپالی نے اسکا خاص طریقہ بھی بیان کیا۔ ملاحظہ ہو۔

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 214، مطبوعہ عہ اسلامی کتب خانہ خانہ اردو بازار لاھور)

صلٰوۃ الحاجات

بھوپالی نے اسکا خاص طریقہ بھی بیان کیا۔ ملاحظہ ہو۔

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 107، مطبوعہ عہ اسلامی کتب خانہ خانہ اردو بازار لاھور)

نوٹ:: وھابی مجدد نے ایمان کی حفاظت کے مخصوص نوافل نماز کا طریقہ لکھا اسی نسبت سے ہم نے اسکو "صلوۃ حفظ الایمان" کہا پھر کشف قبور کے نوافل کا طریقہ بیان کیا اسی نسبت سے ہم نے "صلوۃ کشف القبور" کہا۔ پھر قضائے وباء کے نوافل کا مخصوص طریقہ لکھا اسی نسبت سے "صلوۃ قضاء الوباء" کہا۔ پھر کسی دوسرے کا حال معلوم کرنے کیلئے نوافل کا مخصوص طریقہ لکھا اسی نسبت ہے ہم نے "صلوۃ کشف_الاسرار" لکھا۔ اور حاجات پوری کرنے کیلئے نوافل کا مخصوص طریقہ لکھا چنانچہ اسی بنیاد پر اسکو "صلوۃ الحاجات" کہا۔
توکیونکہ قضائے حاجات کے نوافل کا مخصوص طریقہ غوثِ پاک نے بتایا اور اورانکے وسیلے سے بعد میں دعا کی جاتی ہے۔ اسی بنا پر ان نوافل کا نام "صلوۃِ غوثیہ" رکھ دیا۔
اب جس دلیل سے تمہارے یہ سب نوافل اور "نمازِ کُن فیکون" ثابت ہوگی۔ اسی دلیل سے "صلٰوۃ غوثیہ" بھی ثابت ہوگی۔

نجدی محدث کا قولِ فیصل

وھابی محدث نواب صدیق بھوپالی لکھتا ہے کہ؛

"صلوۃِ کُن فَیَکُون میں کوئی فعل نامشروع پایا نہیں جاتا بلکہ ایک مجموعہ اعمالِ متفرقہ ذکر و اذکار و دعا کا، جن کی اصل سنت میں موجود ہے۔"

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 179، مطبوعہ عہ اسلامی کتب خانہ خانہ اردو بازار لاھور)

پس بھوپالی کی اس توضیح سے ثابت ہوا کہ جن نمازِ نوافل کے اندر کوئی ی غیر شرعی طریقہ نہیں پایا جاتا وہ جائز ہیں۔ نیز نماز نوافل کے اندر اعمالِ متفرقہ کی اصل سنت سے ثابت ہے۔

پس ثابت ہوا کہ نمازِ غوثیہ اعمالِ حسنہ متفرقہ کا مجموعہ ہے۔ اور یہ جائز ہے۔ اسکو شرک وبدعت اور کفر کہنے والا خود کافر، مشرک، اور بدعتی ہے۔ کیونکہ حکم غیر محلّ لَوٹتا ہے۔

اور "الحمدللہ" ہم نے اسکی توضیح و ثبوت نجدیہ کے گھر سے پیش کر دیئے ہیں لہذا اب اگر شرک وبدعت وکفر کہیں گے تو اس فتوے میں انکے اجداد بھی رگڑے جائیں گے۔

بغدادی نسخہ

امیرِ اھلسنت حضرت العلّام مولانا الیاس عطار قادری زیدہ مجدہ نے غوثِ پاک کے نام کھجوروں پر دم کرنے والا وظیفہ بنام "بغدادی" نسخہ مدنی چینل پر بیان فرمایا جس پر آلِ نجد نے مختلف گروپس میں اس کا مذاق اڑاتے ہوئے اس پر مختلف اعتراضات جڑے۔ ملاحظہ ہو۔

نجدی دجال بغدادی نسخے پر اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے کہ؛؛

1. یہ نسخہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔
2. غیر اللہ کے ناموں کو پکارنے کا درس دیا جارہا ہے۔
3. یہ ھندوؤں کا طریقہ اور بدعت ہے۔

الجواب

یہ بات ضروری نہیں کہ ہر نسخہ قرآن و سنت سے ثابت ہو۔ نجدی سر درد پر پیناڈول کھاتا ہے۔ کوئی نجدی قرآن و سنت سے یہ کھانا ثابت کر سکتا ہے؟

بزرگوں کے وظائف کہاں سے ثابت ہوتے ہیں؟؟

یہ بیان کرتے ہوئے وھابی مذھب کا محدث، اور انکا مجدد مولوی نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتا ہے کہ؛

"میں (بھوپالی) کہتا ہوں کہ اس حدیث سے اس بات پر بھی استدلال باشارۃ النص ہو سکتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص نیک بخت کو اس اَمر کا الہام کرے کہ فلاں سورۃِ قرآن یا آیتِ قرآن، فلاں اَمر کے لئے نافع ہے۔ تو یہ بھی درست ہے۔"

(کتاب الدعاء والدواء (مترجم) صفحہ 60.59، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاھور)

جی تو وھابی محدث کی اس بات سے یہ واضح ہوا کہ بعض وظائف ایسے ہوتے ہیں کہ جنکے بارے بزرگوں کو الہام کیا جاتا ہے کہ فلاں کام کیلئے فلاں وظیفہ کرو۔ تو ایسے وظائف کو کرنا درست ہے اور یہ عمل حدیث سے اشارۃ النص ثابت ہے۔

اب اگر کسی نجدی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ پہلے اپنے ہی مجدد بھوپالی پر فتویٰ لگائے۔

خیال رہے کہ نجدی مولوی عبد الجبار غزنوی نے مولوی نواب صدیق حسن کے متعلق کہا کہ:

"آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو مشکل ہے کہ اب (نواب صدیق جیسی) جامع کمالات ہستی معرضِ وجود میں آئے- وہ محدث بھی تھے اور اللہ سے ہمکلامی کا شرف بھی انہیں حاصل تھا"-

(استادِ پنجاب، صفحہ 122، مطبوعہ مسلم پبلیکیشنز سوہدرہ گوجرانوالہ)

اب جب وھابیہ کے نزدیک نواب صدیق بھوپالی اللہ سے ہمکلام ہوتا تھا تو ممکن ہے کہ یہ جو نسخہ لکھا انکے نزدیک اسکا بھی اللہ کی طرف سے اسکو الہام ہوا ہو۔

وھابیہ کے مستند مولوی عبد الرشید عراقی کی مصدقہ کتاب میں مولوی کامران سوھدروی وھابی، اپنے باپ مولوی عبد المجید سوھدروی کی ایک کتاب بنام "الہامی نسخے" کی سرخی دے کر اس کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتا ہے کہ؛

"الہامی نسخے ان مجربات کا مجموعہ ہے جو مختلف بزرگوں کو مختلف اوقات میں بذریعہ الہام وکشف یا خواب میں بتائے گئے اور تجربہ پر سو فیصد مفید اور کامیاب ہوئے"۔

(حیات مولانا عبد المجید سوھدروی، صفحہ 161، مطبوعہ دار السلام تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ)

وھابیہ کے شیخ الاسلام مولوی ابراھیم میر سیالکوٹی کا شاگرد مولوی عبد المجید سوھدروی خود اپنی اسی کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتا ہے "الہامی نسخے" کتاب میں وہ نسخے میں نے جمع کیئے ہیں؛

"جو انبیاء، اولیاء، صُلحاء، اغیاث..... اور دوسرے بزرگوں کو وحی و الہام کے ذریعے اشارہ، استعارہ کے طور پر بتائی گئی ہیں۔ اس قسم کا القاء یا اشارہ بعض اوقات معمولی اشخاص کو بھی ہو جاتا ہے۔"

(حیات مولانا عبد المجید سوھدروی، صفحہ 161، دار السلام تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ)

جی تو وھابیہ نجدیہ کی ان عبارات سے چلا کہ بعض وظائف اور نسخے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جنکا کسی بزرگ کو الہام ہوا اور جب وہ نسخہ اپنایا تو شفاء ہو گئی۔

ہم بھی یہی کہتے ہیں حضور غوثِ پاک علیہ الرحمہ کے ناموں والا بغدادی نسخہ اسی قبیل سے ہے کہ کسی بزرگ نے آزمایا اور شفاء ہو گئی۔ اور ایسا وظیفہ و نسخہ بقول بھوپالی درست ہے اور حدیث سے اشارۃ النص ثابت ہے۔

نجدی امام ابنِ تیمیہ کا نام سنکر جنات بھاگ جاتے

2... دوسرے اعتراض میں نجدی نے کہا کہ؛ غوثِ پاک غیر اللہ کے نام میں شفاء کیسے ہو گئی؟ غیر اللہ کا نام پکارنا شرک ہے؟؟

نجدیہ کا محدث نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتا ہے کہ؛

"شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ کے وقت میں اگر کسی شخص مرد یا عورت پر جِن آتا اور لوگ انکو لے جاتے تو یہ فقط اس (جِن) سے جا کر یہ بات کہہ دیتے کہ تُو اسکو چھوڑ کر چلا جا ورنہ تجھ پر شرعی حکم جاری کیا جائے گا۔ وہ (جِن) اسی دم بھاگ جاتا پھر یہ نوبت پہنچی کہ جس آسیب زدہ کے

سامنے نام ان (ابنِ تیمیہ) کا لیا جاتا وہ فی الفور افاقہ میں آجاتا اور اوراسکا جن و شیطان چل دیتا۔" (کتاب الدعاء والدواء (مترجم) صفحہ 143، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاھور)

اگر نجدیہ کے امام ابنِ تیمیہ کے نام سنکر جن بھاگ سکتے ہیں۔ تو تو بتاؤ میرے غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا نام لینے سے بلائیں کیوں نہیں بھاگ سکتیں؟؟؟

اگر ابنِ تیمیہ کے نام کا وظیفہ کرنے سے تمہارے نزدیک جن بھاگ جاتا ہے تو غوثِ اعظم کے نام کا وظیفہ کرنے سے بھی بلائیں بھاگ جاتی ہیں۔

ایک عمل تم اپنے مولوی کا نام لے کر کرو تو جائز؟ اور ہم حضور غوثِ پاک کا نام لیکر کریں تو شرک شرکو بدعت اور ھندوؤں کا طریقہ؟؟؟

واہ رے نجدی تیری منافقت......!

اصحاب کہف اور انکے کتے کے نام کا وظیفہ

آلِ نجد کا مجدد مولوی نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتا ہے کہ:

" اصحابِ کہف اور انکے کتے کا نام گھر کی دیوار پر لکھے تو اس گھر میں مِرگی کے مریض کو افاقہ ہو گا مال غرق ہونے، مال کو آگ لگنے، اور عمارت منہدم ہونے اور مال چوری ہونے سے انکی برکت کی وجہ سے محفوظ رہے گا- اسی طرح الٰہی بحقِ حُرمتِ یملیخا، مکسلمینا، کشفوططا، آذر فطئیوس، کشاقطیونس، تبیونس، یوانس بوس و کلبھم قطمیر۔"

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 104، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

وھابیہ بنی اسرائیل کے اولیاء اور انکی نسبت رکھنے والے کتے کے نام کی برکت مان رہے ہیں کہ جہاں یہ نام ہونگے وہ جگہ آفات و بلیات سے محفوظ رہے گی۔

تو سوچو امتِ محمدیہ کے ولی حضرت سرکار غوثِ اعظم کے نام میں کتنی برکت ہو گی؟ جب غوثِ پاک کے نام کا وظیفہ کیا جائے تو بلائیں کیوں نہیں بھاگیں گی؟؟

تھانوی کے کھروڑے دھو کر پینے سے بخشش

دیوبندیوں کا گھریلو قطب المحدثین مولوی رشید احمد گنگوھی کہتا ہے کہ:

"اللہ پاک کی قسم مولانا تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجاتِ اُخروی کا سبب ہے"

(تذکرۃُ الرشید، جلد1، صفحہ 113، مطبوعہ ادارہ سلامیات لاھور)

اگر تیرے مولوی کے گندے کھروڑے دھو کر پینے سے تجھے قیامت کے دن نجات مل سکتی ہے تو میرے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مبارک نام لینے سے مجھے بھی بیماریوں سے نجات مل سکتی ہے. الحمدللہ...

تو پتہ چلا کہ غوثِ اعظم علیہ الرحمہ اور دیگر اولیاء کے ناموں سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔ نجدیہ کو خامخواہ

بدعت کے مروڑ اٹھتے ہیں۔ الحمدللہ رضوی فقیر نے نجدیہ کے درد کی چھکی انہی کے مستند اکابرین کی کتب سے پیش کر دی ہے۔ اور اس موضوع پر فقیر کے پاس اتنے حوالہ جات ہیں کہ ایک پورا کتابچہ لکھا جا سکتا ہے۔ تحریر پہلے بہت طویل ہو چکی ہے لہذا انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

تم پیش لفظ پر ہی رو پڑے؟
ابھی تو پوری داستاں باقی ہے۔

حضور غوثِ اعظم کی بارگاہ میں کہ؛

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

گیارہویں شریف کے منکرین

گیارہویں شریف کے منکرین اپنے بڑوں کی کتب سے اس کا ثبوت دیکھیں

مسلمانوں کا قدیم طریقہ ہے کہ گیارہ تاریخ کو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایصالِ ثواب کیلئے نیاز وفاتحہ کی جاتی ہے جسکو گیارھویں شریف کہتے ہیں- جسکا مقصد ایصالِ ثواب ہے جبکہ آلِ نجد و دیابنہ اس عمل کو بدعت اور حرام کہتے ہیں۔ تو آئیے اس عمل کا ثبوت ہم انکے گھر سے پیش کرتے ہیں-

(1) آلِ نجد کا فخر الدین رازی اور انکا مناظرِ اعظم مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے کہ:

"گیارھویں بارھویں ایصالِ ثواب کی نیت سے دُرُست ہے"

(فتاویٰ ثنائیہ،(ملخصاً) جلد2، صفحہ71، مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث لاھور)

یقین جان لے آلِ نجد کہ ہم غوثِ پاک کی گیارھویں اور حضور سیّدِ عالَم علیہ السلام کی بارھویں ایصالِ ثواب کی نیت سے کرتے ہیں-

تو تمہارے امام ثناءاللہ امرتسری کے فتویٰ کی رُو سے یہ جائز و دُرُست ٹھہری لہذا اگر اب اسکو بدعت کہو گے تو آپکے مناظرِ اعظم رگڑے جائیں گے کیونکہ انکا ایک بدعت کو جائز کہنا لازم آئے گا.. لہذا تم بھی اپنے امام کے قول کو چُپ چاپ مان لو..

(2) آلِ نجد کا امام مولوی اسماعیل دھلوی لکھتا ہے کہ:

"پس امورِ مروجہ یعنی اموات کے فاتحوں اور عرسوں اور نذر ونیاز سے اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک وشُبہ نہیں" (صراطِ مستقیم، صفحہ110، مطبوعہ اسلامی اکیڈمی اردو بازار لاھور)

وھابیہ جسکو بدعت کہے انکا امام اسکو خوبی کہے.....پس پتہ چلا کہ خوبی والی بدعت بھی ہوتی ہے...

نذر و نیاز کے علاوہ مولوی اسمٰعیل دھلوی نے بزرگانِ دین اولیاء کے عرس کو بھی خوبی والے کاموں میں شامل کیا.....

جی آلِ نجد جواب دے کہ بدعات کو خوبی والے امور کہنے والے پر کیا حکمِ شرعی ہے ؟؟

(3) دیوبندیوں کا قطب الارشاد مولوی رشید احمد گنگوھی لکھتا ہے کہ:

"ایصالِ ثواب کی نیت سے گیارھویں کو توشہ کرنا درست ہے مگر تعینِ یوم و تعینِ طعام کی بدعت اسکے ساتھ ہوتی ہے"۔

(فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العلم، صفحہ 171، مطبوعہ عالمی مجلس تحفظِ اسلام کراچی)

گنگوھی نے آگے جو لکھا کہ دن اور کھانا مقرر کرنا بدعت ہے تو اسکا جواب ہم انہی کے پیر و مُرشد کی زبانی دیتے ہیں

(4) چنانچہ حضرتِ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ جنکو اکابرینِ علماء دیوبند اپنا پیر و مُرشد مانتے ہیں وہ گیارھوں دسواں سوئم چالیسوں کا دن مقرر کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"رہا تعینِ تاریخ (یعنی گیارھویں کی تاریخ مقرر کرنا) یہ بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو تو اس وقت وہ (امر کام) یاد آجاتا ہے اور ضرور ہوتا رہتا ہے اور (دن و تاریخ مقرر) نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں کبھی خیال نہیں ہوتا اسی قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جنکی تفصیل طویل ہے محض بطورِ نمونہ تھوڑا سا بیان گیا گیا (ہے) ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے"۔

(فیصلہ ھفت مسئلہ، مسئلہ فاتحہ مروجہ، صفحہ 8، ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل کراچی)

جی جس تاریخ کو مقرر کرنا گنگوھی جی بدعت کہہ رہے ہیں اسی تاریخ کو مقرر کرنے کے فوائد و مصلحتیں گنگوھی جی کے پیر صاحب بیان فرمارہے ہیں... پیر صاحب کا یہ جملہ نہایت ہی قابلِ غور ہے کہ "کوئی بھی ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے-" جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ گنگوھی جی اور جو دیوبندی تاریخ مقرر کرنے کو بدعت کہتے ہیں وہ بقول پیر صاحب کُند ذہن و نالائق ہیں کیونکہ اگر ذہین ہوتے تو پیر صاحب کے بقول سمجھ جاتے-

(5،6) دیوبندیوں کا مجدد مولوی اشرف علی تھانوی مولانا روم علیہ الرحمہ کی تصنیف کے بارے لکھتا ہے کہ:

"جب مثنوی شریف ختم ہو گئی بعدِ ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا رُوم کی نیاز بھی کی جاوے گی گیارہ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا"۔ (امداد المشتاق، صفحہ 86، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاھور)

(شمائم امدادیہ، صفحہ 68، کتب خانہ اشرف الرشید شاہ کوٹ)

گنگوھی جی اور انکے ماننے والے یہاں بھی دیکھ لیں کہ نیاز کیلئے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے شربت کا تعین کیا جبکہ گنگوھی جی اسکو بدعت کہہ رہے ہیں تو پھر بتائیں کہ آپ کے پیر صاحب پر کیا فتویٰ لگے گا ؟؟؟

اگر مولانا روم کے ایصالِ ثواب کیلئے نیاز جائز ہے تو سیدی غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ایصالِ ثواب کیلئے بھی نیاز جائز ہے جسکو گیارھویں کا نام دیا گیا ہے

(7) اکابرینِ علمائے دیوبند کے مُرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

"گیارھویں حضرت غوثِ پاک قدس سرّہ کی، اور دسواں، بیسواں، چہلم ششماہی، سالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت بُوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ و حلوائے شبِ براءت اور دیگر طریق ایصالِ ثواب کے اسی (جائز) قاعدے پر مبنی ہیں" (فیصلہ

ھفت مسئلہ، مسئلہ فاتحہ مروجہ، صفحہ 8، ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل کراچی)

لو جی گیارھویں کو بدعت کہنے آئے تھے انکے پیر صاحب نے گیارھویں سمیت پتہ نہیں کیا کیا جائز ثابت کر دیا
ان میں سے بعض ایصالِ ثواب کے ذرائع و نام میں نے بھی پہلے بار سنے ہیں..
تو کیا فرماتی ہیں علماءِ دیوبند کہ گیارھویں کو جائز کہنے والے پر کیا حُکم ہے اور ایسے کی بیعت کرنا کیسا ؟؟؟

(8) وھابیہ کا عظیم محدث مولوی وحید الزمان حیدر آبادی لکھتا ہے :

"ولایجوز الانکار علی امور مختلفة فیھا بین العلماء....کالفاتحة المرسومة"
یعنی وہ کام جو علماء میں مختَلَف فیہ ہوں انکا انکار جائز نہیں جیسے مروجہ ایصالِ ثواب "
(ھدیة المھدی (عربی) الجزُ الاول، صفحہ 118، در مطبع میور پریس دھلی)

اگر مجھے مستورات کے پڑھنے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں آگے بھی عبارت نقل کرتا اور بتاتا کہ آگے وھابی مولوی نے کیا گُل کھلایا ہے۔ بے شرمی کی انتہا کر دی..... لہذا وھابیہ سمجھ گئے ہونگے کہ میرا اشارہ کس طرف ہے کیونکہ انکے محدث کی جو کتاب ہے۔ تو وھابیہ نے ضرور پڑھی ہوگی۔
بہر کیف ہماری دلیل ایصالِ ثواب کی تھی سو دے دی...... اب ذرا اسکو بدعت کہنے والے بتائیں کہ وحید الزماں پر کیا حکمِ شرعی ہے ؟؟؟

(9) وھابیہ کے مولوی عبد الجبار غزنوی نے کہا کہ نواب بھوپالی ایسے محدث تھے جنکو اللہ اے ہمکلامی کا شرف حاصل تھا (استادِ پنجاب صفحہ 122 مسلم پبلیکیشنز گوجرانوالہ)

اب وھابیہ کے یہی کلیم اللہ غوثِ پاک کے ختم کے متعلق لکھتے ہیں کہ:
"دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے " اللھم صل علی معدن الجود والکرم و علی آله محمد وبارك وسلم " پھر شیرنی پر فاتحہ شیخ جیلانی رضی اللہ عنہ پڑھ کر تقسیم کر دے"۔
(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 153، نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاھور)

نجدیو...دیکھ لو تمہارا کلیم اللہ ختمِ غوثیہ کا کیا طریقہ بتا رہا ہے..... کیا یہ طریقہ قرآن و سنت سے ثابت ہے ؟؟؟
کیا اسکو بھی بدعتی کہو گے ؟؟؟

الحمدللہ فقیر نے کافی شافی دلائل غوثِ پاک علیہ الرحمہ کی گیارھوں کے آلِ نجد کے جید اکابرین علماء کی کتب سے پیش کر دیئے ہیں اگر اب بھی آلِ نجد میں نہ مانو کی گردان دھرائیں تو انکو چاہیئے کہ مذکورہ اپنے اکابرین پر بدعتی اور جہنمی ہونے کا فتویٰ صادر کریں یا پھر گیارھویں پہ بھوکنا چھوڑ دیں.......

وہ قصّے اور ہونگے جنہیں سُن کر نیند آتی ہے
تڑپ اُٹھو گے کانپ جاؤ گے سُن کر داستاں اپنی

اللہ تعالیٰ انکو عقلِ سلیم عطا فرمائے.....آمین

تو میں تجھے قتل کر دیتا

اگر تُو نے حضور ﷺ کو دیکھا ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا

امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کتاب الآثار میں روایت کرتے ہیں:

حدثنا یوسف عن أبیه عن أبی حنیفة أن رجلا اتی علیا رضی الله عنه قال : مارأیت أحدا خیرا منك ، فقال له : هل رأیت النبی صلی الله علیه وسلم قال : لا ، قال : فهل : رأیت أبا بکر و عمر رضی الله عنهما ؟ قال : لا ، قال : لو اخبرتنی

أنك رأیت النبی صلی الله علیه وسلم ضربت عنقك ، ولو أخبرتنی انك رایت ابا بکر وعمر لأوجعتك عقوبة

"یعنی: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ: ایک آدمی سیدنا علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے آپ سے بہتر کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا: کیا تم نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں ۔ فرمایا: اگر تم کہتے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے تو میں تمہیں قتل کر دیتا، اور اگر تم کہتے کہ میں نے ابوبکر اور عمر کو دیکھا ہے تو میں تمہیں کوڑے مارتا۔"

(کتاب الآثار، صفحہ 207، رقم: 924، مطبوعہ الرحیم اکیڈمی اعظم نگر لیاقت آباد کراچی)

جو رافضی مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیگر نبیوں سے افضل مانتے ہیں یقیناً اگر مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایسا کرتے تو شیرِ خدا انکو چُن چُن کر قتل کرتے۔

اور جو تفضیلی مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل کہتے ہیں اگر یہ کام مولا علی شیرِ خدا کے سامنے کرتے تو آپ ان تفضیلی رافضیوں کو بچھا بچھا کر مارتے۔

دوسرے لفظوں میں کہہ سکتے ہیں کہ صدیق و عمر کے گستاخوں کو مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی مار لگی ہوئی ہے۔ جو انکے چہروں سے ہی واضح ہے۔

الحمدللہ ! مسلکِ اھلسنت مسلکِ اعتدال ہے جو ہر کسی کو اسکے مقام کی ترتیب سے مانتا ہے۔

اللہ کریم صحابہ کرام و اھلبیت کی محبت نصیب فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین ﷺ

جو حضرت ابوبکر کو صدیق نہ مانے

جو حضرت ابوبکر کو صدیق نہ مانے وہ دنیاء اور آخرت میں مردود القول ہے

شیعہ کے مجتہد عالم ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن ابوالفتح الاربلی نے روایت کیا:

عن عروۃ بن عبداللہ قال: سألت ابا جعفر محمد بن علی علیہما السلام عن حلیۃ السیوف فقال: لا بأس بہ، قد حلی ابوبکر الصدیق سیفہ، قلت: فتقول: الصدیق؟ قال: فوثب و ثبۃ و استقبل القبلۃ و قال: نعم الصدیق، نعم الصدیق، نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ لہ قولا فی الدنیا و لا فی الآخرۃ.»

یعنی:: "عروہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے امام ابوجعفر محمد بن علی سے تلوار کے دستے پر چاندی چڑھانے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی تلوار کے قبضہ میں چاندی چڑھا رکھی تھی۔ میں نے کہا آپ انہیں صدیق کہہ رہے ہیں؟ وہ تیزی سے اٹھے اور اپنا رُخ قبلہ کی طرف کر کے فرمانے لگے ہاں میں انہیں صدیق کہتا ہوں اور جو انہیں صدیق نہیں کہتا اللہ عزوجل اسکی کسی بات کو دنیا آخرت میں سچا نہ کرے۔"

(کشف الغمۃ فی معرفۃ الآئمۃ، جلد2، صفحہ360، مطبوعہ دار الاضواء بیروت)

اب اہلِ بیت کے فرد جلیل اور بارہ اماموں میں سے عظیم امام باقر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرما رہے ہیں کہ حضرت ابوبکر، صدیق (بہت بڑے سچ بولنے) ہیں۔

اور جو انکو صدیق نہ مانے وہ دنیا اور آخرت میں مردود القول ہے۔

تو پتہ چلا کہ باغِ فدک کا جو آپ نے فیصلہ کیا تھا وہ صِدق پر مبنی تھا۔ اگر شیعہ اب بھی باغِ فدک کے فیصلے کو غیرِ صدق کہے تو اپنی ہی معتبر کتاب کی روشنی میں امام باقر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فرمان کے مطابق دنیا و آخرت میں قول مردود القول ہوگا۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فعل حجت ہے۔ لہذا حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے باغِ فدک کا جو فیصلہ کیا وہ بھی حجت ٹھہرا۔

لہذا عافیت اسی میں ہی ہے کہ حضرت ابوبکر، کو صدیق مان لو اور تبرّا کرنا چھوڑ دو۔

یہ بھی پتہ چلا کہ صحابہ کرام و اھلبیت کے مابین حد درجے کی محبت تھی تبھی تو حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہم کے قول کو حجت مان کر جواز کا فتوی دیا جا رہا ہے۔

یعنی اھلبیت نے فعلِ صدیق پر فتویٰ دیا۔

دشمنوں کے فعل کو حجت نہیں مانا جاتا۔ حجت مان کر اپنانا اس بات کی دلیل ہے کہ بہت گہری محبت تھی۔

بابرکت عورت

حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"مِنْ بَرَكَةِ الْمَرْأَةِ تَبْكِيرُهَا بِالْأُنْثَى ، أَمَا سَمِعْتَ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: {يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ} (الشورى:۴۹) ،فَبَدَأَ بِالْإِنَاثِ قَبْلَ الذُّكُورِ"

یعنی؛عورت کی برکت میں سے ہے کہ اس سے پہلی اولاد بیٹی ہو،کیا آپ نے نہیں سنا کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ فرماتا ہے {(اللہ ہی جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے)} تو اللہ نے اولاد عطا کرنے کے بیان کی ابتداء بیٹیوں سے نہ کہ بیٹوں سے۔"

(ابنِ عساکر، جلد47، العلا بن کثیر ابو سعید، صفحہ225، مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان)

الحمد للہ ! اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ نے مجھے بیٹی عطا فرمائی اور سیدی امیرِ اھلسنت نے بیٹی کا نام ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی نسبت سے "عائشہ عطاریہ" رکھا۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ، ن یک، عالمہ، فاضلہ، مبلغہ بنائے اور نصیب روشن فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

صدیق اکبر کی عبادتِ عشق

حضرت صدیقہء کائنات، ام المؤمنین، امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا روایت کرتی ہیں:

"وکان ابوبکر یکثر النظر الی وجه علی فسئلته عائشة، فقال: سمعتُ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم "النظر الی وجه علی عبادہ" حدیث حسن"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے چہرے کی طرف کثرت سے دیکھا کرتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے ان سے اسکی وجہ پوچھی، تو حضرت صدیقِ اکبر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ علی کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے"۔ یہ حدیث حسن ہے

(الصواعق المحرقة فی ردّ علی اھل البدع والزندقه، صفحه 348، مطبوعه مکتبة الحقیقة استنبول ترکی)

سبحان اللہ.....!! صحابہ کرام علیہم الرضوان کے آپس میں کیا محبت بھرے انداز ہوا کرتے تھے۔

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت مولا علی شیرِ خدا سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ اسی وجہ سے آپکے چہرے کا دیدار کرتے رہتے۔ اگر آپس میں بغض ہوتا تو کبھی بھی ایسا ردِّ عمل نہ کرتے کیونکہ دشمن کے چہرہ کو ثواب سمجھ کر نہیں دیکھا جاتا۔ حضرت صدیق کا مولا علی کے چہرے کو عبادت کی نیت سے دیکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ صدیقِ اکبر اہلبیت سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔

چہرہء مرتضٰی وجہِ حَسَنات ہے
عاشقوں کی عبادت پہ لاکھوں سلام

بعد از انبیاء بزرگ تُوئی قصہ مختصر

امام ابوبکر احمد بن الحسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

لَوْ وُزِنَ إِيمانُ أَبِيْ بَكْرٍ بِإِيْمَانِ أَهْلِ الأَرضِ؛ لَرَجَحَ

یعنی: اگر ابوبکر کے ایمان کو اہلِ زمین کے ایمان کیساتھ تولہ جائے تو ابوبکر کا ایمان بھاری نکلے۔

(شعب الایمان، باب القول فی زیادة الایمان.... صفحه 69، حدیث:36، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت لبنان) مَوْقُوفاً عَلٰی عُمَرَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ

خیال رہے کہ ایک روایت میں "العٰلمین" کا لفظ آیا ہے۔ کہ اگر ابوبکر کے ایمان کو عالمین کے ایمان سے وزن کیا جائے تو بھاری نکلے۔ (ابنِ عدی:1012)

یعنی انبیاء اور رُسُل کے بعد عالمین میں سب سے بھاری ایمان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ہے۔

بعد از انبیاء بزرگ توئی قصہ مختصر

☆اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں، ترمذی نے نوادرالاصول میں، اسحاق بن راھویہ نے اپنی مسند میں اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فضائل الصحابہ میں ذکر کیا ہے۔

لوگ اس کے ایمان پر شک کرتے ہیں جنکا ایمان ہی پوری زمین والوں سے بھاری ہے۔ کیا خوب کہا ہے

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیقِ اکبر کا
ہے یار غار، محبوبِ خدا صدیقِ اکبر کا

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا گستاخ سور بن گیا

امام عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"امام مستغفری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نیک و سعید شخص سے روایت کی کہ کوفہ میں ایک شخص تھا جو سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کو بُرا کہتا تھا، وہ ہمارے ساتھ سفر کو ہو لیا، ہم نے اسکو ہر چند (بار بار) سمجھایا مگر اس نے سُنی اَن سُنی کر دی، آخر ہم نے اسے کہہ دیا ہم سے دور ہو جاؤ، وہ ہم جُدا ہو گیا، جب ہم واپس آنے لگے تو ہم نے اسکے نوکر سے کہا کہ اپنے آقا کو کہو ہمارے پاس آئے، اس نے کہا کہ میرے آقا کیساتھ ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آگیا ہے، اس کے دو ہاتھ سور (خنزیر) کے ہاتھوں جیسے ہو گئے، ہم اسکے پاس گئے تو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی، اس نے کہا کہ میرے ساتھ ایک عظیم حادثہ پیش آگیا ہے، اس نے اپنے ہاتھ اپنی قمیض کی آستین سے نکالے تو وہ سور کے ہو چکے تھے، اور ہمارے ساتھ ہو لیا، چلتے چلتے ہم ایسی جگہ پہنچے جہاں سوروں کا ریوڑ تھا، """"وہ گھوڑے سے اُترا اور سُور بن کر سُوروں سے جا مِلا"""" اسکے بعد ہم اسے پہچان نہ سکے، اسکا مال و متاع اور غلام کوفہ میں لایا گیا۔"

(شواھد النبوۃ، صفحہ 269، مطبوعہ مکتبہ نبویّہ گنج بخش روڈ لاھور)

اللہ کریم کی یہ قدرت کاملہ ہے کہ کبھی کبھی وہ اپنے پیاروں کے گستاخ اور بے ادبوں کو دنیا میں سزا دے کر دوسروں کیلئے عبرت کا نشان بنا دیتا ہے تاکہ اسکے انجام کی طرف دیکھ کر درسِ عبرت حاصل ہو اور گستاخیاں کرنے والے توبہ کر کے باز آجائیں۔

لیکن اگر پھر بھی کوئی اللہ کے پیاروں خصوصًا حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بغض رکھتا ہے تو اللہ کی پکڑ میں آجاتا ہے۔

یا تو رب اسکو دنیا میں عبرت کا نشان بنا دیتا یا پھر ڈھیل و مہلت دے کر اسکے انجام کو آخرت کیلئے چھوڑ دیتا ہے۔

لہذا شاتم باز رافضی اور رافضی نواز جو مسلسل تاجدارِ صداقت پر بھونک رہے ہیں۔ انکو ہوش کے ناخن لینے چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ انکو بندر اور خنزیر بنا دے۔

لہذا حکومتی اداروں کو بھی ہوش کے ناخن لیتے ہوئے فوراً ایسے لوگوں کے خلاف کاروائی کرنی چاہئے۔ تاکہ ملک میں اَمن و سلامتی کی فضاء قائم رہے۔

لفظ خواجہ پر اعتراض کا جواب

نجدی مولوی معراج ربانی، حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کے بارے بکواس کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

”خواجہ کا مطلب ہیجڑا ہوتا ہے اور یہ "فیروز اللغات "ڈکشنری میں لکھا ہے“

لہذا اجمیر شریف کا غریب نواز اور وہاں پر جانے والے سب ہیجڑے ہیں۔

(العیاذباالله تعالیٰ)

الجواب:: مکھی، پاک اور طیب چیزوں کو چھوڑ کر ہمیشہ گند پر ہی بیٹھنا زیادہ پسند کرتی ہے اسی طرح وھابیہ بھی اولیاء پر بکواس کرنے کیلئے اچھے معنوں کو چھوڑ کر برے معنے ہی پکڑتے ہیں۔

بعض الفاظ کے کئی معنے ہوتے ہیں لیکن ہر جگہ الگ الگ استعمال ہوتے ہیں۔

وہی "فیروز اللغات "جس کا حوالہ معراج ربانی وھابی نے دیا اس سے خواجہ کے معنے ملاحظہ ہو:

”خواجہ: خداوند، صاحب، آقا، توران (علاقہ) میں سادات کا لقب، کشمیریوں کا لقب، ہیجڑا، مخنث“ (فیروز اللغات، صفحہ 597، مطبوعہ فیروز سنز لاھور)

جی تو پتہ چلا کہ خواجہ کا معنی خداوند بھی ہے، آقا بھی ہے، اور توران کے علاقہ میں یہ سادات کرام کو بھی کہا جاتا ہے، اور یہ کشمیریوں کا لقب بھی ہے، تو سب اچھے معنوں کو چھوڑ کر آخر والا معنی ہیجڑا مراد لیکر حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو ہیجڑا کہہ دیا۔

یہ جہالت اور منافقت کی انتہا ہے۔

ہم جو معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو خواجہ غریب نواز کہتے ہیں وہ آقا کے معنوں میں ہیں جسکا مطلب ہے کہ ”غریبوں کو نوازنے والے آقا“

لہذا اچھے معنوں کو چھوڑ کر برے معنی مراد لینا یہ مشرکین یہودیوں کا شیوہ تھا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ جب صحابہ کرام کو دین سیکھاتے اور مجمع میں کلام فرماتے جب کسی بات کی سمجھ نہ آتی تو صحابہ عرض کرتے ”راعنا“ (یعنی یارسول اللہ ﷺ ہماری رعایت کیجئے) مطلب کہ بات دوبارہ سمجھا دیجئے۔

لیکن اسی کو لفظ یہود برے معنی میں استعمال کرتے یعنی معنی کرتے ”ہمارا چرواہا“ تو اللہ نے انکی مذمت فرماتے ہوئے منع کر دیا۔

(قرطبی، البقرۃ، تحت الآیۃ: 104، جلد 1، صفحہ 44، 45 الجزء الثانی، مطبوعہ بیروت)

(تفسیر کبیر، البقرۃ، تحت الآیۃ: 104، جلد 1، صفحہ 634، مطبوعہ بیروت) (تفسیر عزیزی (مترجم) ⑨⑥⑥/②، ملتقطاً)

لہذا اچھے معنی والے لفظ کو توڑ مروڑ کر برے معنی کی طرف لیکر جانا یہ یہودیوں کا طریقہ ہے جس پر نجدی پشت در پشت گامزن ہیں۔

میری جان گھر کی خبر لو

آیئے اب لفظ خواجہ کا استعمال وھابیہ کے گھر سے پیش کرتے ہیں۔ اگر خواجہ کا معنی فقط ہیجڑا ہی ہے اور انہی معنوں میں بولا جاتا ہے تو نجدی تجدیدِ ایمان کرے

(1).. نجدیہ کا محقق مولوی حکیم صادق سیالکوٹی رسول اللہ ﷺ کو لقب دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"جب خواجہء محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر سے سے اٹھیں گے انکے بعد آناً فاناً خدا تمام مردے زندہ کردے گا"۔

(ساقیٔ کوثر، صفحہ37، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاھور)

نجدیو...!! جن معنوں تمہارے گندے ذہن والے محقق معراج ربانی نے "لفظِ خواجہ" کو خاص کر دیا۔ ان معنوں کے مطابق دیکھ لو بات کہاں تک جا پہنچی۔ اولیاء کے دشمنوں توبہ و تجدیدِ ایمان کرو۔

(2).. وھابیہ کا یہی محقق حکیم صادق سیالکوٹی دوسری جگہ لکھتا ہے کہ:

"امتِ محمدیہ خواجہء محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوَاء الحمد کے نیچے سکون پائیں گے"

(ساقیٔ کوثر، صفحہ37، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاھور)

(3)... اسی نجدی نے مزید لکھا: "پھر کتنی خیرِ کثیر ملی؟ خواجہء محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو؟"

(ساقیٔ کوثر، صفحہ40، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاھور)

نجدیو....!! اب بھی اگر خواجہ کے معنی فقط ہیجڑے ہی کرو گے تو اپنے ایمانوں کی خیر مناؤ۔

(4) وھابیہ کے شیخ اسمٰعیل سلفی کی مصدقہ کتاب میں مولوی حسن علی جامعی وھابی لکھتا ہے:

"سرورِ دوعالَم خواجہ کونین حضرت محمد مصطفٰی علیہ الصلوات والسّلام"

(تعلیماتِ مجددیہ، صفحہ488، مطبوعہ ادارہ اشاعۃ التوحید والسنۃ، شرقپور لاھور)

جی اب لفظِ "خواجہ" کو ایک ہی معنی میں محصور کر کے دیکھاؤ، اور پھر ایمان کی خبر بھی لے لینا۔

اولیاء کیلئے وھابیہ کے گھر سے لفظِ خواجہ کا ثبوت

(5)... وھابیہ کا شیخ الاسلام مولوی ابراھیم میر سیالکوٹی لکھتا ہے:

"حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرشدِ کامل خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ" (سراجاً منیراً، صفحہ37،48، مطبوعہ فاران اکیڈمی اردو بازار لاھور)

(6).. وھابیہ کا محقق ارشاد الحق اثری لکھتا ہے کہ:

"حضرت پیر صوفی خواجہ غلام فرید"

(پاک وھند میں علمائے اھلحدیث کی خدماتِ حدیث، صفحہ30، ناشر ادارۃ العلوم الاثریہ منٹگمری بازار فیصل آباد)

(7)... وھابیہ گھریلو مجتہد العصر مولوی عبد اللہ روپڑی اولیاء کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: "خواجہ نظام الدین اولیاء"

(فتاویٰ اھلحدیث، جلد1، صفحہ53، مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ ڈی بلاک سرگودھا)

(8)..وھابیہ کے شیخ اسماعیل سلفی کی مصدقہ کتاب میں مولوی حسن علی جامعی وھابی لکھتا ہے:"خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ پہنچے تو خواب میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اجمیر جاؤ۔ اللہ کے دین کا جھنڈا صنم کدہ میں گاڑو"

(تعلیماتِ مجددیہ، صفحہ 357، مطبوعہ ادارہ اشاعۃ التوحید والسنۃ، شرقپور لاھور)

(9)...وھابیہ کا مولوی عبد المجید سوھدروی لکھتا ہے کہ:

"سرزمینِ ھند میں بھی مؤحّدین، اولیاء، قطب، ابدال، علماء، تشریف لاتے رہے چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، صابری کلیری، فریدالدین گنج شکر، خواجہ علی ہجویری المعروف گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ شرک و بدعت کے استیصال اور کفر و الحاد کی تردید ہی کیلئے پیدا ہوئے"۔(سیرتِ ثنائی، صفحہ 79، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاھور)

(10)....وھابیہ کا مناظرِ اعظم مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے کہ:

"آئمہ بزرگانِ دین میں سے خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ"

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد 1، صفحہ 485، مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث، حافظ پلازہ مچھلی منڈی لاھور)

(11)...وھابیہ کا محدث نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتا ہے کہ:

"ختمِ خواجگان (خواجہ کی جمع): یہ ختم جس نیت و قصد سے پڑھا جاتا ہے وہی مقصد حاصل ہوتا ہے"-(کتاب الدعاء والدعاء، صفحہ 61، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاھور)

گیارھویں والے مرشدِ پاک غوثِ اعظم علیہ الرحمہ کی نسبت سے فقط گیارہ حوالوں پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

یہ قصہء مختصر ناتمام ہے

جو کچھ بیاں ہوا، آغازِ باب ہے

لفظِ خواجہ کا معنی فقط ہیجڑا کر کے خواجہ غریب نواز پر بکواس کرنے والے مولوی معراج ربانی اور اسکے چیلے جواب دیں کہ اگر لفظِ خواجہ کو ایک ہی معنی میں خاص کرو گے تو بتاؤ رسول اللہ ﷺ کو خواجہء محشر کہنے والا تمہارا مولوی صادق سیالکوٹی مرتد ہوا کہ نہیں؟؟ اور رسول اللہ ﷺ کو خواجہ کونین کہنے والا تمہارا حسن جامعی اور شیخ اسماعیل سلفی مرتد ہوا کہ نہیں؟؟

تو پتہ چلا کہ خواجہ کا لفظ فقط ہیجڑا نہیں ہے بلکہ خواجہ کا مطلب آقا بھی ہے تو انہی معنوں میں ہم یہ لفظ حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو بولتے ہیں۔ اور پھر اسکے ساتھ دیگر اولیاء کیلئے بھی لفظ خواجہ ہم نے معترض کے گھر سے پیش کر دیا۔

یہ بھی خیال رہے کہ لغت میں ایک لفظ کے کئی کئی معنی ہوتے ہیں جو کہ موقع محل کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ استعمال ہوتے ہیں...

نجدی نے کہا کہ خواجہ کا معنٰی فقط "ہیجڑا" ... تو آئیے ایک مختصر سا "رضوی اور نجدی کے مابین" مکالمہ ملاحظہ ہو کہ الفاظ کے ہیر پھر سے بات کہاں تک چلی جاتی ہے

نجدی:: خواجہ کا مطلب ہیجڑا ہے ہیجڑے کو خواجہ کہتے ہیں۔

رضوی: اچھا چلو یہ بتاؤ کہ "مسجدُ الحرام" کا کیا معنٰی ہے؟؟؟

نجدی:: مسجد (مطلب مسجد) الحرام (مطلب عزت والی) "مسجدُ الحرام" کا مطلب ہوا عزت والی مسجد

رضوی:: چلو آپ نے کہا کہ "الحرام" کا مطلب "عزت" و شرف ہے

تو اب اسی کے پیشِ نظر رضوی کہتا کہ تمام نجدی "وَلَدُ الحرام" ہیں "وَلَد" مطلب لڑکا حرام مطلب "عزت والا"

کیونکہ تم نے خود خود ہی "الحرام" کا مطلب "عزت والا کہا ہے...

نجدی:: استغفر اللہ......! رضوی "وَلَدُ الحرام" کا معنی عزت والا لڑکا نہیں بلکہ "حرام زادہ" ہے۔ کیونکہ جب یہ مسجد کیساتھ "حرام" کا لفظ بولا جائے تو مطلب عزت و شرف ہے اور جب "وَلَدُ الحرام" بولا جائے تو مطلب زنا کی پیداوار ہے۔ یعنی حرامی ہوتا ہے

اگرچہ لفظ ایک ہے لیکن اسکے معنے دو ہیں۔

رضوی:: یہی تو میں سمجھانا چاہتا تھا کہ "خواجہ" کا لفظ اگرچہ ایک ہے لیکن اسکے معنی کئی ہیں۔

کیونکہ خواجہ کا معنی آقا بھی ہے لہذا ہم انہی معنوں میں اولیاء کیساتھ یہ لفظ لگاتے ہیں۔

لہذا نجدیوں کو اگر اب بھی ٹھنڈ نہ پڑے تو نجدیہ کے ایک محقق کا نام "خواجہ محمد قاسم" ہے جو کہ نجدی محدث حافظ محمد گوندلوی کا شاگرد ہے۔ اس خواجہ محمد قاسم نے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہورِ زمانہ کتاب "جآء الحق بجواب معرکہ حق و باطل" لکھ کر جواب دینے کی ناکام کوشش بھی کی۔

(مقالاتِ خواجہ محمد قاسم، صفحہ1، مکتبۃ الحرمین 199بی ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ)

جی اگر خواجہ کا معنی فقط ہیجڑا ہے تو بتاؤ تمہارا مولوی خواجہ قاسم بھی ہیجڑا تھا؟؟؟

اگر ہیجڑا تھا تو جو اسکی اولاد ہوئی وہ کہاں سے آئی؟؟؟

ماھوجوابکم فھوجوابنا.......!!

میں گدائے خواجہ چشت ہوں

مجھے اس گدائی پہ ناز ہے

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ نجدیوں کو ھدایت عطا فرمائے۔ آمین

درمیان کیوں گھستا ہے

سات لاکھ احادیث کے حافظ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے شاگرد، امام مسلم علیہ الرحمہ کے استادِ محترم، محدث امام ابو زرعہ رازی بیان فرماتے ہیں:

عن ابی زرعة الرازی انّ رجلاً جآءہ فقال له: انی ابغض معاویة ، فقال له لِمَ؟ قال لِاَنّه قاتل علیّاً، فقال له ابو زرعة: اِنّ ربّ معاویة ربّ رحیم، و خصم معاویة خصم کریم، فایش دخولك انت بینهما۔

یعنی:: ابو زرعہ رازی کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے کہا کہ میں معاویہ سے بغض رکھتا ہوں، ابوزرعہ نے کہا کیوں؟ تو اس شخص نے کہا: اس لئے کہ معاویہ نے علی سے جنگ کی۔ تو ابو زرعہ نے اسے کہا کہ معاویہ کا ربّ، ربِّ رحیم ہے۔ اور معاویہ کا مدِ مقابل (علی) کریم ہے۔ تُو ان دونوں کے درمیان کیوں گھستا ہے۔

(المصنّف لابن ابی شیبہ، کتاب الجمل، جلد 21، صفحہ 408، مؤسسة علوم القرآن بیروت)

تو پتہ چلا کہ بزرگوں کا یہ یہی درس رہا ہے کہ معاویہ کا رب رحیم ہے یعنی اللہ نے معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر رحم فرمایا۔ اور معاف کر دیا۔

اور معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مدِ مقابل مولاعلی شیرِ خدا رضی اللہ تعالٰی عنہ "کریم" ہے۔لہٰذا حضرت علی نے اپنی شانِ کریمی کے صدقے کرم فرما کر معاف کر دیا۔

اب اللہ نے بھی معاف کر دیا دیا اور مولاعلی شیرِ خدا رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بھی معاف کر دیا۔

مگر رافضی و نیم رافضی عجیب مخلوق ہے پھر بھی انکے معاملہ کے درمیان گھستی ہے۔

جب رب و علی نے معاف کر دیا تو تم کیوں ان دونوں کے درمیان دخل اندازی کرتے ہو؟؟

جس مولاعلی کی وجہ سے تم حضرت امیرِ معاویہ سے دشمنی رکھتے ہو۔ جب اس نے معاف کر دیا پھر تمہیں دشمنی باقی رکھنے کا کیا حق ہے؟؟

اسکا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ مولاعلی نے معاف کر کے غلط فیصلہ کیا۔

لہٰذا رافضی امیرِ معاویہ سے بھی بغض رکھتا ہے۔ اور دوسری طرف حضرت علی شیرِ خدا کا فیصلہ بھی نہیں مانتا۔ تو یہ نہ اِدھر کا رہا۔ نہ اُدھر کا۔ سادہ لفظوں میں جسے کہتے ہیں کہ؛

دھوبی کا کتا، نہ گھر کا نہ گھاٹ کا

کیا حضرت امیر معاویہ کی شان میں کوئی صحیح حدیث نہیں؟

رافضی اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"حافظ ابنِ حجر عسقلانی صحیح بخاری کی شرح کی کتاب جلد 14 صفحہ 504 پر لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان کے فضائل میں کچھ بیان نہیں اسی لئے امام بخاری نے اپنی صحیح میں "باب ذکر معاویہ" کا نام دیا ہے اور مناقب نہیں دیا اسی طرح حضرت معاویہ کی فضیلت میں بہت سی جھوٹی حدیثیں گھڑی گئیں ہیں مگر سند کے اعتبار سے ایک بھی صحیح نہیں جس سے معاویہ کی فضیلت بیان ہوتی ہو!۔"

الجواب

پہلے نمبر پر ہم امام ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کی پوری عبارت نقل کرتے ہیں

امام ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمہ تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ھیں کہ:

''تَنْبِيهٌ:: عَبَّرَ الْبُخَارِيُّ فِي هَذِهِ التَّرْجَمَةِ بِقَوْلِهِ ذِكْرُ وَلَمْ يَقُلْ فَضِيلَة وَلَا منقبة لكَون الْفَضِيلَة لاتؤخذ من حَدِيث الْبَاب لَان ظَاهر شَهَادَة بن عَبَّاسٍ لَهُ بِالْفِقْهِ وَالصُّحْبَةِ دَالَّةٌ عَلَى الْفَضْلِ الْكَثِير''

''تنبیہ: امام بخاری نے یہاں "باب" میں منقبت اور فضل (فضیلت) کے لفظ کی بجائے "ذکر" کا لفظ استعمال کیا ہے کیونکہ فضیلتِ حدیث باب سے نہیں لی جاتی اور کیونکہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سیدنا معاویہ کے بارے میں فقیہ اور صحابی ہونے کی گواہی بہت سی فضیلتوں پر دلالت کرتی ہے۔''

(فتح الباری، کتاب فضائل الصحابة، جلد7 صفحه 104 مطبوعه المکتبة السلفية)

"دَالَّةٌ عَلَى الْفَضْلِ الْكَثِير" (حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی گواہی امیر معاویہ کی بہت سی فضیلتوں پر دلالت کرتی ہے) یہ الفاظ رافضی شِیرِ مادر سمجھ کر ہڑپ کر گیا۔

اگر باب میں "مناقب" کی بجائے ذکر کو لفظ استعمال کر دیا تو کیا ہوا۔؟؟

امام ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ فضیلتِ حدیث باب سے نہیں لی جاتی۔

نیز حافظ امام ابن حجر علیہ الرحمہ نے اسحاق بن راھویہ کے حوالے سے یہ بھی فرمایا کہ:

'' عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاهْوَيْهِ أَنَّهُ قَالَ لَمْ يَصِحَّ فِي فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ شَيْءٌ فَهَذِهِ النُّكْتَةُ فِي عُدُولِ الْبُخَارِيِّ عَنِ التَّصْرِيحِ بِلَفْظِ مَنْقَبَةٍ اعْتِمَادًا عَلَى قَوْلِ شَيْخِهِ''

''کہ امام بخاری نے شاید اس لئے بھی فضیلت کا لفظ ذکر نہیں فرمایا کیونکہ امام اسحٰق بن راھویہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ سیدنا معاویہ کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں اور امام بخاری نے بھی اپنے شیخ کے اسی قول پر اعتماد کیا ہے۔''

(فتح الباری، کتاب فضائل الصحابة، جلد7 صفحه 104 مطبوعه المکتبة السلفية)

امام ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے جو اسحاق بن راھویہ کا قول بیان کیا ہے تو

امام اسحٰق بن راھویہ کے اس قول کے ثابت ہونے میں بھی نظر ہے کیونکہ اسکی سند کے بنیادی راوی جو امام اسحٰق سے یہ بات نقل کر رہا ہے، یعقوب بن یوسف بن معقل بن سنان اسکی توثیق کسی نے نہیں کی باوجود اسکے کہ اسکا ترجمہ بعض ائمہ نے لکھا ہے لیکن کوئی دلیل و توثیق نہیں کی۔ دیکھیئے۔(تاریخ دمشق ت: 10148، تاریخ بغدادت: 7534 بیروت)

حالانکہ اس راوی کے بیٹے بہت بڑے محدث گزرے ہیں جنکا نام ابو العباس محمد بن یعقوب بن یوسف بن معقل الاصم تھا اور انکے ترجمہ میں انکے والد کا ذکر بھی کیا گیا ہے کہ وہ انکے کئی رحلات میں انکے ساتھ تھے۔

(دیکھیئے السیر 15۔453، التقیید لمعرفة رواة السنن والمسانید 1۔123 بیروت)

اسکے باوجود بھی انکے متعلق کلمہ توثیق نا ملنا مزید تشویش میں ڈال دیتا ہے۔ بالفرض محدثین نے جو کچھ ان کے بارے میں لکھا ہے اسکا اعتبار کر کے اگر اسکو توثیق بھی شمار کر لیا جائے تو یہ اسحٰق بن راھویہ کا اپنا اجتہاد سمجھا جائے گا، کیونکہ علی الاطلاق یہ بات کہنا درست نہیں ہے،

اس کے بعد امام ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

"لَكِنْ بدقيق نظره استنبط مَا يدْفع بِهِ رُؤُوس الرَّوَافِضِ"

لیکن امام بخاری نے اپنی دقتِ نظری سے ایسا استنباط کیا ہے جس رافضیوں کے سر ہی اُڑ جاتے ہے۔

(فتح الباری، کتاب فضائل الصحابة، جلد7 صفحہ 104 مطبوعہ المکتبة السلفیة)

امام ابنِ حجر علیہ الرحمہ نے بلکل ٹھیک کہا کیونکہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے یہاں "باب ذکر معاویہ" کے تحت بخاری میں حضرت ابنِ عباس کی یہ حدیث نقل کی:

"قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: "هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ، قَالَ: إِنَّهُ فَقِيهٌ""

"حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں، انہوں نے وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی ہے؟
انہوں نے کہا کہ وہ خود فقیہ ہیں۔"

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب ذکر معاویہ، حدیث:3765، جلد2 صفحہ 505، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت)

حبر الامة حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت معاویہ رضی عنہ کو امیر المؤمنین کہا گیا۔
حضرت ابنِ عباس نے منع نہیں کیا بلکہ جواب میں کہا کہ وہ "فقیہ" مجتہد ہیں۔
بتاؤ اور شان کیا ہوگی اصحاب النبی علیہ السلام کی؟؟

اور امام بخاری نے یہ حدیث لا کر قیامت تک کے روافض کے منہ پر کالک مل دی کہ تم ان پر اعتراض نہ کرو وہ فقیہ ہیں اور جب فقیہ خطاء بھی کرے تو اجتہادی ہوتی ہے۔

نوٹ:: مذکورہ حدیث امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قوی دلیل ہے کہ وتر ایک رکعت نہیں بلکہ تین رکعات ہیں کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عام صحابہ تین رکعات وتر پڑھتے تھے ورنہ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک رکعت پڑھنے پر تعجب نہ ہوتا یہ تعجب ہماری دلیل ہے۔

صحیح حدیث نہ ہونے سے کیا مراد ہے نیم رافضی لوگ، سُنیں کہ مؤیّدِ ملتِ طاھرہ، صاحبُ الدلائل القاھرہ والباھرہ سیدی اعلٰی حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کیا فرماتے ہیں:

"کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا اتنا ثواب پائے گا یا کسی نبی یا صحابی کی خوبی بیان ہوئی کہ انہیں اللہ عزوجل نے یہ مرتبہ بخشا، یہ فضل عطا کیا، تو ان کے مان لینے کو ضعیف حدیث بھی بہت ہے، ایسی جگہ صحتِ حدیث میں کام کر کے اسے پایہ قبول سے ساقط کرنا فرق مراتب نہ جاننے سے ناشیٔ، جیسے بعض جاہل (عوام لوگ) بول اٹھے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت میں کوئی حدیث صحیح نہیں، یہ ان کی نادانی ہے علمائے محدثین اپنی اصطلاح پر کلام فرماتے ہیں، یہ بے سمجھے خدا جانے کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں، عزیز و مسلّم کہ صحت نہیں پھر حسن کیا کم ہے، حسن بھی نہ سہی یہاں ضعیف بھی مستحکم ہے،" (فتاویٰ رضویہ جلد5 صفحہ 479 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

عام سادہ سی مثال دے کر عوام سمجھاتا ہوں کہ
اگر میں یہ کہوں کہ "زید" کے پاس 100 روپیہ نہیں ہے۔ تو اسکا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ زید کے پاس 90 روپے بھی نہیں ہیں۔
بلکل اسی طرح سمجھئے کہ اگر کسی محدث نے کہا کہ امیرِ معاویہ کی شان میں صحیح حدیث نہیں ملی تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ "حدیثِ حسن" بھی انکی شان میں موجود نہیں۔
کیونکہ "صحیح حدیث" کے نیچے بھی احادیث کے درجات ہیں۔
اور اگر کسی محدث نے کہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی حدیث نہیں۔
تو کسی محدث کا حدیث سے بے خبر رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ حدیث ہی موجود نہیں۔
دیکھو حضرت امام مالک بن انس علیہما الرحمہ نے حضرت اُویسِ قرنی رضی اللہ عنہ کے وجود کا ہی انکار کر دیا۔
"امام مالک فرماتے ہیں کہ اویس نامی کوئی شخص نہیں اور محدثین نے دلیل میں فرمایا ہے کہ ایسا مقدس اور متبرک شخص جسکی تعریف خود حضور علیہ السلام بیان فرمائیں انکے متعلق ہمیں کوئی علم نہیں اور نہ ہی انکے متعلق بیان کردہ روایات اصولِ حدیث کے مطابق صحیح ہیں" (ذکر اُویس، صفحہ 155، مکتبہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور)
تو کیا ہم حضرت اُویسِ قرنی رضی اللہ عنہ کے وجود کا ہی انکار کر دیں کہ جی امام مالک رضی اللہ عنہ کے بقول "حضرت اُویسِ قرنی کے بارے میں روایات اصولِ حدیث کے مطابق صحیح نہیں"
اسکا جواب امام ذہبی علیہ الرحمہ جیسے ناقد محدث بزرگ نے دیا کہ عدمِ علم عدمِ وجود کو مستلزم نہیں (یعنی کسی چیز کا کسی محدث کو علم نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ اس چیز کا وجود ہی نہیں)
حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضور حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہونا کم فضیلت ہے کیا؟؟
حضور حضرت سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبد عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے فضائل و مناقب بیان کیئے جاتے ہیں۔ کس حدیث سے ثابت؟؟
حضور خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کے فضائل و و مناقب بیان کیئے جاتے ہیں۔۔ کس حدیث سے ثابت؟؟
حضور داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کے فضائل و مناقب بیان کیئے جاتے ہیں۔ کس حدیث سے ثابت؟؟
تو سن لو کہ صحابیت کا رتبہ غوث، قطب، ابدال، قلندر، سے بھ ی اعلٰی ہے۔
تو پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی جب بات آئے تو کیوں مروڑ اٹھتے ہیں؟؟؟
حالانکہ صحاح ستہ میں سے امامِ ترمذی علیہ الرحمہ نے حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب کا پورا باب باندھا "باب مناقب معاویہ..."
اللہ تعالٰی ہمیں آل و اصحاب کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

حضرت امیر معاویہ پر حرام کھانے کا الزام

صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ:

معاویہ لوگوں کو حرام طریقے سے مال کھانے اور ناحق قتل کرنے کا حکم دیتا۔

یہی اعتراض رافضیوں سے متاثر زدہ مرزا محمد علی جہلمی نے بھی کیا وہ کیا کہتا ہے ذرا سن لیں

الجواب

جو راوی یہ بات بیان کر رہے کہ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ لوگوں کا مال ناحق طریقے سے کھانے اور ناحق قتل کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ راوی عبد الرحمن بن عبد رب الکعبہ ہیں۔

جو کہ مولا علی شیرِ خدا فاتح خیبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لشکر میں تھے۔ کیونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ انکے مدِ مقابل تھے تو راوی اپنے خیال میں یہ کہہ رہے ہیں کہ معاویہ لوگوں کا مال ناحق کھانے کا حکم دیتے ہیں۔

کیونکہ وہ مال حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لشکر پر خرچ ہوتا۔ جسکو راوی کہہ رہے ہیں کہ طریقۂ تصرف حرام ہے۔

اب یہاں رافضی یہ تاثر دے رہا ہے کہ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حرام مال کھاتے تھے۔ حالانکہ کہ ایسی بات نہیں۔

اب یہاں مال کے تصرف (یعنی طریقہ استعمال) کی بات ہو رہی ہے جسے مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لشکر کے سپاہی کہہ رہے کہ ہمارے خلاف جنگ میں جو مال خرچ ہوتا ہے وہ طریقہ حرام ہے۔

کیونکہ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مجتہد و فقیہ تھے اور جب مجتہد خطاء کرتا ہے تو اسے بھی اجر ملتا ہے۔

اب نیم رافضی سے ہم پوچھتے ہیں کہ مال کے تصرفات میں بہت سے مسائل میں آئمہ کا اختلاف ہے کسی کے نزدیک ایک جگہ مال خرچ کرنا، ناجائز ہے۔ کسی کے نزدیک جائز۔ تو اب کیا۔ ایک امام کو حق پر مان کر دوسرے پر مال کو حرام طریقے سے استعمال کرنے کا الزام لگا دیا جائے گا؟؟؟؟

اور جو ناحق قتل کی بات کی ہے تو اس سے مراد وہی قتل ہیں جو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لشکر میں سے قتل ہوتے۔ کیونکہ عبد الرحمن بن عبد الکعبہ لشکرِ علی کے سپاہی تھے اسی بنا پر آپ نے حضرت معاویہ کے بارے میں کہا کہ انکا کرنا قتل بھی ناحق اور مال کے استعمال کا طریقہ بھی ناجائز ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن دشتانی مالکی علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

"اس اشکال کے حل کا یہ طریقہ ہے کہ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ متاوّل اور مجتہد تھے" (اکمال اکمال المعلم، جلد5، صفحہ190، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت)

یعنی امام دشتانی نے اس اشکال کا حل یوں کیا کہ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ جو مال اپنے مدِ مقابل لشکر کیلئے استعمال کرتے تھے وہ اپنے اجتہاد سے کرتے تھے کیونکہ آپ فقیہ تھے آپکو عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے خود فقیہ کہا۔

معاویہ فقیہ ہیں

''قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ: ""هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ، قَالَ: إِنَّهُ فَقِيهٌ''

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں، انہوں نے وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ خود فقیہ ہیں۔''

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، حدیث:3765، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

حبر الامة حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت معاویہ رضی عنہ کو امیر المؤمنین کہا گیا۔

حضرت ابنِ عباس نے منع نہیں کیا بلکہ جواب میں کہا کہ وہ "فقیہ" یعنی مجتہد ہیں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کو فقیہ اور دوسری روایت میں صحابی کہہ کر قیامت تک آنے والے رافضیوں اور نیم رفضیوں کا منہ کالا کر دیا کہ امیرِ معاویہ کو کچھ نہ کہو کہ صحابی ہیں۔

اب جب فقیہ مجتہد مسئلہ میں خطاء کرتا ہے تو اسکی پکڑ نہیں ہوتی۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ، ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ، ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ

یعنی: جب حاکم کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے کرے اور فیصلہ صحیح ہو تو اسے دو اجر ملتے ہیں۔ اور جب کسی فیصلہ میں اجتہاد کرے اور غلطی کر جائے تو اسے ایک اجر ملتا ہے

(صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب اجر الحاکم اذا اجتھد فاصاب او اخطأ، الحدیث:7152، مطبوعہ دار السلام ریاض)

لہذا اگر امیرِ معاویہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کا اجتہاد درست نہ بھی ہو پھر بھی آپکو حدیثِ نبوی ﷺ کے مطابق ایک اجر مل گیا۔

اگر اسی طرح کے الفاظ لیکر مرزا جہلمی اور نیم رافضی، صحابہ کرام رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم اجمعین کو موردِ الزام ٹھہراتے رہیں گے۔ تو مرزا جہلمی اور نیم رافضی حضرت عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے ان الفاظ کے بارے کیا کہیں گے؟ جو کہ ایک معتبر اھلبیت کی شخصیت کے بارے میں کہے اور یہ الفاظ صحیح حدیث میں وارد ہوئے ہیں

فَقَالَ عَبَّاسٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا الْكَاذِبِ الْآثِمِ الْغَادِرِ الْخَائِنِ،..........؟؟؟؟؟

ہے خود کو سنی کہنے والے کسی نیم رافضی یا مرزا جہلمی واسکے کسی چیلے میں دم کہ حضرت عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے ان الفاظ کے بارے کچھ کہے؟؟؟

اگر نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ عبدالرحمن بن عبد رب الکعبہ کے الفاظ کو لیکر حضرت معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کو ہی کیوں موردِ الزام ٹھہرایا جاتا ہے؟ کل کو رافضی اور مرزا جہلمی کہیں گے کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے کیونکہ قرآن میں ہے کہ انہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی پکڑی تھی۔

قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي ۖ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَاءِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي

ہارون نے کہا: اے میری ماں کے بیٹے! میری داڑھی اور میرے سر کے بال نہ پکڑو بیشک مجھے ڈر تھا کہ تم کہو گے کہ (اے ہارون!) تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور تم نے میری بات کا انتظار نہ کیا۔ (سورۃ طہ، آیت: 94)

لہذا پسِ منظر اور تناظر کو سمجھے بغیر ہی زبان درازی شروع کر دینا یہ رافضیوں کا پرانا طریقہ ہے۔

عبد الرحمٰن بن عبد رب الکعبہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ کو لیکر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو طعن کا نشانہ بنانے والے رافضی جواب دیں۔ کہ

شیعوں نے مولا علی کو گدھا کہا (العیاذ باللہ تعالیٰ)

شیعہ مذہب کا محدث ملّا باقر مجلسی اہلبیت پر بہتان باندھتے ہوئے جھوٹی روایت گھڑتا ہے کہ:

"عن جابر بن يزيد عن ابى جعفر عليه السلام قال: قال يا جابر ألك حمار يسير بك، فليبلغ بك من المشرق الى المغرب في يوم واحد؟ فقلت: جعلت فداك يا ابا جعفر و انّى لى هذا؟ فقال ابو جعفر ذاك امير المؤمنين (على) عليه السلام۔"

یعنی: "حضرت امام باقر کہتے ہیں اے جابر کیا تمہارے پاس ایسا گدھا ہے جو تمہیں مشرق سے مغرب تک صرف ایک دن میں لے جائے؟ جابر نے کہا نہیں، ابو جعفر (باقر) آپ پر قربان جاؤں، ایسا گدھا کہاں سے ملے گا؟ امام باقر نے کہا وہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام ہیں۔" (بحار الانوار، جلد25، صفحہ380، مطبوعہ مؤسسة الوفا بیروت لبنان)

رافضیو جیسے تم نے حضرت عبد الرحمٰن بن عبد رب الکعبہ کے الفاظ کو پکڑ کر حضرت معاویہ کو موردِ الزام ٹھہرا دیا۔

کیا کسی رافضی میں دم ہے کہ اپنی کتاب میں موجود اہلبیت کیطرف منسوب اس روایت کو لیکر حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کو دلیل بنا کر حضرت مولا علی شیرِ خدا، مشکل کشا، خیبر شکن پر زبان درازی کرے؟؟ اور وہ کہے جو شیعوں کے نزدیک امام باقر نے مولا علی کو کہا؟؟؟؟

رافضیو.... خدا کا کچھ خوف کرو

چند شیعہ کتب سے الزامی جواب

حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ کی بیعت کی

شیعہ کے شیخ الطائفۃ ابو جعفر محمد بن الحسن بن علی الطوسی نے نقل کیا:

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے امام حسن وحسین رضی اللہ تعالی عنہ کو مع ساتھیوں کے شام بلایا جب یہ سب آگئے تو:

وأعد لهم الخطباء، فقال يا حسن قم فبايع فقام فبايع، ثم قال للحسين عليه السلام قم فبايع فقام فبايع، ثم قال قم يا قيس فبايع فالتفت إلى الحسين عليه السلام ينظر ما يأمره، فقال يا قيس انه

امامی یعنی الحسن علیه السلام

ان کے لیے خطیب مقرر کیے گئے پھر کہا اے حسن (رضی اللہ تعالی عنہ) اٹھیے اور بیعت کیجیے وہ اٹھے اور بیعت کی، پھر امام حسین علیہ السلام کو کہا آپ اٹھیے اور بیعت کیجیے، تو انہوں نے بھی اٹھ کر بیعت کی، پھر قیس کو فرمایا اٹھ کر بیعت کرو، اس نے امام حسین علیہ السلام کی طرف نظر کی تاکہ مرضی معلوم کر سکے آپ نے فرمایا اے قیس امام حسن علیہ السلام میرے امام ہیں۔"

(اختیار معرفة الرجال المعروف ب-رجال الکشی، صفحہ 104، مؤسسة النشر الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم المشرفة)

شیعہ کا محدث ملا باقر مجلسی بحار الانوار میں مزید لکھتا ہے:

عن عدی بن ثابت عن سفیان قال: أتیت الحسن بن علی ع حین بایع معاویة فوجدته بفناء داره وعنده رهط فقلت: السلام علیك یا مذل المؤمنین قال: وعلیك السلام یا سفیان انزل فنزلت فعقلت راحلتی ثم أتیته فجلست إلیه فقال: کیف قلت یا سفیان؟ قال: قلت: السلام علیك یا مذل المؤمنین فقال: ما جر هذا منك إلینا؟

عدی بن ثابت نے سفیان سے روایت کیا وہ کہتا ہے کہ:

جب جناب حسن نے معاویہ کی بیعت کرلی، تو میں جناب حسن کے پاس آیا، وہ اپنے گھر کے صحن میں چند لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے، میں نے جاتے ہی کہا: اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے تجھ پر سلام ہو،

انہوں نے مجھے وعلیکم السلام کہا، اور کہنے لگے آؤ سواری سے اترو، میں سواری سے اترا، اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔"

(بحار لانوار، جلد44، صفحہ 312، المنشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان)

رافضیوں کا شیخ مفید لکھتا ہے:

کہ جب امام حسن علیہ سلام فوت ہوگئے تو عراق کے شیعہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے امام حسین علیہ سلام کو اپنی معاویہ کی بیعت توڑ دینے اور آپ کی بیعت کرنے کے بارے میں لکھا۔ آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا۔ میرے اور معاویہ کے درمیان ایک عہد و پیمان ہے۔ مدت ختم ہونے سے پہلے اسے توڑنا جائز نہیں۔

(تذکرۃ الاطہار اردو از شیخ مفید۔ صفحہ 247 مطبوعہ امیامیہ پبلیکیشنز لاہور)

رافضیو جواب دو

اگر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حرام مال کھاتے اور حرام مال کھانے وقتل کرنے کا حکم دیتے تھے۔ تو بتاؤ امامِ حسن اور امامِ حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما نے حرام مال کھانے اور اسکا حکم دینے والے کی بیعت کیوں کی؟؟؟

بتاؤ حرام طریقے سے مال کھانے اور ناحق قتل کرنے والے کی بیعت کرنے والے کون ہوئے؟؟؟

حضرت امام حسن وحسین معاویہ کے نذرانے قبول کرتے

شیعہ کا شیخ طوسی لکھتا ہے کہ:

"اس کے بعد معاویہ نے کبھی انکو ناراحت کرنے والا خط نہیں لکھا اور اپنے هدایا (وظائف) تحائف میں کمی نہیں کی اور ہر سال ایک ملیون درھم امام حسین علیہ السلام کو بھیجتا تھا یہ هدایا و سامان کے علاوہ تھا جو تمام جنگوں سے انکو ارسال کیا جاتا"

(احتجاج طبرسی، حصہ سوئم، صفحہ 58، ناشر ادارہ تحفظِ حسینیت لاھور پاکستان)

شیعوں کا امام مُلّا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ:

"" امیرِ معاویہ حضرت امام حُسین کو تحائف بھیجتے اور دس لاکھ درہم ہر سال انکو ھدیہ کے علاوہ بھیجا کرتے تھے"

(بحار الانوار باب 4 جلد 1 صفحہ 57 مطبوعہ محفوظ بُک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی)

رافضیو....! جواب دو اگر حضرت امیرِ معاویہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ حرام مال کھاتے تھے اور اسکا حکم بھی دیتے تھے۔

تو بتاؤ کیا امامِ حسن و امام حسین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما حرام مال کے کے نذرانے قبول کرتے تھے ؟؟؟

اگر تم لوگ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کا حرام طریقے سے مال استعمال کرنا مانو گے تو اسکی زد میں اھلبیتِ اطہار بھی آئیں گے۔

لہذا عافیت اسی میں ہی کہ صحابہ کرام رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم اجمعین کے معاملے میں زبان بند رکھو۔ کیونکہ خود حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمادیا: «لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِي»

میرے صحابی میں سے کسی کو برا مت کہو۔

(صحیح بخاری و لفظہ مسلم، حدیث: 6488، مطبوعہ دار السلام ریاض)

اللہ کریم ہمیں اپنے پیاروں کا ادب نصیب فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

کیا حضور ﷺ کو حضرت امیر معاویہ کے قبیلے سے نفرت تھی؟

یہ ایک رافضی کی پوسٹ ہے جس میں وہ اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

رسول اللہ صل ی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین قبیلوں کو ناپسند فرماتے تھے بنی حنیفہ، ثقیف اور بنوامیہ (ترمذی، مشکوٰۃ)

کیونکہ معاویہ بنی امیہ قبیلے میں سے تھے لہذا یہ بھی رسول اللہ کو ناپسند ہوئے۔

الجواب:

اسکا الزامی جواب تو یہ ہے کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمہ بھی بنوامیہ میں سے تھے اور عمر بن عبد العزیز جلیل القدر تابعین میں سے ہیں جنکے عظمت پر دنیائے اسلام متفق ہے۔

تو اگر معاذ اللہ قبیلہ بنوامیہ کا ہر فرد بشر حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناپسند ہو تو انکے متعلق کیا کہو گے؟؟ کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جلیل القدر عظیم الشان صحابی جو کہ بنوامیہ میں سے تھے اور حضور علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں آپ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں (یکے بعد دیگرے) آئیں۔ آپ کے علاوہ کسی شخص کو پیغمبر کی دو صاحبزادیاں نکاح میں میسّر نہ آئیں اسی لئے آپ کو ذُوالنُّورین کہا جاتا ہے۔

روافض کے گھر سے ایک حوالہ پیشِ خدمت ہے

شیعہ مذھب کے آیت اللہ اعظمی محمد الحسینی شیرازی نے نہج البلاغہ پر اپنی تعلیق میں لکھا کہ: "حضرت عثمانِ غنی حضور علیہ السلام کے داماد تھے کہ حضور علیہ السلام کی بیٹیاں حضرت رقیہ اور امِ کلثوم (یکے بعد دیگرے) حضرت عثمان رغنی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں"۔(نہج البلاغہ، صفحہ 313، (ملخصاً)، کلامہ مع عثمان، مطبوعہ بیت العلوم)

پس ثابت ہوا کہ اگر رسول اللہ علیہ السلام بنوامیہ کے ہر ہر فرد بشر کو کو ناپسند کرتے تو اپنی پیاری شہزادیوں کا نکاح کبھی بھی بنوامیہ کے فرد حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے نہ کرتے۔

کسی قبیلہ یا شہر کے ناپسند ہونے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس قبیلے یا شہر کا ہر ہر فرد بشر ناپسندیدہ ہو گیا۔

اسی طرح کسی شہر یا قبیلے کے محبوب ہونے کا بھی معنی یہ نہیں کہ اسکا ہر ہر فرد بشر محبوب ہو گیا۔ دیکھو حضور سیّدِ عالَم علیہ السلام کو مکہ مکرمہ پیارا تھا تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ ابولہب، ابوجہل کفارِ مکہ بھی حضور علیہ السلام کو پیارے تھے۔

یا حضور علیہ السلام کو مدینہ محبوب تھا تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ مدینہ کے سارے منافق عبداللہ ابنِ اُبی وغیرہ بھی محبوب تھے۔

اسی طرح حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نجد کا علاقہ ناپسند تھا کہ اسکے لئے دعا نہ فرمائی۔ تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ نجد کے علاقے کے مُخلص مومن بھی قابلِ ملامت و مبغوض ہو گئے۔

چونکہ ان تینوں قبیلوں سے بڑے بڑے فسادی پیدا ہوئے انکی وجہ سے ان قبلیوں کو ناپسند فرمایا گیا۔

بنی ثقیف میں مختار ابنِ عبید اور حجاج بن یوسف جیسے ظالم لوگ پیدا ہوئے۔
قبیلہ بن حنیفہ سے مسیملہ کذّاب اور اسکے چیلے مرتدین ہوئے۔
اور قبیلہ بنو امیہ سے یزید پلید، عبید اللہ ابنِ زیاد جیسے فاسق، فاجر، ظالم، و مردود پیدا ہوئے۔
چونکہ یہ لوگ مبغوضِ بارگاہ اور مردود تھے اور ان قبیلوں میں سے تھے اسی لئے ان قبائلکو ناپسند فرمایا اسکی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ ، قَالَ أَبُو عِيسَى : يُقَالُ الْكَذَّابُ: الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ، وَالْمُبِيرُ: الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ،

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا:
"بنو ثقیف میں ایک جھوٹا اور ہلاک کرنے والا ہو گا"۔
امام ترمذی کہتے ہیں: کہا جاتا ہے کذاب اور جھوٹے سے مراد مختار بن ابی عبید ثقفی اور ہلاک کرنے والا سے مراد حجاج بن یوسف ہے

(جامع ترمذی، حدیث نمبر: 2220، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

آج ہم خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کی وجہ سے اجمیر کو اجمیر شریف کہتے ہیں۔
اسکا یہ مطلب نہیں کہ اجمیر شریف کے ھندو بھی اشراف (عزت والے) ہو گئے۔
اگر میں یہ کہوں کہ مجھے چائے پسند نہیں تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ چائے کے اجزاء مثلاً دودھ، پانی، چینی، الائچی بھی پسند نہیں۔
بہر کیف کسی قبیلے کو ناپسند کرنا اس بات کی علامت نہیں کہ اسکا ہر ہر فرد بشر ناپسند ہے لہذا اس روایت کو حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر چسپاں کر کے ان پر طعن کرنا سراسر جہالت و حماقت ہے....!
اللہ تعالٰی آل و اصحاب کے صدقے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے....آمین

صفین کے مقتول

امام عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمۃ اللّٰہ علیہ روایت نقل کرتے ہیں:

حدثنا عُمَرُ بْنُ أَيُّوبَ الْمَوْصِلِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ، قَالَ: سَأَلَ عَلِيٌّ عَنْ قَتْلَى، يَوْمِ صِفِّينَ , فَقَالَ: قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِي الْجَنَّةِ , وَيَصِيرُ الْأَمْرُ إِلَيَّ وَإِلَى مُعَاوِيَةَ

یعنی:: یزید بن اصم کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یومِ صفین کے مقتولوں کے بارے سوال کِیا۔ تو آپ نے فرمایا: کہ ہمارے مقتول اور انکے مقتول جنتی ہیں۔ اور معاملہ میرے اور معاویہ کی طرف لوٹے گا.

(مصنف ابنِ ابی شیبہ، کتاب الجمل، صفحہ 729، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

سبحان اللہ.......!!! نیم رافضی کو "یدعوا الی النار" تو نظر آئے گا مگر "قتلانا و قتلاھم فی الجنۃ" نظر نہیں آئے گا۔
اور یہ بھی پتہ چلا کہ مولا علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ اپنے مدِ مقابل صحابہ کو مومن سمجھتے تھے۔ کیونکہ جنت کے لیے ایمان والا ہونا شرط ہے۔

جب فیصلہ مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما گئے تو کسی ایرے غیرے کو اٹھ کر زبان درازی کا کیا حق ہے؟ کیا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے پر اعتماد نہیں ہے؟؟

خیبر

خیبر کی فتح سے ایک دن قبل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ , يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ....

یعنی: کل میں یہ جھنڈا ضرور اس شخص کو دوں گا، جس کے ہاتھ پر اللہ نے خیبر کی فتح رکھی ہے، جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اور اللہ و اسکا رسول اس شخص سے محبت کرتے ہیں۔....

(صحیح البخاری، کتاب الفضائل، حدیث:4210، مطبوعہ دار السلام ریاض)

پھر اہلِ خیبر نے یہ منظر دیکھا کہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قعلہ خیبر کا دروازہ اکھاڑ کر پشت پر اٹھا لیا جس پر سے صحابہ خیبر میں داخل ہوئے، پھر اسی دروازے کو ہاتھ میں پکڑ کر ڈھال بنا لیا۔ اور جنگ لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ نے فتح نصیب فرمائی۔

جب مولا علی نے "بابِ خیبر" پھینکا تو چالیس بندے ملکر اسکو پلٹا نہ سکے۔

(تاریخ الخلفاء (ملخصاً) صفحہ 171،172، مطبوعہ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی)

اللہ کی ان پر رحمت ہو اور انکے صدقے ہماری مغفرت ہو امین

امیر معاویہ داتا گنج بخش ہجویری کی نظر میں

حضرت علی بن عثمان المعروف داتا گنج بخش علی ھجویری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام الشُّہدَاء سیدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت کے بارے لکھتے ہیں کہ::

"ایک روز ایک شخص نے حاضر ہو کر آپ (یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ) سے عرض کی اے فرزندِ رسول میں ایک مفلس و نادار شخص ہوں میں صاحبِ اہل و عیال ہوں مجھے اپنے پاس سے رات کے کھانے میں سے کچھ عنایت فرمائیے-امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ میرا رزق ابھی راہ میں ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے دیناروں کی پانچ تھیلیاں آئیں، ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے لانے والوں نے عرض کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ معذرت خواہ ہیں عرض کرتے ہیں کہ فی الحال انکو اپنے خدّام پر خرچ فرمائیں، مزید پھر حاضر کیئے جائیں گے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نادار مفلس شخص کی طرف اشارہ فرمایا اور پانچوں تھیلیاں اسے عنایت کرتے ہوئے معذرت کی کہ تمہیں بہت انتظار کرنا پڑا صرف اتنا ہی عطیہ تھا اگر میں جانتا کہ اتنی قلیل مقدار ہے تو تمہیں انتظار کی زحمت نہ دیتا، مجھے معذور سمجھنا....."

(کشف المھجوب اردو مترجم، صفحہ 126، مطبوعہ انس پبلیکیشنز اردو بازار لاھور)

حضور داتا صاحب نہ صرف علمِ ظاہری بلکہ علمِ باطنی کے بھی ماہر تھے۔ آپ کے کشف کا عالَم یہ تھا کہ جب لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپکی مسجد کا قبلہ درست نہیں تو آپ علیہ الرحمہ نے لاھور سے براہِ راست کعبۃ اللہ دکھا دیا اور بتایا کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو قبلہ درست ہے۔

اب جس صوفی بزرگ کے کشف کا عالَم یہ ہے کہ وہ عجم میں بیٹھ کر عرب دکھا دے۔ تو سوچو اگر انکے نزدیک حضرت امیرِ معاویہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فاسق و فاجر و ظالم ہوتے تو ہرگز حضرت امیرِ معاویہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی سخاوت کے واقعات اپنی کتاب میں نقل نہ فرماتے۔ آپ کا نقل فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ صوفیہ علومِ ظاھری کیساتھ ساتھ علومِ باطنی سے جانتے ہیں کہ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ جلیل القدر صحابہ اور باعثِ قدر و منزلت ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے پانچ ہزار دینار بھیج کر امامِ عالی مقام امام حس ین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے یہ بھی عرض کی کہ حضور فی الحال یہی قبول کیجئے۔

اور اسکے ساتھ ساتھ اھلبیت یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی سخاوت بھی معلوم ہوئی کہ تھلیاں آتے ہی سوالی کو دے دیں۔ اور پانچ ہزار دینار دے کر بھی امامِ حسین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ تھوڑی سی رقم کیلئے تمہیں اتنا انتظار کرنا پڑا معذرت۔ یہ تھی عاجزی آپکی۔

آؤ درِ زہرا پر پھیلائے ہوئے دامن
ہے نسل کریموں کی، لجپال گھرانا ہے

جو لوگ حضور داتا صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ کو مانتے ہیں کم از کم انکو تو آپ تعلیمات کو مان لینا چاہیئے۔ کچھ لوگ "صوفی کانفرس" کے نام سے جلسے تو کرتے ہیں۔ لیکن ایسے صوفیاء کی تعلیمات کو پسِ پشت ڈالے ہوئے ہیں۔
اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

قول علی معاویہ ہمارا بھائی ہے

شیعوں کا معروف مجتہد و معتبر عالم عبداللہ بن جعفر الحِمیری اپنی معتبر کتاب "قرب الاسناد" میں بسندِ صحیح روایت کرتا ھے

جعفر، عن أبيه عليه السلام: أن عليا عليه السلام لم يكن ينسب أحدا من أهل حربه إلى الشرك ولا إلى النفاق، ولكنّه كان يقول: "هم إخواننا بغوا علينا"

امام جعفر صادق اپنے والد امام باقر سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے مد مقابل (معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں) میں سے کسی کو مشرک یا منافق کی نسبت یاد نہیں کرتے تھے لیکن یوں کہتے تھے وہ ھمارے بھائی تھے ان سے زیادتی ھو گئی"

(قرب الاسناد، باب، احادیث متفرقہ، صفحہ 94، رقم: 318، مطبوعہ مؤسسۃ آلِ بیت احیاء التراث بیروت)

خیال رہے کہ اس حدیث کی سند میں حضرت امام جعفر صادق، حضرت امام باقر اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنھم اجمعین ہیں۔

جنکو شیعہ آئمہ معصومین کہتے ہیں اور شیعہ کا عقیدہ ہے کہ امامِ معصوم، رسول اللہ کے برابر ہوتا ہے چنانچہ شیعہ محدث ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی لکھتا ہے:

"الآئمة بمنزلة رسول الله....."

امام رسول اللہ کے برابر ہوتا ہے

(الاصول من الکافی، جلد2، کتاب الحجة، صفحه270، مطبوعه دار الکتب الاسلامیه، مرتضی آخوندی، بازار سلطانی تهران)

یعقوب الکلینی آئمہ کے بارے مزید لکھتا ہے کہ ابو جعفر علیہ السلام کہتے ہیں:

"نحن لسان الله و نحن وجه الله و نحن عین الله فی خلقه....."

"ہم (آئمہ معصوم) اللہ کی مخلوق میں، اللہ کی زبان، اللہ کا چہرہ اور اللہ کی آنکھ ہیں"

(الاصول من الکافی، جلد2، کتاب التوحید، صفحه145، مطبوعه دار الکتب الاسلامیه، مرتضی آخوندی، بازار سلطانی تهران)

شیعہ مذھب کا خاتم المحدثین ملّا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ:

"پس خدا رسول اور اسکے بعد اھلبیت ہی جملہ ماسویٰ اللہ پر متصرف و غالب حاکم و بادشاہ اور ھادی و حافظ ہیں اور وہ اس لئے کہ معیارِ ولایت انکو اصل ہے باقی انبیاء اور ملائکہ یہ منصب نہیں رکھتے تو غیرِ معصوم جماعت کیونکر اس عہدے (معصومیت) کو لے سکتی ہے؟"

(جلاء العیون، جلد2، صفحه29، مطبوعه شیعه بك ایجنسی انصاف پریس لاهور)

جی تو دوستو...! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ شیعہ مجتہدین نے لکھا کہ آئمہ اھلبیت معصوم ہوتے ہیں، اور رسول اللہ علیہ السلام کے درجہ کے برابر ہوتے ہیں اور اللہ کی زبان آنکھ ہوتے ہیں اور انبیاء و ملائکہ سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔

تو یہی امام مولا علی رضی اللہ عنہ کہہ رہے کہ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ اور انکے مخلص ساتھی، مشرک و منافق نہیں ہیں بلکہ ہمارے بھائی ہیں۔

جنکو مولا علی مخلص مومن اور اپنا بھائی کہیں ہم انکو مخلص مؤمن اور مولا رضی اللہ عنہ کا بھائی کیوں نہ کہیں؟؟

ہم تو علی والے ہیں اور علی کی مانیں گے

باقی اگر کوئی شیعہ اس روایت سے انکار کرے گا تو خود اپنی نظر میں بھی ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا کیونکہ وہ اپنے امامِ معصوم علی کے قول کو ٹھہرائے گا۔

تو ہم مولا علی کی بولی بولیں گے کہ

علی معاویہ بھائی بھائی رضی اللہ عنہما

علماء پر لازم ہے

جن مقامات پر یا جس زمانے میں رافضی لوگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو برا کہتے ہوں، اور صحابہ کرام کے بارے میں بدظنی پھیلاتے ہوں تو ایسی صورتِ حال میں اہلِ علم یعنی علماء پر لازم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شان بیان کرے اور

صحابہ کرام کی عزت و ناموس کا دفاع کرے۔

فقہ حنبلی کے عظیم فقیہ محدث امام ابو بکر احمد بن محمد خلال رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

أَخْبَرَنِي حَرْبُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْكِرْمَانِيُّ ،قَالَ: ثَنَا أَبُو بَكْرٍ حَمَّادُ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَيْصَمٍ ،قَالَ: ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (إِذَا ظَهَرَتِ الْبِدَعُ، وَسُبَّ أَصْحَابِي، فَعَلَى الْعَالِمِ أَنْ يُظْهِرَ عِلْمَهُ، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ،وَالْمَلَائِكَةِ،وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ)

یعنی: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ: جب بدعتیں ظاہر ہوں اور میرے اصحاب کو سبّ وشتم کیا جائے (یعنی برا کہا جائے) تو عالِم پر لازم ہے کہ اپنا علم ظاہر کرے (یعنی صحابہ کا دفاع کرے، و شان بیان کرے) اور جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔"

(کتاب السنّۃ، صفحہ495، حدیث:787، مطبوعہ دار الرایۃ ریاض)

تو پتہ چلا کہ جب اصحابِ رسول کو تنقید کا نشانہ بنایا جائے، ان پر سبّ وشتم کیا جائے، تو علماء پر لازم ہے کہ اپنے علم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے دفاع میں ظاہر کرے۔ اور جو ایسے نہ کرے اس پر لعنت ہے۔ بلکہ بعض احادیث میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں کہ نہ انکا فرض قبول اور نہ ہی نفل قبول ہے۔

(کنزالعمال، جلد 11، صفحہ 543، حدیث: 32545، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(فیض القدیر بحوالہ الدیلمی، جلد1، صفحہ402، تحت الحدیث: 751، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

(الفردوس بماثور الخطاب، جلد1، صفحہ321، حدیث:1271، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(فتاوٰی رضویہ، جلد23، صفحہ741، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

لہذا اگر موجودہ زمانہ میں دیکھا جائے تو رافضی اور نیم رافضی جس طرح کھلے عام صحابہ کرام، خصوصًا حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے بکواس کرتے ہیں۔ اور آپ پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں۔ تو علماء پر انکا دفاع اور شان بیان کرنا لازم ہے۔

خیال رہے کہ دفاع کئی قسم کا ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ انکا قلم سے درّ کیا جائے۔ اور بیان سے رڈ کیا جائے۔

دوسرا یہ کہ عملاً انکا رڈ کیا جائے، جس طرح اس دور کے نبّاضِ قوم حضور شیخِ طریقت سیدی امیر اہلسنت مولانا الیاس عطار قادری زید مجدہ نے مسجدِ معاویہ بنا کر اور حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا عرس اور آپ کا جلوس نکال کر روافض پر بم گرایا ہے۔

تیسرا رڈ یہ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان و عظمت اور فضائل مناقب بیان کیئے جائیں۔

صحابہ کا گدا ہوں اور اہلبیت کا خادم
یہ سب ہے آپ ہی کی تو عنایت یا رسول اللہ

حضرت امیر معاویہ کے نام پر مساجد بنانے پر اعتراض کا جواب

امیرِ اھلسنت حضرت مولانا الیاس عطار قادری زید مجدہ نے جب سے حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام سے 122 مساجد پاکستان اور 122 مساجد ھند میں بنانے کا اعلان کی ہے اھلسنت کے لبادے میں میں چُھپے نیم رافضیوں کی نیندیں حرام ہوگئیں ہیں۔ اور انکے گھر میں صفِ ماتم بِچھ گئیں ہیں۔

اور ایک جاھل نے یہاں تک پوسٹ کردی کہ بتاؤ 1400 کی تاریخ میں کسی ولی بزرگ نے مسجدِ معاویہ بنائی یا امیرِ معاویہ کی منقبت لکھی؟

تو جاھلو سنو....!تم مسجدِ معاویہ بنانے کی بات کرتے ہو؟؟؟

ارے میرے حبیب علیہ السلام نے تو مسجدِ معاویہ میں نماز بھی ادا فرمائی

امام مسلم روایت نقل کرتے ہیں:

وَعَنْ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِي مُعَاوِيَةَ دَخَلَ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَدَعَا رَبَّهُ طَوِيلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: «سَأَلْتُ رَبِّي ثَلَاثًا فَأَعْطَانِي ثِنْتَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِالسَّنَةِ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِالْغَرَقِ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَجْعَلَ بأسهم بينهم فَمَنَعَنِيهَا»

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجدِ بنی معاویہ پر گزرے اس میں تشریف لے گئے وہاں دو رکعتیں پڑھیں اور ہم نے حضور کے ساتھ نماز پڑھی حضور نے اپنے رب سے لمبی دعا مانگی پھر فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگیں اس نے مجھے دو عطا فرمادیں اور ایک سے منع فرمادیا میں نے اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ میری امت کو قحط سے ہلاک نہ کرے اس نے مجھے یہ عطا فرمادیا، میں نے سوال کیا کہ میری امت کو ڈبو کر ہلاک نہ کرے اس نے مجھے یہ بھی عطا فرمادیا، میں نے اس سے یہ سوال کیا کہ ان کی آپس میں جنگ نہ ہو مجھے اس سوال سے منع فرمادیا۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعة، حدیث نمبر: 2890، صفحہ 332، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

دوسری روایت

عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَقْبَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَمَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِي مُعَاوِيَةَ

"عامر بن سعد نے اپنے والد (سعد بن ابی وقاص رض ی اللہ تعالیٰ عنہ) سے خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے ہمراہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کی ایک جماعت کے ساتھ آئے اور آپ مسجدِ بنی معاویہ کے قریب سے گزرے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعة، حدیث نمبر: 2890، صفحہ 332، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

تیسری روایت

امام بدر الدین عینی علیہ الرحمہ روایت نقل کرتے ہیں:

"عن ابن عمر رضی اللہ عنہ اَنّ النّبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: صلّی فی مسجد بنی معاویۃ"

"حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے مسجدِ بنو معاویہ میں نماز ادا فرمائی"

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ،باب نمبر:89،جلد4،صفحہ403،مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

جی اگر حضرت امیرِ معاویہ کے نام سے مسجد بنانے پر مولانا الیاس قادری پر اعتراض ہے۔تو کیا فتویٰ لگاؤ گے ان صحابہ اکرام پر جنہوں نے مسجدِ بنو معاویہ بنائی؟؟

اور پھر حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے خود اپنی زبان سے مسجد کا نام بنو معاویہ بتایا۔اور کیا فتویٰ لگاؤ گے حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر کہ جنہوں نے مسجدِ بنو معاویہ میں نماز ادا فرمائی اور دعا کی؟؟؟

اور نیم رافضی نے پوسٹ میں کہا کہ 1400 کی تاریخ میں کس "ولی بزرگ" نے مسجدِ معاویہ بنائی؟؟

ارے جاہل بتا کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بھی بڑا کوئی "ولی بزرگ" ہو سکتا ہے؟؟؟

تو دیکھ لو وہ ولی بزرگ صحابہ ہی تھے جنہوں نے مسجد بنو معاویہ بنائی....

کوئی "عبداللہ ابنِ سبا" یا "ابولؤلؤ فیروز" تو بنانے سے رہے۔

اگر کوئی رافضی چھپا اعتراض کرے کہ یہ مسجد "معاویہ بن سفیان" کے نام پر نہیں تھی بلکہ یہ تو قبیلے کے نام پر تھی....؟؟

تو جناب چلو بنو معاویہ قبیلے کے نام پر تھی۔مگر مسجدِ معاویہ میں "عالِمِ ماکان ومایکون" (جو ہو چکا ہے اور جو قیامت تک ہو گا) کی خبر رکھنے والے ہمارے نبی علیہ السلام نے نماز ادا فرمائی تو کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ میرے وصالِ ظاھری کے بعد امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے مولا علی شیرِ خدا مشکل کُشا خیبر شکن رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاملات ہونگے؟؟

لہذا مسجد کا نام بدل دیا جائے تاکہ کوئی "اس مسجدِ معاویہ" کو دلیل بنا کر "مسجدِ معاویہ" بنانا ہی شروع نہ کر دے۔

لیکن حضور علیہ السلام کا مسجدِ معاویہ میں نماز ادا فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ غیب داں نبی علیہ السلام کو تو مسجدِ معاویہ کے نام سے کوئی اعتراض نہیں تھا۔

لیکن آج کا امتی اُٹھ کر ماتم شروع کر دے کہ ہائے ہائے الیاس قادری زید مجدہ نے "امیرِ معاویہ" کے نام پر مسجد بنا دی۔

اس سے ان جاہلوں کا اعتراض بھی رفع ہو گیا جو "معاویہ" نام کا معنیٰ بگاڑتے ہیں۔حضور علیہ السلام کے نزدیک اگر معاویہ نام کا معنی غلط ہوتا تو ضرور نام بدلتے کیونکہ جب کسی صحابی یا صحابیہ کے نام کا معنی درست نہ ہوتا تو آپ علیہ السلام فوراً بدل دیتے اور یہ روایات سے ثابت شدہ امر ہے۔

معاویہ رات کے آخری پہر میں آسمان پر چمکنے والے ستارے کا نام ہے جس کے طلوع ہونے پر کتے بھوکنا شروع کر دیتے ہیں(لسان العرب،جلد15،صفحہ10،مطبوعہ بیروت)

اب اگر الیاس قادری پر اعتراض ہو گا تو ان صحابہ پر بھی فتویٰ لگے گا جنہوں نے مسجدِ بنو معاویہ بنائی۔ اور اس میں نمازیں پڑھیں۔

اگر الیاس قادری پر اعتراض ہو گا تو حضرت عبد اللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ بھی اعتراض کی زد میں آئیں گے جو "مسجدِ بنو معاویہ" کا نام لیکر حدیث بیان کر رہے ہیں۔

اگر الیاس قادری پر اعتراض ہو گا تو حضور سیّدِ عالَم علیہ السلام پر بھی حرف آئے کیونکہ انہوں نے مسجدِ بنو معاویہ میں نماز ادا کی اور اور لمبی دعائیں مانگیں۔

ارے جب صاحبِ شریعت نبی کو مسجدِ بنو معاویہ کے نام سے اعتراض نہیں تو دو ٹکے کا رافضی کون ہوتا ہے اعتراض کرنے والا؟؟

خیال رہے یہ مسجد آج بھی عرب میں میں موجود ہے جسکو "اجابہ" بھی کہا جاتا ہے۔

کیا خوب فرمایا ہے محققِ جلیل حضرت علامہ ارسلان اصمعی زید مجدہ نے امیرِ اھلسنت کے بارے میں کہ:

ایک طرف ہے رافضین ایک طرف خارجین

بندہ ہے تنہا شہاتم پہ کروڑوں درود

یزید کا بھی باپ تھا

ایک رافضی تمسخر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"معاویہ کی میں کیا تعریف سناؤں وہ تو یزید کا بھی باپ تھا"

الجواب

ہر بندے نے اللہ کی بارگاہ میں اپنا حساب دینا ہے۔

باپ کا حساب بیٹا نہیں دے گا اور بیٹے کا حساب باپ نہیں دے گا۔

اللہ ارشا فرماتا ہے:

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا

اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی جان کسی دوسرے کی طرف سے بدلہ نہ دے گی (سورۃ البقرہ48)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى

کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔

(سورۃ النجم:38)

جناب نے کہا کہ معاویہ کی کیا تعریف سناؤں وہ تو یزید کا بھی باپ تھا۔

یہ تو ایسا ہی اعتراض ہے جیسے کوئی بدبخت کہے کہ نوح علیہ السلام کی کیا تعریف سناؤں۔
وہ تو کنعان کافر کا بھی باپ تھا۔
تو جس طرح نوح علیہ السلام کو انکے کافر بیٹے کی وجہ سے طعن و تشنیع کا نشانہ نہیں بنایا جاسکتا۔
ایسے ہی حضرت امیرِ معاویہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو انکے بدبخت بیٹے کی وجہ سے طعن کا نشانہ نہیں بنایا جاسکتا۔

شیعہ، حضرت امام حسن کی نظر میں

امامِ حسن فرماتے ہیں خدا کی قسم معاویہ شیعوں سے بہتر ہے
رافضیوں کا خاتم المحدثین ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ:
”حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ”قسم بخدا اس جماعت سے میرے لیے معاویہ بہتر ہے۔ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں اور میرا ارادۂ قتل کیا، میرا مال لوٹ لیا...... قسم بخدا اگر میں معاویہ سے جنگ کروں تو یہی لوگ مجھے اپنے ہاتھ سے پکڑ کر معاویہ کو دے دیں۔“

(جلاء العیون، ج:1، صفحہ 379، ناشر عباس بک ایجنسی رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنو انڈیا)

امام حسن رضی اللہ عنہ نے واضح طور پر خدا کی قسم کھا کر کہا کہ معاویہ، شیعوں سے بہتر ہے۔ اور شیعوں نے حضرت امامِ حسن رضی اللہ عنہ کا مال لوٹ لیا۔ بلکہ آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔

اب حضرت امامِ حسن رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ اللہ کی قسم کھا کر خود فرما رہے ہیں کہ شیعہ ہمارے دشمن ہیں اور معاویہ بہتر ہے۔
اگر عام بندہ کسی معاملے میں قسم کھالے تو ایک مسلمان اس پر یقین کر لیتا ہے۔
تو سوچو جب شبیہِ رسول حضرت امامِ حسن پاک رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا کہ شیعوں نے میرا مال بھی لوٹ لیا ہے اور شیعہ میرے دشمن مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ معاویہ ان سے بہتر ہے۔ تو کم از کم ایک مسلمان کو امامِ حسن کی قسم پر یقین کر لینا چاہیئے۔
کیا وجہ ہے کہ شیعہ امامِ حسن رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی قسم پر یقین کیوں نہیں کرتے ؟
کیوں نہیں کہتے کہ امامِ حسن آپ نے سچ کہا شیعہ آپکے مال و جان کے دشمن ہیں۔ اور معاویہ کو آپ نے بہتر کہا۔
کیا امامِ حسن رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ حضرت علی شیرِ خدا کی اولاد نہیں ہیں ؟
کیا امامِ حسن رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہرہ کا دودھ نہیں پیا؟
تو پھر کیوں ان پر رافضی یقین نہیں کرتے ؟
اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

دیوبندی اپنی جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعلٰی حضرت علیہ الرحمہ کے ایک شعر پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

فرقہ بریلویہ کی اللہ تعالیٰ کی شان اقدس میں شدید گستاخیاں

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت کے جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے (حدائق بخشش: ۱/۱۱۳)

جنم کے بچھڑے جڑواں بچوں کو کہتے ہیں جو پیدا ہونے کے بعد کہیں بچھڑ گئے ہوں، مولانا احمد رضا خان کے عقیدہ میں یہ دونوں جوڑے تھے جو پہلے کہیں کھو گئے تھے اور معراج کی رات عرشِ معلیٰ پر گلے مل رہے تھے۔ (استغفر اللہ ثم استغفر اللہ)

استغفر اللہ مولوی احمد رضا خان نے رب رسول کو گلے ملوا دیا۔

الجواب

لعنة الله علی الکٰذبین۔ دیوبندیوں میں اتنی علمی لیاقت کہاں کہ اعلٰی حضرت علیہ الرحمہ کے شعر کو سمجھ سکیں۔ سیدی اعلی حضرت واقعہ معراج کو اپنے شعر میں بیان کرتے ہیں کہ:

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

تشریح:: ایک ایک پردے کے اٹھنے پر لاکھوں نور کے پردے ظاھر ہوتے اور ہر پردے سے لاکھوں جلوے نمایاں ہوتے۔ کیسی عجیب گھڑی تھی ایسے لگ رہا تھا کہ وصل و فرقت (یعنی جدائی اور ملاقات) جس دن سے پیدا ہوئے ہیں وہ دونوں آج ملے ہیں اور وصل و فرقت خوب معانقہ کر رہے ہیں۔

اعلی حضرت کو سمجھنا وھابیہ دیابنہ کے بس کی بات نہیں ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ، اللہ تعالی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گلے ملنا نہیں کہہ رہے بلکہ وصل اور فرقت کو کہہ رہے ہیں، کہ وصل اور فرقت گلے ملے تھے۔

اگر وھابیہ دیوبندیہ وصل اور فرقت کو خدا اور سول مانتے ہیں تو اپنے ایمان کی خیر منائیں۔

اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے تو خدا اور رسول کو گلے نہیں ملایا۔ لیکن دیوبندی اکابر ضرور خدا کی گود میں بیٹھتے تھے (معاذاللہ)

مولوی قاسم نانوتوی اللہ کی گود میں معاذاللہ

دیوبندی اکابر مفتی عزیز الرحمٰن لکھتا ہے کہ:

”جناب مولوی صاحب (قاسم نانوتوی بانئ دارالعلوم دیوبند) نے بچپن میں ایک خواب دیکھا تھا کہ گویا میں اللہ تعالٰی کی گود میں بیٹھا ہوں۔“

(تذکرہ مشائخ دیوبند، صفحہ 96، مطبوعہ مدینہ پریس بجنور یوپی انڈیا)

(سوانح قاسمی، جلد اول، صفحہ 132، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاھور)

اب مولوی اشرف علی تھانوی کیا کہتا ہے اسکی بھی سنیئے:

”آدمی خواب میں اکثر وہی باتیں دیکھتا ہے جو اسکے دل میں اکثر مستحضر رہتی ہوں“

(ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد9، صفحہ269، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان)

یعنی تھانوی کہتا ہے کہ خواب میں بندہ وہی کچھ دیکھتا ہے جو اکثر حقیقتاً سوچتا رہتا ہے۔

وھابیہ دیابنہ کا مشترکہ امام مولوی اسمٰعیل دھلوی اپنے پیر سید احمد کے بارے لکھتا ہے کہ:

"ایک دن حق جلّ و اعلیٰ (یعنی اللہ) نے آپکا داہنا ہاتھ خاص اپنے دستِ قدرت میں پکڑ لیا۔" (صراطِ مستقیم، صفحہ 221، مطبوعہ ادارہ نشریاتِ اسلام لاھور)

جی تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض سے پہلے گھر کی خبر لو کہ اپنوں نے کیا کیا لکھا ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا شعر سمجھنا یہ دیوبندیت و وھابیت کے بس کی بات نہیں ہے۔

لہذا یہ تو ثابت نہ ہوسکا کہ اعلیٰ حضرت نے رب و رسول کا گلے ملنا لکھا۔

یہ ضرور ثابت ہوگیا کہ مولوی قاسم نانوتوی معاذاللہ خدا کی گود میں بیٹھنے کا سوچتا تھا اور پھر خواب میں بھی ایسا ہی دیکھا۔ بلکہ مولوی اسمٰعیل دھلوی کا پیر تو خدا کا دستِ قدرت بھی پکڑتا ہے۔

لہذا ہم بے جا اعتراضات جڑنے سے پہلے گریبان میں جھانک کیا کرو۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے، نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ، نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

کیا رسول اللہ ﷺ نے رب کا دیدار کیا؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں:

مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ،

جو شخص تم سے یہ کہتا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے رب کو دیکھا تھا وہ جھوٹا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، حدیث4855، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

لہذا اہلسنت بریلوی جھوٹے ہیں کیونکہ اللہ کے نبی نے اللہ کا دیدار نہیں کیا اور جو کہے کہ رب کا دیدار کیا وہ جھوٹا ہے۔

الجواب

پھر کہو کہ آلِ نجد کا محدث نواب صدیق حسن خان بھوپالی بھی جھوٹا، کیونکہ وہ لکھتا ہے کہ:

"حضرت (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے شبِ معراج اپنے رب کو چشمِ سر سے علی الصحیح دیکھا اور بات کی۔"

(الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ، صفحہ28، 29، مطبوعہ فاران اکیڈمی اردو بازار لاھور)

پھر کہو کہ آلِ دیوبند کا رئیس المحدثین مولوی رشید احمد گنگوھی بھی جھوٹا وہ لکھتا ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ پاک کو دیکھا ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العقائد، صفحہ239، مطبوعہ عالمی مجلس تحفظِ اسلام کراچی)

یہ تو تھا الزامی جواب آئیے اب آلِ نجد کی منافقت کی طرف نجدیو ایک طرف تم کہتے ہو کہ صحابہ کا قول فعل حُجت نہیں اور دوسری طرف صحابیہ کے قول کو حُجت بناکر رسول اللہ علیہ السلام کے مقابلے میں پیش کر کے خود اپنے ہی اصول و عقیدہ کا خون کر رہے ہو۔

آلِ نجد کے شیخ الکل نذیر حسین دھلوی نے لکھا کہ:

"فہمِ صحابہ حجتِ شرعی نہیں"

(فتاویٰ نذیریہ، جلد 1، صفحہ نمبر 622، مطبوعہ اھلحدیث اکیڈمی کشمیری بازار لاھور)

ایک اور جگہ مزید لکھا کہ:

"اس سے حجت نہیں لی جا سکتی کیونکہ صحابی کا قول ہے"۔

(فتاویٰ نذیریہ، جلد 1 صفحہ نمبر 240 مطبوعہ اھلحدیث اکیڈمی کشمیری بازار لاھور)

وھابیہ کے مناظرِ اعظم مولوی ثناء اللہ امرتسری نے طلاق ثلاثہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو رڈ کرتے ہوئے لکھا کہ:

"ہم اسے کیوں مانیں ہم فاروقی تو نہیں، ہم محمدی ہیں"۔

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد 2، صفحہ نمبر 252، مطبوعہ ادارہ ترجمان السنۃ لاھور)

کچھ شرم ہوتی ہے کچھ حیا ہوتی ہے

پر نجدی کیا جانیں کہ وہ کیا ہوتی ہے؟

یہ تو تھا مختصر سا الزامی رگڑا آئیے اب اصل تحقیقی مسئلے کیطرف

سیّدہ صدیقہ کائنات امی عائشہ رضی اللہ عنھا نے جو فرمایا کہ جس نے یہ کہا کہ رسول اللہ نے اللہ کا دیدا کیا اس نے جھوٹا بولا....

تو خیال رہے کہ حضور علیہ السلام کا سر کی آنکھوں سے رب کا دیدار کرنے کے حوالے سے صحابہ میں اختلاف رہا ہے۔

جن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا نے دیدار کی نفی کی۔

اور حبر الامۃ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے دیدارِ خدا کا اثبات کیا

ہر ایک کیساتھ صحابہ رضی اللہ عنھم کی جماعت تھی

تو دو جماعتیں ہو گئ ایک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کیساتھ انکار کے قول کی۔

اور دوسری حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کیساتھ اثبات کے قول کی۔

جبکہ جمہور نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو لیا ہے کیونکہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ نے حضور علیہ السلام کے خدا کا دیدار کرنے پر حدیث سے ثبوت دیا...

جبکہ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا نے اپنے قول سے اجتہاد پیش کیا اور رسول اللہ علیہ السلام سے کوئی روایت پیش نہیں فرمائی

اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے روایت پیش کی ہے اور روایت کی مقابلے میں اجتہاد کو اختیار نہیں کیا جاتا۔

(یہ بھی یاد رہے کہ بخاری میں یہ امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کا قول ہے یہ رسول اللہ علیہ السلام کی حدیث نہیں)

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"قال النووی الراجح عند اکثر العلماء انه صلی الله علیه و آله وسلم رائ ربه بعینی راسه لیلة الاسراء لحدیث ابن عباس وغیرہ واثبات هذا لایکون الا بالسّماع من رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم و لم تعتمد عائشة رضی الله عنها فی نفی الرّؤیة علی حدیث رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم انما اعتمدت الاستنباط من الآیات، والجواب عن هذه الآیة ان الادارك هو الاحاطة والله تعالی لایحاط به واذا ورد النّص بنفی الاحاطة و فلایلزم منه نفی الرؤیة بغیر احاطة۔"

یعنی: امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اکثر علماء کا یہ مؤقف ہے کہ حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے معراج کی رات اللہ کا دیدار سر کی آنکھوں سے کیا ہے، ان کی دلیل حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے، اس کا اثبات رسول اللہ علیہ السلام سے سماع کے بغیر ممکن نہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے رؤیت کی نفی میں حدیث پر اعتماد نہیں کیا بلکہ آیات سے استنباط پر اعتماد کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جس ادراک کی نفی آیات میں کی گئ ہے وہ احاطہ کے طور پر ادراک ہے اور اللہ کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ جب قرآن میں احاطہ رؤیت کی نفی کی گئ ہے بلا احاطہ رؤیت (خدا کو دیکھنے) کی نفی لازم نہیں آتی۔"

(شرح السیوطی علی مسلم، جلد 1 صفحہ 222، مطبوعہ دار ابنِ عفان للنشر والتوزیع عرب)

رسول اللہ سے دیدارِ خدا کا ثبوت

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حَتّٰی جَاءَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ، فَتَدَلَّى، حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى، فَأَوْحَى اللَّهُ فِيمَا أَوْحَى

یہاں تک کہ آپ سدرۃ المنتہٰی پر آئے اور رب العزت اللہ تبارک وتعالیٰ سے قریب ہوئے اور اتنے قریب جیسے کمان کے دونوں کنارے یا اس سے بھی قریب۔

(صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب کلّم اللہ موسیٰ تکلیماً، صفحہ 1296، رقم الحدیث: 7517، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

صحیح مسلم شریف میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتَ لِأَبِي ذَرٍّ، لَوْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: عَنْ أَيِّ شَيْءٍ كُنْتَ تَسْأَلُهُ؟ قَالَ: كُنْتُ أَسْأَلُهُ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قَدْ سَأَلْتُ، فَقَالَ: «رَأَيْتُ نُورًا»

عبد اللہ بن شفیق سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھتا تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سوال کرتا۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم ان کس چیز کے بارے میں سوال کرتے ؟عبد اللہ بن شقیق نے کہا: میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سوال کرتا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے ؟ ابو ذر رض ی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضور علیہ السلام سے (یہی) سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا: "میں نے نور ہی دیکھا۔"

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی قولہ علیہ السلام نور انی اراہ، صفحہ 91، حدیث: 444، مطبوعہ دار اسلام ریاض سعودیہ)

اختصار کے پیشِ نظر انہی روایات پر اکتفاء کیا جاتا ہے ورنہ اس موضوع پر اور بھی بہت سی روایات موجود ہیں۔

تو پتہ چلا کہ جمہور کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے رب کا دیدار اپنے سر کی آنکھوں سے کیا۔

اور امی عائشہ رضی اللہ عنہ جو آیت تلاوت فرمائی: "لاتدرکه الابصار" اسکے تحت نجدیہ کے امام ابنِ تیمیہ کے شاگرد ابنِ کثیر نے لکھا ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اس دن یا میں رب کو آنکھوں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا اور معراج میں تو دنیا ہی اور تھی.. آخرت میں بھی سب مسلمانوں کو اللہ کا دیدار نصیب ہو گا۔

کیا خوب فرمایا ہے میرے امام نے کہ:

اور کوئی غیب کیا تجھ سے نہاں ہو بھلا
جب خُدا ہی نہ چُھپا تجھ پہ کروڑوں درود

اللہ تعالٰی آلِ نجد کو ھدایت نصیب فرمائے... آمین

امیرِ معاویہ کے دفاع کا ہر گز یہ مطلب نہیں

اگر ہم حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہیں تو اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہم انکو حضرت مولا علی شکلکُشا شیر خُدا، خیبر شکن رضی اللہ عنہ سے افضل یا برابر جانتے ہیں۔اس معاملے میں ہمارا وہی عقیدہ ہے جو سیدی اعلٰی حضرت علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ:

"امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ تو ان کا درجہ ان سب (عشرہ مبشرہ وغیرہ) کے بعد ہے۔اور حضرت مول ی علی (المرتضٰی رضی اللہ عنہ) کے مقام رفیع (مراتب بلند وبالا) و شان منیع (عظمت و منزلت) تک تو ان سے وہ دور دراز منزلیں ہیں جن ہزاروں ہزار رہوار برق کردار (ایسے کشادہ فراخ قدم گھوڑے جیسے بجلی کا کوندا) صبا رفتار (ہوا سے بات کرنے والے، تیز رو، تیز گام) تھک رہیں اور قطع (مسافت) نہ کر سکیں۔ مگر فضل صحبت (و شرف صحابیت وفضل) و شرف سعادت خدائی دین ہے۔(جس سے مسلمان آنکھ بند نہیں کر سکتے تو ان پر لعن طعن یا ان کی توہین تنقیص کیسے گوارا رکھیں۔"

(فتاوٰی رضویہ، جلد 29، صفحہ 370، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

تو سیدی اعلٰی حضرت علیہ الرحمہ فرما رہے ہیں کہ حضرت مولا علی شکلکُشا شیر خُدا، خیبر شکن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کے درمیان بجلی کی رفتار کا گھوڑا ہزروں سال دوڑتا رہے دوڑتا رہے تو بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ،،، حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

کیونکہ اس دور میں رافضی لوگ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام لیکر تبرا و بکواسات کرتے ہیں تو ہم پر بھی لازم ہے کہ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کا تخصیص کیساتھ دفاع کریں۔ بلکہ جس صحابی کی ناموس پر حملہ ہو اسی صحابی کی تخصیص کیساتھ شان و عظمت بیان کی جائے۔

انکے مقام و مرتبہ میں فرق وہی جسکو میرے امام احمد نے اپنے انداز میں بیان فرمایا کہ:

"فرق مراتب بے شمار
اور حق بدست حیدر کرار
مگر معاویہ بھی ہمارے سردار
طعن ان پر بھی کار فجار،

جو معاویہ کی حمایت میں عیاذباللہ اسد اللہ کے سبقت و اوّلیت و عظمت و اکملیت سے آنکھ پھیر لے وہ ناصبی یزیدی، اور جو علی کی محبت میں معاویہ کی صحابیت و نسبت بارگاہ حضرت رسالت بھلادے وہ شیعی زیدی، یہی روش آداب بحمد اللہ تعالیٰ ہم اہل توسط و اعتدال کو ہر جگہ ملحوظ رہتی ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد10، صفحہ199، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرمارہے ہیں کہ مولاعلی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مرتبہ کا فرق شمار سے باھر ہے۔

اگر کوئی حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی حمایت میں حضرت امام المسلمین مولاعلی شکلکُشاء رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت کو گرائے وہ ناصبی یزیدی ہے۔

اور جو مولاعلی شیرِ خُدا رضی اللہ عنہ کی محبت کی آڑ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کرے وہ زیدی شیعہ ہے۔

الحمد للہ....! ہمارا اھلسنت کا مسلک، مسلکِ اعتدال ہے جو ہر صاحبِ فضل کو بغیر کسی دوسرے کی تنقیص و توھین کے مانتا ہے آج کے جاھلوں نے محبتِ علی کیلئے بُغضِ معاویہ شرط بنالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آل و اصحاب کی محبت میں موت عطا فرمائے.....آمین

کیا شب براءت کی تمام احادیث ضعیف ہیں؟

کچھ دن قبل مجھے ھند سے ایک طویل پوسٹ بھیجی گئ اور جواب لکھنے کا کہا گیا جس میں ماہِ شعبان اور اس میں ہونے والے اعمال پر بدعت کے فتوے جڑے گئے تھے......پوسٹ تو کافی طویل تھی مگر اس پوسٹ میں جن جن امور پر آلِ نجد نے اعتراض جڑا ہے ہم انکو ترتیب وار لکھ کر جواب دیتے ہیں:

اعتراضات:

شعبان و شبِ براءت کی فضیلت میں وارد شدہ تمام روایات ضعیف ہیں رسول اللہ سے ثابت نہیں اس میں عبادت کرنا بدعت ہے

خاص طور پر پندرہ شعبان کو عبادت کرنا بدعت ہے
اس دن کھانے پکانا ایصالِ ثواب کرنا بدعت ہے

الجواب:
چلو مان لیا بقول تمہارے ضعیف ہے تو ضعیف حدیث ترغیب و ترھیب (کسی نیک کام کی رغبت دلانے) میں قابلِ عمل ہوتی ہے اور یہ محدثین کا فیصلہ ہے

1... ضعیف احادیث کے بارے میں نجدیہ کا امام وپیشواء ابنِ تیمیہ اپنے فتاویٰ میں کیا کہتا ہے:

"قال ابن تیمیة : قول أحمد بن حنبل: إذا جاء الحلال والحرام شددنا فی الأسانید، وإذا جاء الترغیب والترهیب تساهلنا فی الأسانید، وکذلك ما علیه العلماء من العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الأعمال۔"

یعنی: ابن تیمیہ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا قول نقل کرتا ہے کہ: جب حلال و حرام کی بات آئے گی تو اسانید (سندوں) کی جانچ پرکھ میں سختی سے کام لیں گے، اور جب ترغیب (نیکی کا شوق دلانے) اور ترھیب (برائی کا خوف دلانے) کی بات آئے گی تو ہم اسانید میں تساہل (نرمی) برتیں گے، اسی طرح فضائل اعمال میں جس ضعیف حدیث کے عمل کرنے پر علماء (متفق) ہیں۔

(مجموع الفتاوٰی لابن تیمیہ: جلد17 صفحہ56 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

توثابت ہوا کہ اعمال کی فضیلت اور کسی نیک عمل کا شوق دلانے اور برے کام کی وعید سنا کر خوف دلانے کیلئے ضعیف حدیث کو عمل میں لاسکتے ہیں۔
خیال رہے کہ شبِ برات و اس میں کیئے جانے والے اعمال کے بارے میں اگر احادیثِ ضعاف موجود بھی ہیں تو وہ فضائلِ اعمال اور ترغیب و ترھیب میں پیش کیں ہیں جنکی اجازت آلِ نجد کے پیشواء ابنِ تیمیہ بھی دے رہے ہیں۔ اور امامِ اھلسنت امام احمد بن جنبل علیہ علیہ الرحمہ بھی تصریح پیش کررہے ہیں۔
لہذا ضعیف حدیث کو مطلقاً موضوع (گھڑی) ہوئی کہہ کر رد کر دینا دینا سراسر جہالت ہے۔ اور یہ محدثین کا طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ جدید دور کی پیداوار آلِ نجد کا طریقہ ہے۔ حانکہ انکے جدِامجد ابن تیمیہ حرّانی ضعیف حدیث کو قابلِ قبول لکھ رہے ہیں۔ اور ساتھ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا بھی قول پیش کررہے ہیں۔

2... شارحِ صحیح مسلم عظیم محدث امام نووی علیہ الرحمہ نے اصولِ حدیث و اصولِ روات کی کتاب میں لکھا ہے:

"ویجوز عند أهل الحدیث وغیرهم التساهل فی الأسانید وروایة ما سوی الموضوع من الضعیف، والعمل به من غیر بیان ضعفه فی غیر صفات الله تعالی والأحکام کالحلال والحرام"

یعنی: محدثین کے نزدیک ضعیف سندوں میں نرمی برتنا اور موضوع (جعلی، گھڑی ہوئی) کو چھوڑ کر ضعیف حدیثوں کو روایت کرنا اور ان پر عمل کرنا ان کا ضعف بیان کیے بغیر جائز ہے؛ مگر اللہ کی صفات اور حلال و حرام جیسے احکام کی حدیثوں میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے.

(تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، أنواع الحدیث، النوع الثانی والعشرون المقلوب، شروط العمل بالأحادیث الضعیفة ص: 350 (1/455) دار الکتب العلمیة بیروت)

امام نووی علیہ الرحمہ محدثین کا نظریہ بتا رہے ہیں کہ ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔ لہذا اس سے کسی چیز کے حلال و حرام ہونے کی دلیل نہیں پکڑی جا سکتی۔

ضعیف حدیث کی سند میں تساہل یعنی نرمی برتنا یہ محدثین کا منہج ہے۔

اور محدثین نے فضائلِ اعمال اور ترغیب و ترھیب میں حدیثِ ضعیف پر عمل کی اجازت دی ہے۔

3... جلال الملة امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "التعقبات علی الموضوعات" میں اور امام علی بن محمد بن عراق الكناني "تنزيه الشريعة" میں لکھتے ہیں:

"وقال: حنش ضعيف عند أهل الحديث والعمل على هذا عند أهل العلم، فأشار بهذا إلى أن الحديث اعتضد بقول أهل العلم، وقد صرح غير واحد بأن دليل صحة الحديث قول أهل العلم به، وإن لم يكن له إسناد يعتمد على مثله"۔

یعنی: اور (امام ترمذی علیہ الرحمہ) نے کہا: محدثین کے نزدیک (یہ حدیثِ حنش راوی) ضعیف ہے لیکن عمل ہے اسی پر اہل علم کا" بس یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ بیشک (ضعیف) حدیث اہل علم کے قول اور تعامل کے ساتھ حدیث ضعیف، ضُعف سے نکل کر صحیح اور قابل عمل ہوجاتی ہے؛ اگرچہ اس کی اسناد لائق اعتماد نہ ہو، بہت سے اہل علم کا یہ قول ہے۔"

(تنزیہ الشریعة، للکنانی: جلد 2، صفحہ 104، دار الکتب العلمیة بیروت)

پس ثابت ہوا کہ ضعیف حدیث کو جان بوجھ کر مطلقا موضوع (گھڑی ہوئی) کہہ کر رد کر دینا یہ سراسر جہالت اور بے وقوفی ہے۔

اور شعبان کے حوالے سے وارد شدہ احادیث کو ضعیف کہہ کر اس مہینے کے فضائل و اعمال کو بدعت کہنے والوں کو عقل پہ ہاتھ مارنا چاہیئے۔

4... نجدیہ کے ایک اور محقق مولوی عبدالغفور اثری نے کچھ ضعیف روایتیں اپنی کتاب میں نقل کرنے کے بعد لکھا کہ:

"محدثین کے طریقہ کے مطابق ضعیف روایات فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب میں قابلِ عمل ہوتی ہیں (آگے امام سیوطی کے استاد علامہ سخاوی کی عبارت نقل کی مزید لکھا) شیخ الاسلام ابوزکریا یحییٰ شرف الدین نووی اور دیگر علماء، محدثین، فقھاء کرام وغیرہم نے فرمایا کہ: جائز اور مستحب ہے کہ فضائلِ اعمال اور ترغیب وترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے مگر شرط یہ ہے کہ وہ موضوع اور جعلی نہ ہو...."

(احسن الکلام، صفحہ 43,44، مطبوعہ محلہ احمد پورہ سیالکوٹ)

جی تو نجدی محقق کے اس کلام سے واضح ہو گیا کہ عبادات کے فضائل و ترغیب و ترھیب میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز و مستحب ہے

معترض نجدی نے بڑی شد مد سے کہہ دیا کہ شعبان کے فضائلِ اعمال میں وارد شدہ تمام احادیث ضعیف ہیں اور اسی لئے یہ اعمال بدعت ہیں کیونکہ ضعیف حدیث سے ثابت ہیں تو سنو...!

5... مذھبِ وھابیہ کے فخر الدین رازی، اور وھابیہ کے امام اھلحدیث اور مناظرِ اعظم مولوی ثناءاللہ امرتسری نے لکھا کہ:

"بعد نمازِ فرض ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کا ذکر دو روایتوں میں آیا ہے جن کو حضرت میاں (نذیر حسین) صاحب دھلوی نے اپنے فتوے میں نقل کیا۔ گو وہ ضعیف ہیں مگر ضعیف حدیث کے ساتھ بھی جو فعل ثابت ہو وہ بدعت نہیں ہوتا۔ ایسا تشدد کرنا اچھا نہیں"

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد اول، صفحہ 508، مطبوعہ ملکتبہ اصحاب الحدیث لاھور)

جی تو شعبان کے حوالے سے وارد شدہ روایت کو ضعیف قرار دے کر اس میں عبادت کرنے کو بدعت کہنے والے نجدی غور کریں تمہارا محدث کہہ رہا ہے کہ جو عمل ضعیف حدیث سے ثابت ہو وہ بدعت نہیں ہو سکتا..... اسکو بدعت کہنا تشدد ہے

تو پتہ چلا کہ شعبان کے حوالے سے حدیث میں وارد شدہ اعمال پر عمل کرنا ہر گز بدعت نہیں ہے

6... ثناءاللہ امرتسری نے اسی فتاویٰ کی دوسری جلد میں لکھا کہ:

"(ضعیف) حدیث کے معنے ہیں جس میں صحیح کی شرائط نہ پائی جائیں۔ وہ کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ اگر اس کے مقابل میں صحیح حدیث نہیں تو اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ جیسے نماز کے شروع میں "سبحانک اللھم" پڑھنے والی حدیث ضعیف ہے مگر اس پر ساری امت عمل کرتی ہے۔"(فتاویٰ ثنائیہ، جلد اول، صفحہ 76، مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث لاھور)

جی تو نجدیہ کے مناظرِ اعظم نے کہا کہ اگر ضعیف حدیث کے مقابلے میں صحیح حدیث موجود نہ ہو تو ضعیف پر بھی عمل کرنا جائز ہے....... اب وھابیہ سے ہمارا مطالبہ ہے کہ شعبان المعظم کے اعمال میں وارد شدہ ضعیف احادیث کے مقابلے میں صحیح حدیث پیش کرو کہ جس میں ان اعمال سے روکا گیا ہو....... اور اگر نہیں پیش کر سکتے تو اس پر عمل کرنا جائز ہے اور اسکو بدعت کہنا بقول تمہارے مناظرِ اعظم کے تشدد ہے

اوپر پوسٹ میں نجدی نے کہا کہ ضعیف حدیث سے جو عمل ثابت ہو وہ بدعت ہے تو ثناءاللہ امرتسری کہہ رہا ہے کہ وھابی نجدی جو نماز میں "سبحانک اللہ" یعنی "ثناء" پڑھتے ہیں یہ ضعیف حدیث سے ثابت ہے.. پس معترض کے وھابی اصول کے مطابق تمام نجدی بدعتی ہو گئے....

شبِ براءت کی عبادت کا ثبوت نجدیہ کے گھر سے

آئیے اب خصوصاً شبِ براءت کی عبادت کے حوالے سے آلِ نجد کے گھر سے حوالے ملاحظہ ہو..

7... نجدیہ کے محقق و محدث اور جرح و تعدیل کے ٹھیکدار ناصر الدین البانی نے لکھا:

" جملة القول انّ الحديث بمجوع هذه الطرق صحيح بلاريب، و الصحة ثبت باقلّ منها عددا، مادامت مسالمة من الضعف الشديد كما هو الشان في هذه الحديث فما نقله الشيخ القاسمي رحمه الله تعالىٰ في 'اصلاح المساجد' (ص ۱۰۷) عن اهل التعديل و التجريح انه ليس في فضل ليلة النصف من الشعبان حديث يصح فليس مما ينبغي الاعتماد عليه۔"

یعنی:: خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان تمام طرق کے سبب سے (یہ حدیث جس میں شبِ براءت کی فضیلت بیان کی گئ ہے) بلا شک وشُبہ صحیح ہے اور صحتِ حدیث تو اس طرق سے کم سے بھی ثابت ہو جاتی ہے، جب تک وہ شدید ضُعف سے محفوظ ہو جیسا کہ (سیدہ عائشہ کی شبِ براءت کی فضیلت والی) اس حدیث کا معاملہ ہے (کہ وہ شدید ضعیف ہونے سے پاک ہے بلکہ تعددِ طُرق کی وجہ سے صحیح کے درجہ پر فائز ہے) قاسمی نے اصلاح المساجد (کتاب) میں اہلِ جرح و تعدیل کی جو بات نقل کی ہے کہ " شبِ براءت کی فضیلت کے متعلق کوئی صحیح حدیث نہیں " تو یہ ایسی بات ہے کہ جس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا

(سلسلة الاحاديث الصحيحة، جلد3، صفحه138، 139 مكتبة المعارف للنشر والتوزيع رياض)

8... آلِ نجد کا مناظرِ اعظم مولوی ثناء اللہ امرتسری سے سوال ہوا کہ:

" پندرھویں شعبان کو شبِ قدر کا کوئی ثبوت ہے اس شب کو ثواب جان کر تلاوت یا عبادت کرنا کیسا؟؟

جواب:: اس رات کے متعلق ضعیف روایتیں ہیں اس دن کوئی کارِ خیر کرنا بدعت نہیں ہے بلکہ بحکمِ حدیث "انما الاعمال باالنیات" موجبِ ثواب ہے۔"

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد1، صفحہ654، مکتبہ اصحاب الحدیث مچھلی منڈی لاہور)

9... آلِ نجد کے مجتہد العصر مولوی عبداللہ روپڑی سے سوال ہوتا ہے کہ:

" ماہِ شعبان کی چودھویں یا پندھویں روزہ رکھنا یا تین روزے تیرھویں، چودھویں، پندرھویں، تاریخ میں رکھنے جائز ہیں یا نہیں؟ بعض کہتے ہیں یہ بدعت ہے اور لفظِ بدعت کی اصل تحقیق کیا ہے؟؟

جواب: شبرات کا روزہ رکھنا افضل ہے چنانچہ مشکوٰۃ وغیرہ میں حدیث موجود ہے اگرچہ حدیث ضعیف ہے لیکن فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل درست ہے ہر ماہ کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں، کا روزہ بھی حدیث سے ثابت ہے۔"

(فتاوىٰ اهلحديث، جلد1، صفحه218، مطبوعه ادارة احياء السنة ڈی بلاك سرگودها)

10... وھابیہ کے شیخ الاسلام مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے ماہِ شبان کی فضیلت پر پوری کتاب لکھی جسکا نام "فضائلِ شبان" ہے۔ ابراہیم میر سیالکوٹی اس کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

" ماہِ شعبان کے فضائل بعض تو صحیح حدیث سے ثابت ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جنکی متعلقہ احادیث ضعیف ہیں"

(فضائلِ شعبان، ملحقه ماهِ شعبان اور شبِ براءت، صفحه31، مطبوعه مدينة العلم جامعه مجدديه درس روڑ نور آباد فتح گڑه سيالكوٹ)

11... مزید لکھتے ہیں کہ:

”قرآن پاک کی سورۃ دخان میں جو فرمایا "انا انزلنٰہ فی لیلۃ مبارکۃ (پ:۲۵) اس کی نسبت بعض مفسرین عکرمہ وغیرہ کا قول ہے کہ اس سے نصف شعبان کی رات مراد ہے-“

(فضائلِ شعبان، ملحقہ ماہ شعبان اور شبِ براءت، صفحہ31، مطبوعہ مدینۃ العلم جامعہ مجددیہ درس روڑ نور آباد فتح گڑھ سیالکوٹ)

12... آلِ نجد کا مفتئ نجد عبد العزیز بن باز شبِ برات کے بارے لکھتا ہے کہ:

”اس رات کی فضیلت کے بارے میں اہلِ شام وغیرہ سے سلف کے کچھ آثار ملتے ہیں۔“

(توحید کا قلعہ، صفحہ108، مطبوعہ صبحِ روشن پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر لاھور پاکستان)

13... نجدی مفتی ابنِ رجب حنبلی کے حوالے سے مزید لکھا کہ:

”شام کے کچھ تابعین مثلاً خالد بن معدان، مکحول، لقمان بن عامر رحمہ اللہ، وغیرہ شعبان کی پندھویں شب کی تعظیم کرتے تھے اور اس میں عبادات کے لئے جشن کرتے تھے بعد کے لوگوں نے اس شب کی تعظیم و فضیلت انہی سے لی ہے۔“

(توحید کا قلعہ، صفحہ110، مطبوعہ صبحِ روشن پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر لاھور پاکستان)

14... شبِ برات یعنی پندرہ شعبان کے بارے میں مزید لکھا کہ:

”البتہ تابعین رحمہ اللہ کی ایک جماعت سے اس کا ثبوت ملتا ہے جو اہلِ شام کے بڑے فقھاء میں سے ہیں۔“

(توحید کا قلعہ، صفحہ112، مطبوعہ صبحِ روشن پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر لاھور پاکستان)

15... نجدیہ کے جدِّ امجد ابنِ تیمیہ "شبِ برات" کے بارے لکھتے ہیں:

”اس رات کی فضیلت کے بارے میں متعدّد مرفوع احادیث اور آثار مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک فضیلت والی رات ہے۔ سلف میں سے بعض لوگ اس میں نماز پڑھتے تھے۔“

(اقتضاء الصراط مستقیم (مترجم) صفحہ140، مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڑ لاھور)

16... ابنِ تیمیہ مزید نے لکھا کہ:

”اکثر اہلِ علم اس رات کی فضیلت کے قائل ہیں امام احمد نے بھی اسکی وضاحت کی ہے“

(اقتضاء الصراط مستقیم (مترجم) صفحہ140، مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڑ لاھور)

17... وھابیہ دیابنہ کے مشترکہ امام، مولوی اسمٰعیل دھلوی نے "شبِ برات" کے بارے لکھا کہ:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب برات میں کوکسی کو اطلاع دینے اور جتلانے کے بغیر بقیع میں تشریف لے جاتے اور دعا کرتے اور صحابہ میں سے کسی کو امر نہ فرماتے کہ اس رات قبروں پر جاکر دعا کرنی چاہیئے چہ جائیکہ آپ نے تاکید کی ہو پس اگر کوئی شخص پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کے واسطے شبِ برات کو صُلَحَاء کا مجمع کر کے کسی مقبرے میں بہت ساری ساری دعائیں کرے تو آنجناب کی مخالفت کے باعث اسے ملامت نہیں کرسکتے۔“

(صراطِ مستقیم، صفحہ75، مطبوعہ ادارہ نشریاتِ اسلام اردو بازار لاھور)

پس آلِ نجد و دیوبند کا مشترکہ امام اسمٰعیل دھلوی کہہ رہا کہ شبِ برات کو مجمع کی صورت میں اجتماعی عبادت کرنے والے پر اعتراض و ملامت کرنا غلط ہے۔ لہذا اس شب قبرستان جانے والوں پر بھی ملامت کرنا جائز نہیں۔

لہذا آلِ نجد چلو بات نہ سہی اپنے امام کی ہی مان لے۔

پس اس ساری بحث سے ثابت ہوا کہ ضعیف حدیث فضائل اعمال میں قابلِ عمل ہوتی ہے محدثین کیساتھ ساتھ اکابرینِ نجدیہ نے بھی اسکو تسلیم کیا بلکہ آلِ نجد کے محقق البانی نے پندرھویں شعبان کی فضیلت والی حدیث کو متعدّد طرق سے صحیح ثابت کیا ہے..

اور نجدیہ کے اکابرین کے فتاویٰ سے یہ بھی پتہ چلا کہ خاص اس دن کی تخصیص میں عبادت کرنا بدعت نہیں ہے بلکہ اجر و ثواب ہے...

لہذا اگر اب بھی نجدی اسکو بدعت و ناجائز کہیں تو انکے بڑے بڑے محقق اور مناظر بدعت کے فتوے میں رگڑے جائیں گے...

اس موضوع پر اور حوالہ جات بھی ہیں پس انہی سترہ حوالوں پر پر اکتفاء کرتا ہوں۔

یہ قصہء مختصر ناتمام ہے

جو کچھ بیاں ہوا آغازِ باب ہے

اللہ تعالٰی آلِ نجد کو عقل و ھدایت عطاء فرمائے.... آمین

شبِ براءت بخشش کا پروانہ حدیثِ صحیح

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال:

«يَطَّلِعُ اللهُ إلى جَمِيعِ خَلْقِهِ لَيْلَةَ النِّصفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ»

رواه الطبرانی وصححه ابن حبان.

یعنی:: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالٰی کی رحمت نصف شعبان کی رات (پندرہ شعبان یعنی شبِ براءت کی رات) ساری مخلوق کیطرف متوجہ ہوتی ہے اللہ تعالٰی تمام مسلمانوں کی بخشش فرمادیتا ہے سوائے مُشرک اور دل میں کینہ رکھنے والے کے (یعنی اس رات انکو بخشا نہیں جاتا)

(سلسلة الاحاديث الصحيحه، صفحه 135، حديث 1144، مكتبة المعارف للنشر و التوزيع)

اسکو طبرانی نے روایت کیا اور ابنِ حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا۔

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد نجدیہ کا محدث ناصرالدین البانی لکھتا ہے کہ "حدیث صحیح" یعنی کہ مذکورہ حدیث مبارکہ کی سند صحیح ہے۔

اعتراض

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جی یہ فضیلت تو بخاری شریف کی حدیث میں بھی آئی ہے کہ اللہ ہر رات اپنی شان کے لائق آسمان دنیا پر تجلی فرما کر کہتا ہے، ہے کوئی بخشش مانگنے والا؟ تو پھر پندرہ شعبان کی تخصیص کیوں کرتے ہو؟

جواب

حدیثِ صحیح میں واضح طور پر موجود ہے۔

"فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ"

صحیح بخاری کی جو حدیث پیش کی جاتی ہے اس، میں مغفرت کا حکم عام نہیں ہے۔
جبکہ شیخ البانی نے جو پندرہ شعبان کی حدیث نقل کی ہے اس رات مغفرت کا حکم عام ہے۔
اللہ تعالٰی ہمارے تمام گناہوں کو معاف فرمائے اور بلا حساب بخش دے آمین۔

کیا شب براءت کا مطلب لعنتوں کی رات ہے؟

نجدی اپنی پوسٹ میں لکھتا ہے کہ

"شبِ براءت کا مطلب ہے بیزاری کی رات یا لعنتوں کی رات,, اس نام سے واضح ہو گیا کہ اسکا تعلق اسلام سے نہیں اگر اسلام سے ہوتا تو اسکا نام "لیلۃ براءت" ہوتا۔"

جواب:: نجدی تیری سڑی ہوئی بوسیدہ سُوچ کو چوبیس توپوں کی سلامی۔

لغت سے اتنی جہالت اور دعویٰ عامل بالحدیث کا۔؟
براءت کا معنٰی فقط "بیزاری" ہی نہیں
بلکہ براءت کا معنٰی "نجات" بھی ہے
جیسا کہ عربی لغت کی مشہور کتاب میں ہے
براءت:: نجات پانا

(المنجد، صفحہ 51، مطبوعہ خزینہ علم و ادب لاہور)

کیونکہ اس شب اللہ کریم اپنے بندوں کو جہنم سے نجات کا پروانہ دیتا ہے اسی نسبت سے اسے شبِ براءت (جہنم سے نجات کی رات) کہا جاتا ہے...

صحیح حدیث سے ثبوت

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال:

«يَطَّلِعُ الله إلى جَمِيعِ خَلْقِهِ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيعِ خَلْقِهِ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ»

رواہ الطبرانی وصححہ ابن حبان.

یعنی:: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اللہ تعالٰی کی رحمت نصف شعبان کی رات (پندرہ شعبان یعنی شبِ براءت کی رات) ساری مخلوق کیطرف متوجہ ہوتی ہے اللہ تعالٰی تمام مسلمانوں کی بخشش فرما دیتا ہے سوائے مُشرک اور دل میں کینہ رکھنے والے کے (یعنی اس رات انکو بخشا نہیں جاتا)

اسکو طبرانی نے روایت کیا اور ابنِ حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا
نجدیہ کے ناصر الدین البانی نے بھی کہا کہ حِدیث صحیح ہے
(سلسة الاحاديث الصحيحه, صفحه135, حديث1144, مكتبة المعارف للنشر و التوزيع)

پس ثابت ہوا کہ اللہ اس رات خصوصی طور پر مسلمانوں کو جہنم سے نجات عطا فرماتا ہے اسی بنا پر اسکو
شب (رات) براءت (نجات)
یعنی نجات کی رات کہتے ہیں۔
اور یہ یہ بھی خیال رہے کہ لغتِ عربیہ میں ایک لفظ کے کئی کئی معنی ہوتے ہیں جو کہ موقع محل کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ استعمال ہوتے ہیں۔

نجدی نے کہا کہ براءت کا معنٰی فقط "بیزاری" اور لعنت ہے.... تو آیئے ایک مختصر سا "رضوی اور نجدی کے مابین" مکالمہ ملاحظہ ہو کہ الفاظ کے ہیر پھیر سے بات کہاں تک چلی جاتی ہے
نجدی:: شبِ براءت کا مطلب ہے بیزاری کی رات یا لعنتوں کی رات کیونکہ براءت "بیزاری" اور لعنت کو کہتے ہیں
رضوی: اچھا چلو یہ بتاؤ کہ "مسجدُ الحرام" کا کیا معنٰی ہے ؟؟؟
نجدی:: مسجد (مطلب مسجد) الحرام (مطلب عزت والی) "مسجدُ الحرام" کا مطلب ہوا عزت والی مسجد
رضوی:: چلو آپ نے کہا کہ "الحرام" کا مطلب "عزت" و شرف ہے
تو اب اسی کے پیشِ نظر رضوی کہتا کہ تمام نجدی "وَلَدُ الحرام" ہیں "وَلَد" مطلب لڑکا حرام مطلب "عزت والا"
کیونکہ تم نے خود خود ہی "الحرام" کا مطلب "عزت والا کہا ہے...
نجدی:: استغفر اللہ...... ! رضوی "وَلَدُ الحرام" کا معنی عزت والا لڑکا نہیں بلکہ "حرام زادہ" ہے۔
کیونکہ جب یہ مسجد کیساتھ "حرام" کا لفظ بولا جائے تو مطلب عزت و شرف ہے اور جب "وَلَدُ الحرام" بولا جائے تو مطلب زنا کی پیداوار ہے۔
اگرچہ لفظ ایک ہے لیکن اسکے معنے دو ہیں۔
رضوی:: یہی تو میں سمجھانا چاہتا تھا کہ "براءت" کا لفظ اگرچہ ایک ہے لیکن اسکے معنی کئی ہیں۔
کیونکہ براءت کا معنٰی فقط "لعنت" یا بیزاری نہیں بلکہ اسکا معنٰی "نجات" بھی ہے اور اسی معنٰی میں ہم نصف شعبان کہ رات کو شبِ براءت کہتے ہیں۔۔
صاحبو.... ! بات تو لغت کی تھی مگر نجدی بُرا مان گیا....
ان لوگوں کا کام شروع سے ہی تنقید کرنا و اعتراضات کرنا ہے لہذا انکو دلیل کیساتھ ساتھ آئینہ دیکھانا بھی ضروری ہے....

اللہ تعالیٰ آلِ نجد کے فتنے سے بچائے....آمین

بنو کلب کی بکریاں اور مغفرت

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيعِ فَقَالَ أَكُنْتِ تَخَافِينَ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ أَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ وَزَادَ رَزِينٌ: «مِمَّنِ اسْتَحَقَّ النَّارَ»

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (بستر پر) نہ پایا، آپ اچانک بقیع (قبرستان) تشریف لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تمہیں اندیشہ تھا کہ اللہ اور اس کے رسول تم پر ظلم کریں گے۔“ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں نے سمجھا کہ آپ اپنی کسی زوجہ محترمہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات آسمان دنیا پر (اپنی شایانِ شان) نزول فرماتا ہے اور وہ (اس رات) کلب قبیلے کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرما دیتا ہے۔“

(مشکوۃ شریف، حدیث نمبر :1299، مطبوعہ دارِ ارقم بیروت لبنان)

اسکی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں کہ؛

”یعنی ایک دفعہ شعبان کی پندرہ تاریخ تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باری میرے مکان پر تھی اور آپ میرے ہاں تشریف فرما تھے میں رات کو اٹھی تو آپ کا بستر خالی پایا، آپ کو ڈھونڈنے مدینہ کے گلی کوچوں میں نکلی حتی کہ بستی سے باہر گئی تو مدینہ کے قبرستان میں آپ کو ذکر و دعا میں مشغول پایا۔ اس طرح کہ ہم تمہاری باری میں کسی اور بیوی کے ہاں رات کو قیام فرمائیں جو بظاہر حق تلفی اور تم پر ظلم ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر ازواج کی باری اور مہر شرعًا واجب نہ تھا مگر آپ نے خود اپنے کرم سے ان کی باریاں مقرر فرمادی تھیں، اب اس کے خلاف کرنا اپنے وعدہ کے خلاف ہوگا اس لیئے اسے ظلم فرمایا، نیز چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل رب کی طرف سے ہے اس لیئے اس ظلم کو رب کی طرف بھی منسوب کیا لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ آپ پر باری فرض نہیں اور آپ اس معاملہ میں مختار ہیں، ہاں مجھے غیرت ضرور تھی کہ میری باری اور بیوی نے کیوں لے لی۔ اس غیرت میں کئی علماء فرماتے ہیں کہ غیرت عورتوں کی فطری چیز ہے جس پر کوئی پکڑ نہیں۔ یعنی اس رات رب کی رحمت خاص دنیا کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور قبیلہ بنی کلب جن کے پاس بہت بکریاں ہیں ان بکریوں کے جسم پر جس قدر بال ہیں اتنے گناہ گاروں کی مغفرت ہوتی ہے۔ اسی سے معلوم ہوا کہ شب برات میں عبادات کرنا، قبرستان جانا سنت ہے۔ خیال رہے کہ اس رات کو بھی شبِ قدر کہتے ہیں یعنی تمام سال کے انتظامی امور کے فیصلے کی رات۔ قدر بمعنی اندازہ،

رب تعالیٰ فرماتا ہے: "فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ"۔ اور ستائیسویں رمضان کو بھی شبِ قدر کہتے ہیں یعنی تنگی کی رات، قدر بمعنی تنگی، اس میں فرشتے اتنے نازل ہوتے ہیں کہ زمین تنگ ہوجاتی ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے: "تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا"۔ شب برات کے فضائل واعمال ہماری کتاب "مواعظ نعیمیہ" اور "اسلامی زندگی" میں دیکھو۔ یعنی مومن گنہگار نہ کہ کفار ان کی بخشش ناممکن اگر کفر پر مرجائیں۔ کوئی حرج نہیں کیونکہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف قبول ہے۔

(مراۃالمناجیح، تحت الحدیث:534، مطبوعہ قادری پبلیشرز لاھور)

قابلِ غور عقیدے کی بات ؛ حضور ﷺ نے فرمایا؛ اللہ اس رات قبیلہ بنو کلب کی بکریوں سے بھی زیادہ لوگوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔

اور دو چیزوں کی برابری یا کمی بیشی وہ ہی بتاسکتا ہے جسے دونوں کی خبر ہو۔

پس پتہ چلا کہ قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے کتنے بال ہیں، حضور ﷺ یہ بھی جانتے ہیں۔

اور کتنے لوگ بخشے جاتے ہیں، حضور ﷺ یہ بھی جانتے ہیں۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ ہم سب کی بخشش فرمائے آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

تراویح

سوالات: (1) تراویح کی شرعی حیثیت کیا ہے؟؟

(2) کیا بیٹھ کے تراویح پڑھ سکتے ہیں؟؟

(3) گھر میں تراویح پڑھ سکتے ہیں؟؟

(4) جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت سے پڑھی ہو، کیا وہ وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے؟؟

جوابات:

(۱) تراویح کی شرعی حیثیت

تراویح ہر عاقل بالغ مسلمان مرد اور عورت کیلئے سنتِ مؤکدہ ہے۔ اس کو ترک کرنا جائز نہیں۔

اور اس میں کم از کم ایک بار قرآنِ کریم ختم کرنا بھی سنتِ مؤکدہ (علی الکفایہ) ہے۔

(دُرمختار، جلد2، صفحہ493، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(فیضانِ سنت، صفحہ1095، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

(بہارِ شریعت، جلد1، حصّہ4، صفحہ689، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

(۲) سوال:

کیا تراویح کی نماز بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں؟؟

جواب:

بِلاعُذر تراویح بیٹھ کر پڑھنا مکروہ ہے۔ بلکہ بعض فقہاء کرام رحمھم اللہ تعالٰی کے نزدیک تو ہوتی ہی نہیں۔

(دُرمختار، جلد2، صفحہ499، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(بہارِ شریعت، جلد1، حصّہ4، صفحہ693، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

(فیضانِ سنت، صفحہ1118، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

(۳)سوال:

کیا گھر میں تراویح پڑھ سکتے ہیں؟؟

الجواب:

تراویح کی جماعت سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ اگر مسجد کے سب لوگ چھوڑ دیں گے تو گنہگار ہوں گے اور اگر کسی ایک نے گھر میں اکیلے پڑھ لی تو گنہگار نہ ہو گا۔

(الفتاوٰی الھندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، فصل فی التراویح، جلد1، صفحہ 116، مطبوعہ بیروت)(بہارِ شریعت جلد1، حصّہ 4، صفحہ 691، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

(٤)**سوال**::

جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی کیا وہ وِتر جماعت کیساتھ پڑھ سکتا ہے؟؟

الجواب:

رمضان شریف میں وتر جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔

مگر جس نے عشاء کے فرض بغیر جماعت کے پڑھے وہ وِتر بھی تنہا پڑھے۔

(بہارِ شریعت، حصّہ4، صفحہ36، مطبوعہ بریلی شریف)

(فیضانِ سنت، صفحہ1123، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

اگر پھر بھی وتر جماعت سے پڑھے گا تو وتر ہو جائیں گے۔

واللہ و رسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

سوال::روزہ فرض ہونے کی کیا شرائط ہیں؟؟

الجواب:

روزہ فرض ہونے کی درج ذیل 6 شرائط ہیں۔۔

(1)مسلمان ہونا

(2)بالغ ہونا

(3)عاقل ہونا

(4)تندرست ہونا

(5)مقیم ہونا

(6)حیض ونفاس سے پاک ہونا

(فتاویٰ ھندیہ، جلد1، کتاب الصوم، صفحہ195)

وضاحت

پہلی شرط مسلمان ہوناجس سے پتہ چلا کہ کافر پر روزے فرض نہیں۔

دوسری شرط بالغ ہوناجس سے معلوم ہوا کہ نابالغ پر روزے فرض نہیں۔لیکن جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو سرپرست کو چاہیئے کہ اسے روزے کی تلقین کرے اور جب دس سال کا ہو جائے تو سختی کرے۔

تیسری شرط عاقل ہوناجس سے واضح ہوا کہ پاگل مجنون پر روزہ فرض نہیں۔

چوتھی شرط تندرست ہونا پتہ چلا کہ ایسا بیمار جس کو طبیبِ حاذق نے روزے سے منع کیا ہو اس پر بھی روزہ فرض نہیں۔

پانچویں شرط مقیم ہونا یعنی مسافر پر بھی روزہ فرض نہیں۔

نوٹ؛؛خیال رہے روزے کے لئے سفر اس وقت عُذر بنے گا جب دورانِ سفر سحری آئے۔

(فتاویٰ عالمگیری، جلد اول، الباب الخامس، صفحہ206، فی اعذار التی تبیح الافطار)

چھٹی شرط حیض ونفاس سے پاک ہونا یعنی حیض و نفاس کی حالت میں عورتوں پر روزہ رکھنا فرض نہیں۔

ادبِ رسالت

عظیم عاشقِ رسول، ابوالفضل عیاض بن موسیٰ الیحصُبی المعروف قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللّٰہ علیہ (۵۴۴م) روایت نقل فرماتے ہیں:

"حدثنا ابن حميد؛ قال ناظر أبو جعفر أمير المؤمنين مالكاً في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقال له مالك: يا أمير المؤمنين؛ لا ترفع صوتك في هذا المسجد، فإن اللّٰه تعالى أدّب قوماً فقال:

{{ لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت النبي، ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض أن تحبط أعمالكم وأنتم لا تشعرون }}

ومدح قوماً فقال: {{ إن الذين يغضون أصواتهم عند رسول اللّٰه أولئك الذين امتحن اللّٰه قلوبهم للتقوى لهم مغفرة وأجر عظيم }}

وذم قوماً فقال: «إن الذين ينادونك من وراء الحجرات أكثرهم لا يعقلون»

وإن حرمته ميّتاً كحرمته حيّاً فاستكان لها أبو جعفر، وقال: يا أبا عبد اللّٰه، أأستقبل القبلة وأدعو أم أستقبل رسول الله صلى الله عليه وسلم ؟ فقال: ولم تصرف وجهك عنه وهو وسيلتك و وسيلة أبيك آدم عليه السلام إلى اللّٰه تعالى يوم القيامة؟ بل استقبله واستشفع به، فيشفعك اللّٰه؛

قال اللّٰه تعالی : «{ {ولو أنهم إذ ظلموا أنفسهم جاءوك فاستغفروا اللّٰه واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توّاباً رحیماً } }-"

یعنی؛؛ابو جعفر منصور بادشاہ مسجدِ نَبوی میں حضرت امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ایک مسئلے کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا، (اس دوران اس کی آواز کچھ بلند ہوئی تو) امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس سے فرمایا: اے مسلمانوں کے امیر! اس مسجد میں آواز بلند نہ کر کیونکہ اللہ تعالٰی نے ایک جماعت کو ادب سکھایا اور فرمایا:

'' لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ '' (حجرات:۲)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو۔

اور ایک جماعت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

'' اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ-لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ '' (حجرات:۳)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

اور ایک جماعت کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

'' اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ '' (حجرات:۴)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

بے شک وصال کے بعد بھی حضورِ اَقدس صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کی عزت ایسی ہے جیسی آپ کی ظاہری حیات میں تھی۔ (یہ سن کر) ابو جعفر نے عاجزی کا اظہار کیا اور کہا: اے ابو عبداللہ! میں قبلہ رُو ہو کر دعا کروں یا، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کی طرف رخ کروں ؟ امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: تُو حضورِ اکرم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم سے کیوں رُخ پھیرتا ہے حالانکہ حضورِ انور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم قیامت کے دن اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں تیرے اور تیرے جدِ اَمجد حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وسیلہ ہیں، تُو حضورِ پُر نور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کی طرف رُخ کر اور شفاعت کی درخواست کر، اللہ تعالٰی تیرے لئے شفاعت قبول فرمائے گا۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الجز الثانی، الفصل الثالث، فی تعظیم النبی بعد موتہ، صفحہ 45،44، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور پاکستان)

'' ولما كثر على مالك الناس قيل له : لو جعلت مستملياً يسمعهم ؟ فقال : قال الله تعالى : (يا أيها الذين آمنوا لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت النبي ؛ وحرمته حيّا وميّتا سواء."

یعنی: امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ (مسجدِ نبوی میں درس دیا کرتے تھے، جب ان) کے حلقۂ درس میں لوگوں کی تعداد زیادہ ہوئی تو ان سے عرض کی گئی: آپ ایک آدمی مقرر کر لیں جو (آپ سے حدیث پاک سن کر) لوگوں کو سنا دے۔

امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے:

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ'' (حجرات:۲)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو۔

اور رسولِ کریم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم کی عزت و حرمت زندگی اور وفات دونوں میں برابر ہے (اس لئے میں یہاں کسی شخص کو آواز بلند کرنے کے لئے ہرگز مقرر نہیں کر سکتا)۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الجز الثانی، الفصل الثالث، فی تعظیم النبی بعد موتہ، صفحہ 46، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور پاکستان)

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال ظاھری کے بعد بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حرمت و عزت کا حکم اسی طرح ہے جس طرح ظاھری حیات میں تھا۔

لہذا روضۂ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر جا کر سیاسی ہلڑ بازی کرنا کر کے آوازیں بلند کرنا یہ ادبِ رسالت کے منافی ہے۔ توبہ کرنی چاہئے ان لوگوں کو۔

کثرتِ بعدِ قلّت

سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ پر دیوبندی اعتراض کا منہ توڑ جواب

زیرِ نظر پوسٹ میں اردو سے جاھل دیوبندی نے حدائق بخشش کا اسکین لگا کر اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک شعر نقل کیا، اور اس پر گستاخی کا فتوی لگایا، پہلے ہم اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا شعر نقل کرتے ہیں پھر اسکا جواب دیتے ہیں۔

کثرتِ بعدِ قلّت پہ اکثر درود
عزّتِ بعدِ ذِلّت پہ لاکھوں سلام

دیکھو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کیلئے ذلت کا لفظ استعمال کر دیا، یعنی ذلت کے بعد عزت ملی، استغفراللہ

الجواب:: دیوبندی مولوی ابوالحسن اعظمی نے مولوی اشرف علی "تھانوی کے پسندیدہ واقعات" کتاب چھاپی، اس میں وہ لکھتا ہے کہ:

''معنی سے قطع نظر کر کے صرف نرمی اور شیرینی پر دلالت کرنے والے الفاظ یاد کر لئے، ایسے ہی ہمارے (دیوبندی) بھائیوں نے الفاظ یاد کر لئے ہیں''

(تھانوی کے پسندیدہ واقعات، صفحہ 153، مطبوعہ مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور پاکستان)

تو پتہ چلا دیوبندیوں کے بڑوں کے بقول دیوبندیوں نے ظاھری الفاظ کا رٹّہ لگا لیا ہے معنی کی گہرئی میں نہیں جاتے، اسی لئے جگہ جگہ جہالت کا مظاھرہ کرتے ہیں۔

اب آیئے شعر کی طرف سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کثرتِ بعدِ قلّت پہ اکثر درود

عزّتِ بعدِ ذلّت پہ لاکھوں سلام

یہاں لفظ "عزتِ بَعدِ ذلّت نہیں" بلکہ "عزت بُعدِ ذلّت" ہے یعنی "با" پر "پیش" بُعد" جسکا مطلب ہے دوری

آیئے اہلِ لغت سے بُعد کا معنیٰ پوچھتے ہیں،

فیروز اللغات میں ہے:

"بُعد:: دوری، فاصلہ، مسافت"

(فیروز اللغات، صفحہ206 مطبوعہ فیروز سنز لاھور، کراچی)

اہلِ لغت نے بُعد کا معنی دوری لکھا، اب دیوبندیوں کے گھر سے حوالے ملاحظہ کیجئے۔

دیوبندیوں کے مولوی یوسف لدھیانوی نے لکھا:

"جوں جوں خیر القرون کے زمانہ سے بُعد پیدا ہوتا گیا..."

(اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم، صفحہ6، مکتبۃ لدھیانوی کراچی)

یعنی جیسے جیسے رسول اللہ ﷺ صحابہ اور تابعین کے زمانہ سے دوری ہوتی گئی، اس عبارت سے معلوم ہوا کہ "بُعد" کا مطلب دوری ہے۔ جو یہاں دیوبندی مفتی نے استعمال کیا۔

مولوی اشرف علی تھانوی کہتا ہے کہ:

"جو اسلام قبول کیئے بغیر ہی بیعت ہو، اسکو اسلام سے زیادہ بُعد ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظاتِ حکیم الامت، ملفوظ:20 جلد1، صفحہ44، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

تھانوی مزید ایک موقع پر بات کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"شیطان بہ نسبت اس حالت کے زیادہ بُعد ہے۔"

(ملفوظاتِ حکیم الامت، ملفوظ:331 جلد1، صفحہ220، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

ان دیوبندی حوالہ جات سے بھی واضح ہوا کہ "بُعد" کا معنٰی دوری ہے۔

اب پڑھیں اعلی حضرت کا وہ مصرعہ

"عزّتِ بُعدِ ذلّت پہ لاکھوں سلام"

یعنی یا رسول ﷺ اللہ، اللہ جل جلالہ نے آپکو ایسی عزت بخشی ہے جو ذلّت سے بہت دور ہے۔ آپ کی عزت کو ذلت چھو بھی نہیں سکتی۔

توجیہ وتشریح نمبر2

کثرتِ بعدِ قلّت پہ اکثر درود

عزّتِ بعدِ ذلّت پہ لاکھوں سلام

بالفرض اگر اسکو "بَعدِ ذلت" پڑھیں تو اس سے مراد اہلِ عرب ہیں کیونکہ پچھلے مصرعہ میں "کثرت و قلت" کا ذکر ہے۔ مطلب یہ ابتدائے اسلام مسلمانوں کا گروہ کم تھا پھر کثیر ہو گیا، اسلام سے پہلے اہلِ عرب ذلت و گمراہی میں تھے پھر مصطفٰی کریم ﷺ کے دامن سے وابستہ ہو کر نعمتِ اسلام جب ملی تو اسکی برکت سے اہل عرب کو اللہ نے عزت، بلندی اور فراوانی عطا فرمائی۔

اس توجیہہ پر حدیث شاھد ہے۔ بخاری شریف کی اس حدیث میں ہے:

إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ كُنْتُمْ عَلَى الْحَالِ الَّذِي عَلِمْتُمْ مِنَ الذِّلَّةِ وَالْقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ، وَإِنَّ اللَّهَ أَنْقَذَكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اے گروہ عرب! تم ذلت اور گمراہی کی جس حالت میں تھے وہ تمہیں معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام اور حضور ﷺ کے ذریعے تمہیں نجات دلائی۔

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، حدیث:7112، مطبوعہ دار السلام ریاض)

تو پتہ چلا کہ اگر بَعد پڑھا جائے تو اسکا مشار الیہ حضور ﷺ کی ذات نہیں بلکہ اہلِ عرب ہیں جیسا کہ شروع میں ہے "کثرتِ بعدِ قلّت پہ اکثر درود" اس مصرعہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔

اب ہم یہاں ایک عالم کی توضیح پیش کرتے ہیں جنہوں نے بعد پڑھ کر اہل عرب کی توضیح کی۔ مولانا نعیم اللہ خان قادری اس شعر کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

"یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات بابرکات کے طفیل مسلمانوں کی قلت کو کثرت میں بدل دیا، وہ بے سروسامانی کے عالم میں تھے حتٰی کہ مسلمانوں کو ہجرت کے بعد استقامت اور غلبہ عطا فرمایا، مسلمانوں کو فتوحات کے بعد فتوحات حاصل ہوئیں اور چار سو مسلمانوں اور اسلام کو عزت و غلبہ حاصل ہوا۔ اور کفر و شرک کی ذلالت سے اسلام اور توحید کی عزت بلند ہوئی۔"

(شرح سلامِ رضا، صفحہ 58،59، مطبوعہ اویسی بک سٹال گوجرانوالہ 2011)

اگر بالفرض "بَعد" بھی پڑھیں زبر کیساتھ تو بھی اسکا وہ مطلب نہیں کہ جو دیوبندی لے رہے ہیں۔ صحیح کہا اوپر تمہارے بڑوں نے کہ دیوبندیوں نے بس ظاھری الفاظ ک رٹّہ لگا لیا ہے، معنیٰ کی گہرائی یہ بلکل نہیں جانتے۔

آخر بہتان کیوں باندھا؟؟

دوستو...! جب چور کی چوری پکڑی جاتی ہے تو وہ بہت سے بے گناہ لوگوں پر الزام لگاتا ہے تاکہ انکی کرتوں پر پردہ پڑا رہے۔ اب کیونکہ اس سے بھی قبیح جملے دیوبندیوں وھابیوں کے امام مولوی اسماعیل دھلوی نے حضور ﷺ کی بارگارہ میں بولے، تو اس پر پردہ ڈالنے اور لوگوں کا دھیان ہٹانے کیلئے اعلی حضرت رحمۃ اللّٰہ علیہ پر بہتان باندھ دیا۔

آئیے ہم اسماعیل دھلوی کی وہ عبارت پیش کرتے ہیں، دھلوی اپنی ذریّتِ وھابیہ دیابنہ کو درس دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"اور یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق، بڑی ہو یا چھوٹی، اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔"

(تقویۃ الایمان، صفحہ 30، مطبوعہ دار الکتب السلفیۃ، اردو بازار لاھور)

اب بڑی مخلوق کونسی ہے، یہی مولوی اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتا ہے کہ؛

"انبیاء، اولیاء، امام، پیر زادے، شہید، اللہ کے جتنے مقرّب بندے ہیں، اللہ نے بڑائی دی وہ ہمارے بڑے بھائی۔" (ملخّصاً)

(تقویۃ الایمان،صفحہ 90،مطبوعہ دار الکتب السلفیۃ، اردو بازار لاھور)

وھابیہ دیابنہ کے امام کے اس کفر سے اللہ کی پناہ، جس میں وہ نبیوں ولیوں کو ذلیل ہی نہیں بلکہ چمار سے زیادہ ذلیل کہہ رہا ہے

"العیاذ باللہ تعالیٰ من کفر الوھابیۃ و الدیابنۃ"

یہ عبارت واضح طور پر کفرِ شنیع ہے اور انبیاء و مقربین کی بے ادبی پر محمول ہے۔ اور ان لوگوں نے اپنے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کیلئے سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹا الزام لگا دیا۔

اللہ کے پیاروں کا اللہ کے نزدیک مقام

دھلوی جنکو اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہہ کر اہانت کر رہا ہے اللہ سے خود پوچھتے ہیں کہ یہ لوگ تمہارے نزدیک کیا ہیں؟

اللہ ارشاد فرماتا ہے:

اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ

ترجمہ: جس کا نام مسیح، عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ وہ دنیا و آخرت میں بڑی عزت والا ہوگا اور اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہوگا۔

(آل عمران:45)

پتہ چلا عیسیٰ علیہ السلام یعنی اللہ کے پیارے اللہ کے نزدیک بڑے مرتبے والے ہیں۔

دوسری جگہ اللہ جل جلالہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا

ترجمہ: اور موسیٰ اللہ کے ہاں بڑی وجاہت (بلند مقام و مرتبہ) والے ہیں (الاحزاب:69)

اللہ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ (الحجرات:13)

تو نبیوں سے زیادہ متقی، اور پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ متقی کون ہو ہوسکتا ہے؟ پتہ چلا کہ نبی ولی امام پیر زادے اللہ کے ہاں بلند مقام و مرتبہ رکھتے ہیں۔ اور عزت والے ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن پاک میں اور بہت سی آیات ہیں جو اسمٰعیل دھلوی کے عقیدہ کو باطل و مردود ثابت کرتی ہیں۔

لہذا وھابیہ دیابنہ کو چاہئے کہ اپنے بڑوں کا گند ہمارے اکابرین پر مت ڈالیں، تم اپنی چوری چھپانے کیلئے جو جوالزام تراشیاں کر رہے ہو تمہاری یہ کوشش ناکام ہوتی رہے گی ان شاءاللہ۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں انبیاء انبیاء اولیاء کا ادب نصیب فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین ﷺ

شجرہ عطاریہ میں ایک شعر پر اعتراض کا جواب

دیوبندی اعتراض

بریلویوں کے شجرے میں ایک شعر لکھا ہے کہ:

"یارسول اللہؐ کرم کیجئے خدا کے واسطے"

یہ شرک ہے کیونکہ اس شعر میں وسیلہ بنایا گیا ہے اللہؐ کو اور دعا کی ہے رسول اللہؐ سے (لہذا دعا عبادت و پوجا کو کہتے ھیں جو اللہ کے علاوہ شرک ہے)

الجواب:

یہ مصرعہ شجرہ قادریہ کے پہلے دعائیہ شعر سے لیا گیا ہے پہلے پورا دعائیہ شعر ملاحظہ ہو:

یاالٰہی رَحم فرما مصطفٰی کے واسطے

یارسولَ اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے

دُعائیہ شعر کا مفہوم:

یااللہ تجھ سے اپنے آقا حضور سیِّدِعالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے وسیلہ سے کرم اور بخشش کے سوالی ہیں۔

اور یارسولَ اللہ ؐصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ کی رِضا کے ل یے ہم پر کرم فرما دیجئے۔ آمین

خ یال رہے کہ اس شعر کے دونوں مصرعوں میں لفظ "واسطے" لایا گیا ہے لیکن دونوں جگہ اس کے معنٰی الگ الگ ہیں۔

چُنانچہ پہلے مصرعے میں لفظِ "واسطے "کا معنی ہیں وسیلہ

اور دوسرے مصرعے میں اِسے (یعنی لفظ "واسطے" کو) مُحاورۃً لایا گیا ہے۔ جیسے کوئی منگتا کسی سخی داتا سے اس طرح کہتا ہے: "اللہ کے واسطے مجھ پر کرم کرو یعنی اللہ کی رِضا کے لیے میرا کام کردو۔"

اس کی مُراد یہ نہیں ہوتی ہے کہ (مَعَاذَ الله عَزَّوَجَلَّ) میں اللہ کو وسیلہ بناکر تم سے سوال کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ وسیلہ بننے سے پاک ہے

مؤیّدِ ملتِ طاھرہ صاحبُ الدلائلِ القاھرہ والباھرہ حضرت العلّام سیدی اعلٰی حضرت امام حمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

”اللہ عَزَّوَجَلَّ وسیلہ و توسُّل بننے سے پاک ہے، اس سے اوپر کون ہے کہ یہ اس کی طرف وسیلہ ہوگا اور اس (یعنی اللہ) کے سوا حقیقی حاجت روا کون ہے کہ یہ بیچ میں واسطہ بنے گا؟“

(فتاوی رضویہ، جلد21، صفحہ304، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مولوی اشرف علی تھانوی سمیت جمیع علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب اپنے شجرے میں لکھتے ہیں:

”دور کر دِل سے حجابِ جہل و غفلت میرے رب
کھول دے میرے دل میں درِ علمِ حقیقت میرے اب
ھادئ عالَم علی مشکل کُشاء کے واسطے“۔

(کُلیاتِ امدادیہ صفحہ103 مطبوعہ دار الاشاعت ایم اے جناح روڈ کراچی)

(فیصلہ ھفت مسئلہ صفحہ28 در مطبع قیوم واقع کانپور مطبوع گردید)

جی تو کیا حکم لگے گا جمیع علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب کہ وہ مولا علی رضی اللہ عنہ کو ھادئ عالَم (پوری کائنات کو ھدایت دینے والے) لکھ رہے ہیں اور ساتھ مشکل کُشاء بھی کہہ رہے ہیں۔

بات یہاں ہی ختم نہیں ہوتی ساتھ انکا واسطہ بھی دے رہے ہیں.

مزید لکھتے ہیں:

کچھ مطلب نہیں دو عالَم کے گُل و گلزار سے
کر مُشرف مجھ کو تُو دیدارِ پُر انوار سے

”سرورِ عالَم محمدِ مصطفٰی کے واسطے
یاالٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے
درد چاہیئے مجھ کو خُدا کے واسطے“۔

(کُلیاتِ امدادیہ، صفحہ103،104، مطبوعہ دار الاشاعت ایم اے جناح روڈ کراچی)

(فیصلہ ھفت مسئلہ، صفحہ27،28، در مطبع قیوم واقع کانپور مطبوع گردید)

یہاں بھی حضور علیہ السلام کا واسطہ اور خدا کو خُدا کی ذات کا واسطہ دے رہے ہیں اگر شجرہ قادریہ کے شعر پر اعتراض ہے تو حاجی امداد اللہ مہاجر مکی پر بھی فتویٰ لگے گا۔

مزید حاجی امداد اللہ مہاجر مکی،، حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مدد مانگنے کا طریقہ ارشار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”اگر شیخ عبدالقادر جیلانی کو ذریعہ یا وسیلہ جانے یا ان الفاظ (یعنی یا شیخ عبد القادر شیئا للہ) کو بابرکت سمجھ کر خالیُ الذہن ہو کر پڑھے۔ کچھ حرج نہیں۔ یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں۔“

(کلیات امدادیہ، صفحہ84، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

ایک اور مقام پر علماء دیوبند کے مرشد، رسول اللہ علیہ السلام سے اس انداز سے مدد مانگتے ہیں:

"یارسولِ کبریا فریاد ہے یا محمدِ مصطفٰی فریاد ہے

آپ کی امداد ہو، میرا یانبی حال ابتر ہوا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے مرے

مشکل کُشا فریاد ہے

دردِ ھجراں سے لب پر جان ہے مری

اب تو کہہ دیجئے دعا فریاد ہے

چہرہ تاباں کو دِکھلا دو مجھے تم سے اے نورِ خدا فریاد ہے

گردن وپا سے میری زنجیر وطوق یانبی کیجئے جدا فریاد ہے"

(کلیات امدادیہ، صفحہ91، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

دیوبندیوں کے گھریلو حُجۃ الاسلام مولوی قاسم نانوتوی اپنے قصیدہ بہاریہ میں رسول اللہ علیہ السلام سے یوں مدد مانگی کہتے ہیں:

"مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا

نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار"

(قصائدِ قاسمی، صفحہ8، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور ھند)

یہی اشعار اس کتاب میں میں بھی دو جگہ موجود ہیں

(الشھاب الثاقب، صفحہ48، 66، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور ھند)

جی اس شعر میں دیوبندی مذھب کا حُجۃ الاسلام رسول اللہ علیہ السلام سے مدد مانگ رہا ہے اور کہہ رہا کہ یارسول اللہ آپ کے سِوا کوئی میرا کوئی حامی ہی نہیں ہے۔ تو کیا فتویٰ لگے گا مولوی قاسم نانوتوی پر؟؟

ہوشیار:: خیال رہے مولوی قاسم نانوتوی کے اسی قصیدے کو جب تبلیغی جماعت کے بانی مولوی اَلیاس دھلوی کے بھتیجے مولوی زکریا سہانپوری نے اپنی کتاب فضائل اعمال کے باب فضائل درود میں نقل کیا تو اس قصیدہ کے مذکورہ اشعار سمیت بہت سے اشعار حذف کر دیئے.... لیکن پھر بھی جب تک اعلٰی حضرت علیہ الرحمہ کے غلام زندہ ہیں انکے پول کھولتے رہیں گے....کیونکہ

سچائی چُھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے

خُوشبو آ نہیں سکتی کاغذ کے پھولوں سے

دیوبندیوں کا حکیم الامت اور انکا مجدد مولوی اشرف علی تھانوی رسول اللہ علیہ السلام سے یوں مدد مانگتا ہے:

"یا شفیعَ العباد خُذ بِیَدی

انت فی الاِضطرار معتمدی

یَارسولَ الاِلٰہ بابكَ لی

من غمام الغموم ملتحدی"

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب، صفحہ158، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاھور)

یعنی:: یا رسول اللہ میری مدد کیجئے میں کشمکش میں ہوں آپ ہی میرا سہارا ہیں

یا رسول اللہ میرے لئے بس اب آپکا دَر ہے اب مجھے غموں کے بادل کبھی نہ گھیریں

تھانوی نے واضح طور پر نبی علیہ السلام سے مدد مانگی تو شجرہ قادریہ کے شعر پر شرک کا فتوٰی لگانے والے ذرا کہیں کے کہ تھانوی بھی مشرک ہو گیا؟؟؟

ہوشیار:: صاحبو......! تھانوی کی اسی کتاب "نشر الطیب" کو جب دیوبندی مولویوں نے اپنے اشاعتی ادارے ""دارالکتاب دیوبند"" سے شائع کیا تو اس کتاب کے اکیسویں باب میں سرے سے سارا قصیدہ ہی حذف کر دیا.......

کیونکہ تھانوی نے اس قصیدے میں حضور سیّدِعالَم علیہ السلام سے مدد مانگی ہے اور اس سے استمداد کا عقیدہ ثابت ہو رہا تھا جو کہ دیوبندی دھرم میں شرک ہے..... تو دیوبندیوں سرے سے اس قصیدے کو ہی ہڑپ کر گئے...

خود بدلتے نہیں کتابوں کو بدل دیتے ہیں

دیوبندیوں کا گالیاں دینے والا مولوی حسین احمد ٹانڈوی (صدر مدرس دارالعلوم دیوبند) کہتا ہے کہ وہ بندہ بڑا ہی خبیث ہے جو یہ پڑھنے سے روکے:

"یا اشرف الخلق مالی من الوذبہ

سواك عند حلول الحادث العمم

(یارسول اللہ) اے افضلِ مخلوقات میرا کوئی نہیں جسکی پناہ پکڑوں بجُز تیرے ہر وقت نزول و حوادث"۔

(الشھاب الثاقب، صفحہ66، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سھارنپور ھند)

جی ان سب حوالہ جات میں دیوبندیوں کے اکابرین خدا کو واسطے ڈال کر مدد مانگ رہے ہیں بلکہ رسول اللہ علیہ السلام اور مولا علی رضی اللہ عنہ سے بھی مدد مانگ رہے ہیں۔

شجرہ قادیہ کے شعر پر پھٹنے والے ذرا ان مولویوں کے بارے اپنے قلم کو جُنبش دیں اور لکھیں کہ یہ سب مولوی بھی کافر و مشرک ہو گئے.....

نوٹ:: آلِ نجد و آلِ دیوبند کے اکابرین کا غیر اللہ سے مدد مانگنے پر میرے پاس اتنے حوالہ جات ہیں جو کہ پوسٹ میں لکھنے نہایت مشکل ہیں۔ لہٰذا انہی حوالہ جات پر اکتفاء کرتے ہیں۔

دوسرا اعتراض یہ تھا کہ:

"یارسول اللہؐ کرم کیجئے خدا کے واسطے"

اعتراض؛؛اس شعر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا مانگی جارہی ہے۔

اسی طرح ایک اور شعر پر اعتراض کیا جاتا ہے جو یوں ہے

اے سبز گند والے منظور دُعا کرنا

جب وقتِ نزاع آئے دیدار عطا کرنا

لہذا اس شعر پر بھی کہتے ہیں کہ دیکھو جی نبی پاک سے دعا کر کے شرک کر رہے ہیں.. کیونکہ دعا عبادت کرنے اور پوجنے کو کہہ کہتے ہیں۔

نجدیت و دیوبندیت کیلئے جہالت شرط اول ہے

ان جاھلوں کو یہ نہیں پتہ کہ لفظِ "دُعا" صرف عبادت کرنے و پوجنے کے معنے میں ہی نہیں آتا بلکہ قرآنِ پاک میں لفظِ "دعا" پکارنے بلانے اور دعوت دینے کے معنی میں بھی آیا ہے۔

ملاحظہ ہو

اللہ ارشاد فرماتا ہے:

اللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلَی الۡجَنَّۃِ وَ الۡمَغۡفِرَۃِ بِاِذۡنِہٖ

اور اللہ اپنے حکم سے جنت اور بخشش کیطرف بلاتا ہے

(سورۃالبقرۃ:221)

اس آیت میں "دعا" سے مراد بلانا ہے اگر دعا کا معنی فقط پوجنا عبادت کرنا ہی ہے تو دیکھو بات کہاں تک پہنچ جائے گی.....

ایک اور جگہ اللہ ارشاد فرماتا ہے:

وَّ الرَّسُوۡلُ یَدۡعُوۡکُمۡ فِیۡۤ اُخۡرٰىکُمۡ

اور ہمارے رسول تمہیں پیچھے سے پکار رہے تھے

(آلِ عمران:153)

یہاں اس آیت میں بھی "دعا" سے مراد پکارنا ہے۔ اگر اس جگہ "دعا" سے مراد پوجنا یا عبادت کرنے کا معنی لو گے تو مطلب یہ بنے گا کہ رسول رسول اپنے امتیوں کی پوجا و عبادت کرتے ہیں۔ جو کہ کفر ہے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے جب پرندوں کا قیمہ کر کے پہاڑ پر رکھ دیا تو اللہ نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو ارشاد فرمایا:

ادۡعُھُنَّ یَاۡتِیۡنَکَ سَعۡیًا

ان (مردہ پرندوں) کو پکارو وہ دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آئیں گے

(سورۃالبقرۃ:260)

اگر "دعا" کا معنی فقط پوجنا و عبادت کرنا لو گے تو اس آیت کا معنی یہ بنے گا کہ اے ابراھیم علیہ السلام پھر تم ان مردہ پرندوں کی پوجا کرو وہ دوڑتے ہوئے آجائیں گے...

حالانکہ اس آیت میں دعا سے مراد پکارنا ہے

حضرت نوح علیہ السلام نے کہا:

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ دَعَوۡتُ قَوۡمِیۡ لَیۡلًا وَّ نَہَارًا

عرض کی میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات دن پکارا (دعوت) دی

(سورۃالنوح:5)

یہاں بھی دعا سے مراد پکارنا یعنی دعوت دینا ہے۔

منہ بولے بیٹوں کے بارے میں اللہ ارشاد فرماتا ہے:

اُدۡعُوۡهُمۡ لِاٰبَآئِهِمۡ

انہیں انکے باپوں کے نام سے پکارو (سورۃ الاحزاب:5)

جی ان جیسی آیتوں میں "دعا" سے مراد پکارنا بلانا ہے جنکی نسبت خود اللہ نے مخلوق کیطرف کی اور رسولِ عظام اور خود حضور سیدِ عالَم علیہ السلام نے کی ہے

اگر دعا کا معنی صرف عبادت کرنا ی پوجنا ہی ہو تو ان آیات سے لازم آئے گا کہ

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے مردہ پرندوں کی عبادت کی, اور حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کی عبادت کی...کیونکہ تمام آیات میں "دعا" کا لفظ موجود ہے...

پس ثابت ان آیاتِ مقدسہ کی روشنی میں ثابت ہوا کہ دعا کا مطلب پکارنا دعوت دینا بھی ہے

جو کہ اس شعر میں استعمال ہوا

اے سبز گنبد والے منظور دُعا کرنا

جب وقتِ نزاع آئے دیدار عطا کرنا

اور اسی طرح

"یارسول اللہ ؐکرم کیجئے خدا کے واسطے"

اس میں رسول اللہ علیہ السلام سے عرض کی گئ کہ اللہ کی رضا کیلئے نظرِ کرم کیجئے

لہذا ان اشعار میں دعا بمعنی پکار ہے جسکا مطلب ہے کہ یارسول اللہ علیہ السلام ہماری عرض و پکار قبول کیجئے کہ جب جان کنی کا وقت آئے اپنا جلوہ دیکھائیے...

لہذا شجرہ قادریہ کے اشعار پر اعتراض سے پہلے گھر کی خبر لیجئے کہ اکابرِ دیوبند بھی رسول اللہ اور اولیاء سے مدد مانگ رہے ہیں اگر جرءت ہو تو لگاؤ ان پر بھی شرک کا فتویٰ.....
اللہ تعالیٰ انکو ھدایت اور عقلِ سلیم عطا فرمائے... آمین

اعلی اور تمام بریلوی ہیجڑے۔ دیوبندی اعتراض کا جواب

ایک زبان دراز دیوبندی، اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اور آپکے ماننے والوں پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:
"سارے بھڑیلوی اور انکا بدعتی پیر احمد رضا ہیجڑہ ثابت ھے یا نھیں ؟؟؟؟؟؟
اعلی حضرت اپنی کتاب میں کیا لکھتے ھیں ملاحظہ کریں
وہ مرد نہیں (بلکہ ہیجڑا ھے) جو تمام دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ دیکھے، مزید اس کے آگے لکھتے ھیں
میں کہتا ھوں مرد وہ نہیں (بلکہ ہیجڑا ھے) جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کی مثل نہ دیکھے،
(ملفوظات اعلی حضرت، ج 1، ص 81)

پھر آگے لکھا کہ احمد رضا اور اور انکے ماننے والے تمام دنیا کو مثل ہتھیلی نہیں دیکھ سکتے لہذا احمد رضا خان اور سب بریلوی ہیجڑے ثابت ہو گئے۔ (دیوبندی کے الفاظ)
الجواب:: لعنۃ اللّٰہ علی الکٰذبین۔ اس جاھل کو یہی نہیں پتہ کہ ملفوظات، اعلی حضرت نے لکھے ہیں۔ یا کسی اور نے۔
اعلی حضرت رحمۃ اللّٰہ علیہ کے ملفوظات خود اعلی حضرت نے نہیں بلکہ آپ علیہ الرحمہ کے بیٹے مصطفٰی رضا خان علیہ الرحمہ نے ترتیب دیئے ہیں۔
دوسرے نمبر پر عبارت میں تحریف کرتے ہوئے جہالت یہ ظاھر کی کہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ اپنا ذاتی قول بیان کر رہے ہیں۔
آئیے پہلے ہم اعلٰی حضرت علیہ الرحمہ کی بات مکمل نقل کرتے ہیں۔
اعلی حضرت، رسول اللہ ﷺ کے علمِ غیب پر گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ: "حضور ﷺ کے صدقے میں اللہ تعالٰی نے حضور ﷺ کے غلاموں کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں وہ مرد نہیں جو تمام دنیا کو مثلِ ہتھیلی نہ دیکھ لے۔ انہوں نے سچ فرمایا اپنے مرتبے کا اظہار کیا انکے بعد شیخ بہاء الملۃ والدین نقشبند قدس سرہ نے فرمایا: "میں کہتا ہوں وہ مرد نہیں جو تمام عالَم کو انگوٹھے کے ناخن کی مثل نہ دیکھ لے۔"
(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصّہ اول، صفحہ 81، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)
جی یہاں اعلی حضرت علیہ الرحمہ بیان فرما رہے ہیں کہ بزرگوں کی یہ شان تھی کہ وہ اپنے علم کا اظہار یوں کیا کرتے تھے۔ جب بزرگوں کے علم کا یہ عالَم ہے تو محمدِ مصطفٰی ﷺ کے علم کا کیا عالَم ہو گا۔
پھر اعلٰی حضرت کے یہ الفاظ قابل غور ہیں کہ وہ بزرگ اپنے مرتبے کا اظہار فرما رہے ہیں

مگر دیوبندی منحوس کو کہاں توفیق کہ رسول اللہ ﷺ اور اولیاء کی شان برداشت کر سکے۔ لہذا الٹ عبارت میں تحریف کرے اعلیٰ حضرت کا ذاتی دعویٰ کہہ کر فتویٰ داغ دیا۔

اگر ایسے ہی اقوال کی بنا پر ناقل پر زبان درازی کرو گے تو ذرا اپنے اجداد کی کتب دیکھ لو۔

آئیے اب میری جان گھر کی خبر لیجئے

1..2.. دیوبندیوں کا حکیم الامت، مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ:

"مولانا روم مادر زاد ولی تھے ایک بار عالَم طِفلی (بچپن) میں لڑکوں کے ساتھ کھیلتے تھے لڑکوں نے کہا کہ آؤ آج اس مکان سے دوسرے مکان پر جست لگائیں، آپ نے فرمایا کہ یہ کھیل تو بندروں کتوں اور بلیوں کا ہے انسان کو چاہیئے کہ زمین سے آسمان پر جست لگائے یہ کہہ کر غائب ہوئے کہ لڑکوں میں شور وغل پیدا ہو گیا۔"

(امدادالمشتاق، صفحہ 143، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

(شمائمِ امدادیہ، صفحہ 104، ناشر کتب خانہ اشرف الرشید شاہ کوٹ)

جی دیوبندی اصول کے مطابق اگر تو اشرف علی تھانوی اور تمام دیوبندی زمین سے آسمان پر جست لگا لیتے ہیں تو ٹھیک ورنہ سب دیوبندی کتے بلے اور بندر ٹھہرے۔

کیونکہ اوپر تھانوی نے نقل کیا کہ انسان وہ ہے کہ جو زمین سے آسمان پر جست لگائے۔

تمام شادی شدہ دیوبندی ڈنگر ہیں

3... مولوی اشرف علی تھانوی مزید اپنے پیر کا قول نقل کرتا ہے کہ:

"جب تک آدمی مجرد (کنوارہ) رہتا ہے انسان ہے۔ اور جب شادی ہوتی ہے تو چارپایہ (جانور ڈنگر) ہو گیا"

(معارفِ امدادیہ، صفحہ 78، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ، شاہ عالم مارکیٹ لاہور)

جی تو تھانوی کے بقول شادی کے بعد تمام دیوبندی ڈنگر جانور بن جاتے ہیں۔

تو تھانوی سمیت تمام دیوبندی اور انکے اکابرین جنکی شادیاں ہوئیں وہ سب اپنے فتوے کی رو سے ڈنگر جانور ثابت ہوئے۔

اب چوپاؤں میں کتے، بلّے، خنزیر، ریچھ، بندر، گدھے سب آتے ہیں۔ لہذا تھانوی نے اپنے سمیت تمام دیوبندیوں کو کتوں بلوں کی صف میں کھڑا کر دیا۔

تھانوی کامل مرد نہیں تھا

4... مولوی اشرف علی تھانوی اپنا تعارف کرواتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"نہ میں کامل، نہ مکمل، نہ مدلل"

(قصص الاکابر، صفحہ 316، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

جی تھانوی نے مطلقاً کہا کہ نہ میں کامل نہ میں مکمل، تم ہمارے اعلیٰ حضرت کو ہیجڑے ثابت کرنے آئے تھے یہاں تو تھانوی خود مطلقاً کہہ رہا ہے کہ میں مرد کامل نہیں۔ مکمل مرد نہیں ہوں۔

ہم نظر انداز کرتے رہے وہ بکواس کرتے رہے

ایک اعتراض نے تھانوی کو ہیجڑا بنا دیا

دیوبندی اکابر ہیجڑا

5... تھانوی نے اپنے ایک دیوبندی اکابر مولوی کے بارے لکھا کہ:

"احمد عبدالحق ردولوے ایک دن سسرال گئے اور دروازے میں جاکر کہہ دیا میں نامرد ہوں تمہاری لڑکی کی عمر ضائع ہوگی"

(قصص الاکابر، صفحہ 316، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنے آئے تھے خود انکے اپنے ہی دیوبندی اکابرین نامرد و ہیجڑے ثابت ہو گئے۔

جس عبارت کو دلیل بنا کر اعلی حضرت پر اعتراض کیا ویسی ہی عبارت تھانوی نے نقل کی

6... مولوی اشرف علی تھانوی ایک بزرگ شیخ صالح عابد محمد بن ناصر شہیدی کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ سے:

"کسی نے عرض کی حضرت مردِ متمکّن کی علامت کیا ہے؟ اور مسجد میں ایک ستون تھا فرمایا: مردِ متمکّن کی علامت یہ ہے کہ اس ستون کی طرف اشارہ کرے تو اس سے نور کے شعلے نکلنے لگیں۔ لوگوں نے ستون کو دیکھا تو اس سے نور کے شعلے نکل رہے تھے"

(جمال اولیاء، صفحہ 155، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور)

منصف مزاج شخص فیصلہ کر سکتا ہے کہ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی جس عبارت پر اعتراض کیا گیا ہے دیوبندی مجدد تھانوی نے بلکل ملتی جلتی عبارت نقل کر کر دی۔

اب اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعترض کرنے والوں سے ہم پوچھتے ہیں کہ

بتاؤ دیوبندیو تم یا تمہارا تھانوی کسی ستون کی کیطرف اشارہ کر کے مرد ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے اس میں نور کے شعلے نکال سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔

تو تھانوی سمیت تمام دیوبندی اپنے ہی اصول کے مطابق نامرد اور ہیجڑے ٹھہرے۔

ماھو جوابکم فھو جوابنا

دیوبندی خارش زدہ کتے سے بھی کمتر

7... دیوبندی پیر ذوالفقار احمد نقل کرتا ہے کہ:

"سالک جب تک اپنے آپ کو خیس (خارش زدہ) کتے سے کمتر نہ سمجھے وہ واصل باللہ نہیں ہو سکتا" (مجالس الفقیر، صفحہ 96، مطبوعہ مکتبۃ الفقیر سنت پورہ فیصل آباد)

دیوبندی کہتے ہیں کہ ہمارے سارے اکابرین واصل باللہ ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ سب دیوبندی خارش زدہ کتے سے بھی بدتر ہیں۔ اب ہے کوئی دیوبندی جو اس دعوے سے جان چھڑا سکے؟

ہم کئی بار کہہ چکے ہیں کہ ہمارے بزرگوں پر بے جا اعتراضات کرنا چھوڑ دو ورنہ کہیں کا نہیں چھوڑیں گے۔

اب جیسے اعلٰی حضرت علیہ الرحمہ نے بزرگوں کی عبارت بیان فرمائی ایسے ہی دیوبندی پیر نے بھی بیان کی ہے۔ لہذا اگر اعلی حضرت پر اعتراض کرو گے تو تمہارے اجداد بھی اسی اعتراض میں رگڑے جائیں گے۔

آخر پر ہم پھر یاد دلاتے ہیں کہ معترض دیوبندی نے اعلٰی حضرت اور آپکے ماننے والوں کو ہیجڑا اور نامرد کہا۔ تو ملاحظہ ہو کہ دیوبندیوں کے گُرو کے ابا جان کا حال۔

تھانوی کے سوانح نگار نے لکھا کہ اشرف علی تھانوی کے والد کے ہاں اولادِ نرینہ زندہ نہ رہتی تھی اسکی ظاہری وجہ یہ کہ آپ کے والد کو خارش کے مرض نے آگھیرا اور کسی صورت میں یہ مرض دفع نہ ہوتا کسی ڈاکٹر کے مشورے سے ایسی دوائی کھالی تھی جو دافع خارش تھی مگر قاطع ثابت ہوئی یعنی تھانوی کا باپ نامرد ہوگیا.... ملخصًا

(بوادر النوادر، صفحہ 21، مطبوعہ قدیم ایڈیشن)

خیال رہے کہ خود تھانوی کی اپنی اولاد بھی کوئی نہیں تھی

اعلی حضرت رحمۃ اللّٰہ علیہ اور آپکے ماننے والوں کو ہیجڑا اور نامرد کہنے سے پہلے گھر کی خبر لے لیتے تو شاید اعتراض سے منہ بند رہتا۔

اب رضوی دیوبندیوں سے سوال کرتا ہے کہ تم نے کہا اعلی حضرت نامرد تھے لہذا انکی اولاد معاذ اللہ حرامی ہوئی۔

تو تھانوی کا باپ نامرد تھا تو بتاؤ تمہارا تھانوی کون ہوا؟؟

کیونکہ اگر تھانوی کو مجذوب کے قول کی پیداوار مانو تو اسماعیل دھلوی کے "تقویۃ الایمانی" شرک کے فتوے میں رگڑے جاؤ گے۔

آئے تھے اعلی حضرت رحمۃ اللّٰہ علیہ اور بریلویوں کو نامرد اور ہیجڑا ثابت کرنے۔ خود دیوبندیوں کے گھر ہیجڑوں کی لائن لگ گئی۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کُھلتے راز سَربستہ، نہ یوں رُسوایاں ہوتیں

پیٹرول میں برکت کے وظیفے پر اعتراض کا جواب

کچھ دن قبل مدنی چینل پر پٹرول میں برکت کے حوالے سے قرآن پاک کی سورۃ الکوثر کا ایک وظیفہ دیکھایا گیا جسے دیکھ کر آلِ نجد نے جاھلانہ اعتراضات جَڑے شروع کر دیئے اور مختلف گروپس اور تحاریر میں اس سورۃ الکوثر کے وظیفے کا مذاق اُڑا گیا۔

الجواب:

پہلے نمبر پر تو یہ جان لو کہ کسی چیز پر کلام پڑھنا یہ سنت سے ثابت ہے اور اس میں برکت ہونا بھی حدیث سے ثابت ہے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ کی بارگاہ میں چند آدمیوں کا تھوڑا سا کھانا بطورِ تحفہ لیکر حاضر ہوئے تو رسول اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے انس اسے رکھ دو اور فلاں فلاں کو بھی بلا لو حضرت انس کہتے ہیں کہ میں بلا تا گیا یہاں تک کہ 300 صحابہ کرام جمع ہو گئے پھر میں نے دیکھا کہ

وضع یدہ علی تلك حیسة و تكلّم بما شاء الله

پس رسول اللہ نے اس کھانے پر اپنا دستِ مبارک رکھ اور اللہ نے جو چاہا آپ نے پڑھا
وہ کھانا اس قدر برکت والا ہو گیا کہ سب لوگ شکم سَیر ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جو باقی بچا ہے وہ واپس لے جاؤ پس جب میں نے اس بقیہ کھانے کو دیکھا تو میں اندازہ نہ کر سکا کہ جو میں لایا تھا وہ زیادہ تھا یا یہ زیادہ ہے۔ جو حضور علیہ السلام نے مجھے عطا کیا۔

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الهدیة للعروس، جلد2، صفحہ776، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی چیز پر کلام پڑھنے سے اسکے اندر برکت ہوتی ہے۔ نیز کھانا سامنے رکھ کر ختم پڑھنا بھی ثابت ہوا۔

یہ تو تھا مختصر سا جواب آیئے اب الزامی جواب کیطرف یہ لوگ قرآنی وظیفے کی برکت کا مذاق اُڑا رہے ہیں خود زرا گھر کی خبر لیں کہ آلِ نجد و دیوبند نے کیسے عجیب و غریب وظیفے لوگوں کو دیئے ہیں..

بھنبیری کے لفظ کا وظیفہ

آلِ دیوبند کا امام اور دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ:

"ایک ھندو امروہہ گاؤں میں مولوی عبد الباری دیوبندی سے اولاد پیدا ہونے کا تعویذ لینے آیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ تعویذ اپنی بیوی کے بازو پر باندھ دو اور لڑکا پیدا ہونے کے بعد اسکے بازو پر باندھ دینا تعویذ کی برکت سے اسکے لڑکا پیدا ہوا جب وہ سمجھدار ہوا تو بعض ھندوؤں کے کہنے پر اس تعویذ کو کھول ڈالا اس میں """اُڑ رِی بھنبیری ساون آیا""" لکھا ہوا تھا۔ یہ پڑھ کر اس نے تعویذ پھینک دیا وہ نہانے کو گیا اور دریا میں ڈوب کر مر گیا۔"

(امداد المشتاق، صفحہ116، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

(شمائمِ امدادیہ، صفحہ85، مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ)

آلِ دیوبند بتائے کہ اگر تمہارے جھنبیریاں اُڑانے والے تعویذ کے وظیفے سے بے اولاد کے ہاں بچہ پیدا ہو سکتا ہے
تو قرآن کی سورۃ الکوثر کی برکت سے پٹرول میں برکت کیوں نہیں ہو سکتی ؟؟؟
تمہاری بھنبیری کا وظیفہ بابرکت ہے یا قرآن کا ؟؟؟

بھنگ میں برکت کا وظیفہ تعویذ

دیوبندیوں کا حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ:

" ایک روز ایک بھنگ فروش عورت آئی اور اس نے آکر نہایت سماجت سے عرض کیا کہ حضرت میں مجبور ہو گئی ہوں میری (بھنگ کی) دوکان نہیں چلتی آپ نے اسکو تعویذ لکھ دیا اور فرمایا کہ اسکو بھنگ گھوٹنے کے لوٹے پر باندھ دینا اور فرمایا کہ جب دوکان چل جائے تو یہ تعویذ مجھے واپس دے جانا کیونکہ آپ کی خدمت میں بڑے بڑے لوگ جیسے شاہ اسحاق صاحب مولوی عبدالحیٔ صاحب وغیرہ بیٹھے تھے اس لئے انکو شاہ صاحب کے اس فعل پر بہت خلجان ہوا کہ شاہ صاحب اور بھنگ کی بِکری (فروخت) کا تعویذ! چند روز بعد وہ عورت دو بھنگیاں مٹھائی کی لائی آپ نے خلافِ معمول کہ یہ ھدیہ نہ لیتے تھے بھنگیاں قبول فرمالیں۔ اب تک ان حضرات کا خلجان اور ترقی کر گیا جب وہ عورت چلی گئی تو آپ نے وہ تعویذ ان لوگوں کو دیا اور فرمایا کہ اسے پڑھ لو اس میں کیا لکھا ہے۔ انہوں نے پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ
" دھلی کے بھنگ پینے والو (بھنگیو) تمہارا بھنگ پینا مقدر ہو چکا ہے تم اور جگہ نہ پیا کرو اسی دوکان پر پی لیا کرو"۔

(ارواح ثلاثہ، صفحہ 46،45، حکایت نمبر 37، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

آلِ دیوبند بتائے کہ اگر تم بھنگیوں کا نام لکھ کر بھنگ کے لوٹے پر باندھو تو بھنگ کے کاروبار میں برکت ہو جائے۔
تو ایک جائز سورۃ الکوثر کا قرآنی وظیفہ پڑھ کر پٹرول کی ٹینکی پر دم کرنے سے برکت کیوں نہیں ہو سکتی ؟؟؟؟
یہ تمہارا بھنگیوں کے ناموں والے نقل کردہ تعویذ کا وظیفہ بابرکت ہے یا قرآن کا ؟؟

اصحابِ کہف اور انکے کتے کے نام کا وظیفہ

آلِ نجد کا مجدد مولوی نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتا ہے کہ:

" اصحابِ کہف اور انکے کتے کا نام گھر کی دیوار پر لکھے تو اس گھر میں مِرگی کے مریض کو افاقہ ہو گا مال غرق ہونے, مال کو آگ لگنے, اور عمارت منہدم ہونے اور مال چوری ہونے سے انکی برکت کی وجہ سے محفوظ رہے گا۔ اسی طرح الٰہی بحقِ حُرمتِ یملیخا, مکسلمینا, کشفوططا, آذر فطئیوس, کشافطیونس, تبیونس, یوانس بوس و کلبھم قطمیر۔"

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 104، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

آلِ نجد دیکھے کہ انکا مجدد، اولیائے اصحابِ کہف اور انکے کتے کے نام کی برکت مان رہا کہ جس جگہ انکے نام ہوں وہاں کا مال چوری ہونے، غرق ہونے اور عمارت منہدم ہونے سے محفوظ رہے گی۔
تو خالص آیاتِ قرآنیہ کے وظیفے سے پٹرول میں برکت کیوں نہیں ہو سکتی ؟؟

بھینس کی دُم کو جھٹکا دے کر کَٹّی مانگنے کا وھابی منتر

وھابی محقق مولوی اسحاق اپنے وھابی مولوی صوفی عبد اللہ کی کرامت گھڑتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

" میرے فیصل آباد کے ایک دوست مولوی محمد رمضان یوسف سلفی نے بتایا کہ صوفی (عبداللہ وھابی) صاحب کسی گاؤں میں گئے ایک شخص انہیں اپنے گھر لے گیا اور کہا کہ میری بھینس ہر سال کَٹّا (نَر بچہ) جنتی ہے دعا فرمائیے یہ کَٹّی (مادہ بچہ) جنے

(وھابی) صوفی صاحب نے بھینس کی دُم پکڑی اور اسے تین دفعہ کھینچ کر کہا دے کٹّی.... دے کٹّی.... دے کٹّی....

اس کے بعد اس (بھینس) نے متواتر تین کٹّیاں دیں

(سوانح صوفی محمد عبداللہ، صفحہ 361، مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، شیش محل روڑ لاھور)

واہ سبحان اللہ صدقے وھابیو تمہاری توحید پر اللہ کو چھوڑ کر بھینس کی دُم کو جھٹکے دے دے کر کھلے الفاظ میں کَٹیاں مانگی جا رہی ہیں۔

اگر کوئی سُنی بزرگوں کے وسیلے سے طلبِ اولاد کی دعا کرے تو تمہاری شرک والی رَگ پھڑکنے لگ جاتے ہے۔

بتاؤ تمہارا یہ صوفی اللہ کو چھوڑ کر بھینس سے کٹّیاں مانگ کر مُشرک ہوا کہ نہیں ؟؟

اگر آلِ نجد کے وظیفے "دے کٹّی... دے کٹّی... دے کٹی....."

تین بار پڑھنے کی برکت سے بھینس مادہ بچے جنم دے سکتی ہے۔

تو بتاؤ کیا قرآن کی سورۃ الکوثر پٹرول کی ٹینکی پر دم کر دی جائے تو برکت کیوں نہیں ہو سکتی ؟؟

دے کٹّی.... دے کٹی..... دے کٹی والا تمہارا وظیفہ بابرکت ہے یا قرآن کی سورۃ کوثر والا ؟؟؟

نوراں میں سے بچہ نکالنے کا وظیفہ

وھابی محقق مولوی اسحاق اپنے وھابی مولوی صوفی عبد اللہ کی کرامت گھڑتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

" سردیوں کے دن تھے صوفی صاحب دوپہر کے وقت جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن (علاقہ کا نام) کے کھلے میدان میں دھوپ تاپ رہے تھے کہ ارد گرد کچھ لوگ بیٹھے تھے جو مختلف اوقات میں پڑھنے کیلئے ان سے وظائف پوچھ رہے تھے۔

اتنے میں ایک جوان عورت آئی اور سلام کر کے صوفی صاحب کے سامنے کھڑی ہو گئی

پوچھا: بیٹی تم کون ہو اور کیوں آئی ہو ؟

عرض کیا: میں فلاں گاؤں سے آئی ہوں اور فلاں شخص کی بیٹی اور فلاں کی بہو ہوں آپ میرے والد کو بھی جانتے ہیں اور سُسر کو بھی........!

میں اولاد سے محروم ہوں دعا کیلئے حاضر ہوئی ہوں۔

صوفی صاحب نے اللہ کے حضور دعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے اور حاضرین سے کہا کہ تم بھی دعا کرو۔ دعا کرتے ہوئے صوفی صاحب نے خاتون سے اس کا نام پوچھا تو اس نے اپنا نام "نُوراں" بتایا۔

صوفی صاحب نے پہلے درود شریف پڑھا۔ پھر تین چار دفعہ قدرے ہلکی آواز سے کہا یا اللہ نُوراں کو لڑکا دے, یا اللہ نُوراں کو لڑکا دے" اس کے بعد یکایک آواز بلند ہوگئ اور زبان سے یہ صدا آنے لگی یا اللہ نُوراں سے لڑکا نکال...... یا اللہ نُوراں سے لڑکا نکال دس بارہ منٹ پنجابی میں (یا اللہ نُوراں وچوں بچہ کڈ) یہی الفاظ اسی انداز سے زبان سے ادا ہوتے رہے۔ دُعا ختم ہوئی تو نُوراں چلی گئ نُوراں...... تقریبًا ایک سال کے بعد نوراں کے گھر لڑکا ہوا تو اپنی ساس کیساتھ صوفی صاب کے پاس لیکر آئی

(سوانح صوفی محمد عبداللہ، صفحہ 354، مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، شیش محل روڈ لاھور)

واہ عجیب قسم کا وظیفہ تھا کہ "اے اللہ نُوراں چوں بچہ کڈ" اور پھر بچہ ہوا بھی...
آلِ نجد بتائے کہ اگر مولوی کی دعا کی برکت سے یہ الفاظ کہ "نُوراں وچوں بچہ کڈ" کہنے سے بچہ مل سکتا ہے تو. اور تمہارے نزدیک اسکی برکت ظاہر ہو سکتی ہے
تو قرآنی الفاظ کہنے کی برکت سے پٹرول میں برکت کیوں نہیں ہو سکتی؟؟؟

لڑکیاں گھر سے بھگانے کا وھابی منتر

قلعہ میاں سنگھ میں ایک گلاب نامی چوکیدار تھا، وہ موضع مرالی والہ (گوجرانوالہ کے قریب گاؤں کا نام) میں چوکیدار مقرر ہو کر چلا گیا۔ وہاں ایک بیوہ دھوبن تھی۔ اس کے دام الفت میں گرفتار ہوگیا۔ جب مرالی والہ کے باشندوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے گلاب کو وہاں سے نکال دیا وہ واپس "قلعہ میاں سنگھ" میں آگیا۔ اب چوکیدار نے یہ دستور مقرر کر لیا کہ روزانہ مولوی (غلام رسول وھابیہ کا بہت بڑا عالم) صاحب کے پاس جاتا اور یہ کہتا کہ حضرت میں مرچکا ہوں۔ ایک دن مولوی صاحب قریب کے بالا خانے میں قیلولہ فرمارہے تھے۔ گلاب, مولوی صاحب کے ایک خادم بڑھا کشمیری کو سفارشًا ساتھ لے کر مولوی صاحب کی خدمت میں پہنچا اور دستور کے موافق مولوی صاحب کو دابنا شروع کیا اور اپنی سابقہ درخواست پیش کی۔ بڑھا نے بھی مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت اس بات میں کیا گناہ ہے، عورت بیوہ ہے، اگر اس کا نکاح ہوجاوے تو کارِ ثواب ہے۔ آپ نے بڑھا کشمیری کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اس سے قسم لے لو کہ یہ شخص قبل از نکاح اس کو مَس نہ کرے گا۔ گلاب نے قسم اٹھائی کہ قبل از نکاح بالکل عورت مذکورہ کو مس نہ کروں گا۔
مولوی صاحب نے فرمایا کہ بعد از نماز عشاء اپنے گھر کے چھت پر کھڑے ہو کر
"مرالی والا" (گاؤں) کی طرف منہ کر کے تین دفعہ یہ لفظ کہنا۔ آجا، آجا، آجا۔ تین روز ایسا ہی کر کے پھر مجھے بتانا،
تیسرے روز عصر کے قریب عورت مذکورہ گلاب کے گھر آگئی اور کہنے لگی کہ پرسوں عشاء سے لے کر اب تک میرے تن بدن میں آگ لگی ہوئی تھی۔ تمہارے گھر میں داخل ہوتے ہی آرام ہوگیا۔"

(سوانح حیات مولانا غلام رسول، صفحہ 99، 100، مطبوعہ الفضل الفضل بُکڈپو اردو بازار گوجرانوالہ)

آلِ نجد گھر سے لڑکیاں بھگانے کے وظیفے "آجا..... آجا..... آجا...." کی تاثیر تو مان رہے شاید چھت پر چڑھ کر اس وظیفے کے اوّل آخر "یاعبدالوھاب نجدی" بھی پڑھتے ہوں تو عجب نہیں......

شرم آنی چاہیئے انکو قرآنی آیات والے وظیفے کی برکت کا مذاق اُڑاتے ہوئے۔

کبھی بھنبھیریاں اُڑانے کے نام کا وظیفہ،،،،

کبھی دھلی کے بھنگیوں کے نام کا وظیفہ،،

کبھی بھینس کی دم کھینچ کر اس سے کٹیاں مانگنے کا وظیفہ،،،

کبھی نُوراں سے بچہ نکالنے کا وظیفہ،،،

اور کبھی شرم کی حدّیں توڑتے ہوئے گھر سے لڑکیاں بھگانے کا کا وظیفہ دیتے ہیں۔

اور پھر انکی برکتیں مان کر کرامات کے طور پر اپنی کتب میں نقل بھی کرتے ہیں۔

بس اگر ایک عاشقِ رسول, مدنی چینل پر "پٹرول میں برکت کیلیئے سورۃ الکوثر" پڑھنے کا وظیفہ بتا دے تو ساتھ ہی انکی شرک و بدعت اور تضحیک والی نس پھڑکنا شروع ہو جاتی ہے۔ شاید یا تو یہ لوگ قرآن کے وظائف میں برکت نہیں مانتے..........یا پھر ہٹ دھرم ہیں....

اس موضوع پر متعدّد حوالہ جات ابھی میرے پاس ہیں لیکن تحریر پہلے ہی بڑی طویل ہو چکی ہے لہذا انہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

یہ قصّہِ مختصر ناتمام ہے

جو کچھ ب یاں ہوا آغازِ باب ہے

اور آخر پر ہم یہی کہیں گے کہ

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیُوں کرتے

نہ کُھلتے راز سَربَستہ نہ یُوں رُسوائیاں ہوتیں

مرغ اور انڈے کی قربانی

وھابیہ نجدیہ کی جماعت، غرباۓ اھلحدیث کے امام مفت ی عبدالستار دھلوی سے قربانی کے بارے میں فتویٰ پوچھا گیا، سوال اور جواب ملاحظہ ہو:

"سوال:: زمانہ حال میں چیزوں کی گردانی (قیمت) حد سے بڑھ گ ئ ی ہے۔ اس وجہ سے اس سال قربانی کا جانور پندرہ بیس روپے سے کم ملنا دشوار ہے۔ بندہ نے سنا تھا کہ پہلے کسی صحیفہ (وھابی مجلّہ) میں یہ مضمون نکل چکا ہے کہ مرغ کی قربانی بھی جائ ز ہے..........اگر آپ مرغ کی قربانی جائ ز سمجھتے ہوں تو بندہ کی تحقیق کرا دیں۔

الجواب:: شرعًا مرغ کی قربانی جائ ز ہے۔ اگر کوئ ی (وھابی) اس مس ئ لہ پر عمل کرے تو موردِ الزام نہ بنانا چاہیے...."

(فتاویٰ ستاریہ، جلد2، صفحہ72، ناشر مکتبہ سعودیہ حدیث منزل، کراچی)

اسی طرح وھابیہ کے "فتاویٰ علمائے حدیث" میں سوال ہوا کہ:

سوال:: ک یا جو حدیث جمعۃ المبارک کے حق میں آئی ہے اسکو عیدالاضحیٰ پر چسپاں فرماتے ہیں؟ اور قربانی ایک انڈہ، پاؤ بھر گوشت، ایک مرغ پر اکتفاء کرتے ہیں؟

الجواب:: ہم (جو امیر ہیں) انڈہ وغیرہ دے کر قربانی سے سبکدوش نہیں ہوتے۔ بلکہ دنبہ، بکرا، گائے اونٹ وغیرہ حیوانات سے جو میسر ہو قربانی کرتے ہیں۔

(لیکن) مفلس (وھابی)، نادار راغبِ طلبِ ثواب کیلئے مرغ کی قربانی جائز جانتے ہیں۔"

(فتاویٰ علمائے حدیث، باب الجمعة، جلد3، صفحہ56، مکتبہ سعیدیہ خانیوال، ملتان)

نوٹ:: سائل نے سوال میں انڈے کا بھی پوچھا ہے اس لئے جواب انڈے کو بھی متضمن ہے۔ کیونکہ مسلّمہ قاعدہ ہے: "السوال معاد فی الجواب"

بعض ریڈی میڈ وھابی مجتہد مرغ اور انڈے کی قربانی کو جائز قرار دیتے ہیں....

لہذا مرغ اور انڈے ہی کی کھال "جماعۃ الدعوہ" کو دیں، بکرے، اونٹ، اور گائے وغیرہ کی کھال اھلسنت کو دیں...

آلِ نجد کے مفتی نے قربانی والے مرغ اور انڈہ کی عمر تو نہیں بتائی کہ کتنے برس کے ہوں تو قربانی ہوگی، لہذا فتویٰ دینے والے تو مرگئے اب ذریّتِ وھابیہ جواب دے کہ:

1۔ قربانی کے مرغ اور انڈے کی عمر کتنی ہو؟

2۔ ایک مرغ اور انڈے میں کتنے نجدی شریک ہوسکتے ہیں؟

3۔ ٹھوکر لگے انڈے کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

4۔ اگر انڈے سے چوزہ نکل آئے تو کیا حکم ہے؟

5۔ لنگڑے مرغ کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

6۔ کیا بکرے کی طرح خصی مرغا بھی افضل ہے؟

"""فقہ کا مذاق اڑانے""" والی آلِ نجد قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات دے کر شکریہ کا موقع فراہم کریں۔

نفلی حج ملتوی کر دیا

سیدی امیرِ اھلسنت نے دردِ امت کے پیشِ نظر خیر خواہی کے جذبے سے مصلحت کی بنا پر نفلی حج ملتوی کر دیا اور اس پر آنے والا خرچہ ملازمین کی تنخواہوں کی مد میں دعوت اسلامی کو عطیہ کر دیا۔

کچھ لوگوں کو بس موقع چاہئے اعتراض تو پہلے ہی گھڑ کر رکھے ہوتے ہیں۔

کچھ لوگ اعتراض کر رہے ہیں کہ جی حج جیسی افضل عبادت چھوڑ کر رقم عطیہ کرنا کہاں کی عقل مندی ہے؟ وغیرہ وغیرہ

الجواب: کسی مصلحت کی بنا پر نفل ی حج کو ملتوی کرنا کوئی گناہ کا کام نہیں بلکہ بعض اوقات ایسے معاملات میں اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ نفلی حج سے بڑھ کر ثواب عطا فرما دیتا ہے۔

اگر کسی شرعی مصلحت وعلت کے پیشِ نظر نفلی حج ملتوی کرنا غلط ہے تو کیا کہو گے۔

ام المؤمنین حضرت سیدتنا "سودہ" رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا کے بارے میں کہ:

امامِ سیوطی رحمۃ اللّٰہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ:

"ام المومنین حضرت سیدتنا سودہ رضی اللہ عنہا، فرض حج ادا کر چکی تھیں۔ جب آپ رضی اللہ تعالی عنہا، سے نفلی حج و عمرہ کے لئے عرض کی گئی تو فرمایا: میں فرض حج کر چکی ہوں۔ میرے رب عزوجل نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ خدا کی قسم! اب میرے بجائے میرا جنازہ ہی گھر سے نکلے گا۔ راوی فرماتے ہیں: خدا کی قسم! اس کے بعد زندگی کے آخری سانس تک آپ رضی اللہ تعالی عنہا گھر سے باہر نہیں نکلیں
۔

(تفسیر در منثور، جلد 6 صفحہ 599، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

پتہ چلا کہ اگر کوئی دینی مصلحت کے پیشِ نظر رضائے الٰہی کیلئے نفلی حج کو نہیں جاتا موردِ الزام نہیں ہو گا۔

نفلی حج کی رقم صدقہ کر دی

ابو بکر شہاب الدین العلوی الحضرمی نقل فرماتے ہیں:

حضرت ربیع بن سُلَیْمَان رحمۃ اللّٰہ علیہ ایک ہزار اشرفیاں لیکر حج کو جا رہے تھے، جب کوفہ پہنچے تو ایک سیّدہ خاتون تشریف لائیں تو پتہ چلا کہ وہ اور انکی بچیاں چار دن سے بھوکی ہیں۔ انہوں نے سب اشرفیاں نذر کر دیں اور نفلی حج ملتوی کر دیا، جب وہاں کے لوگ حج سے واپس ہوئے تو ہر حاجی ان سے آکر کہنے لگا، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ تمہارا حج قبول فرمائے۔ انہیں تعجب ہوا کہ کیا معاملہ ہے، میں تو حج کو گیا ہی نہیں، یہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ خواب میں حضور سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت سے مشرف ہوئے، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا تجھے لوگوں ک ی بات سے تعجب ہوا؟ عرض کی، ہاں یا رسول اللہ! (صلی ا اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرمایا کہ: "تو نے جو میری اہلبیت کی خدمت کی، اس کے بدلے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے تیری صورت کا ایک فرشتہ پیدا فرمایا، جس نے تیری طرف سے حج کیا اور قیامت تک حج کرتا رہے گا۔"

(رشفة الصادی (ملخصا)، باب حج الملائكة عند المتصدق بنفقته، صفحه 253، رقم الحكاية: 9، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

اس روایت کو مصنف نے بہت طویل بیان فرمایا، اصل عربی کتاب کے مذکورہ اوراق کمنٹ میں دے دیئے گئے ہیں۔

نیز اس واقعہ کو امام شامی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے "ردّ المحتار" میں بھی مختصراً نقل فرمایا ملاحظہ ہو:

(ردالمحتار، كتاب الحج، باب الهدی، مطلب فی تفصيل الحج على الصدقة، جلد 4، صفحه 54، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

علامہ شامی رحمۃ اللّٰہ علیہ "ردالمحتار" میں نقل فرماتے ہیں:

:"قال الرحمتی: والحق التفصيل، فما كانت الحاجة فيه أكثر والمنفعة فيه أشمل فهو الأفضل كما ورد حجة أفضل من عشر غزوات وورد عكسه فيحمل على ما كان أنفع، فاذا كان أشجع وأنفع في الحرب

فجهاده أفضل من حجه أو بالعكس فحجه أفضل وكذا بناء الرباط ان كان محتاجا اليه كان أفضل من الصدقة وحج النفل واذا كان الفقير مضطرا أو من أهل الصلاح أو من آل بيت النبي صلى الله عليه وسلم فقد يكون اكرامه أفضل من حجات وعمر وبناء ربط"

یعنی: علامہ رحمتی نے فرمایا: حق یہ ہے کہ اس مسئلہ (نفلی حج افضل یا اسکی جگہ نفلی صدقہ افضل) میں تفصیل ہے: وہ یہ کہ جس کام کی حاجت زیادہ ہو اور نفع زیادہ ہو، تو وہ افضل ہے، جیسا کہ روایت میں ہے کہ ایک حج دس غزوات سے افضل ہے اور اس کا عکس بھی مروی ہے، اسی طرح اگر مسافر خانہ کی حاجت ہو، تو مسافر خانہ بنانا صدقہ اور نفلی حج کرنے سے افضل ہے اور جب فقیر مجبور ہو یا نیک لوگوں میں سے ہو یا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہو، تو اس کی عزت افزائی نفلی حج و عمرہ اور مسافر خانہ بنانے سے افضل ہے۔

(ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب الحج، مطلب فی تفضیل الحج علی الصدقة، جلد4، صفحہ55، مطبوعہ کوئٹہ)

صدرالشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"مسافر خانہ بنانا، حجِ نفل سے افضل ہے اور حجِ نفل صدقہ سے افضل یعنی جبکہ اس کی زیادہ حاجت نہ ہو، ورنہ حاجت کے وقت صدقہ حج سے افضل ہے۔

(بہار شریعت، جلد1، صفحہ1216، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

پتہ چلا کہ شرعی مصلحت کی بنا پر نفلی حج کو ملتوی کرنا اور اسکی رقم سے امت کی خیر خواہی کرنا بزرگانِ دین اولیاء کا عمل رہا ہے۔ اور اس پر بڑے اجر کی نوید سنائی گئی۔

اور ایسا کرنا ہرگز قابلِ اعتراض نہیں بلکہ بعض مواقع پر فقہاء نے نفلی صدقہ کو نفلی حج سے افضل قرار دیا ہے۔

لہذا اس عمل کو دلیل بنا کر سیدی امیرِ اہلسنت پر طعن کرنا پرلے درجے کی جہالت اور ہٹ دھرمی ہے۔ اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ معترضین کو ھدایت عطا فرمائے آمین۔

نوٹ: یہ ساری بحث نفلی حج کی ہے، لہذا جس پر حج فرض ہو اس پر حج کے فریضہ کو ادا کرنا ہی لازم و فرض ہے۔ وہ فرض حج کی رقم نفلی صدقہ میں لگا کر فرض حج چھوڑے گا تو گنہگار ہو گا۔

ہر بات کا جواب قرآن سے دینے والی عورت

حضرت سیدنا عبد اللہ واسطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے ایامِ حج میں عرفات میں ایک عورت کو دیکھا جو تنہا کھڑی تھی اور کہہ رہی تھی:

مَن يَّهۡدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنۡ يُّضۡلِلۡ فَلَا هَادِيَ لَهٗ

(جسے رب تعالیٰ ہدایت عطا فرماتا ہے اسے کوئی گمراہ (بھٹکا) نہیں کر سکتا اور جو گمراہ ہو جائے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا)

حضرت سیدنا عبداللہ واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:

میں سمجھ گیا کہ یہ عورت راستہ بھول گئی ہے۔
میں نے اس کے پاس جاکر کہا: اے نیک عورت! تو کہاں سے آئی ہے؟

عورت کا جواب: اس نے جواب میں یہ آیت پڑھی:

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا

پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک (پارہ 15، بنی اسرائیل، آیت 1)

حضرت سیدنا عبداللہ واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی: میں سمجھ گیا کہ یہ بیت المقدس سے آئی ہے۔ میں نے پوچھا: تم یہاں کیوں آئی ہو؟

عورت کا جواب: تو اس نے یہ آیت پڑھی:

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ

اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے

(پارہ:4،آل عمران،آیت97)

حضرت سیدنا عبداللہ واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی: مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ حج کیلئے آئی ہے۔

میں نے پوچھا: کیا تمہارا شوہر موجود ہے؟

عورت نے کہا:

وَلَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ

اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں

(پارہ:15،بنی اسرائیل،آیت36)

یعنی جس بات سے تمہارا تعلق نہیں اس کے بارے میں سوال نہ کرو۔

حضرت سیدنا عبداللہ واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی: میں نے پھر سوال کیا: کیا آپ میرے اونٹ پر سوار ہونگی؟

عورت کا جواب: تو اس نے یہ آیت پڑھی:

وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ یَّعۡلَمۡہُ اللّٰہُ

اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے (پارہ 2، البقرہ، آیت 197)

(پارہ:4،آل عمران،آیت97)

میں سمجھ گیا کہ یہ اونٹ پر سوار ہونے کیلئے آمادہ ہے۔ چنانچہ میں نے اونٹ کو بٹھایا،

عورت: جب وہ عورت سوار ہونے لگی تو اس نے یہ آیت پڑھی:

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ

مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں

(پارہ:18،النور،آیت30)

حضرت سیدنا عبداللہ واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی: چنانچہ میں نے اپنی نظریں دوسری طرف پھیر لیں اور وہ سوار ہوگئی۔

پھر میں نے پوچھا: آپ کا نام کیا ہے؟

عورت نے جواب دیا:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ

اور کتاب میں مریم کو یاد کرو (پارہ16، مریم، آیت 16)

حضرت سیدنا عبداللہ واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی: مجھے پتہ چل گیا کہ اس کا نام مریم ہے۔

میں نے پوچھا: آپ کی کوئی اولاد ہے؟

عورت: اس نے یہ آیت پڑھی:

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهِيْمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ

اور اسی دین کی وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے

(پارہ1،البقرۃ،آیت123)

حضرت سیدنا عبداللہ واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی: میں سمجھ گیا کہ اسکے چند بیٹے ہیں۔

میں نے پوچھا: ان کے نام کیا ہیں؟

عورت: تو اس نے یہ آیات پڑھیں:

وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا

اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا (پارہ 6، النسائ، آیت 164)

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا

اور اللہ نے ابراھیم کو اپنا گہرا دوست بنایا۔(پارہ5،النساء،آیت125)

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً

اے داؤد بیشک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا

(پارہ 23، ص، آیت 26)

یعنی میرے تین بیٹے ہیں جن کے نام موسیٰ، ابراھیم اور داؤد ہیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی میں نے پوچھا کہ میں انہیں کہاں تلاش کروں؟

عورت کا جواب: اس نے یہ آیت پڑھی:

وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ

اور علامتیں اور ستارے سے وہ راہ پاتے ہیں

(پارہ14،النحل،آیت16)

حضرت سیدنا عبداللہ واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی: میں سمجھ گیا کہ وہ سواروں کی رہنمائی کرتے ہیں۔(یعنی امیرِ قافلہ ہیں)

میں نے پوچھا: اگر بھوک ہو تو کھانا موجود ہے۔

تو بولی:

اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا

میں نے آج رحمٰن کا روزہ مانا ہے

(پارہ16،مریم،آیت26)

یعنی میں روزے سے ہوں۔

پھر ہم ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس کے بیٹوں کے پاس پہنچے تو بیٹے ماں کو دیکھ کر رونے لگے

اور کہا کہ یہ ہماری والدہ ہیں جو تین دن پہلے گم ہوگئی تھیں۔اُنھوں نے یہ نذر مان رکھی ہے کہ تلاوتِ قرآن کے علاوہ کوئی اور کلام نہ کریں گی۔

پھر اس عورت نے اپنے بیٹوں سے کہا:

فَابْعَثُوْۤا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ

تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لے کر شہر میں بھیجو

(پارہ15،الکھف،آیت19)

یعنی اس نے اپنے بیٹوں کو میرے لئے بازار سے کچھ منگوانے کا حکم دیا۔ پھر چند دن بعد میں اس عورت کے بیٹوں سے ملا تو وہ رو رہے تھے۔میں نے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ ہماری والدہ حالتِ نَزع میں ہیں۔

میں عورت کے پاس گیا اور حال پوچھا تو

اس نے جواب دیا:

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ

اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ

(پارہ26،ق،آیت19)

یعنی موت نزدیک ہے۔کچھ دیر بعد اِس کا اِنتقال ہوگیا۔

حضرت سیدنا عبداللہ واسطی علیہ رحمۃ اللہ القوی: اِسی رات میں نے اس عورت کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: تم کہاں ہو؟

اس نے جواب دیا:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ

بیشک پرہیزگار باغوں اورنَہر میں ہیں سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور۔(پارہ 27،القمر،آیت 54،55)

(میں بہت خوش ہوا اور اس عورت کے اس کمال پر حیران رہ گیا کہ اس نے کوئی ایسی بات نہیں کی جو قرآن سے باہر ہو۔ ہر بات کا جواب اس نے قرآن سے ہی دیا۔)

(نزھۃ المجالس جلد 2،صفحہ 64)

خیال رہے اس واقعہ کو بعض محدثین نے حضرت عبداللہ بن مبارک کے حوالے سے سے بھی نقل کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قرآنِ پاک سے محبت اور اسکا فہم عطا فرمائے.....آمین

حلال جانور کے کپورے کھانا کیسا؟

سوال:: حلال جانور کے کپورے کھانا ک یسا؟؟

الجواب:: حلال جانور کے کپورے کھانا مکروہِ تحریمی (قریبِ حرام) اور گناہ ہے۔

کپورے کھانے کی ممانعت

کپورے کھانے ک ی ممانعت بھی حدیثِ پاک میں وارد ہوئی ہے۔

حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے فرماتے ہیں:

"کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم یکرہ من الشاۃ سبعا المرارۃ والمثانۃ والحیاء والذکر والانثیین والغدۃ والدم وکان احب الشاۃ الیہ مقدمھا۔"

"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ذبیحہ جانور کے سات اجزاء کو مکروہ فرماتے تھے سات یہ ہیں: مرارہ (پتہ) مثانہ، حیاء (شرمگاہ) ذکر، کپورے، غدود اور خون، اور آپ کو بکری ذبیحہ کا مقدّم حصہ پسند تھا۔"

(المعجم الاوسط حدیث: 9486،جلد 10،صفحہ 217،مکتبۃ المعارف ریاض)

فتاویٰ ھندیہ میں ہے:

"اما بیان مایحرم اکلہ من اجزاء الحیوان سبعۃ الدم المسفوح والذکر و الانثیان والقبل والغدۃ والمثانۃ والمرارۃ"

"ل یکین یہ بیان کہ حیوان کے اجزاء میں سے جن کا کھانا حرام ہے وہ سات ہیں: بہنے والا خون، ذکر، کپورے، شرمگاہ، غدود، مثانہ اور پِتّہ۔"

(فتاوی ھندیہ بحوالہ البدائع کتاب الذبائح الباب الثالث،جلد 5،صفحہ 290،نورانی کتب خانہ پشاور)

(در مختار شرح تنویر الابصار مسائل شتّٰی،جلد 2،صفحہ 349 مطبع مجتبائی دھلی)

بحرالمحیط میں ہے:

''الغدد والذکرو الانثیان والمثانة و العصبان اللذان فی العنق والمرارة والقصید مکروہ... ملخصا۔''

''غدود، ذکر، کپورے، مثانہ، گردن کے دو پٹھے، پتہ، پ یٹھ کا گُودا مکروہ ہیں... ملخصا۔''

(جامع الرموز بحوالہ المحیط کتاب الذبائح، جلد3، صفحہ351، مکتبہ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران)

حاشیہ طحطاوی میں ہے:

''قال ابوحنیفة رضی اللہ تعالی عنه امّا الدم فحرام بالنص واکرہ الباقیة لانها مما تستخبثه الانفس قال اللہ تعالی: ویحرم علیهم الخبئث''

''امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا لیکن خون تو وہ حرام ہے قرآنی نص سے ثابت ہے اور باقی (چیزیں کپوروں سمیت جنکا ذکر اوپر حدیث میں آیا ہے اُن) کو میں مکروہِ تحریمہ سمجھتا ہوں کیونکہ ان سے نفوس (سلیمُ الطبع لوگ) نفرت کرتے ہیں اور جبکہ اللہ تعالی نے فرمایا وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ (القرآن الکریم ۷/۱۵۷)۔''

(حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار مسائل شتّٰی، جلد4، صفحہ360، دار المعرفۃ بیروت)

انوارُ الفتاویٰ میں ہے:

''کپورہ کھانا (قریبِ) حرام ہے''

(انوارُ الفتاویٰ، جلد1، صفحہ277، مطبوعہ فرید بُک سٹال لاہور)

فتاویٰ فیض الرسول میں ہے:

''ذبحِ شرعی کے باوجود حلال جانور کا کپورہ کھانا حرام ہے''

(فتاویٰ فیض الرسول، جلد2، صفحہ432، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

ان توضیحات کی روشنی میں واضح ہوا کہ کپورے کھانا مکروہِ تحریمی (قریبِ حرام) اور گناہ ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کپوروں کو پسند نہیں فرمایا۔ لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں کے بعض ہوٹلوں میں کپورے بھی توے پر بُھون کر پیش کیئے جاتے ہیں۔ جسکو ہوٹل کی زبان میں "کٹاکٹ" یا "ٹکاٹک" ڈِش کہا جاتا ہے۔ اور لوگ اسے بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ حالانکہ انکا کھانا جائز نہیں۔۔ دُرّ مختار میں ہے:

"کل مکروہ ای کراھة تحریم حرام ای کالحرام فی العقوبة بالنّار" ......

یعنی: ہر مکروہِ تحریمی استحقاقِ جہنم کا سبب ہونے میں حرام کی مثل ہے۔

واللہ تعالی اعلم ورسوله اعلم عزوجل وصلی اللہ علیه وآله وسلم

اللہ تعالیٰ ہمیں محرمات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے... آمین

قربانی واجب ہونے کی شرائط

سوال:: قربان ی واجب ہونے ک ی کتن ی شرائط ہ یں؟؟؟

الجواب:: قربان ی کے واجب ہونے ک یلیئے درج ذیل 4 شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

(1) مسلمان ہونا

(2) مقیم ہونا

(3) مالکِ نصاب ہونا

(4) بالغ ہونا

(فتاویٰ رضویہ، جلد ہشتم، صفحہ 224 (قدیم) بحوالہ درمختار و فتاویٰ ہندیہ)

(دُرِّ مُختار و ردّالمحتار، کتاب الاضحیۃ، جلد 9 صفحہ 524، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

وضاحت

پہل ی شرط مسلمان ہونا... جس سے پتہ چلا کہ کافر پر قربان ی واجب نہ یں ہے۔

دوسری شرط مُق یم ہونا... جس سے پتہ چلا کہ مسافر پر قربان ی واجب نہ یں ہے۔

ت یسری شرط مالکِ نصاب ہونا... جس سے پتہ چلا کہ فق یرِ شرع ی پر قربان ی واجب نہ یں ہے۔

چوتھ ی شرط بالغ ہونا... اس سے پتہ چلا کہ نابالغ پر قربان ی واجب نہ یں ہے۔

(ان میں سے ہر ایک شرط کی تفصیل ہے جو کہ کسی اور پوسٹ میں بیان ہو گی)

نوٹ

خ یال رہے اگر یہ شرائط عورت میں پائی گئیں تو عورت پر بھی قربانی واجب ہو گی۔ کیونکہ قربانی کیلئے مرد ہونا شرط نہیں۔

(دُرِّ مُختار و ردّالمحتار، کتاب الاضحیۃ، جلد 9 صفحہ 524، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

اللہ و رسولہ اعلم عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

سوال:: قربان ی کے جانور کی عمر کتنی ہونی چاہیئے؟؟

الجواب:: اونٹ 5 سال کا،

گائے 2 سال ک ی،

بکرا (اس میں بکری، دُنبہ، دُنبی اور بھیڑ (نر و مادہ) دونوں شامل ہیں) ایک 1 سال کا۔

اس سے کم عمر ہو تو قربانی جائز نہیں۔ زیادہ ہو تو جائز، بلکہ افضل ہے۔

ہاں دُنبہ یا بھیڑ کا 6 مہینے کا بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دُور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے"۔ (دُرِّ مختار، جلد 9، صفحہ 633، مطبوعہ بیروت)

یاد رہے کہ::

مطلقاً 6 ماہ کے ماہ کے دُنبے کی قربانی جائز نہیں, اس کا اتنا فربہ (یعنی تگڑا) ہونا ضروری ہے کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا لگے۔۔۔ اگر 6 ماہ بلکہ سال میں ایک دن بھی کم عمر کا دُنبے یا بھیڑ کا بچہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا نہیں لگتا تو قربانی نہیں ہو گی۔

حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ".

صرف مُسِنَّۃ (ایک سال کی بکری، دو سال کی گائے، اور پانچ سال کے اونٹ) کی قربانی کرو, ہاں اگر تم کو دشوار ہو تو چھ ماہ کا دُنبہ یا مینڈھا ذبح کرو"

(صحیح مسلم، كِتَاب الْأَضَاحِيّ، بَاب سِنِّ الْأُضْحِيَّةِ... رقم الحدیث: 3638 ج2ص155)

مُسِنَّۃ سے کیا مراد ہے؟؟؟

اس کے تحت محدثِ کبیر, امام نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"قال العلماء المُسِنَّة ھی الثنیة من کل شیئ من الابل والبقر والغنم فما فوقھا"

یعنی: "علماء نے فرمایا کہ مُسِنَّۃ اونٹ, گائے, بکری, ہر میں ثنیٰ (دوندا) یا اس سے بڑا ہوتا ہے"

(شرح صحیح مسلم, للنووی, باب سن الأضحیة, جلد13, صفحہ117, دار احیاء التراث العربی بیروت)

(ھدایہ, علی من تجب الاضحیة, جلد4, صفحہ359, دار احیاء التراث العربی بیروت)

(الدر المختار, کتاب الاضحیة, جلد6, صفحہ322, دار الفکر بیروت)

(بہارِ شریعت, حصّہ15, صفحہ340, مکتبہ المدینہ کراچی شریف)

قرض دار پر بھی قربانی واجب ہے؟؟

سوال:: کیا قرض دار پر بھی قربانی واجب ہے؟؟

جواب:: جس شخص پر قرض ہے اگر اس کے اموال سے قرض کی مقداد نکالی جائے تو قربانی کے نصاب کی مقدار باقی نہیں رہتی تو اس پر قربانی واجب نہیں۔

اور قرض کی مقدار نکالنے سے نصاب کی مقدار باقی بچ جاتی ہے تو دیگر شرائط کے ساتھ قربانی واجب ہو گی۔

(فتاوٰی ہندیہ، کتاب الاضحیہ، الباب الاول، جلد5، صفحہ292، دار الفکر بیروت)

دوسری جہت

ایک اور مسئلہ یاد رہے کہ جس پر قربانی واجب ہے اگر اُس کے پاس نقدی پیسے فی الحال موجود نہ ہوں تو وہ قرض لیکر یا کوئی چیز فروخت کر کے قربانی کرے....

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں کہ:

"اگر کسی پر قربانی واجب ہے اور اُس کے پاس روپے نہیں ہیں تو قرض لے کر یا کوئی چیز فروخت کر کے قربانی کرے"

(فتاوٰی امجدیہ، جلد3، صفحہ315، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

واللہ تعالٰی اعلم ورسولہ اعلم عزوجل و صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

کتنا نصاب ہو تو قربانی واجب ہوتی ہے؟؟

سوال:: کتنا نصاب ہو تو قربان ی واجب ہوتی ہے ؟؟

الجواب:: جس شخص کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا، یا ساڑھے باون تولے چاندی، یا انکے برابر رقم، یا حاجتِ اصلیہ کے علاوہ اتنی مالیت کی کوئی چیز کا مالک ہو تو وہ قربانی کے معاملے میں صاحبِ نصاب ہے۔

(دُرِ مختار و درّ المحتار، کتاب الأضحیۃ، جلد9، صفحہ524، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

سوال:: حاجتِ اصلیہ کسے کہتے ہیں؟؟

جواب:: حاجتِ اصلیہ سے مراد وہ چیزیں ہیں جنکی عموماً انسان کو ضرورت ہوتی ہے اور ان کے بغیر گزر اوقات میں شدید تنگی و دشواری محسوس ہوتی ہے، جیسے رہنے کا گھر، پہننے کے کپڑے، سواری، علمِ دین سے متعلق کتابیں اور پیشے سے متعلق اوزار وغیرہ۔

(الھدایۃ، جلد1، صفحہ96)

درج ذیل چیزیں حاجتِ اصلیہ میں شامل نہیں

ٹی وی، سی ڈی، ٹیپ ریکارڈر، ڈش انٹینا، ایسا کمپیوٹر جسے صرف تفریح کی غرض سے استعمال کیا جاتا ہو (اگر پڑھائی یا دینی معاملات کا حصول مقصود ہو تو یہ بھی دینی کتب کے حکم میں آئے گا) ایسے کپڑے کہ جنکو گرمی، سردی میں پہننا ترک کر دیا گیا ہو، ڈیکوریشن پیس، ضرورت سے زائد خالی مکان، یا خالی پلاٹ وغیرہ، گھر میں لگی ہوئی تصاویر، ڈائجسٹ ناول وغیرہ، کھیل کُود کا سامان، آڈیو ویڈیو کیسٹس (بشرطیکہ دینی معاملات کے حصول کی غرض سے نہ لی گئیں ہو) ان چیزوں کی مالیت اگر نصاب کو پہنچ گئ تو قربانی واجب ہو گی۔

(عیدِ قرباں، صفحہ16، مکتبہ اعلیٰ حضرت لاھور)

بلکہ فقہاء اسلام علیہم الرحمہ نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر کسی کا رہائشی گھر اتنا بڑا ہے کہ اس کا کچھ حصّہ رہنے کیلئے استعمال ہوتا ہے اور کچھ حصّہ سردی و گرمی ہر قسم کے موسم میں بند رہتا ہے، تو اگر اس بند حصّے کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر یا اس سے زائد ہے تب بھی اس پر قربانی واجب ہو گی۔

(فتاویٰ رضویہ (ماحصلہ) جلد20، صفحہ316، مطبوعہ رضا فائنڈیشن)

واللہ تعالٰی اعلم و رسولہ اعلم جَلَّ جَلَالُہٗ و صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

قربانی کیلئے خصّی جانور کی شرعی حیثیت کیا ہے؟؟

ک یا خصّی کرنے سے جانور عیب دار نہیں ہوتا؟؟

الجواب:: خص ی جانور کی قربانی کرنا جائز بلکہ افضل ہے۔

اور بکرے کا خص ی ہونا عیب نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس کی قیمت دُوسرے بکرے کی نسبت زیادہ ہوتی ہے، اور خصی جانور کی قربانی حضور سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ک ی ہے، جس سے جانور خصی کرانے کا جواز اور اس قسم کے جانور کی قربانی کرنے کا جواز دونوں معلوم ہوجاتے ہیں۔

الموجوء:

عرب ی میں خصی جانور کو کہتے ہیں، اور یہ گوشت کے اعتبار سے غالبا "فحل" (سانڈ یعنی نر جانور) سے بہتر اور اکمل ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس خصی جانور کی قیمت دُوسرے بکرے کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : ذَبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَأَيْنِ

(سنن أبي داود، كِتَاب الضَّحَايَا، بَاب مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الضَّحَايَا ...رقم الحديث: 2416 (ج2ص30)، سنن طحاوی: ۴/۱۷۳))

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں: ''نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ع ید الاضحیٰ کے دن سینگوں والے دھبے دار خصی دو مینڈھے ذبح کیے۔''

{{{((سنن أبي داود:2795، سنن الترمذی:1521، سنن ابن ماجه:3122، مسند أبي يعلى:1792، السنن الكبرى للبيهقي:19087,19184، سنن الدارمي (1946)، شرح معاني الآثار للطحاوي(4/177)، جامع الأصول:1671، مجمع الزوائد:5969، جمع الفوائد:3845، وأخرجه ابن خزيمة (2899)، والحاكم 1/467 من طريق إبراهيم بن سعد، والحاكم 1/467 من طريق يونس بن بكير، كلاهما عن محمد بن إسحاق، عن يزيد ابن أبي حبيب، عن خالد بن أبي عمران، عن أبي عياش، عن جابر بن عبد الله.

وهو في "مسند أحمد" (15022) من طريق إبراهيم بن سعد.

قوله: مُوجَئين، وفي الرواية التي شرح عليها الخطابي: مُوجَيين: يريد مَنزوعَي الأنثيين، والوِجاء: الخصاء، يقال: وجأت الدابة فهي موجوءة: إذا خصيتها.

قال الخطابي: وفي هذا دليل على أن الخصيّ في الضحايا غير مكروه.))}}}

خصی جانور کی قربانی کرنا نہ صرف جائز بلکہ افضل و بہتر ہے،
حضور سیدِ عالَم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے خصی جانور کی قربانی کرنا ثابت ہے،

عن جابرؓ قال: ذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین أملحین موجوئین (مشکاۃ) وفیالھدایة: ویجوز أن یضحی بالجماء والخصی لأن لحمها أطیب)

خصی جانور نہ ہونے پر مادہ جانور کی قربانی افضل ہے، افضلیت حاصل کرنے کے لیے قربانی کے موقع پر جانور کو خصی نہ کرنا چاہیے کیوں کہ خصی جانور کی قربانی افضل و بہتر اس لیے ہے کہ وہ فربہ اور اس کا گوشت عمدہ ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں اس وقت حاصل ہو سکتی ہیں جب کہ جانور کو پہلے سے ہی خصی کر دیا جائے، بعض لوگوں کا خصی کرنے کو جانور پر مطلقا ظلم قرار دینا درست نہیں، خصی کرنا جانور پر اس وقت ظلم ہوگا جب کہ عمل خصاء سے مقصد لہو ولعب ہو، فقہاء نے اس کو ناجائز لکھا ہے، لیکن اگر جانور کو خصی کرنے سے مقصد منفعت ہو تو یہ جائز ہے اور جب حضور نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے عمل سے خصی جانور کی قربانی کرنا ثابت ہو گیا تو اب ایک مؤمن کو اس میں کیا تردد ہونا چاہیے۔؟؟

والله تعالٰی اعلم ورسوله اعلم عزوجل و صلی الله علیه وآله وسلم

سوال:: کیا کافر کو قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں؟؟

اگر گوشت غ یر مسلم کو دے دیا تو قربانی ہو گی یا نہیں؟؟
ن یز کافر کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں؟؟

جواب:: یہاں کافر کو قربانی کا گوشت یا کسی بھی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں۔ اگر دے دیا تو قربانی ہو جائے گی مگر گنہگار ہو گا اور توبہ بھی کرے۔
پہلے چند باتیں بطورِ تمہید سمجھ لیں.
کافر کی تین قسمیں ہیں...... (1) حربی (2) مستامن (3) ذِمی

حربی::

"وہ کافر جس نے مسلمانوں سے جزیہ کے عوَض عقد ذمہ (یعنی اپنی جان اور مال کی حفاظت کا عہد) نہ کیا ہو"

(الموسوعة الفقهية، جلد7، صفحہ104، مطبوعہ بیروت)

مستامن::

"وہ جو غیر قوم کی سلطنت میں اَمان لیکر گیا جیسے حربی دار الاسلام میں اَمان لیکر گیا تو مستامن ہے"

(الدُّر المختار، کتاب الجهاد، بابُ المستامن، جلد6، صفحہ262، مطبوعہ بیروت)

(بہارِ شریعت، جلد2، صفحہ443، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

ذِمی::

"اس کافر کو کہتے ہیں جس کی جان و مال کی حفاظت کا بادشاہِ اسلام نے جزیہ کے بدلے ذِمہ لیا ہو" (فتاویٰ فیضُ الرّسول، جلد1، صفحہ501، مطبوعہ شبیر برادرز لاهور)

ان میں سے صرف ذِمی کو گوشت دینا جائز ہے جیسا کہ فتاویٰ ھندیہ میں ہے:

"يهب منها ماشاء للغني والفقير والمسلم والذِمي"

(فتاویٰ عالمگیری، جلد5، صفحہ264، مطبوعہ مصر)

ذِمی کو گوشت دینا جائز ہے۔ پاکستان دار اسلام ضرور ہے مگر یہاں کے سارے کافر شرائط مفقود ہونے کی وجہ سے حربی ہیں کوئی بھی کافر ذمی نہیں لہذا ان حربی کافروں کو قربانی گوشت دینا جائز نہیں۔
میرے امام سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:
"یہاں کے کافروں کو گوشت دینا جائز نہیں وہ خاص مسلمانوں کا حق ہے

اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ۔۔""

(فتاویٰ رضویہ، جلد20، صفحہ457، مطبوعہ رضا فاؤنڈیش لاهور)

(تلخیص فتاویٰ رضویہ، صفحہ307، ناشر اکبر بکسیلز لاهور)

مزید لکھتے ہیں کہ:

لہذا انہیں (گوشت) دینا خلافِ مستحب ہے اور اپنے مسلمان بھائی کو چھوڑ کر کافر کو دینا حماقت ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم...!

(فتاویٰ رضویہ، جلد20، صفحہ456، مطبوعہ رضا فاؤنڈیش لاهور)

(تلخیص فتاویٰ رضویہ، صفحہ307، ناشر اکبر بکسیلز لاهور)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:

"کسی کافر کو اصلاً نہ دے کہ یہ کفّار ذِمی نہیں تو ان کو دینا قربانی ہو خواہ کوئی صدقہ اصلاً کچھ ثواب نہیں رکھتا جیسا کہ دُرِّ مختار میں ہے: امّا الحربی ولو مستامنا فجمیع الصدقات لا تجوزله اتّفاقاً بحر عن الغایۃ وغیرھا.....الخ"

(فتاویٰ افریقہ، صفحہ 19,20، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لاھور)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

"قربانی کا گوشت کافر کو نہ دے کہ یہاں کے کفار حربی ہیں"

(بہارِ شریعت، جلد 3، صفحہ 345، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

شیخ الاسلام مفتی محمد قاسم عطاری حفظہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"ہمارے ملک (پاکستان) میں رہنے والے غیر مسلم حربی ہیں، انہیں قربانی کا گوشت نہیں دینا چاہئے۔"

(فتاویٰ قربانی، صفحہ 64، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

استاذ الفقہ والحدیث، شارح ترمذی مفتی محمد ہاشم خان عطاری صاحب حفظہ اللہ نقل فرماتے ہیں کہ:

"قربانی کا گوشت کافر کو نہ دیں کہ یہاں (پاکستان) کے کفار حربی ہیں"

(حضرت ابراھیم اور سنّتِ ابراھیمی، صفحہ 264، مکتبۃ امامِ اھلسنت لاھور)

فتاویٰ حنفیہ میں ہے کہ:

"قربانی کا گوشت کافر کو دینا جائز نہیں"

(فتاویٰ حنفیہ، صفحہ 261، اکبر بُکس سیلرز لاھور)

اسی طرح فقیہِ ملت میں ہے:

"یہاں کافر کو قربانی کا گوشت دینا جائز نہیں" (ملخصًا)

(فتاویٰ فقیہِ ملت، جلد 1، صفحہ 501، مطبوعہ شبیر برادز لاھور)

یہی بات فتاویٰ امجدیہ میں مرقوم ہے:

"غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دینا ناجائز ہے" (ملخصًا)

(فتاویٰ امجدیہ، جلد 3، صفحہ 318، مطبوعہ شبیر برادرز لاھور)

فقیہِ ملت حضرت مفتی جلال الدین امجدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"قربانی کا گوشت کافر کو دینا شرعًا جائز نہیں"

(فتاویٰ فیضُ الرّسول، جلد 2، صفحہ 457، 468، مطبوعہ شبیر برادرز لاھور)

مجموعہ فتاویٰ بریلی شریف میں درج ہے کہ:

"اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ...."

(سورۃ الممتحنہ:۹)

اسکے بعد لکھا ہے کہ

انہیں قربانی کا گوشت دینا جائز نہیں"

(مجموعہ فتاویٰ بریلی شریف، صفحہ 251، مطبوعہ اکبر بکسیلرز لاہور)

حاصل کلام::

قربانی کا گوشت غیر مسلموں کو نہیں دے سکتے۔ (جنکو دے سکتے ہیں وہ قسم پائی ہی نہیں جاتی لہذا ان حربیوں کو دینا ناجائز ٹھہرا)۔۔ہاں اگر کافر مسلمان کا نوکر ہے اور اسکی اجرت میں قربانی کا گوشت دے دے تو حرج نہیں کہ وہ اسکے اپنے ہی صرف میں آیا ہے۔

یونہی اگر اسے بطورِ انعام اس اُمید پر دے کہ مزدور خوش دل کند کار بیش تو حرج نہیں۔

(ماخوذ فتاویٰ مصطفویہ، صفحہ 450، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

واللہ تعالٰی اعلم ورسولہ اعلم عزوجل و صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

سوال::کیا مسلمان عورت اپنا جانور ذبح کر سکتی ہے؟؟

جواب:: جی کر سکتی ہے۔

امامِ اھلسنت مجددِ دین وملت، مؤیدِ ملتِ طاھرہ، صاحبُ الدلائلِ القاھرہ والباھرہ، حضرت العلّام مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

"عورت کا ذبیحہ جائز ہے جبکہ ذبح صحیح طور پر کر سکے"

(احکامِ شریعت، حصّہ اوّل، صفحہ 136، مطبوعہ اکبر بکسیلز لاہور)

فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں کہ:

"جانور کی رگیں ٹھیک سے کٹ جائیں، اگرچہ ذابح (ذبح کرنے والی) عورت ہو، یا سمجھ والا بچہ یا گونگا، یا بے ختنہ ہو۔۔"

(فتاویٰ رضویہ (ملخّصاً) جلد 20، صفحہ 243، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

در مختار میں ہے:

شرط کون الذابح مسلما اوکتابیا ولو امرأۃ لاذبیحۃ غیر کتابی من وثنی ومجوسی ومرتد ملخصا۔

ذبح کرنے والے کا مسلمان یا کتابی ہونا (خیال رہے کہ موجودہ دور میں کتابی نہیں ہیں) اگرچہ عورت ہو، شرط ہے،۔۔ کافر غیر کتابی مثلا بت پرست، مجوسی اور مرتد نہ ہو، اھ ملخصا۔ (درمختار کتاب الذبائح، جلد2، صفحہ 228، مطبع مجتبائی دھلی)

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب (من ذبح ضحیۃ غیرہ) کے تحت بیان کیا کہ:

"وامر ابا موسی بناتہ ان یضحین بایدیھن"

یعنی: ابو موسی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی قربانیاں خود ذبح کریں۔

(صحیح بخاری، قبل الحدیث 5559، یہ روایت معلق ہے اور مصنف عبدالرزاق 8169)

مستدرک حاکم میں متصل سند سے مروی ہے کہ:

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو حکم کیا کرتے تھے کہ وہ اپنی قربانیاں اپنے ہاتھوں سے ذبح کریں۔ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مستدرک حاکم میں واقع اس امر کی سند صحیح ہے (فتح الباری، جلد10، صفحہ25)

علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ اس اثر کی شرح بیان کرتے ہیں کہ: اس اثر میں دلیل ہے کہ

عورتیں اپنی قربانیاں خود ذبح کر سکتی ہیں بشرطیکہ وہ ذبح کرنے میں مہارت رکھتی ہوں

(عمدۃ القاری، جلد21، صفحہ155)

عورت جانور ذبح کر سکتی ہے اور عورت کے ذبیحے میں کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے (عورت کے ذبیحہ کے حلال و جائز) ہونے پر نص بیان کی اور جمہور علماء کا یہی موقف ہے۔ (فتح الباری، جلد9، صفحہ 786)

لہذا ثابت ہوا کہ مسلمان عورت اگر صحیح طریقے سے ذبح کرنا جانتی ہو تو ذبح "کر سکتی ہے"

والله تعالیٰ اعلم ورسوله اعلم عزوجل وصلی الله علیه وآله وسلم

سانپ سرہانے بیٹھا رہا

دلائل الخیرات شریف پڑھنے کی بڑی برکات ہیں۔ آج جمعہ کی صبح کا واقعہ ہے۔

رات سے لیکر صبح تک میرے بیڈ کے اوپر بستر پر سرہانے ایک سانپ بیٹھا رہا جسکی لمبائی تقریباً دو فٹ تھی۔

اتفاقاً ہی اس رات میں نے اپنے سونے کا رخ بدل لیا۔ صبح کے وقت بہت کوشش کے باوجود میری چھ ماہ کی بیٹی نے، رونے کی آواز سے مجھے سونے نہ دیا۔

جب اچانک میں نے سرہانے کی طرف ہاتھ مارا تو کچھ محسوس ہوا، میں نے جب دیکھا تو دو فٹ کا سانپ بیڈ کے اوپر چادر کے نیچے سرہانے کی طرف بیٹھا ہے۔

میں نے فوراً ایک لکڑی سے اسکا سر دبایا اور بڑے بھائی نے ہاتھ میں کپڑا لیکر اسکو پکڑ لیا۔

میں نے سوچا کہ ساری رات یہاں رہا، ڈسا کیوں نہیں ؟؟؟

تو ذہن میں آیا کہ میں "دلائل الخیرات شریف" کا ورد کر کے سویا ہوں۔

اسکے بہت فوائد ہیں، آپ بھی "دلائل الخیرات شریف" روزانہ کا ایک حِزب (جز) اپنے وظائف میں ضرور شامل کریں، ان شاءاللہ جَلَّ جَلَالُہٗ دنیا و آخرت میں بے شمار فوائد نصیب ہونگے۔

اور برسات کا موسم ہے سنت کے مطابق سونے سے پہلے بستر ضرور جھاڑیں اور دعا پڑھیں۔

کہ اسکا حکم رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دیا کہ چنانچہ روایت میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ ،....

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر لیٹے تو پہلے اپنا بستر اپنے ازار کے کنارے سے جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی بے خبری میں کیا چیز اس پر آ گئی ہے....."

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التَّعَوُّذ.... صفحہ 1099، رقم: 6320 مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

برسات کے موسم میں خصوصًا احتیاط کریں اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ سب کو اپنی رحمت کے سایہ و حفظ و اَمان میں رکھے آمین۔

بغیر حج کیئے حاجی

حضرتِ سیِّدُنا رَبِیْع بِن سُلَیْمَان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحَنّان فرماتے ہیں: ہم دونوں بھائی ایک قافِلے کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے، جب "کوفہ" پہنچے تو میں کچھ خریدنے کے لئے بازار کی طرف نکلا، راہ میں یہ عجیب منظر دیکھا کہ ایک وِیران سی جگہ پر ایک مُردار پڑا تھا اور ایک مَفلوکُ الحال عورَت چاقو سے اُس کے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر ایک ٹوکری میں رکھ رہی تھی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ مُردار گوشت لئے جا رہی ہے اِس پر خاموش نہیں رہنا چاہئے ممکن ہے کہ یہ کوئی بَھٹیارن ہو کہ یہی پکا کر لوگوں کو کھلا دے، میں چُپ کے سے اُس کے پیچھے ہو لیا۔

وہ عورت ایک مکان پر آ کر رُکی اور دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے آواز آئی: کون؟ اُس نے کہا: کھولو! میں ہی بدحال ہوں۔ دروازہ کُھلا اور اُس میں سے چار لڑکیاں آئیں جن سے بدحالی اور مصیبت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ اُس عورت نے اندر جا کر وہ ٹوکری اُن لڑکیوں کے سامنے رکھ دی اور روتے ہوئے کہا: "اِس کو پکا لو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو، اللہ عَزَّوَجَلَّ کا اپنے بندوں پر اِختیار ہے، لوگوں کے دِل اُسی کے قبضے میں ہیں۔"

وہ لڑکیاں اُس گوشت کو کاٹ کاٹ کر آگ پر بُھوننے لگیں۔ مجھے قلبی رَنج ہوا، میں نے باہر سے آواز دی:

"اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! خدا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے اِس کو نہ کھانا۔"

وہ بولی: تُو کون ہے؟ میں نے کہا: میں ایک پردیسی آدمی ہوں۔ بولی:

اے پردیسی! ہم خود ہی مقدّر کے قَیدی ہیں، تین سال سے ہمارا کوئی مُعین و مددگار نہیں، اب تُو ہم سے کیا چاہتا ہے؟

میں نے کہا:

مَجوسیوں کے ایک فِرقے کے سِوا کسی مَذہب میں مُردار کا کھانا جائز نہیں۔

وہ بولی: ''ہم خاندانِ نُبُوَّت کے سیّد ہیں ، اِن لڑکیوں کا باپ بڑا نیک آدمی تھا وہ اپنے ہی جیسوں سے اِن کا نکاح کرنا چاہتا تھا، اس کی نوبت نہ آئی اور اُس کا اِنتِقال ہوگیا۔ جو ترکہ (وِرثہ) اُس نے چھوڑا تھا وہ خَتم ہوگیا،

ہمیں معلوم ہے کہ مُردار کھانا جائز نہیں لیکن حالتِ اِضطِرار میں جائز ہوجاتا ہے اور ہمارا چار دِن کا فاقہ ہے ۔ خاندانِ سادات کے دردناک حالات سُن کر مجھے رونا آگیا اور میں انتہائی بے چینی کے ساتھ وہاں سے واپس ہوا۔

میں نے بھائی کے پاس آکر کہا کہ میرا ارادہ حج کا نہیں ہے۔ اُس نے مجھے بَہُت سمجھایا اور حج کے فضائل بتائے کہ حاجی ایسی حالت میں لوٹتا ہے کہ اُس پر کوئی گناہ نہیں رَہتا وغیرہ وغیرہ۔

مگر میں نے بہ اِصرار اپنے کپڑے، اِحرام کی چادریں اور جو سامان میرے ساتھ تھا جس میں چھ سو دِرہم نَقد بھی تھے سب لیکر چل دیا بازار سے 100 دِرہم کا آٹا اور 100 دِرہم کا کپڑا خریدا اور باقی 400 دِرہم آٹے میں چُھپا دیئے اور ساداتِ کرام کے گھر پہنچا اور سب سامان کپڑے اور آٹا وغیرہ اُن کو پیش کر دیا۔

اُس عورت نے اللہ تَعَالٰی کا شکر ادا کیا اور اِس طرح دُعا دی:

اے اِبنِ سُلَیمان! اللہ عَزَّ وَجَلَّ تیرے اَگلے پچھلے سب گناہ مُعاف کرے اور تجھے حج کا ثواب اور اپنی جنَّت میں جگہ عطا فرمائے اور اِس کا ایسا بدلہ عطا کرے جو تجھ پر بھی ظاہر ہوجائے۔''

سب سے بڑی لڑکی نے دُعا دی: ''اللہ تَعَالٰی تیرا اَجر دُگنا کرے اور تیرے گناہ مُعاف فرمائے۔''

دوسری نے اِس طرح دُعا دی: ''اللہ تَعَالٰی تجھے اس سے بَہُت زِیادہ عطا فرمائے جتنا تُو نے ہمیں دیا۔''

تیسری نے دُعا دیتے ہوئے کہا: '' اللہ عَزَّ وَجَلَّ ہمارے نانا جان رَحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم کے ساتھ تیرا حشر کرے۔''

چوتھی نے جو سب سے چھوٹی تھی اُس نے یوں دُعا دی: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! جس نے ہم پر اِحسان کیا تو اس کا نِعمَ البَدَل اُس کو جلدی عطا کر اور اس کے اَگلے پچھلے گناہ مُعاف فرما۔

حُجاج کا قافِلہ روانہ ہوگیا اور میں اُس کی واپَسی کے اِنتِظار میں کوفے ہی میں مجبوراً پڑا رہا۔ یہاں تک کہ حاجیوں کی واپَسی شروع ہوگئی جُوں ہی حُجاج کا ایک قافِلہ میری آنکھوں کے سامنے آیا اپنی حج کی سَعادت سے مَحرومی پر میرے آنسو نکل آئے۔

میں ان سے دعائیں لینے کیلئے آگے بڑھا، جب ان سے ملاقات کر کے میں نے کہا:

''اللہ تَعَالٰی آپ حضرات کا حج قَبول فرمائے اورآپ کے اَخراجات کا بہترین بدَل عطا فرمائے۔''

اُن میں سے ایک حاجی نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ دُعا کیسی ؟

میں نے کہا:

''ایسے غمزدہ شخص کی دُعا جو دروازے تک پہنچ کر حاضِری سے مَحروم رَہ گیا!''

وہ کہنے لگا: بڑے تعجُّب کی بات ہے کہ آپ وہاں جانے سے انکار کرتے ہیں !
کیا آپ ہمارے ساتھ عَرَفات کے میدان میں نہیں تھے ؟
کیا آپ نے ہمارے ساتھ شیطان کو کنکریاں نہیں ماری تھیں ؟
اور کیا آپ نے ہمارے ساتھ طواف نہیں کئے ؟

میں اپنے دِل میں سوچنے لگا کہ یقیناً یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خصوصی لُطف وکَرَم ہے۔
اِتنے میں میرے شہر کے حاجیوں کا قافِلہ بھی آپہنچا۔ میں نے اُن سے بھی کہا کہ
''اللہ تَعَالٰی آپ خوش نصیبوں کی سَعی مشکور فرمائے اورآپ کا حج قبول کرے۔''

وہ بھی حیران ہوکر کہنے لگے: آپ کو کیا ہوگیا ہے ! یہ اَجْنَبِیَّت کیسی ! کیا آپ عَرَفات میں ہمارے ساتھ نہ تھے ؟ کیا ہم نے مِل جُل کر رَمیِ جَمرات نہیں کی تھی ؟

اُن میں سے ایک حاجی صاحِب آگے بڑھے اور میرے قریب آکر کہنے لگے کہ بھائی! انجان کیوں بنتے ہیں ! ہم مکّے مدینے میں اکٹھے ہی تو تھے ! یہ دیکھئے! جب ہم روضۂ اَطہر کی زِیارت کرکے بابِ جبرئیل سے باہر آرہے تھے تواُس وَقت بِھیڑ کی وجہ سے آپ نے یہ تھیلی مجھے بَطورِ اَمانت دی تھی جس کی مُہر پر لکھا ہوا ہے: "مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ "یعنی ''جو ہم سے مُعاملہ کرتا ہے نَفْع پاتا ہے۔'' یہ لیجئے اپنی تھیلی!

حضرتِ رَبِیْع علیہ رَحمَۃُ اللہ البدیع "فرماتے ہیں کہ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم ! میں نے اُس تھیلی کواِس سے پہلے کبھی دیکھا بھی نہ تھا، خیر میں نے تھیلی لے لی۔ عشاکی نَماز پڑھ کر اپنا وظیفہ پورا کیا اور لیٹ گیااور سوچتا رہاکہ آخِر قِصّہ کیا ہے ! اِسی میں نیند نے گھیر لیا، میری ظاہری آنکھ توکیا بند ہوئی، دل کی آنکھ کُھل گئی اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ میں خواب میں جنابِ رسالت مآب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کے دیدار سے شرفیاب ہوا، میں نے اپنے مکّی مَدَنی آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت بابَرَکت میں سلام عرض کیا اور دَست بوسی کی۔ شاہِ خیرُالانام صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تَبَسُّم فرماتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور فرمایا:

''اے رَبِیع! ہم کتنے گواہ قائم کریں ! اور تم ہو کہ قَبول ہی نہیں کرتے ، سُنو! بات یہ ہے کہ جب تم نے اُس خاتون پر جو میری اَولاد میں سے تھی، اِحسان کیا اور اپنا زادِ راہ اِیثار کرکے اپنا حج ملتوی کر دیا تو میں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کی کہ وہ اِس کا نِعمَ الْبَدَل تمہیں عطا فرمائے تو اللہ تَعَالٰی نے ایک فِرِشتہ تمہاری صورت پر پیدا فرمایا اور حکم دیاکہ وہ قِیامت تک ہر سال تمہاری طرف سے حج کیا کرے نیز دُنیا میں تمہیں یہ عِوَض (یعنی بدلہ) دیا کہ 600 دِرہم کے بدلے 600 دینار (سونے کی اشرفیاں) عطا فرمائے، تم اپنی آنکھ ٹھنڈی رکھو۔''
پھر حُضُور، فیض گنجور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تھیلی کی مُہر پر لکھے ہوئے مبارک اَلفاظ ارشاد فرمائے:
''مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ''(یعنی جو ہم سے مُعاملہ کرتا ہے نَفْع پاتا ہے) حضرت رَبِیع علیہ رَحمَۃُاللہ البدیع فرماتے ہیں کہ:
جب میں سوکر اُٹھا اور اُس تھیلی کو کھولا تو اُس میں 600 سونے کی اَشرفیاں تھیں۔

(رشفۃ الصادی (ملخصا)، باب حج الملائکۃ عند المتصدق بنفقتہ، صفحہ 253، رقم الحکایۃ: 9، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

بعض اعمال عند اللہ اتنے مقبول ہوتے ہیں کہ اللہ کریم جَلَّ جَلَالَہٗ اسکا ثواب کئی گُنا زیادہ عطا فرماتا ہے۔
آج کے دور میں سیدی امیر اہلسنت دام ظلہٗ نے اسلاف کی اسی ادا کو تازہ کر دیا۔
اللہ کی ان پر رحمت ہو اور انکے صدقے ہماری مغفرت ہو آمین

وہ غضب کا فصیح وبلیغ تھا

وہ غضب کا فصیح و بلیغ تھا، علم ایسا کہ مدِ مقابل مناظر کو زیر کر دیتا، پھر یوں ہوا کہ وقت کے ولی سے ٹکر لے بیٹھا، اپنے علم کی فصاحت وبلاغت کے گھمنڈ میں کہتا ہے کہ "ایسا سوال کروں گا جسکا جواب ولی اللہ نہیں دے پائے گا۔"
ولی کی گستاخی لے ڈوبی، اور کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہو کر کتے کی موت مرا۔
ایسا کیوں نہ ہوتا، فرمانِ قدسی ہے:

مَنْ عَادَىٰ لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ

یعنی: جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی رکھی میرا اسکے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، حدیث 6502، صفحہ 1127، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

جی ہاں یہ ابنِ سقّا تھا جس نے فصاحت و بلاغت اور علمی گھمنڈ میں وقت کے ولی سے ٹکر لی اور ولی کی بدعا اسکو لے ڈوبی۔
یہ تفصیلی واقعہ درج ذیل کتب میں موجود ہے

(بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار، ذکر اخبار المشائخ عنہ ذالك، صفحہ 19 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

(نزھۃ الخاطر الفاتر، میں محدث علامہ علی قاری نے نقل کیا)

(فتاویٰ حدیثیہ میں امام ابنِ حجر مکی علیہ الرحمہ نے نقل کیا)

امام ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ؛
"مذکورہ حکایت ناقلین کی کثرت اور ان کی عدالت کے سبب متواتر المعنیٰ کے قریب ہے۔ اس حکایت میں اولیاء اللہ کی مخالفت اور ان کی گستاخی سے باز رکھنے اور روکنے کا نہایت بلیغ اور انتہائے تاکید کا انداز پایا گیا ہے، کہ کہیں کوئی انسان ان کی گستاخی کے ارتکاب سے اس ابدی مہلک آزمائش میں گرفتار نہ ہو جائے جس میں ابن سقا گرفتار ہوا ہے۔ جس آزمائش میں وہ گرفتار ہوا ہے اس سے زیادہ قبیح اور زیادہ بڑی آزمائش کوئی نہیں ہو سکتی۔ ہم اس سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتے ہیں۔ اور ہم اللہ تعالی سے اس کی ذات کریم اور اس کے حبیب رؤف و رحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے طفیل یہ درخواست کرتے ہیں وہ اپنے فضل واحسان کے ساتھ ہمیں اس طرح کی آزمائش اور ہر طرح کے فتنہ اور مصیبت سے محفوظ رکھے۔ مذکورہ حکایت میں ہر ممکن، اولیاء کرام کے ساتھ حُسنِ ظن رکھنے، اور ان کے ساتھ ادب واحترام سے پیش آنے اور عقیدت رکھنے کی کامل ترین ترغیب بھی پائی جاتی ہے۔ (فتاویٰ حدیثیہ، مطلب، فی قول شیخ عبد القادر قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ، صفحہ 415، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

بعض لوگ اس خوش فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ ان سے بڑھ کر کوئی دوسرا نہیں، شاید وہ بھول جاتے ہیں کہ ؛ "آفَةُ الْعِلْمِ الْخَيْلَاء" کہ علم کی آفت تکبّر ہے۔

یہ لوگ اپنے علم پر ناز کرتے ہوئے مشائخِ عظام کو اپنی بے جا تنقید کا نشانہ بناتے اور عتراض کرتے ہیں۔

ایسوں کو اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کی خفیہ تدبیر سے ڈرنا چاہیئے۔

کیا خوب فرماتے ہیں، سیدی امیر اھلسنت "زید مجدہ"

محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے

اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

آمین بجاہ النبی الکریم الامین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

شانِ خلفائے راشدین شیعہ کتاب سے

شیعہ کا مجتہد شیخ صدوق ابن بابویہ ابي جعفر محمد بن علی بن حسین قُمی لکھتا ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ابوبکر مجھ سے سماعت کی منزلت (قائم مقائم) پر ہے۔ اور عمر مجھ سے بصارت کی منزلت پر ہے۔ عثمان مجھ سے قوتِ قلب کی منزلت پر ہے۔ امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب دوسرا دن ہوا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ جبکہ امیر المؤمنین (حضرت علی) علیہ السلام، ابوبکر، عمر، عثمان ان کے پاس تھے۔ تو میں نے عرض کی بابا جان میں نے آپ کو ان اصحاب کے بارے میں یہ قول فرماتے سنا ہے۔ تو اس کے کیا معنیٰ ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ہاں" پ اپنے دستِ مبارک سے ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا یہ کان، آنکھ اور دل ہیں"

(معانی الاخبار، جلد دوم، صفحہ 436 مطبوعہ الکساء پبلیشرز کراچی)

شیعہ حضرات کو دعوت فکر ہے کہ اگر ہماری نہیں مانتی تو کم از کم اپنے مجتہد کی مان لو۔ تمہارا مجتہد ہی رسول اللہ علیہ السلام کی زبانی اصحاب رسول کی عظمت بیان کر رہا ہے۔

جو شیعہ مذکورہ اصحاب پر تبرّا کرتے ہیں انکو جان لینا چاہیئے کہ اگر آنکھ، کان، یا دل کو تکلیف پہنچے تو تکلیف پورے جسم کو ہوتی ہے۔۔ لہذا یہ ہستیاں جنکو سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک اعضاء سے تشبیہ دی ہے۔۔ اگر کوئی انکی گستاخی کرے گا تو حضور علیہ السلام کو تکلیف ہو گی۔۔

اور جو سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف دیتے ہیں انکے بارے قرآن کہتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا

بیشک جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرما دی ہے اور اللہ نے ان کے لیے رسوا کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔(الاحزاب:؛57)

اللہ تعالٰی صحابہ و اھلبیت اطہار رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین کا ادب نصیب فرمائے۔آمین

صحابہ، صحابہ ہمارے صحابہ

نبی کی چاند ہیں اور ستارے صحابہ

یہ بے ادبی ہے

سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ "کہتے ہیں کہ:

ایک دفعہ میں اپنے والد گرامی (فقیہِ اَعظم ابو یوسف مولانا محمد شریف محدّثِ کوٹلوی) کیساتھ امیرِ ملّت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، حضور امیرِ ملّت نے فرمایا کہ بیٹا نعت سناؤ....

"آپ کے حکم پر میں اٹھا، اوائل عمر تھی اور میری آواز خوبصورت تھی، میں نے اپنی ہی کہی ہوئی ایک نعت پڑھنا شروع کی جس کا مطلع یوں ہے ۔

لاکھوں حسین کون میں آئے مگر

ترے جمال کی ہے مگر شان ہی دِگر

میں نعت پڑھتا رہا، اور آپ "سبحان اللہ" "ماشاءاللہ" کہہ کہہ کر داد دیتے رہے، جب میں اپنی نعت کے اس شعر پر پہنچا ۔

گستاخ بے ادب ہیں بڑے آج پُر غرور

واللہ! اک نہ رہتا، جو ہوتے کبھی عمر

تو (پیر جماعت علی) شاہ صاحب ایک دم چونک اٹھے اور فرمایا:

چھوٹے مولوی کیا کہا؟ عمر؟ صِرف عمر؟ "یہ بے ادبی ہے" حضرت عمر کہو۔

(سلطان الواعظین کہتے ہیں) حضور ! اگر "حضرت عمر" پڑھوں تو "وزن" قائم نہیں رہتا اور شعر ٹوٹ جاتا ہے۔

میں نے عرض کیا تو حضور (امیرِ ملّت) آپ نے برجستہ فرمایا:

"شعر ٹوٹ جاتا ہے تو ٹوٹ جانے دو، مگر ادب کو ہاتھ سے نہ جانے دو، شعر ٹوٹے مگر ادب نہ چُھوٹے۔"

(سُنّی علماء کی حکایات، صفحہ 40، مطبوعہ فرید بک سٹال لاھور)

حضور امیرِ ملّت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کا یہ جذبۂ کمالِ ادب تھا، فصاحت و بلاغت و وزنِ شعر بعد میں دیکھو پہلے ادب دیکھو بیشک شاعری میں وزنِ شعر قائم رہے یا نہ رہے مگر ادب قائم رہے۔

آج کا کوئی فصاحت و بلاغت کا دعوے دار ہوتا تو حضور امیرِ ملت رحمۃ اللّٰہ علیہ پر جہالت کا فتویٰ داغ دیتا کہ جی دیکھو اتنے بڑے محدّث ہو کر، علمِ عروض، وزنِ شعر کا بھی علم نہیں۔

ہمارے بزرگانِ دین کی محبت کا ایک اپنا انداز ہوا کرتا تھا اس بنا پر ان پر طعن نہیں کی جا سکتی کہ انکو فلاں چیز کا پتہ نہیں، فلاں علم سے کورے تھے۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ بزرگوں کا ادب نصیب فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

سلام عطار پر اعتراض کا جواب

کچھ سنی کہلوانے والے لوگ سیدی امیرِ اہلسنت "زید مجدہ" کے اس کلام کو دلیل بنا کر آپ کا تمسخر اڑاتے ہیں کہ جی دیکھو مدینے کی اشیاء سبزیاں، پھل، دالوں، الغرض مدینے کی ہر ہر چیز کو سلام اور چومنے کا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی کہ مدینے کی بوتلوں، دالوں گندم کو چوم کر سلام کہا جا رہا ہے۔

جواب: عاشقِ صادق کو محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر ہر چیز سے محبت ہوتی ہے۔

عظیم عاشقِ رسول قاضی عیاض مالکی اُندلُسی رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں:

من اعظامه واکباره صلی الله تعالی علیه وسلم اعظام جمیع اسبابه و اکرام مشاهده وامکنته من مکة والمدینة ومعاهده ومالمسه علیه الصلوٰة والسلام اواعرف به

یعنی: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی عظمت و احترام میں سے یہ بھی ہے کہ جو چیزیں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے منسوب ہیں انکی عزت و عظمت کی جائے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محافلِ مقدّسہ، مقاماتِ معظّمہ مکہ مکرّمہ، مدینہ منورّہ، اور دیگر مقاماتِ منسوبہ اور ہر وہ چیز جس کو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کبھی چُھوا ہو یا آپ کی طرف منسوب ہونے کی شہرت والی اشیاء کا احترام، یہ سب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم و تکریم ہے۔"

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی، الفصل السابع، ومن اعظامه واکباره....الخ، جلد2، صفحه59، مطبوعه مکتبه رحمانیه لاهور پاکستان)

آپ مزید فرماتے ہیں کہ مدینے کی ہر ہر چیز جسکو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے نسبت ہے اس سے محبت کی جائے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

"أرض مس جلد المصطفی ترابها، أن تعظم عرصاتها، وتنسم نفحاتها، وتقبّل ربوعها وجدرانها،"

یعنی: وہ زمین جسکی مٹی حضور سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جسمِ مقدس سے چھو کر سرفراز ہوئی، اور ان تمام میدانوں کی تعظیم و توقیر کی جائے، وہاں کی خشبوؤں کی ہوا لی جائے، مدینے کے در و دیوار کو چوما جائے"

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی، الفصل السابع، ومن اعظامه واکباره....الخ، جلد2، صفحه60، مطبوعه مکتبه رحمانیه لاهور پاکستان)

مدینے کے کدو سے محبت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں ایک درزی نے حضور ﷺ کی دعوت کی، آپ ﷺ کیلئے کدو پکایا تو آپ کھانے میں کدو تلاش کر کے کھاتے۔ جب مجھے علم ہوا کہ حضور ﷺ کو کدو بہت پسند ہیں، تو حضرت انس کہتے ہیں:

فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ

"اسی دن سے میں کدو سے محبت کرنے لگا"

(صحیح البخاری، کتاب الاطعمۃ، حدیث: 5379، 5420، 5433، 5435، 5437، 5439، باب الخیاط، صفحہ 336، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

مدینے کے کتے کا ادب

"مشہور عاشقِ رسول بزرگ امیرِ ملّت حضرت مولانا پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ گئے تو ان کے کسی مرید نے مدینہ منورہ کے ایک کتے کو اتفاقاً ڈھیلا (ڈھے۔لا) مار دیا جس کی چوٹ سے کتا چیخا، حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہہ دیا کہ آپ کے فلاں مرید نے مدینے شریف کے ایک کتے کو مارا ہے۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے چین ہو گئے اور اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ فوراً اس کتے کو تلاش کر کے یہاں لاؤ چنانچہ کتا لایا گیا، حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اٹھے اور روتے ہوئے اس کتے سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: اے دیارِ حبیب کے رہنے والے للّٰہ (یعنی اللہ کے واسطے) میرے مرید کی اس لغزش (غلطی) کو معاف کر دے۔ پھر بُھنا ہوا گوشت اور دودھ منگوایا اور اسے کھلایا پلایا، پھر اس سے کہا: جماعت علی شاہ تجھ سے معافی چاہتا ہے، خدارا! مجھے معاف کر دینا۔"

(سُنّی علماء کی حکایات، صفحہ 211، مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاھور)

سلطان الواعظین مولانا ابوالنّور محمد بشیر کوٹلوی علیہ الرحمہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ: "اولیاء علماء اھلسنت کو مدینہ منورہ کی ہر چیز سے محبت وپیار ہے، حتیٰ کہ مدینہ کے کتے بھی انہیں پیارے ہیں، اور انہیں مدینہ منورہ کے کتوں پر بھی رشک آتا ہے۔ اور بقول بیدم وارثی، انکی تمنّا یہ ہوتی ؎

سگِ طیبہ مجھے سب کہہ کر پکاریں بیدؔم

یہی رکھیں میری پہچان مدینے والے

(سُنّی علماء کی حکایات، صفحہ 212، مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاھور)

ہمارے اکابرین، صالحین کا یہ مزاج تھا کہ مدینہ شریف سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت کرتے انکا ادب واحترام کرتے بقول قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ کہ محبت کا تقاضہ تو یہ ہے کہ مدینے کے در و دیوار کو چوما جائے مدینہ کی ہر چیز کا ادب واحترام کیا جائے۔

اگر اسی جذبۂ عشق کے تحت سیدی امیرِ اھلسنت "زید مجدہ" نے مدینے کے پھلوں، سبزیوں، کھانوں، وغیرہ کو مدینہ نسبت کی سے ادباً و تعظیماً سلام کہا تو کونسا غلط کام کیا؟

اکابرین تو مدینے کے کتوں کا بھی ادب کرتے تھے، کیا یہ چیزیں کتوں سے بڑھ کر ہیں؟؟؟

اگر اکابرین اور محدثِ علی پوری علیہ الرحمہ کا اس بنا پر تمسخر نہیں اڑایا جا سکتا تو پھر امیرِ اھلسنت کا بھی تمسخر نہیں اڑایا جا سکتا۔

پھر اعتراض کرنے والے سُنّی ہیں تو انکے لئے ایک عرض ہے کہ امیرِ اھلسنت کے اس کلام پر جب وھابیہ دیابنہ نے اسی طرح تمسخر کیا تو محققِ اھلسنت ابوکلیم محمد صدیق فانی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے اپنی کتاب "شاھراہِ اھلسنت بجواب شاھراہ بہشت" میں اسکا جواب لکھا۔ جس پر "ک نز العل ماء" کی بھی تقریظ ہے۔

اگر یہ غلط ہوتا تو اتنے بڑے عالم "کنزالعلماء" کبھی بھی اس پر تقریظ لکھ کر تائید ثبت نہ فرماتے۔

ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

پیر پرستی ہرگز نہیں

اولیاء مشائخ، پیر و مرشد کی محبت پیر پرستی ہرگز نہیں۔ بلکہ اولیاء و صالحین کی محبت حقیقت میں خدا و رسول ﷺ ہی کی محبت کا زینہ ہے۔

شیخِ اکبر محی الدین ابنِ العربی رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں کہ؛

"مشائخ کی محبت خدا کی محبت کے دروازوں سے میں ایک دروازہ ہے"

(فتوحاتِ مکیہ 178واں باب، بحوالہ آدابِ مرشد کامل، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

اولیاء و مشائخ کی محبت خود اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنی مخلوق کے دل میں ڈالی ہے۔ اگر یہ "الحب فی اللہ" کی محبت پیر پرستی ہوتی تو اللہ انکی محبت مخلوق کے دلوں میں نہ ڈالتا۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا

بیشک وہ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے عنقریب رحمٰن ان کے لیے محبت پیدا کردے گا۔ (سورۃ مریم:96)

پھر حدیثِ پاک میں ہے کہ:

حضرت ابوھریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُرنور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام کو ندا کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت رکھتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آسمانی مخلوق میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں،

ثُمَّ یُوضَعُ لَہُ الْقَبُولُ فِی الْأَرْضِ

پھر زمین والوں میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

(بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، الحدیث: 3209، مطبوعہ دار السلام ریاض)

پتہ چلا کہ اولیاء کی محبت و مقبولیت خود خدا نے مخلوق کے دل میں ڈالی ہے۔
اور یہ محبت پیر پرستی نہیں بلکہ عطائے الٰہی ہے۔

اولیاء کی محبت افضل عمل

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے افضل عمل اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ ہی کے واسطے دشمنی رکھنا ہے
۔

(سنن ابو داؤد، کتاب السنّۃ، حدیث: 4599، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

محبت ولی اور عرش کا سایہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: میری عظمت کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں انہیں اپنے سائے میں رکھوں گا، آج کے دن جب میرے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہیں۔

(صحیح مسلم، کتاب البر الصلۃ.....باب: فی فصل الحب فی اللہ، حدیث: 6548، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

بقول شیخِ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللّٰہ علیہ، اولیاء و مشائخ کی محبت خدا و رسول ﷺ کی محبت کا دروازہ ہے۔ نہ کہ مشائخ پرستی۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں اولیاء و مشائخ کی حقیقی محبت نصیب فرمائے آمین

جو لوگ مشائخ کرام، اولیاء کرام و پیرانِ عظام پر کھلے عام بے جا اعتراض، اور نقد کے نام پر طوفانِ بدتمیزی کو اظہارِ رائے یا تحفظات کا نام دیتے ہیں تو انکی خدمت میں عرض ہے کہ ابنِ سقاء نے بھی ایسی چیزیں تحفظات کی بنا پر کہیں تھیں مگر مردود ہو گیا۔ کیونکہ نیت بد تھی۔

شرک فی النبوت کا الزام

ہم یہ نہیں کہتے کہ مشائخ معصوم عن الخطا ہوتے ہیں۔ ہم اہلسنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ معصوم عن الخطاء فقط انبیاء و ملائکہ ہیں۔ انبیاء و ملائکہ کے علاوہ ہم کسی کو معصوم نہیں سمجھتے، انبیاء و ملائکہ کے علاوہ کسی کو معصوم سمجھنا بد دینی ہے۔

(بہارِ شریعت (مفھوماً)، جلد اول، صفحہ 40، مکتبۃ المدینہ کراچی)

اگر ہم مشائخ کو انبیاء کی طرح معصوم عن الخطاء سمجھیں تو شرک فی النبوت کا الزام لگائیں۔
اور جو سنی ہو کر ایسی بولی بولتا ہے جان لے کہ یہ دیوبندی عقیدہ ہے۔
دیوبندیوں کا حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کہتا ہے کہ:

"ایک مرتبہ مولانا (اسمٰعیل دھلوی) شہید صاحب میں اور حضرت سید صاحب (اسماعیل دھلوی کے مرشد) میں ایک مسئلہ پر طویل گفتگو ہوئی، بالآخر مولانا شہید (اسمٰعیل دھلوی) صاحب نے معافی چاہی اور عرض کیا مجھے آپکی بات بلا چوں وچراں مان لینا چاہئے تھا اس پر سید احمد نے فرمایا، توبہ کرو یہ تو نبی کا مرتبہ ہے کہ اسکی بات کو بلا چون وچران مانا جائے، اور یہ بھی "شرک فی النبوت" ہے۔ مولانا شہید فرماتے ہیں کہ اس ارشاد سے مجھے "شرک فی النبوۃ" کے متعلق ایک بابِ عظیم علم کا مفتوح ہوا۔"

(الافاضات الیومیہ، جلد اول، صفحہ 91، مطبوعہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

خیال رہے کہ یہ وہی بے ادب لوگ ہیں جنہوں اپنی کتب میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات لکھے۔ اور دوسری طرف اپنے مولویوں کے بارے میں لکھا کہ حق وہی ہے جو رشید گنگوھی کی زبان سے نکلتا ہے۔ اور گنگوھی کی زبان سے نکلنے والی ہر بات تقدیرِ الٰہی ہے۔ اسکا قلم عرش پر چلتا ہے۔ اور اس زمانہ میں ھدایت ونجات میری (گنگوھی) کی اتباع پر موقوف ہے (تذکرۃ الرشید)

لہٰذا سنی ہوکر ایسی باتیں کرنا، یہ دیوبندی عقیدے کو تقویت دینے والی بات ہے۔

اور سنی ہوکر بزرگان دین کی معمولی سی بات پر بدظن ہوکر طوفانِ بدتمیزی برپا کرنا اھلسنت کا مزاج نہیں ہے۔ دیکھو اکابرین کا فرماتے ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"اگر پیر میں کوئی ہلکی سی خلاف شریعت بات کبھی دیکھ لے تو فوراً اعتقاد خراب نہ کرے اور یہ سمجھ لے کہ پیر بھی آدمی ہی ہے کوئی فرشتہ تو ہے نہیں، اس لئے اگر اس سے اتفاقیہ کوئی معمولی سی خلاف شرع بات ہوگئی ہے جو توبہ کرلینے سے معاف ہوسکتی ہے تو ایسی بات پر بدظن ہوکر پیر کو نہ چھوڑے ہاں البتہ اگر پیر بدعقیدہ ہوجائے یا کسی گناہ کبیرہ پر اڑا رہے تو پھر مریدی توڑ دے کیونکہ بدعقیدہ اور فاسق معلن کو اپنا پیر بنانا حرام ہے۔

(جنتی زیور، صفحہ 462، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

اعلیٰ حضرت تو یہاں تک لکھتے ہیں

جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ شیخ (یعنی اپنے پیر) سے بظاھر کوئی ایسی بات معلوم ہو جو خلاف سنت ہے تو اس سے پھرنا کیسا؟

تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: محرومی اور انتہائی گمراہی ہے۔"

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، صفحہ 498، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

اعلیٰ حضرت علیہ نقل فرماتے ہیں:

"پیروں پر اعتراض سے بچے کہ مریدوں کے لئے زہرِ قاتل ہے۔ کم کوئی مرید ہو گا جو اپنے دل میں شیخ پر کوئی اعتراض کرے پھر فلاح و پائے۔"

مزید فرماتے ہیں کہ:

"شیخ کے تصرفات سے جو کچھ اسے صحیح نہ معلوم ہوتے ہوں ان میں (حضرت) خضر علیہ الصلوۃ والسلام کے واقعات یاد کرلے کیونکہ ان سے وہ باتیں صادر ہوتی تھیں بظاہر جن پر سخت اعتراض تھا (جیسے مسکینوں کی کشتی میں سوراخ کر دینا، بے گناہ بچے کو قتل کر دینا)، پھر جب وہ اس

کی وجہ بتاتے تھے ظاہر ہو جاتا تھا کہ حق یہی تھا جو انہوں نے کہا، یوں ہی مرید کو یقین رکھنا چاہئے کہ شیخ کا جو فعل مجھے صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ شیخ کے پاس اس کی صحت پر دلیل قطعی ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد21، صفحہ510، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

پیر مرشد و مشائخ کے بارے میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ:

"جب تک مرید یہ اعتقاد (یقین) نہ رکھے کہ میرا شیخ تمام اولیائے زمانہ سے میرے لئے بہتر ہے۔ نفع نہ پائے گا۔"

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، صفحہ402، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

(لیکن خیال رہے کہ کسی دوسرے صحیح عقیدہ پیر کے مرید سامنے یہ نہ کہے کہ دل آزاری کا خدشہ ہے)

(جنتی زیور (ملخصاً)، صفحہ464، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

بدمذھبوں کی تو بات ہی چھوڑو!

ہم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نام لیواؤں سے پوچھتے ہیں کہ جو خود کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا پیرو کار کہہ کر اعتراض کرتے ہیں۔

بتاؤ کیا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ "شرک فی النبوت" یا پیر پرستی، کا درس دے رہے ہیں؟؟؟

خود کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا شیدائی کہہ کر انکی تعلیمات کو شخصیت پرستی یا "شرک فی النبوت" کہنا پرلے درجے کی جہالت ہے۔

اب ہم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ نقل کرتے ہیں جس میں انہوں نے اپنے پیر و مرشد کے قول پر اپنا سرِ تسلیم خم کر لیا۔

اگر میرے پیر نے کہا تو بغیر دلیل مان لیا

حضرت مولانا سید ابو القاسم اسماعیل حسن شاہ جی میاں صاحب مارہروی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ایک بار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن، اور تاج الفحول حضرت مولانا عبدالقادر صاحب بدایونی قدس سرہ النورانی کے درمیان کسی مسئلہ پر علمی بحث ہوئی۔ اعلیٰ حضرت، امام اھلسنت علیہ رحمۃ رب العزت، نے ان کا موقف ماننے سے انکار کر دیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ میرے ساتھ سیتاپور (اُترپردیش ھند) چلیے اور وہاں حضور جدِامجد سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "آئینہ احمدی" کی "جلد عقائد" میرے کتب خانے میں موجود ہے اور دیگر کتبِ صوفیا بھی موجود ہیں، ان میں فرق دیکھ لیجئے کہ میں جو کہہ رہا ہوں وہ درست ہے یا جو آپ فرماتے ہیں وہ درست ہے۔ چنانچہ دونوں حضرات (سیتاپور) تشریف لائے اور اولا مولانا عبدالقادر صاحب نے "آئینہ احمدی" کی "جلد عقائد" سے ہمارے پیران کے سلسلے سے تعلق رکھنے والے حضرت سیدنا احمد صاحب کانپوری قدس سرہ، کی کتاب "زبدۃ العقائد" نکال کر دکھائی۔ اسے دیکھ کر میرے آقا اعلیٰ حضرت امام اھلسنت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا: کہ میں بغیر دلیل یہ بات تسلیم کیے لیتا ہوں اگرچہ دلیل سے یہ فرق میرے ذہن میں نہیں آیا لیکن چونکہ میرے مرشدانِ عِظام یہ فرماتے ہیں اس اپنے مرشدانِ عظام کے ارشاد پر سرِ تسلیم خم کیئے دیتا ہوں۔"

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، جلد1، صفحہ104 تا 105، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

مشائخ کی اتباع "شخصیت پرستی" نہیں، بلکہ حقیقت میں شریعتِ محمدی کی ہی اتباع ہوتی ہے۔ اور یہی دعا بندہ ہر نماز میں مانگتا ہے۔

"صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ علیھمْ" اور اسی کا درس علماء صُلحاء نے دیا ہے۔

نہ یہ "شرک فی النبوت" ہے اور نہ ہی پیر پرستی۔ یہی دیگر اکابرین اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا درس ہے۔
اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ بجاہ النبی الکریم الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

مرشدِ کامل سے محبت کا رشتہ

حضرت سیدنا امام عبد الوھاب شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"وأجمعوا على أن من شرط المحبّ لشيخه أن يصم أذنه من سماع الكلام أحد في الطريق غير شيخه، فلا يقبل عذل عاذل حتى لو قام أهل مصر كلهم في صعيد واحد، لم يقدروا على ان ينفروه من شيخه۔"

"یعنی: مشائخِ کبار نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اپنے مرشد کی محبت کی شرائط میں سے ایک (اہم شرط) یہ ہے کہ مرید اپنے مرشد کی گفتگو کے علاوہ دیگر تمام لوگوں کی گفتگو سُننے سے اپنے کان بند کر لے۔ (یعنی مرشد کے خلاف باتیں کرنے والے کی گفتگو سننا تو دور کی بات اس کے سائے سے بھی دور بھاگے) اور مرید کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت کو نہ سُنے، یہاں تک کہ اگر تمام شہر والے لوگ کسی ایک میدان میں جمع ہو کر اِسے اپنے مرشد سے نفرت دلائیں (اور ہٹانا چاہیں) تو وہ لوگ اس بات پر (یعنی مرید کو مرشد سے دور کرنے پر) قدرت نہ پاسکیں۔"

(الانوار القدسیّۃ فی معرفۃ قواعد الصوفیۃ، جلد اول، الباب الثانی، فی بیان نبذۃ من آداب المرید مع شیخہ، صفحہ 167، 168، مطبوعہ مکتبۃ المعارف بیروت لبنان)

سبحان اللہ! یہ درس تھا ہمارے اسلاف کا کہ پیرِ کامل سے اتنی محبت ہو کہ اگر کوئی لاکھ کوشش کرے، پیر سے بدظن کرنے کی تو وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔

اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ مرشد کا ظاہری طور پر کوئی عمل اگر عقل میں نہ آئے تو حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ یاد کر لے کہ انکے کشتی چیرنے، لڑکے کو قتل کرنے، دیوار تعمیر کرنے، والے کاموں میں حکمت تھی جو بظاہر درست نظر نہیں آرہے تھے۔

اس لئے کسی نے کہا کہ جب مرشد پکڑو تو آنکھیں کھول کر (جامع الشرائط) پکڑو۔
پھر جب پکڑ لیا تو آنکھیں بند کر دو۔

یک در گیر و محکم گیر۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے انتہا کر دی کہ اگر پورا شہر ایک میدان میں جمع کر مرشدِ کامل سے نفرت دلانے کی کوشش کرے، طرح طرح کے اعتراض کرے، طعنے دے، تیرا اپنے مرشد سے تعلق اتنا مضبوط ہو کہ پورا شہر بھی نفرت دلانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

کیا خوب فرمایا میاں محمد بخشؒ علیہ الرحمہ نے کہ؛

اس نوں کدی ناماہی ملیا
جیہڑا دو گھراں دا سانجھا
اکو پا سار کھ نی ہِیرے

نوٹ؛ یہ ساری بحث تمام جامع الشرائط مشائخ کے بارے میں ہے۔ لہٰذا ضعرے کُبرے ملانے کی کوشش نہ کی جائے۔

بندۂ مومن کی حرمت کعبہ سے زیادہ

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وآله وسلم يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، وَيَقُولُ: مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهِ وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا.

"یعنی: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا: (اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے، اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے، اور تیری حُرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مومن کی حُرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہئے۔"

(سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، باب حرمة دم المؤمن وماله، جلد2، صفحه1297، رقم: 3932، مطبوعه بيروت)

(مسند الشاميين، جلد2، صفحه396، رقم: 1568، مطبوعه بيروت)

(الترغيب والترهيب، جلد3، صفحه201، رقم: 3679، مطبوعه بيروت)

جب عام نیک بندۂ مومن کی حرمت کعبہ سے زیادہ ہے تو صحیح العقیدہ مشائخ کی حرمت عنداللہ کتنی ہوگی؟
پھر یہ کہنا کہ پوری دنیا کے مشائخ ایک طرف میری تحریک کے کارکن کی جوتی ایک طرف، سراسر حماقت ہے۔
اللہ جل جلالہ اھلسنت کے حال پر رحم فرمائے آمین

حضرت عمر فاروق کی ولایت کی طاقت

امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں،
امام سیوطی نے جامع الاحادیث میں،
امام علی المتقی الھندی نے کنزالعمال میں،
اور امام ابن حجر عسقلانی نے "الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ" میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے'
کنزالعمال کا متن ملاحظہ کریں؛

"عن ابن عمر قال: وجه عمر جيشا وأمر عليهم رجلا يدعى سارية فبينما عمر يخطب يوما جعل ينادى: يا سارية الجبل - ثلاثا، ثم قدم رسول الجيش فسأله عمر، فقال: يا أمير المؤمنين! لقينا عدونا فهزمنا، فبينا نحن كذلك إذ سمعنا صوتا ينادى: يا سارية الجبل - ثلاثا، فأسندنا ظهورنا إلى الجبل فهزمهم الله، فقيل لعمر: إنك كنت تصيح بذلك. "ابن الأعرابى فى كرامات الأولياء والديرعاقولى فى

فوائده وأبو عبد الرحمن السلمي في الأربعين وأبو نعيم عق معا في الدلائل واللالكائي في السنة،كر،

قال الحافظ ابن حجر في الإصابة: إسناده حسن"۔

یعنی: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر کو روانہ فرمایا: اور حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو اُس لشکر کا سپہ سالار بنایا، ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے درمیان یہ نداء دی کہ یاساریۃ الجبل، اے ساریہ پہاڑ کے دامن میں ہوجاؤ۔ یہ آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ جب لشکر کی جانب سے قاصد آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے وہاں کا حال دریافت کیا؟ اُس نے کہا: اے امیر المؤمنین ہم نے دشمن سے مقابلہ کیا تو وہ ہمیں شکست دے ہی چکے تھے کہ اچانک ہم نے ایک آواز سنی، اے ساریہ پہاڑ کے دامن میں ہوجاؤ۔ پس ہم نے اپنی پیٹھ پہاڑ کی جانب کرلی تو اللہ تعالی نے دشمنوں کو شکست دے دی ۔ عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی عرض کیا گیا کہ بیشک وہ آواز دینے والے آپ ہی تھے ۔(دلائل النبوۃ للبیہقی،حدیث نمبر:2655)

(جامع الأحاديث للسيوطي،حرف الياء،قسم الافعال،مسند عمر بن الخطاب،حدیث نمبر:28657)

(كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال لعلي المتقي الهندي،حرف الفاء، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال،حدیث نمبر:35788)

(الإصابة في معرفة الصحابة،لابن حجر العسقلاني،القسم الأول،السين بعدها الألف)

روایت کی توثیق::

اس روایت کوحافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الإصابة في معرفة الصحابة" میں ذکر کرنے کے بعد اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے

علامہ زرکشی فرماتے ہیں:

وَقد افرد الْحَافِظ قطب الدّين عبد الْكَرِيم الْحلَبِي لهَذَا الحَدِيث جُزْءا ووثق رجال هَذِه الطَّرِيق

حافظ قطب الدین حلبی مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے، جس میں اس واقعہ کے سارے طرق جمع کیے ہیں، اور اس طریق کے تمام رجال کو ثقہ قرار دیا ہے

(التذكرة في الأحاديث المشتهرة,اللآلئ المنثورة في الأحاديث المشهورة,صفحہ166)

علامہ سیوطی علیہ رحمہ فرماتے ہیں:

وألف القطب الحلبي في صحته جزءاً

قطب الحلبی نے مستقل رسالے میں اس کی صحت کو ثابت کیا ہے۔

(الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة,صفحہ211)

وھابیہ کے محقق شیخ ناصر البانی نے (تحقيق الآيات البينات في عدم سماع الأموات, ص: 112) میں اس کی سند کو "جید حسن" کہا ہے،

جبکہ سلسلہ صحیحہ میں اس پر طویل گفتگو کی ہے، اور اسکی سند کو ابن عجلان کے حوالے سے صحیح قرار دیا ہے

(سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ وشیء من فقھھا وفوائدھا، جلد 3، صفحہ 101 تا 104)

خیال رہے کہ اس روایت کو وھابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے اپنی کتاب ''تکریم المؤمنین'' میں

اور

دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے ''جمال الاولیاء'' میں بھی نقل کیا ہے۔

وضاحت::

حضرت ساریہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ، مُلک فارس میں جنوبی ہمدان کے پاس مشہور بستی نہاوند میں جہاد کررہے تھے کفار نے اپنی فوج کا کچھ حصہ پہاڑ کے پیچھے کرلیا تاکہ وہ پہاڑ کے پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کردیں انہیں گھیرے میں لے رہے تھے، حضرت ساریہ اس سازش سے بے خبر تھے، مدینہ منورہ سے حضرت عمر نے انہیں پکارا کہ اے ساریہ پہاڑ کو دیکھو یا یہ مطلب ہے کہ اے ساریہ پہاڑ کو اپنی پناہ بناکر لڑو تاکہ تم پر پیچھے سے حملہ نہ ہوسکے، حضرت ساریہ اس ہدایت سے سنبھل گئے رب نے فتح عطاء فرمائی۔

فوائدومسائل::

جب یہ واقعہ پیش آیا تو حضرتِ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ میں تھے اور حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ میلوں دور نہاوند شہر میں تھے۔

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے:

ایک یہ کہ اللہ والے دور کو نزدیک کی طرح دیکھ لیتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ اپنی آواز دور تک پہنچادیتے ہیں۔

تیسرے یہ اللہ والے دور سے مدد کرتے ہیں۔

حضرت آصف ابن برخیا کا واقعہ تو قرآن مجید میں مذکور ہے کہ آپ ایک آن میں ملک یمن کے شہر سبا سے تخت بلقیس فلسطین میں دربار سلیمانی میں اٹھالائے

"اَنَا اٰتِیکَ بِهٖ قَبْلَ اَن یَّرْتَدَّ اِلَیکَ طَرْفُكَ"۔ (سورۃ النمل)

یہ تو بنی ارسرائیل کے اولیاء کی طاقت ہے تو امت محمدیہ کے اولیاء کی طاقت کا عالَم کیا ہوگا؟؟

جب حضرتِ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینے سے میلوں دور کے فاصلے سے نہاوند میں ہونے والی جنگ دیکھ سکتے ہیں۔

تو حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں بیٹھ کر اپنے غلاموں کو کیوں نہیں دیکھ سکتے؟؟؟

جب حضرتِ سیدنا فاروقِ اعظم رض اللہ عنہ اپنی آواز مدینہ سے نہاوند شہر میلوں دور تک پہنچاسکتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دور کی آوازوں کو کیوں نہیں سُن سکتے؟؟ کیونکہ جو آواز دور پہنچا سکتا ہے وہ دور کی آواز سُن بھی سکتا ہے۔

جب حضرت سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالی عنہ مدینے میں بیٹھ کر میلوں دور نہاوند مدد کر سکتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیوں نہیں کر سکتے؟؟

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایہ ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے اُن کے غلاموں کی سردار کا عالَم کیا ہوگا

قبر میں فرشتوں کا امتحان

حضرت فاروق اعظم نے قبر میں فرشتوں کا امتحان لینا شروع کر دیا
چھٹی صدی کے محدّث امام شیخ ابو جعفر احمد طبری روایت نقل کرتے ہیں:

''وعن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "إذا وضع الرجل في قبره أتاه منكر ونكير، وهما ملكان فظان غليظان أسودان أزرقان ألوانهما كالليل الدامس أصواتهما كالرعد القاصف عيونهما كالشهب الثواقب أسنانهما كالرماح يسحبان بشعورهما على الأرض بيد كل واحد منهما مطرقة لو اجتمع الثقلان الجن والإنس لم يقدروا على حملها يسألان الرجل عن ربه وعن نبيه وعن دينه" . فقال عمر ابن الخطاب: أيأتيانني وأنا ثابت كما أنا؟ قال نعم!! قال: فسأكفيكهما يا رسول الله، فقال صلى الله عليه وسلم: "والذي بعثني بالحق نبياً لقد أخبرني جبريل أنهما يأتيانك فتقول أنت: الله ربي فمن ربكما؟ ومحمد نبي فمن نبيكما؟ والإسلام ديني فما دينكما؟ فيقولان: وا عجباه!! ما ندري نحن أرسلنا إليك. أم أنت أرسلت إلينا؟''

یعنی: مروی ہے کہ حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مردہ قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو وہاں دو فرشتے منکر نکیر آجاتے ہیں۔ جو تند خُو اور سخت دل ہیں جنکے چہرے ایسے نیلے اور سیاہ ہوتے ہیں جیسے تاریکی ہوتی ہے۔ انکی آواز گرجتی بجلی کی مانند، آنکھیں گرنے والے ستاروں کی طرح، اور دانت نیزوں کی طرح ہیں۔ وہ اپنے بالوں میں زمین پر تیرتے آتے ہیں (یعنی سارا وجود بالوں میں چھپا ہوتا ہے گویا بالوں کا مجموعہ زمین پر تیرتا آرہا ہے) ہر ایک کے ہاتھ میں اتنا وزنی ہتھوڑا ہوتا ہے کہ تمام جن و انس مل کر اسے نہیں اُٹھا سکتے۔ دونوں (فرشتے) قبر والے سے سوال کرتے ہیں:

من ربک؟ یعنی تیرا رب کون ہے؟
من نبیّک؟ یعنی تیرا نبی کون ہے؟
ما دینک؟ یعنی تیرا دین کیا ہے؟

یہ سُن کر امیر المؤمنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ جب وہ (نکیرین فرشتے) میرے پاس (قبر میں) آئیں گے تو میں اسی طرح صحیح سالم ہوں گا۔ جیسے اب ہوں؟

فرمایا: ہاں عرض کی یارسول اللہ پھر تو میں انہیں آپ کی طرف سے خوب جواب دوں گا۔

سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر مجھے اس رب کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا۔ جبریل امین نے مجھے بتایا ہے: کہ وہ دونوں فرشتے (عمر) جب تمہاری قبر میں آئیں گے اور سوالات کریں گے تم یوں جواب دو گے۔

میرا رب اللہ ہے مگر (ذرا تم بتاؤ) تمہارا رب کون ہے؟

میرا دین اسلام ہے مگر (تم بتاؤ) تمہارا دین کیا ہے؟

میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں مگر (تم بتاؤ) تمہارا نبی کون ہے؟

وہ (دونوں فرشتے) کہیں گے:

بڑی تعجب کی بات ہے۔

ہمیں تو یہ پتہ نہیں چل رہا کہ

ہم (امتحان کیلئے) تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں؟

یا

(اے عمر ہمارا امتحان لینے) تم ہماری طرف بھیجے گئے ہو؟

(الریاض النضرۃ، جلد 1، صفحہ 346، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

"واعجباہ!" کا پنجابی صوفیانہ ترجمہ یہ بنے گا: "بَلّے بئی بَلّے"

ما ندری نحن أرسلنا إليك. أم أنت أرسلت إلينا؟"

فرشتے کہیں گے کہ ہمیں تو یہ ہی نہیں پتہ چل رہا کہ ہم امتحان لینے آئے ہیں یا امتحان دینے آئے ہیں..

سبحان اللہ کیا شانیں عطاء فرمائیں ہیں اللہ نے حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو۔۔ اگر پھر بھی کوئی کالے منہ والا نہ سمجھے تو اس کی بدبختی میں کوئی شک نہیں۔۔ اللہ تعالٰی اولیاء کا ادب نصیب فرمائے.........آمین

اعلیٰ حضرت اور غمِ حسین رضی اللہ عنہ

مؤیّدِ ملتِ طاہرہ، صاحب الدلائل القاھرۃ والباھرہ، حضرت العلّام امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

"کون سا سُنّی ہوگا جسے واقعہ ہائلہ کربلا کا غم نہیں یا اس کی یاد سے اس کا دل محزون اور آنکھ پُرنم نہیں؟ ہاں مصائب میں ہم کو صبر کا حکم فرمایا ہے، جزع فزع کو شریعت منع فرماتی ہے، اور جسے واقعی دل میں غم نہ ہو اسے جھوٹا اظہارِ غم ریاء ہے اور قصداً غم آوری و غم پروری خلافِ رِضا ہے۔

جسے اس کا غم نہ ہو اسے بے غم نہ رہنا چاہئے بلکہ اس غم نہ ہونے کا غم چاہئے کہ اس کی محبت ناقص ہے اور جس کی محبت ناقص اس کا ایمان ناقص۔"

(فتاوی رضویہ شریف، جلد24، صفحہ487، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاهور)

جی تو پتہ چلا کہ دل کے مغموم ہونے اور جان بوجھ کر سوگ منانے میں فرق ہے۔غمِ حسین رضی اللہ عنہ سے جسکا دل مغموم نہیں اسکا ایمان و محبت ناقص ہے۔لیکن شریعت غم کو جزع فزع کر کے ظاھر کرنے اور سوگ منانے سے منع کرتی ہے اور صبر کا حکم دیتی ہے۔لھذا ہر سنی کو غم حسین ہے اور ہونا بھی چاہی ئے۔لیکن غم کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہائے ہائے لٹ گ ئے کی صدائیں لگا کر تماشہ بنایا جائے۔بلکہ وہی تعلمیات اپنانی چاہی ئے جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عطا فرمائیں۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں محبتِ اھلبیت میں جینا مرنا نصیب فرمائے آمین

ابوبکر عمر عثمان کربلا میں

میدانِ کربلا میں جن نفوسِ قدسیہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا ان میں خلفائے ثلاثہ کے ہم نام جنگجو بھی موجود تھے لیکن رافضی جب بھی واقعۂ کربلا بیان کرتا ہے تو مجال ہے ان شُہدَاء کے نام زبان پر لائے۔بلکہ نام سنتے ہی انکو سانپ سونگھ جاتا ہے۔لشکرِ حسینی کے وہ جنگجو کون تھے اور انکا نام کیا تھا۔

رافضیوں کا خاتم المحدثین ملا باقر مجلسی لکھتا ہے:

شُہدَائے میدانِ کربلا میں امام حسین نے اپنے سوتیلے بھائی ابوبکر بن علی کو لڑنے کیلئے بھیجا، جب شہید ہوئے تو عمر بن علی میدان میں اترے، جب وہ شہید ہوئے تو عثمان بن علی میدان میں اترے اور جنگ کی۔"(ملخصا)

(جلاء العیون، جلد2، صفحہ244، مطبوعہ رستم نگر لکھنو ھند)

حضرتِ سیّدنا مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت عمرِ فاروق، اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کیساتھ بہت محبت تھی، اسی وجہ سے اپنی اولاد کے نام ان خلفائے ثلاثہ کے نام پر رکھے۔

خیال رہے کہ کوئی بھی اپنی اولاد کا نام کبھی اپنے دشمن کے نام پر نہیں رکھتا، مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ نام رکھ کر امت کو پیغام دیا کہ جو حقیقی میرا ماننے والا ہو گا۔وہ ان تینوں سے محبت کرے گا۔

لیکن مجال ہے کہ واقعہ کربلا میں رافضی لوگ، مولا علی کے بیٹوں حضرت ابوبکر بن علی، حضرت عمر بن علی اور حضرت عثمان بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہم کا تذکرہ کریں۔

انکا نام سنتے ہی انکو سانپ سونگھ جاتا ہے۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں صحابہ کرام و اھلبیت کی محبت میں جینا مرنا نصیب فرمائے آمین

یزید کو جنتی

سوال:: یزید کو جنتی ثابت کرنے کیلئے نجدیہ یہ روایت پیش کرتے ہیں:

"أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ.."

یعنی:: میری اُمت کا پہلا لشکر جو مدینہ سے قیصر کے شہر جنگ کرے گا انکے لئے مغفرت ہے" (بخاری)

لہذا قسطنطنیہ پر پہلا حملہ یزید نے کیا۔ اس حدیث کے مطابق وہ جنتی ٹھہرا۔

اس کا کیا جواب ہو گا ؟؟؟

الجواب بعون الملك الوهاب:

اللہ کے محبوب، دانائے غُیُوب، حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان حق ہے۔

لیکن قیصر کے شہر قسطنطنیہ جسے اب استنبول کہا جاتا ہے اس پر پہلا حملہ کرنے والا یزید ہے۔ یہ دعویٰ غلط ہے۔ اس لئے کہ یزید نے پہلا حملہ قسطنطنیہ پر کب کیا اس کے بارے میں 4 اقوال ہیں۔

49ھ، 50ھ، 52ھ، 55ھ، جیسا کہ

(کامل ابنِ اثیر، جلد سوم، صفحہ 131) (البدایۃ والنھایۃ، جلد8، صفحہ 23) (عینی شرح بخاری، جلد14) (الاصابہ، جلد اول، صفحہ 405) میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یزید 49ھ سے 55ھ تک قسطنطنیہ کی جنگ میں شریک ہوا چاہے سپہ سالار وہ رہا ہو یا حضرت سفیان بن عوف سپہ سالار ہوں اور وہ معمولی سپاہی رہا ہو۔ مگر قسطنطنیہ پر اس سے پہلے حملہ ہو چکا تھا جسکے سپہ سالار حضرت عبد الرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے اور انکے ساتھ حضرت ابو ایوب انصاری بھی تھے۔ جیسا کہ ابو داؤد شریف میں ہے:

"عَنْ أَسْلَمَ أَبِي عِمْرَانَ، قَالَ: غَزَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ نُرِيدُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ، وَعَلَى الْجَمَاعَةِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ،...الخ"

یعنی: حضرت ابو عمران اسلم کہتے ہیں کہ ہم نے مدینہ سے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے غزوے میں شرکت کی۔ اس وقت حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید سپہ سالار تھے"

(سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد، جلد2 صفحہ215، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ ببیروت)

حضرت عبدالرحمٰن بن خالد کا وصال 46ھ یا 47ھ میں ہوا۔ جیسا کہ

(البدایۃ والنھایۃ، جلد8، صفحہ 31) (کامل ابنِ اثیر، جلد3، صفحہ229) (اسد الغابۃ، جلد3، صفحہ440) پڑھے

ابو داؤد شریف کی روایت اور حضرت عبد الرحمٰن بن خالد رضی اللہ عنہ کی تاریخ وفات ملانے سے معلوم ہوا کہ قسطنطنیہ پر 45ھ یا 46ھ میں پہلا حملہ ہوا۔ اور تاریخ کی معتبر کتب اس بات کی شاھد ہیں کہ یزید قسطنطنیہ کی ایک جنگ کے علاوہ کسی جنگ میں شریک نہیں ہوا۔

معلوم ہوا کہ حضرت عبدالرحمٰن نے قسطنطنیہ پر جو پہلا حملہ کِیا اس میں یزید شریک نہیں تھا۔ اور حدیثِ پاک میں """أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي""" کے الفاظ ہیں۔ یعنی میری امت کا پہلا لشکر.... تو یزید پلید پہلے لشکر میں شامل ہی نہیں تھا تو اس حدیث کی بشارت کا مستحق کیسے ہو گیا؟؟؟؟؟ کیونکہ ابوداؤد صحاح ستّہ میں سے ہے اس لئے عام کتبِ تواریخ کے مقابلے میں اسکی روایت کو ترجیح دی جائی گی۔

رہی بات کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا وصال اس جنگ میں ہوا جس کا سپہ سالار یزید تھا اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ جو حضرت عبدالرحمٰن کی سرکردگی میں ہوا آپ رضی اللہ عنہ اس میں شریک رہے۔ پھر بعد میں اس لشکر میں شریک ہوئے جس کا سپہ سالار یزید تھا۔ تو قسطنطنیہ میں آپ کا وصال ہو گیا۔ اس لئے کہ قسطنطنیہ پر متعدّد بار اسلامی لشکر حملہ آور ہوا ہے۔

اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کرنے والے لشکر میں یزید بھی موجود تھا۔ پھر بھی یہ بات ثابت نہیں ہو گی کہ اس کے سارے کرتوت معاف ہو گئے اور وہ جنتی ہے۔ اس لئے کہ حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ:

"مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا۔"

یعنی: جب دو مسلمان آپس میں مصافحہ کرتے ہیں تو جُدا ہونے سے پہلے انکو بخش دیا جاتا ہے"

(جامع التّرمذی، باب ماجاء فی المصافحہ، جلد4، صفحہ75، مطبوعہ مصطفٰی البانی مصر)

حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ:

"مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ.."

یعنی: جو کوئی اس مہینے میں روزہ دار کو روزہ افطار کرائے تو یہ اس کے گناہوں کیلئے مغفرت ہے"

(مشکوٰۃ المصابیح، جلد1، صفحہ612، المکتب الاسلامی بیروت)

اور کریم آقا علیہ السلام کی یہ بھی حدیث ہے کہ

"«يُغْفَرُ لِأُمَّتِهِ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ»"

یعنی: روزہ وغیرہ کے سبب ماہِ رمضان کی آخری رات میں اس امت کو بخش دیا جاتا ہے"

(مشکوٰۃ المصابیح، جلد1، صفحہ614، المکتب الاسلامی بیروت)

لہذا اگر ان لوگوں کی بات مان لی جائے تو ان احادیث کا مطلب یہ ہو گا کہ مسلمان سے مصافحہ کرنے والے، روزہ دار کو روزہ افطار کروانے والے، اور ماہ رمضان مںی روزے رکھنے والے سب بخشے بخشائے جنتی ہیں۔ اب اگر وہ حَرَمین طیبین کی بے حُرمتی کریں 'معاف'۔ کعبے کو معاذاللہ کھود کر پھینک دیں 'معاف' مسجدِ نبوی میں غلاظت ڈالیں 'معاف'۔ ہزاروں بے گناہوں کو قتل کریں معاف'۔ یہاں تک کہ اگر سید الانبیاء محمدِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآ ہ وسلم کے جگر پاروں کو معاذاللہ تین دن بھوکا پیاسا رکھ کر ذبح کر دیں وہ بھی معاف، او جو چاہیں کریں سب معاف، نعوذ باللہ ذٰلک"

(فتاویٰ فیض الرسول، جلد2، صفحہ711، مطبوعہ شبیر برادرز لاھور)

بلکہ حدیثِ قسطنطنیہ والی بشارت، اور دیگر احادیث میں موجود بشارتوں کو پانے کیلئے اہلِ مغفرت میں سے ہونا شرط ہے۔

بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری میں امام بدر الدین عینی اس مسئلے پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فان قلت قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم, في حق هذا الجيش: مغفور لهم, قلتُ لايلزم, من دخوله في ذٰلك العموم ان لايخفج بدليل خاص، اذا لا يختلف اهل العلم ان قوله عليه السلام مغفور لهم مشروط بان يكون من اهل المغفرة حتى لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذٰلك لم يدخل في ذٰلك العموم فدل على ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فيه منهم"

یعنی: اگر تو کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لشکر کے متعلق بخشش کی بشارت دی ہے, تو میں نے کہا کہ اس عمومی بشارت سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسے دلیلِ خاص سے نہ نکالا جائے۔ اس لئے کہ اہلِ علم کا اس میں اختلاف نہیں کہ نبی علیہ السلام کا ان لے مغفور ہونے کے متعلق فرمان اس پر مشروط ہے کہ وہ مغفرت کے اہل بھی ہوں۔ اگر کوئی اس غزوے کے بعد ارتداد کر لے تو وہ ہرگز اس عمومی بشارت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ یہ اس پر دلیل ہے کہ مغفور وہی ہے جس میں مغفور ہونے کی شرط پائی جائے""

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب ما قیل فی قتال الروم، جلد 14، صفحہ 199، مطبوعہ دار احیاء التّراث العربی، بیروت)

حاصل کلام:

1: حدیثِ پاک میں اوّلُ جیشٍ (پہلا لشکر) کے الفاظ ہیں۔ تو یزید پہلے لشکر میں شریک ہی نہیں تھا۔۔ تو لہٰذا مغفرت کا مستحق بھی نہ رہا۔

2: اگر بالفرض پہلے لشکر میں یزید شریک ہو بھی تو اپنی گندی کرتوتوں کے سبب مغفرت کا اہل ہی نہ رہا۔

3: حیرت ہے ان نجدی لوگوں پر کہ سارا سال ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام علمِ غیب نہیں جانتے۔ اور کل کی خبر نہیں جانتے۔ دیوار کے پیچھے تک کا حضور ﷺ کو علم نہیں۔

لیکن جب اپنے ابا جی یزید کو بخشوانے پہ آجائیں تو اسی حدیث کا سہارا لیتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ نے مستقبل کی خبر دے کر بتایا کہ قسطنطنیہ پر حملہ ہو گا، اور پہلا حملہ کرنے والا لشکر جنتی ہے۔ اس حدیث سے تو رسول اللہ ﷺ کا علمِ غیب ثابت ہو رہا ہے۔ نجدیہ بھی عجیب ہیں کہ جو چیز ثابت ہو رہی ہے وہ مانتے نہیں۔ اور جو ثابت نہیں ہوتا اسکو جنت کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔

بہرکیف کسی بھی صورت یزید پلید اس بشارت کا مستحق نہیں ہے۔

گالیوں والی قوم

حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سَیَأْتِی قَوْمٌ لَّهُمْ نَبَزٌ یُّقَالُ لَهُمُ الرَّافِضَةُ یَطْعَنُوْنَ السَّلَفَ وَلَایَشْهَدُوْنَ جُمُعَةً وَلَاجَمَاعَةً فَلَاتُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُؤَاكِلُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ وَاِذَا مَرِضُوْا فَلَاتَعُوْدُوْهُمْ وَ اِذَا مَاتُوْا فَلَاتَشْهَدُوْهُمْ وَلَاتُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ

وَلَاتَصَلُّوْامَعَهُمْ

یعنی؛؛عنقریب ایک قوم آنے والی ہے۔ ان کا ایک بدلقب ہو گا انہیں رافضی کہا جائے گا سلف صالحین (صحابہ کرام وغیرہ) پر طعن کریں، گے اور جمعہ وجماعات میں حاضر نہ ہوں گے، ان کے پاس نہ بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ کھانا کھانا، نہ ان کے ساتھ پانی پینا، نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا، بیمار پڑیں توانہیں پوچھنے نہ جانا، مرجائیں توان کے جنازے پر نہ جانا، ان پر نماز پڑھنا، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا۔

(کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، جلد 11، صفحات، 325، 540، 542، 529، احادیث: 31637، 32542، 32542، 32528، 32468، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان)

(فتاوی رضویہ، جلد 14، صفحہ 410، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

(ملفوظاتِ اعلی حضرت، صفحہ 300، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

یہ چند احادیث کا مجموعہ ہے جنکو سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یکجا کر کے روایت نقل کی، ہم نے احادیث کے مختلف متون نیچے پیش کر دیئے ہیں۔

یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی غیب دانی ہے کہ آپ نے پہلے ہی اس نجس گروہ کی نشاندہی فرمادی، بلکہ نام تک بتادیا کہ انکو رافضی کہا جائے گا۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بے ادب ہونگے۔ اور امت کو تنبیہ کر دی کہ ان نجس لوگوں سے بچ کر رہنا، نہ ان سے کچھ (لنگر وغیرہ) لیکر کھانا، نہ انکی مجلسوں میں جانا، اور نہ ہی ان میں شادی بیاہ کرنا، نہ ہی انکا جنازہ پڑھنا، اس سے ان لوگوں کو درسِ عبرت حاصل کرنا چاہئے جو انکے ساتھ یہ سب معاملات کرتے ہیں۔

اللہ کریم ایسے نجس لوگوں کے نجس فتنے سے ہمیں محفوظ رکھے آمین

دیوبندی نجدی طعن کا جواب

دیوبندی مولوی نجیب اللہ، اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

""اگر پیناڈول اور دیگر گولیاں کام نہ کریں تو (زبیدہ آپا) کے بعد عطاری باپا کا تیر بہدف ٹوٹکا۔

نہ آپریشن نہ انجکشن نہ ٹانکا۔

نہ خرچہ نہ پرچہ

دادا صاحب کی گھوڑی وہی اندھیری رات فلاں (بندے کا نام) کا درد سر کا جائے یہی لگی ہے میری آس۔۔

3 مرتبہ پڑھ کر درد کی جگہ دم کردیں درد ختم دعوت غیر اسلامی والوں کا نیا وظیفہ""""

(آگے ہنسی والے ایموجیز لگائے)

الجواب:

پسِ منظر یہ ہے کہ سیّدی امیرِ اہلسنت، "اللہ والوں" کے الفاظ کی برکت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

بعض "اہل اللہؒ" نے اردو فارسی یا کسی زبان میں کچھ بول کر مریض پر دم کر دیا ہو گا تو اب اِنہیں بابرکت الفاظ کو بول کر دم کرنے سے شفائیں ملنے لگی ہیں۔ مثلاً درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر بزرگوں کے یہ الفاظ "داد صاحب کی گھوڑی وہی اندھیری رات فلاں کا درد فلاں جگہ کا جائے یہی لگی مری آس"

اس پر نجدیہ دیابنہ نے واویلا مچا دیا اور مذاق اڑانا شروع کر دیا کہ جی دیکھو الیاس قادری نے نیا ہی دم ایجاد کر دیا۔ تو ہم ایسی چیزوں کا ثبوت بطورِ آئینہ وھابیہ دیابنہ کے بڑوں سے پیش کرتے ہیں۔

وھابیہ دیابنہ کے داد جان نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں کہ:

"جس رقیہ (دم وغیرہ) کے معانی معلوم نہ ہوں، لیکن تجربہ سے نفع اسکا ثابت ہو اس رقیہ (دم) کا کرنا جائز ہے جبکہ وہ جنسِ سحر سے نہیں ہے۔"

(کتاب الدعاء والدوا، صفحہ 60، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

بقول وھابیہ دیابنہ کے جدِّ امجد اگر کسی بے معنی و بے ربط الفاظ کے دم سے فائدہ ہو تو اسکا کرنا جائز ہے۔ جبکہ وہ جادو کی قسم سے نہ ہو۔

وھابیہ دیابنہ کا اعتراض تو اسی عبارت سے ختم ہو جانا چاہئے لیکن بطورِ آئینہ ہم وھابیہ دیابنہ کی کتب سے عجیب و غریب دم و تعویذ نقل کرتے ہیں تاکہ ہم پر اعتراض کرنے سے پہلے گھر کی خبر لیں۔

اج ہ ز ط ہتھیاری دم

وھابیہ دیابنہ کے مجدد نواب بھوپالی نے پہلے عنوان لکھا "کوئی ہتھیار اثر نہ کرے" پھر اسکے لئے نیچے دم لکھا کہ:

"ا، ج، ہ، ز، ط، کہہ کر دشمن کے منہ پر پھینک مارنے سے دشمن کی شکست ہو جاتی ہے۔"

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 78، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

اگر، ا، ج، ہ، ز، ط پڑھ کر پھونکنے سے دشمن کو شکست ہو سکتی ہے۔ تو بزرگوں کے کہے گئے الفاظ پھونکنے سے درد کو شکست کیوں نہیں ہو سکتی؟

بھمبیری والا دم

آلِ دیوبند کا امام اور دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ:

"ایک ھندو امروہہ گاؤں میں مولوی عبد الباری دیوبندی سے اولاد پیدا ہونے کا تعویذ لینے آیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ تعویذ اپنی بیوی کے بازو پر باندھ دو اور لڑکا پیدا ہونے کے بعد اسکے بازو پر باندھ دینا تعویذ کی برکت سے اسکے لڑکا پیدا ہوا جب وہ سمجھدار ہوا تو بعض ھندوؤں کے کہنے پر اس تعویذ کو کھول ڈالا اس میں """اُڑ رِی بھنبیری ساون آیا""" لکھا ہوا تھا۔ یہ پڑھ کر اس نے تعویذ پھینک دیا وہ نہانے کو گیا اور دریا میں ڈوب کر مر گیا۔"

(امداد المشتاق، صفحہ 116، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاھور)

(شمائمِ امدادیہ، صفحہ 85، مطبوعہ کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ)

آلِ دیوبند بتائے کہ اگر تمہارے بھنبیریاں اُڑانے والے دم سے بے اولاد کے ہاں بچہ پیدا ہو سکتا ہے

تو بزرگوں کے کہے گئے الفاظ سے سر درد کیوں نہیں ختم ہو سکتی؟

بھنگ میں برکت کا وظیفہ تعویذ

دیوبندیوں کا حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ:

"ایک روز ایک بھنگ فروش عورت آئی اور اس نے آکر نہایت سماجت سے عرض کیا کہ حضرت میں مجبور ہو گئی ہوں میری (بھنگ کی) دوکان نہیں چلتی آپ نے اسکو تعویذ لکھ دیا اور فرمایا کہ اسکو بھنگ گھوٹنے کے لوٹے پر باندھ دینا اور فرمایا کہ جب دوکان چل جائے تو یہ تعویذ مجھے واپس دے جانا کیونکہ آپ کی خدمت میں بڑے بڑے لوگ جیسے شاہ اسحاق صاحب مولوی عبدالحئی صاحب وغیرہ بیٹھے تھے اس لئے انکو شاہ صاحب کے اس فعل پر بہت خلجان ہوا کہ شاہ صاحب اور بھنگ کی بِکری (فروخت) کا تعویذ! چند روز بعد وہ عورت دو بھنگیاں مٹھائی کی لائی آپ نے خلافِ معمول کہ یہ ھدیہ نہ لیتے تھے بھنگیاں قبول فرمالیں۔ اب تک ان حضرات کا خلجان اور ترقی کر گیا جب وہ عورت چلی گئی تو آپ نے وہ تعویذ ان لوگوں کو دیا اور فرمایا کہ اسے پڑھ لو اس میں کیا لکھا ہے۔ انہوں نے پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ

"دھلی کے بھنگ پینے والو (بھنگیو) تمہارا بھنگ پینا مقدر ہو چکا ہے تم اور جگہ نہ پیا کرو اسی دوکان پر پی لیا کرو"۔

(ارواح ثلاثه، صفحه 46،45، حکایت نمبر 37، مطبوعه اسلامی کتب خانه لاهور)

آلِ دیوبند بتائے کہ اگر تم بھنگیوں کا نام لکھ کر بھنگ کے لوٹے پر باندھو تو بھنگ کے کاروبار میں برکت ہو جائے۔ اگر تمہارے بھنگیوں کے نام کے وظیفے سے کام چل سکتا ہے تو بزرگوں کے کہے گئے الفاظ سے سر درد کیوں نہیں دور ہو سکتا؟

اصحابِ کہف اور انکے کتے کے نام کا وظیفہ

آلِ نجد کا مجدد مولوی نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتا ہے کہ:

"اصحابِ کہف اور انکے کتے کا نام گھر کی دیوار پر لکھے تو اس گھر میں مِرگی کے مریض کو افاقہ ہو گا مال غرق ہونے, مال کو آگ لگنے, اور عمارت منہدم ہونے اور مال چوری ہونے سے انکی برکت کی وجہ سے محفوظ رہے گا۔ اسی طرح الٰہی بحقِ حُرمتِ یملیخا, مکسلمینا, کشفوططا, آذر فطئیوس, کشاقطیونس, تبیونس, یوانس بوس و کلبھم قطمیر۔"

(کتاب الدعاء والدواء، صفحه 104، مطبوعه اسلامی کتب خانه لاهور)

آلِ نجد دیکھے کہ انکا مجدد، اولیائے اصحابِ کہف اور انکے کتے کے نام کی برکت مان رہا کہ جس جگہ انکے نام ہوں وہاں کا مال چوری ہونے، غرق ہونے اور عمارت منہدم ہونے سے محفوظ رہے گی۔

جب بنی اسرائیل کے اولیاء کے کتے کے نام میں وھابی برکت مان رہے ہیں۔ تو امت محمدیہ کے کے اولیاء کے کہے گئے الفاظ میں برکت کیوں نہیں ہو سکتی؟

بھینس کی دُم کو جھٹکا دیے کر کَٹّی مانگنے کا وھابی منتر

وھابی محقق مولوی اسحاق اپنے وھابی مولوی صوفی عبداللہ کی کرامت گھڑتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

”میرے فیصل آباد کے ایک دوست مولوی محمد رمضان یوسف سلفی نے بتایا کہ صوف ی (عبداللہ وھابی) صاحب کسی گاؤں میں گئے ایک شخص انہیں اپنے گھر لے گیا اور کہا کہ میری بھینس ہر سال کَٹّا (نَر بچہ) جنتی ہے دعا فرمائیے یہ کَٹّی (مادہ بچہ) جنے
(وھابی) صوفی صاحب نے بھینس کی دُم پکڑی اور اسے تین دفعہ کھینچ کر کہا دے کٹّی.... دے کٹّی.... دے کٹّی....
اس کے بعد اس (بھینس) نے متواتر تین کٹّیاں دیں

(سوانح صوفی محمد عبداللہ، صفحہ 361، مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، شیش محل روڑ لاھور)

واہ سبحان اللہ صدقے وھابیو تمہاری توحید پر اللہ کو چھوڑ کر بھینس کی دُم کو جھٹکے دے دے کر کھلے الفاظ میں کَٹیاں مانگی جا رہی ہیں۔
اگر کوئی سُنی بزرگوں کے وسیلے سے طلبِ اولاد کی دعا کرے تو تمہاری شرک والی رَگ پھڑکنے لگ جاتے ہے۔
بتاؤ تمہارا یہ صوفی اللہ کو چھوڑ کر بھینس سے کٹّیاں مانگ کر مُشرک ہوا کہ نہیں ؟؟
اگر آلِ نجد کے وظیفے "دے کٹّی... دے کٹّی... دے کٹّی....."
تین بار پڑھنے کی برکت سے بھینس مادہ بچے جنم دے سکتی ہے۔
تو بتاؤ کیا بزرگوں کے کہے گئے الفاظ سے سر درد دور نہیں ہو سکتی؟

نوراں میں سے بچہ نکالنے کا وظیفہ

وھابی محقق مولوی اسحاق اپنے وھابی مولوی صوفی عبد اللہ کی کرامت گھڑتے ہوئے لکھتا ہے کہ:
”سردیوں کے دن تھے صوفی صاحب دوپہر کے وقت جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن (علاقہ کا نام) کے کھلے میدان میں دھوپ تاپ رہے تھے کہ ارد گرد کچھ لوگ بیٹھے تھے جو مختلف اوقات میں پڑھنے کیلئے ان سے وظائف پوچھ رہے تھے۔
اتنے میں ایک جوان عورت آئی اور سلام کر کے صوفی صاحب کے سامنے کھڑی ہو گئی
پوچھا: بیٹی تم کون ہو اور کیوں آئی ہو؟
عرض کیا: میں فلاں گاؤں سے آئی ہوں اور فلاں شخص کی بیٹی اور فلاں کی بہو ہوں آپ میرے والد کو بھی جانتے ہیں اور سُسر کو بھی........!
میں اولاد سے محروم ہوں دعا کیلئے حاضر ہوئی ہوں۔
صوفی صاحب نے اللہ کے حضور دعا کیلئے ہاتھ اُٹھائے اور حاضرین سے کہا کہ تم بھی دعا کرو۔ دعا کرتے ہوئے صوفی صاحب نے خاتون سے اس کا نام پوچھا تو اس نے اپنا نام ”نُوراں“ بتایا۔
صوفی صاحب نے پہلے درود شریف پڑھا۔ پھر تین چار دفعہ قدرے ہلکی آواز سے کہا یا اللہ نُوراں کو لڑکا دے، یا اللہ نُوراں کو لڑکا دے" اس کے بعد یکایک آواز بلند ہو گئی اور زبان سے یہ صدا آنے لگی یا اللہ نُوراں سے لڑکا نکال...... یا اللہ نُوراں سے لڑکا نکال دس بارہ منٹ پنجابی میں (یا اللہ نُوراں وچوں بچہ کڈ) یہی الفاظ اسی انداز سے زبان سے ادا ہوتے رہے۔ دُعا ختم ہوئی تو نُوراں چلی گئی نُوراں......تقریبًا ایک سال کے بعد نوراں کے گھر لڑکا ہوا تو اپنی ساس کیساتھ صوفی صاب کے پاس لیکر آئی

(سوانح صوفی محمد عبداللہ، صفحہ 354، مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، شیش محل روڑ لاھور)

واہ عجیب قسم کا وظیفہ تھا کہ "اے اللہ نُوراں چوں بچہ کڈ" اور پھر بچہ ہوا بھی...
آلِ نجد بتائے کہ اگر مولوی کی دعا کی برکت سے یہ الفاظ کہ "نُوراں وچوں بچہ کڈ" کہنے سے بچہ مل سکتا ہے تو. اور تمہارے نزدیک اسکی برکت ظاہر ہو سکتی ہے۔
تو ہمارے بزرگوں کے الفاظ میں برکت کیوں نہیں ہو سکتی؟
ابنِ تیمیہ کا نام سنکر جن بھاگ جاتے

نجدیہ کے محدث نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے لکھا کہ؛
"شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ کے وقت میں اگر کسی شخص مرد یا عورت پر جِن آتا اور لوگ انکو لے جاتے تو یہ فقط اس (جِن) سے جا کر یہ بات کہہ دیتے کہ تُو اسکو چھوڑ کر چلا جا ورنہ تجھ پر شرعی حکم جاری کیا جائے گا۔ وہ (جِن) اسی دم بھاگ جاتا پھر یہ نوبت پہنچی کہ جس آسیب زدہ کے سامنے نام ان (ابنِ تیمیہ) کا لیا جاتا وہ فی الفور افاقہ میں آجاتا اور اوراسکا جن و شیطان چل دیتا۔"
(کتاب الدعاء والدواء (مترجم) صفحہ 143، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور)

اگر وھابی دیابنہ کے دادا جان ابنِ تیمیہ کا نام لینے سے جن بھاگ سکتا ہے۔
تو بزرگوں کے بتائے ہوئے وظیفے سے سر درد کیوں نہیں ٹھیک ہو سکتی؟

لڑکیاں گھر سے بھگانے کا وھابی منتر

قلعہ میاں سنگھ میں ایک گلاب نامی چوکیدار تھا، وہ موضع مرالی والہ (گوجرانوالہ کے قریب گاؤں کا نام) میں چوکیدار مقرر ہو کر چلا گیا۔ وہاں ایک بیوہ دھوبن تھی۔ اس کے دام الفت میں گرفتار ہو گیا۔ جب مرالی والہ کے باشندوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے گلاب کو وہاں سے نکال دیا وہ واپس "قلعہ میاں سنگھ" میں آگیا۔ اب چوکیدار نے یہ دستور مقرر کر لیا کہ روزانہ مولوی (غلام رسول وھابیہ کا بہت بڑا عالم) صاحب کے پاس جاتا اور یہ کہتا کہ حضرت میں مر چکا ہوں۔ ایک دن مولوی صاحب قریب کے بالا خانے میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ گلاب، مولوی صاحب کے ایک خادم بڑھا کشمیری کو سفارشاً ساتھ لے کر مولوی صاحب کی خدمت میں پہنچا اور دستور کے موافق مولوی صاحب کو دابنا شروع کیا اور اپنی سابقہ درخواست پیش کی۔ بڑھا نے بھی مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت اس بات میں کیا گناہ ہے، عورت بیوہ ہے، اگر اس کا نکاح ہو جاوے تو کارِ ثواب ہے۔ آپ نے بڑھا کشمیری کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس سے قسم لے لو کہ یہ شخص قبل از نکاح اس کو مَس نہ کرے گا۔ گلاب نے قسم اٹھائی کہ قبل از نکاح بالکل عورت مذکورہ کو مس نہ کروں گا۔
مولوی صاحب نے فرمایا کہ بعد از نماز عشاء اپنے گھر کے چھت پر کھڑے ہو کر
"مرالی والا" (گاؤں) کی طرف منہ کر کے تین دفعہ یہ لفظ کہنا۔ آجا، آجا، آجا۔ تین روز ایسا ہی کر کے پھر مجھے بتانا،
تیسرے روز عصر کے قریب عورت مذکورہ گلاب کے گھر آگئی اور کہنے لگی کہ پرسوں عشاء سے لے کر اب تک میرے تن بدن میں آگ لگی ہوئی تھی۔ تمہارے گھر میں داخل ہوتے ہی آرام ہو گیا۔"

(سوانح حیات مولانا غلام رسول، صفحہ 100،99، مطبوعہ الفضل الفضل بُکڈُپو اردو بازار گوجرانوالہ)

آلِ نجد گھر سے لڑکیاں بھگانے کے وظیفے "آجا.....آجا.....آجا...."کی تاثیر تومان رہے شاید چھت پر چڑھ کر اس وظیفے کے اوّل آخر "یاعبدالوھاب نجدی" بھی پڑھتے ہوں تو عجب نہیں......

امیرِ اھلسنت کا مذاق اڑانے سے پہلے انکو گھر کی خبر لینی چاہئے کہ

کبھی بھنبھیریاں اُڑانے کے نام کا وظیفہ،،،،

کبھی دھلی کے بھنگیوں کے نام کا وظیفہ،،

کبھی بھینس کی دم کھینچ کر اس سے کٹیاں مانگنے کا وظیفہ،،،

کبھی نُوراں سے بچہ نکالنے کا وظیفہ،،،

اور کبھی شرم کی حدّیں توڑتے ہوئے گھر سے لڑکیاں بھگانے کا کا وظیفہ دیتے ہیں۔

اور پھر انکی برکتیں مان کر کرامات کے طور پر اپنی کتب میں نقل بھی کرتے ہیں۔

بس اگر ایک عاشقِ رسول, مدنی چینل پر بزرگوں سے منسوب ایک وظیفہ بتا دیں تو انکو شرک کے دورے پڑتے ہیں بدعت کے مروڑ اٹھتے ہیں۔ مذاق اڑاتے ہیں۔ جبکہ اپنی ہی کتب میں لکھے گئے عجیب و غریب وظائف انکو نظر نہیں آتے۔

یہ قصّہِ مختصر ناتمام ہے

جو کچھ ب یاں ہوا آغازِ باب ہے

اور آخر پر ہم یہی کہیں گے کہ

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیُوں کرتے

نہ کُھلتے راز سَربَستہ نہ یُوں رُسوائیاں ہوتیں

شیعہ کتب سے ماتم کی ممانعت

حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غم و مصیبت و موت کے وقت چیخنے چِلاّنے اور ماتم وغیرہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث پاک ہے کہ:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ،قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ : لَيْسَ مِنَّا مَنْ : ضَرَبَ الْخُدُودَ ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ ،وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ.

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو رخسارے پیٹے، گریبان پھاڑے اور دورِ جاہلیت کی طرح چیخ چلائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(صحیح البخاری،جلد1،صفحہ436،رقم1235،دار ابن کثیر،الیمامۃ بیروت لبنان)

(صحیح المسلم،جلد1 صفحہ99،رقم: 103،دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

(مسند احمد،جلد1 ،صفحہ386،رقم3658،مؤسسۃ قرطبۃ مصر)

(السنن الکبری،جلد1،صفحہ611،رقم: 1989،دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

معلوم ہوا کہ اگر کوئی مصیبت و پریشانی آئے تو واویلا اور چیخ وپکار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس لیے اگر کوئی فوت ہو جائے، اس پر بھی آنسو بہانا تو جائز ہے لیکن رخسار پیٹنا، گریبان پھاڑنا اور ماتم کرنا جائز نہیں ہے۔

یہ ہمارا دعویٰ تھا جس پر ہم نے اہلسنت کی کتب سے دلیل بھی پیش کر دی۔ آئیے اب ہم اپنے اس دعوے پر شیعہ کتب سے دلائل دیتے ہیں کہ مصیبت ،غم ، پریشانی اور موت کے وقت صبر کا حکم ہے۔ اور حضور ﷺ نے ماتم کرنے اور چیخنے چلانے سے منع فرمایا ہے۔

حضور ﷺ نے نوحہ وبین کرنے سے منع فرمایا ہے:

(1) شیعہ کا امام شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بابویہ القُمی لکھتا ہے:

”اور آپ ﷺ نے مصیبت کے وقت چیخنے چِلانے سے منع فرمایا ہے اور مرنے والے کیلئے نوحہ بین کرنے سے اور اسے کان لگا کر سننے سے منع فرمایا ہے۔“

(من لایحضرہ الفقیہ (اردو)، کتاب الایمان ولکفر، جلد4، صفحہ 21، مطبوعہ الکساء پبلیشرز، نارتھ کراچی)

نوحہ بین کی ممانعت

(2) شیعہ کا امام شیخ صدوق ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بابویہ القُمی لکھتا ہے:
"اور جس وقت حضرت جعفر بن ابی طالب قتل ہوئے تو نبی ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا سے فرمایا: کہ دیکھو ہائے رسوائی، ہائے ہلاکت ہائے غضب، کچھ نہ کہنا حالانکہ اس میں سے جو کچھ تم کہو گی سچ ہو گا۔"

(من لایحضرہ الفقیہ (اردو)، کتاب الایمان ولکفر، جلد4، صفحہ 21، مطبوعہ الکساء پبلیشرز، نارتھ کراچی)

یہ وہ ادب تھا جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی اولاد کو سیکھایا کہ مصیب میں نوحہ بین اور ماتم نہیں کرنا بلکہ اللہ کی رضا پر صبر کرنا ہے۔

جسکا صبر نہیں اسکا ایمان نہیں:

(3) شیعہ کا امام ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بابویہ القُمی لکھتا ہے:

"علی بن حسین علیه السلام قال: الصبر من الایمان بمنزلة الراس من الجسد ولا ایمان لمن لا صبر له۔"

فرمایا: حضرت علی بن حسین نے صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو جسد سے اور جسکے لئے صبر نہیں اسکے لئے ایمان نہیں۔"

(من لایحضرہ الفقیہ (اردو)، کتاب الایمان ولکفر، ج:4، صفحہ 337، مطبوعہ الکساء پبلیشرز، نارتھ کراچی)

پتہ چلا کہ علی بن حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک جو شیعہ صبر کرنے کی بجائے ماتم کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ انکا ایمان سے کوئی تعلق نہیں وہ بے ایمان ہیں۔

ماتم کرنے سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں (مولاعلی)

(4) شیعہ کا مولوی ذیشان حیدری جوادی نقل کرتا ہے
مولاعلی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ:
"صبر بقدرِ مصیبت نازل ہوتا ہے۔ اور جانے مصیبت کے وقت ران پہ ہاتھ مارا گویا کہ اپنے عمل اور اجر کو برباد کر دیا۔

(نهج البلاغه، صفحه 681، 683، مطبوعه محفوظ بك ایجنسی مارٹن روڑ کراچی)

پتہ چلا کہ جو شیعہ ماتم کرتے ہیں مولاعلی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نگاہ میں وہ اپنے اعمال برباد کرتے ہیں۔

ماتم کرنے والے کا ایمان بیکار ہے

(5) شیعہ مذھب کا مذعومہ حجۃ السلام مولوی جعفر حسین نقل کرتا ہے مولاعلی رضی اللہ تعالٰی عنہ وصیت فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ:
"تمہیں پانچ باتوں کی وصیت کی جاتی ہے۔ (جن میں پانچویں یہ ہے کہ) صبر و شکیبائی، کیونکہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو بدن سے ہوتی ہے۔ اگر سر نہ ہو تو بدن بیکار ہے۔ یونہی ایمان کیساتھ صبر نہ ہو تو ایمان میں خوبی نہیں۔ ہر را صبر نیست ایمان نیست۔"

(نهج البلاغه، صفحه 717، 718، مطبوعه المعراج کمپنی لاهور)

پتہ چلا کہ جو شیعہ صبر کرنے کی بجائے ماتم کرتے ہیں مولاعلی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک انکے ایمان میں کوئی خوبی نہیں۔ اور انکا ایمان بیکار ہے۔

امام حسین نے قسم دے کر ماتم سے منع فرمایا

(6) شیعہ کا مجتہد ابو عبداللہ محمد بن محمد بن نعمان عکبری بغدادی المعروف بہ شیخ مفید نقل کرتا ہے کہ:

"امامِ حسین نے کربلا میں اپنی بہن سیدہ زینب کو وصیت کی کہ: اے میری بہن میں تجھے قسم دیتا ہوں اگر میں شہید کر دیا جاؤں تو تم سینہ کوبی نہ کرنا نہ ماتم کرنا، نہ چہرہ پیٹنا، ناخن سے اپنے چہرے کو نہ چھیلنا۔"

(الارشادفی معرفۃ حجج اللہ العباد، جلد1، صفحہ94، مطبوعہ دار المفید بیروت)

اب جس جس کو امامِ حسین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے عشق ہو گا وہ آپ کی آخری وصیت ضرور مانے گا۔
کیونکہ امامِ حسین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے قسم دے کر ماتم کرنے کرنے اور پیٹنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ کیسے لوگ ہیں امامِ پاک رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی قسم کی لاج نہیں رکھتے۔

حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ کو ماتم کرنے سے منع فرمایا

(7) رسول اللہ ﷺ کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا کو وصیت فرمائی کہ:

"اے فاطمہ تم سمجھ لو کہ پیغمبر کیلئے گریبان کو چاک اور چہرہ کو زخمی نہ کرنا، اور نہ فریاد کرنا۔ اور وہی کہنا جو تمہارے باپ نے فرزند ابراھیم کی وفات کے وقت کہا تھا۔ آنکھیں روتی ہیں دل دُکھتا ہے لیکن میں کوئی بات ایسی نہیں کہتا جو معبود کے غضب کا باعث ہو۔"

(حیات القلوب، تریسٹھواں باب رسول اللہ کی وصیتیں، صفحہ1008، مطبوعہ)

پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ نے اھلبیت کو وصیت کی تھی کہ میرے وصال پر ماتم نہیں کرنا، اگر ماتم جائز ہوتا تو تمام اھلبیت اطہار رسول اللہ ﷺ کے وصال پر کرتے۔ کیونکہ حضور ﷺ کے وصال سے بڑھ کر اھلبیت کیلئے کیا غم و پریشانی ہو سکتی تھی؟

نوحہ کرنے والا منہ کے بل جہنم میں جائے گا

(8) شیعہ کا مذھب کا مجتہد شیخ صدوق سرخی دے کر لکھتا ہے کہ:
"چار باتوں میں عورتوں کی بات ماننے میں سزا ہے: رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب کو وصیت فرمائی کہ جس نے اپنی عورت کی اطاعت کی اللہ اسکو منہ کے بل دوزخ میں پھینک دے گا۔ عرض کی وہ کونسی اطاعت ہے؟ (رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا: حمام میں جانے کی،

دوسری مجلسِ عروسی، تیسرا نوحہ گری، چوتھی باریک حجاب پہننے کی۔"

(خصال، چوتھا باب، صفحہ 109)

پس شیعہ کی معتبر کتاب سے بقولِ رسول اللہ ﷺ مولا علی کے واسطے سے پتہ چلا جو نوحہ کرے گا اللہ اسکو منہ کے بل جہنم میں ڈال سے گا۔ لہذا جو جو شیعہ نوحہ کرتے ہیں اپنی ہی کتاب میں درج کردہ حدیث کے مطابق جہنمی ٹھہرے، اب کی مرضی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وصیت پر عمل کرنا ہے یا پھر جہنم میں جانا ہے۔

شیعہ کی معتبر ترین کتب سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ نہ صرف رسول اللہ ﷺ بلکہ آئمہ اہلبیت نے بھی مصیبت و پریشانی کے وقت نوحہ کرے، ماتم کرنے اور چیخنے چلانے سے منع فرما کر صبر کا حکم دیا ہے۔

جیسا کہ آپ نے شیعہ کتب سے آئمہ اہلبیت کے فرامین کو ملاحظہ کیا جسکا صبر نہیں اسکا ایمان نہیں، ماتم کرنے کرنے سے نیکیاں نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں، ماتم کرنے والے کا ایمان بیکار ہے، نوحہ کرنے والا منہ کے بل جہنم میں جائے گا، حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو ماتم کرنے سے منع فرمایا، امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے قسم دے کر ماتم کرنے سے منع فرمایا۔

ان سب کے چیزوں کے باوجود بھی جو ماتم وغیرہ کرتے ہیں انکو امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ قسم کی کوئی لاج نہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ اور آئمہ اہلبیت سے کوئی محبت واسطہ نہیں۔

کیونکہ ان نفوسِ قدسیہ کی یہ تعلیمات نہیں ہیں۔ اللہ کریم جل جلالہ حق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

سوال: محرم الحرام میں ناجائز رسومات کیا ہیں؟

جواب: سیدی اعلٰی حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

"محرم الحرام کے ابتدائی 10 دنوں میں روٹی نہ پکانا، گھر میں جھاڑو نہ دینا، پرانے کپڑے نہ اتارنا (یعنی صاف ستھرے کپڑے نہ پہننا) سوائے امام حسن وحسین رضی االلہ عنہما کے کسی اور کی فاتحہ نہ دینا اور مہندی نکالنا، یہ تمام باتیں جہالت پر مبنی ہیں"

(فتاوٰی رضویہ جدید، ص488، جلد24، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: تعزیہ بنانا کیسا؟

جواب: سیدی اعلٰی حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

"تعزیہ بنانا بدعت و ناجائز ہے"

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد24، ص501، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

سوال: تعزیہ داری میں تماشا دیکھنا کیسا؟

جواب: سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:
"چونکہ تعزیہ بنانا ناجائز ہے، لہذا ناجائز بات کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے"

(ملفوظات شریف، ص286)

سوال: تعزیہ پر منت ماننا کیسا؟

جواب: سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

"تعزیہ پر منت ماننا باطل اور ناجائز ہے"

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد24، ص501، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

سوال: تعزیہ پر چڑھاوا چڑھانا اور اس کا کھانا کیسا؟

جواب: سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

"تعزیہ پر چڑھاوا چڑھانا ناجائز ہے اور پھر اس چڑھاوے کو کھانا بھی ناجائز ہے"

(فتاوئ رضویہ،جلد21،ص246،مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاهور)

اللہ تعالٰی محرمات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے....آمین

قاتلانِ حسین شیعہ ہیں

امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے "اصل قاتل خود شیعہ " تھے اور شیعوں نے ہی آپ کو دھوکے سے خطوط لکھ کر کوفہ میں بلایا، اور اس پر ہم بطورِ دلائل شیعہ مذھب کی معتبر کتب سے امام حسین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو لکھے جانے والے شیعہ کے خطوط بھی پیش کریں گے۔ اور پھر شیعہ کی ہی معتبر ترین کتب سے اھلبیت کی زبانی یہ ثبوت پیش کریں گے کہ امامِ حسین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے قاتل ش یعہ ہیں

حوالہ نمبر1: مشہور شیعہ مجتہد ملا باقر مجلسی لکھتا ہے:

"کثرت خطوط اہل کوفہ: یہ خط عبداللہ بن مسمع ہمانی اور عبداللہ بن دال کے ہاتھ بخدمت امام حسینؑ روانہ کیا اور اسرار کیا کہ یہ خط بہت جلد خدمت امام میں پہنچا دینا پس یہ دونوں قاصد دسویں ماہ مبارک رمضان کو میں داخل مکہ ہوئے اور نامہ اہل کوفہ خدمت امام حسینؑ میں پہنچادیا ان دونوں قاصدوں کی روانگی کے بعد دو روز پھر اہل کوفہ نے قیس بن مسہرہ، عبداللہ بن شداد عمارہ بن عبداللہ ڈیڑھ سو خطوط جو اہل کوفہ نے لکھے تھے دیکر بخدمت امام حسینؑ روانہ کیا اور پھر دو روز کے بعد تین چار بلکہ زیادہ لوگوں نے ایک خط لکھا اور ہمدست بانی بن بانی سبعی و سعید بن عبداللہ حنفی بخدمت آنحضرت روانہ کیا اور خط میں لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ عریضہ شیعوں اور ذرویوں و مخلصوں کی طرف سے امام حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالب"۔

(جلاءالعیون،جلد2،صفحہ189،ناشر عباس بك ایجنسی،رستم نگر،در گاہ حضرت عباس لکھنؤ ھند)

حوالہ نمبر2:

"بارہ ہزار خطوط اہل کوفہ سے آگئے حضرت نے ان کے آخری خط کے جواب میں لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط حسینؑ بن علی کا شیعوں مومنوں مسلمانوں اہل کوفہ کی طرف"۔

(جلاءالعیون،صفحہ190،جلد2، ناشر عباس بك ایجنسی،رستم نگر،در گاہ حضرت عباس لکھنؤ ھند)

ان دونوں حوالوں میں اس بات کی تصریح ہے کہ یہ ہزاروں خطوط "اہل کوفہ" اور "شیعوں" کی طرف سے لکھے گئے تھے شیعہ کی صراحت خود شیعہ کی طرف سے کئے جانے کے بعد مزید تفصیل کی ضرورت نہیں مگر ہم مزید اتمام حجت کیلئے یہاں ایک حوالہ نقل کر دیتے ہیں کہ شیعہ کے ہاں "اہل کوفہ" سے کون لوگ مراد ہوتے ہیں ؟

حوالہ نمبر3:

قاضی نور اللہ شوستری لکھتا ہے :

"تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد و سنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل و محتاج دلیل است اگرچہ ابو حنیفہ کوفی است"۔

"اہل کوفہ کے شیعہ ہونے کیلئے کسی دلیل کی حاجت نہیں کوفیوں کا سنی ہونا خلاف اصل ہے جو محتاجِ دلیل ہے اگرچہ ابو حنیفہ کوفی تھے۔"

(مجالس المومنین، صفحہ25، مجلسِ اول)

پس جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ اہل کوفہ سب کے سب شیعہ تھے اور ان کے خطوط میں ان کے شیعہ ہونے کی بھی وضاحت ہے تو معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو بلانے والے یہی شیعہ تھے۔

مقتل ابی مخنف میں بھی تفصیل کے ساتھ انہی شیعی کوفیوں کے خطوط کا ذکر ہے۔ (ملاحظہ ہو مقتل ابی مخنف صفحہ16 تا57 مطبوعہ محمد علی بک ایجنسی) اب بلائے جانے کے بعد انہی شیعوں نے اہل بیت اور امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ کیا کیا ملاحظہ ہو:

حوالہ نمبر4:

"امام حسین نے اولاً مسلم بن عقیل کو اپنا نمائندہ بناکر کوفہ روانہ کیا تو اس وقت اٹھارہ ہزار شیعہ مسلم بن عقیل کے گرد جمع ہوگئے اور مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر امام حسینؑ کی بیعت کی۔"

(جلاء العیون، جلد2، صفحہ193، ناشر عباس بک ایجنسی، رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ ھند)

حوالہ نمبر 5:

امام حسین کو خط لکھنے والے مرکزی شیعہ ہانی بن ہانی تھے مسلم بن عقیل ان ہی کے گھر ٹھرے اور کئی ہزار شیعوں سے بیعت کی مگر جب ابن زیاد کو اس کی خبر ہوئی اور ہانی کو طلب کیا تو اس نے صاف کہہ دیا کہ اگر حکم ہو تو مسلم بن عقیل کو ابھی گھر سے نکال دوں یہ بھی یاد رہے کہ اسی ہانی کی مکاری کی وجہ سے ابن زیاد مسلم بن عقیل کے ہاتھوں ان کے گھر میں قتل نہ ہوسکا

(جلاء العیون ملخصاً، صفحہ 196،198 جلد 2، ناشر عباس بک ایجنسی، رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ ھند)

حوالہ نمبر 7:

"اس کے بعد ابن زیاد نے اہل کوفہ کو ڈرایا دھمکایا تو اس کے بعد کی کیفیت کو شیعہ ملا باقر مجلسی نے "اہل کوفہ" کی بے وفائی کا عنوان دے کر بیان کیا اور لکھا کہ شام تک مسلم بن عقیل کے ساتھ صرف تیس شیعہ رہ گئے اور مسجد کے دروازے پر آنے تک ایک بھی کوفی شیعی آپ کے ہمراہ نہ رہا۔"

(جلاء العیون، جلد 2، صفحہ 200، ناشر عباس بک ایجنسی، رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ ھند)

کوفی شیعوں کی اس بے وفائی کو دیکھ کر مسلم بن عقیل نے کہا:
"اہل کوفہ نے مجھے فریب دے کر آوارہ وطن کیا عزیز و اقارب سے چھوڑایا اور میری نصرت نہ کی بلکہ تنہا چھوڑ دیا"۔

(جلاء العیون، جلد 2، صفحہ 201، ناشر عباس بک ایجنسی، رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ ھند)

حوالہ نمبر 8:

"مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی: امام حسینؓ کو اس مضمون کا خط لکھ کر کوفیوں نے مجھ سے بے وفائی کی اور آپ کے پسر عم کی نصرت و یاری نہ کی ان کے وعدوں پر اعتماد نہیں ہے آپ اس طرف نہ آئیں"۔

(جلاء العیون، جلد 2، صفحہ 204، ناشر عباس بک ایجنسی، رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ ھند)

حوالہ نمبر 9:

"محمد بن حنفیہ خدمت حضرت میں حاضر ہوئے اور کہا اے برادر جو کچھ اہل کوفہ نے مکر و غدر آپ کے پدر و برادر کے ساتھ کیا آپ جانتے ہیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ سے بھی ویسا ہی سلوک نہ کریں"۔

(جلاءالعیون، جلد2، صفحہ207، ناشر عباس بک ایجنسی، رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ هند)

اس خط میں صاف وضاحت ہے کہ کوفیوں نے جو مکر آپ کے والد یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا اور آپ کے بھائی یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا کہیں وہی آپ کے ساتھ نہ کریں اور یہ بات معلوم ہے کہ کوفیوں نے ان دونوں حضرات کو شہید کیا محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کا یہ خدشہ درست ثابت ہوا اور بعد میں انہی کوفی شیعوں جن کے خطوط پر اعتماد کر کے اہل بیت گھر سے نکلے ان اہل بیت کو بے دردی سے شہید کر دیا۔

حوالہ نمبر 10:

امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے صاف اس بات کا اقرار کیا کہ مجھے جن لوگوں نے خطوط لکھے ہیں وہی مجھے قتل کریں گے اور اس بات کو ثابت کیا جا چکا ہے کہ خط لکھنے والے شیعہ تھے تو اب خود مقتول کی گواہی کے بعد کسی کو کیا حق ہے کہ ناحق کسی پر قتل کا الزام لگائے۔ چنانچہ امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں:

"اہل کوفہ نے مجھے خطوط لکھے اور مجھے بلایا اور یہ لوگ مجھے قتل کریں گے۔"

(جلاءالعیون، جلد2 صفحہ210،211، ناشر عباس بک ایجنسی، رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ هند)

حوالہ نمبر 11:

"جب دوسرا دن ہوا عمر بن سعد لعین مع چار ہزار منافقین داخل کربلا ہوا اور مقابل لشکر امام حسینؑ اترا....ان میں سے اکثر وہی لوگ تھے جنہوں نے خطوط لکھے اور حضرت کو عراق میں بلایا تھا"۔

(جلاءالعیون،جلد2،صفحہ220،ناشر عباس بک ایجنسی، رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ ھند)

اس حوالے میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کو شہید کرنے کیلئے آنے والے اکثر وہی لوگ تھے جنہوں نے آپ کو خطوط لکھے۔

حوالہ نمبر 12:

امام حسین نے اپنے ان شیعوں کوفیوں کی بے وفائی کو دیکھا تو کیا فرمایا یہ قول خود قاتل کے خلاف مقتول کی شہادت ہے:

"اے بیوفایان جفاکاران خداتم پر وائے ہو تم نے ہنگامہ اضطراب و اضطرار اپنی مدد کو مجھے بلایا اور جب میں نے تمہارا کہنا قبول کیا اور تمہاری نصرت وہدایت کرنے کو آیا اس وقت تم نے شمشیر کینہ مجھ پر کھینچی۔"

(جلاءالعیون،جلد2،صفحہ232،ناشر عباس بک ایجنسی، رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ ھند)

"شمشیر کینہ" کا لفظ اس بات کی صراحت کر رہا ہے کہ ان کوفی شیعوں کو شروع دن سے اہل بیت سے سخت قسم کا کینہ تھا اور اسی کینہ کی بنیاد پر اولا امام حسین کے والد پھر ان کے بھائی اور اب دھوکا و فراڈ دے کر ان کو شہید کرنے کے درپے ہیں اور آج بھی اسی دھوکہ و فراڈ کا مظاہرہ کرتے ہوئے جعلی ماتم کر کے قتل کا الزام دوسروں پر لگاتے ہیں۔

حوالہ نمبر 13:

"ام کلثوم نے خطبہ دیا اور شیعوں سے فرمایا:

اے اہل کوفہ تمہارا حال اور مآل برا ہو اور تمہارے منہ سیاہ ہوں تم نے کس سبب سے میرے بھائی حسینؑ کو بلایا اور ان کی مدد نہ کی اور انہیں قتل کر کے مال و اسباب ان کا لوٹ لیا۔"

(جلاءالعیون،جلد2،صفحہ273،ناشر عباس بک ایجنسی، رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ ھند)

اس میں بھی اہل بیت اور اس واقعہ کی عینی شاہدہ کی طرف سے اس بات کی صراحت ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے والے ہی ان کے قاتل تھے۔

حوالہ نمبر 14:

"حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
ایھا الناس میں تم کو قسم خدا کی دیتا ہوں تم جانتے ہو کہ میرے پدر کو خطوط لکھے اور ان کو فریب دیا اور ان سے عہد و پیمان کیا اور ان سے بیعت کی آخر کار ان سے جنگ کی۔"

(جلاء العیون، جلد2، صفحہ373، ناشر عباس بک ایجنسی، رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ ھند)

یہ اس واقعہ کے ایک اور عینی شاہد کا بیان ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے والے بلانے والے ہی تھے۔ الحمد للہ ہم نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل کون پر خود مقتول دو عینی گواہوں اور دو مزید گواہ (محمد بن حنفیہ، مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی گواہیاں پیش کر دی کہ انہوں نے امام حسین کا قاتل انہی لوگوں کو بتایا جنہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطوط لکھ کر بلایا ان میں سے کسی نے بھی سوال میں مذکور افراد کا نام نہیں لیا لہذا شرعی قاعدے کے مطابق کوفی شیعہ ہی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل ہیں جبکہ جن افراد کا نام لیا گیا ان پر قتل کا محض الزام ہے کوئی شرعی ثبوت موجود نہیں۔

رافضی تاویلات:

تاویل نمبر 1:
جلاء العیون کا محشی کوثر بھریلوی شیعہ کہتا ہے کہ:
"خطوط لکھنے والے شیعہ نہ تھے کیونکہ وہ امام کا مطالبہ کر رہے تھے کہ امام حسینؑ آپ آئیں کیونکہ یہاں ہمارا کوئی امام نہیں جبکہ شیعہ مذہب میں تو امام منصوص من اللہ ہوتا ہے کسی کو امام منتخب کرنے کا اختیار نہیں"

(جلاء العیون، جلد2، صفحہ189، ناشر عباس بک ایجنسی، رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ ھند)

جواب:

یہ بھی شیعہ کا مکر ہے اولاً اس لئے کہ جب خود خطوط لکھنے والوں کی طرف سے شیعہ ہونے کا اقرار موجود ہے اور بقول شیعہ کوفہ میں شیعہ ہی تھے تو بغیر کسی معتبر دلیل کے عقلی ڈھکوسلوں سے تو بات نہیں بنے گی۔

ثانیاً افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کوثر بریلوی کی جہالت کا یہ حال ہے کہ اسے خود اپنے مذہب کی تاریخی کتب کی عبارت فہمی کا بھی سلیقہ نہیں۔کوفی جن معنوں میں امام حسین کی امامت کا ذکر کر رہے ہیں وہ اس معنی میں امام نہیں جو منصوص من اللہ ہے وہ تو پہلے ہی ان کا عقیدہ تھی تبھی تو یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بجائے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب کر رہے ہیں بلکہ وہ تو سیاسی امامت کیلئے بلا رہے تھے چنانچہ خود امام حسین نے اس "امام" کے لفظ کی تشریح جو خط میں مذکور تھی ان الفاظ میں کی:

"میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں کہ امام وہی ہے جو در میان مردم بکتاب خدا حکم اور بعدالت قیام کرے اور قدم جاہ شریعت مقدسہ سے باہر نہ رکھے اور لوگوں کو دین حق پر مستقیم رکھے"۔

(جلاء العیون، جلد2، صفحہ190، ناشر عباس بك ایجنسی، رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ هند)

تاویل نمبر2: وہ شیعہ مخلص نہ تھے منافق تھے۔

جواب:

یہ دعوی بھی بلا دلیل ہے۔اور اپنی کتب سے جہالت کا ثبوت ہے۔امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھنے والے مخلص شیعہ ہی تھے چنانچہ خود تمہارا ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ جب ان کا ایک قاصد جب گرفتار ہوا تو:

"حصین بن نمیر لعین نے اس قاصد کو پکڑ لیا اور چاہا وہ خط امام حسینؑ کا اس سے چھین لے قاصد نے وہ خط چاک کر ڈالا اور حسینؑ کا نہ دیا حصین بن نمیر شقی نے قاصد امام حسین کو ابن زیاد کے پاس بھیج دیا ابن زیاد نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں علی ابن طالب اور ان کے فرزند گرامی کا شیعہ ہوں ابن زیاد نے کہا تو نے خط کیوں چاک کیا قاصد نے کہا اس وجہ سے چاک کیا کہ تو اس مضمون پر مطلع نہ ہونے پائے ابن زیاد نے کہا وہ کس نے لکھا تھا اور کس کے نام تھا قاصد نے کہا خط امام حسینؑ نے ایک جماعت اہل کوفہ لو لکھا تھا کہ میں ان کے ناموں سے واقف نہیں ہوں ابن زیاد شقی غضبناک ہوا اور کہا میں تجھ سے دستبردار نہ ہوں گا جب تک ان لوگوں کے نام تو مجھ سے بیان نہ کرے گا اور منبر پر جاکر امام حسین ان کے پدر مادر و برادر کو ناسزا کہے گا اگر تو نے ایسا نہ کیا تو مجھے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا قاصد منبر پر گیا اور جمیع بنی امیہ پر لعن بے شمار کیا"۔

(جلاء العیون، جلد2، صفحہ212، 213، ناشر عباس بک ایجنسی، رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ ھند)

جمیع بنوامیہ پر بے شمار لعنت کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ قاتلین امام حسین یہی بدبخت تبرا باز شیعہ تھے۔

ثانیاً عبداللہ بن قیطیر شہادت کے وقت فرماتے ہیں:

"ہمارے شیعوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اٹھالیا ہے۔"

(جلاء العیون، جلد2 صفحہ214، ناشر عباس بک ایجنسی، رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ ھند)

"ہمارے شیعوں" کا لفظ ہی بتارہا ہے کہ وہ شیعہ منافق نہیں بلکہ بقول روافض ان کے اپنے مخلص شیعہ تھے۔ اس ہمارے لفظ کی وضاحت خود اسی کتاب میں ایک اور جگہ پر موجود ہے چنانچہ رافضیوں کا بارہواں امام غائب کہتا ہے:

"جو ہمارے شیعوں میں سے زمین پر ہوگا خدا اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجے گا۔۔۔ خداوند عالم ہمارے شیعوں کو چند ایسی کرامتیں بخشے گا"۔

(جلاء العیون، جلد2، صفحہ261، ناشر عباس بک ایجنسی، رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ ھند)

کوثر بریلوی جی جب یہ}} ہمارے شیعہ{{ امام مہدی کے پاس ہوں تو صاحب کرامت بن جائیں اور جب یہی}} ہمارے شیعہ{{ امام حسین کے پاس ہوں تو منافق بن جائیں؟

ٹھیک ہے تقیہ آپ کا مذہب ہے لیکن کیا آپ کی غیرت گوارا کرتی ہے کہ اپنے آباو اجداد کو منافق کہتے پھریں؟ اور پھر ان کے نام پر ٹکڑے بھی کھائیں؟

الغرض امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں یہی شیعہ ملوث تھے۔ مخلص مومنین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں نہ ہی اہل سنت پر اس کا کوئی الزام ثابت کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اپنے شیعوں سے کس قدر بیزار تھے اور صحابہ جو اہل سنت کے آئمہ ہیں پر کس قدر اعتماد کرتے تھے اس کیلئے فی الوقت صرف ایک حوالہ نقل کرکے میں اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہی شیعوں کی مکاریوں سے دل برداشتہ ہوکر فرماتے ہیں:

"بخدا اس جماعت سے میرے لئے معاویہ بہتر ہے یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں اور میرا ارادہ قتل کیا میرا مال لوٹ لیا قسم بخدا اگر معاویہ سے عہد لوں اور اپنا خون حفظ کروں اور اپنے اہل و عیال سے بے خوف ہوجاؤں اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کریں اور میرے اہل و عیال و عزیز و اقارب ضائع ہوجائیں قسم بخدا اگر میں معاویہ سے جنگ کروں یہی لوگ مجھے اپنے ہاتھ سے پکڑ کر معاویہ کو دے دیں۔"

(جلاء العیون، جلد1، صفحہ379، ناشر عباس بك ایجنسی رستم نگر، درگاہ حضرت عباس لکھنؤ ھند)

اللہ اکبر! کیا اب بھی کوئی شک و شبہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اہل بیت کے قتل سے بری ہیں اور ان کو قتل کرنے والے ان کا مال و اسباب لوٹنے والے یہی شیعہ بدبخت ہیں۔

عشق قاتل سے بھی، مقتول سے ہمدردی بھی
یہ بتا کس سے محبت کی جزا مانگے گا؟

سجدہ خالق کو بھی، ابلیس سے یارانہ بھی
حشر میں کس سے عقیدت کا صلہ مانگے گا؟

یزید علمائے امت کی نظر میں

یزید کے فاسق و فاجر و ظالم و جابر ہونے پر علماء کا اجماع ہے۔ جبکہ لعن و کفر میں اختلاف ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یزید کافر ہے۔ جبکہ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک فاسق و فاجر ہے اور ایمان و کفر میں سکوت ہے۔ لہٰذا تکفیر و لعن کرنے والوں پر بھی الزام عائد نہیں ہوتا ہر دو علماء کے پاس اپنے اپنے دلائل ہیں۔ چنانچہ ہم یہاں چند جید اکابرین علماء و محدثین کا مؤقف نقل کرتے ہیں۔

1:: یزید پلید امام اھلسنت کی نظر میں::

امامِ عشق و محبت، سیدی اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"یزید پلید علیہ ما یستحقہ من العزیز المجید (یعنی اللہ کی طرف سے اس پر وہی برسے جسکا وہ مستحق ہے) قطعاً یقیناً باجماع اہلسنت فاسق وفاجر وجری علی الکبائر تھا اس قدر پر ائمہ اہل سنت کا اطباق واتفاق ہے، صرف اس کی تکفیر ولعن میں اختلاف فرمایا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اتباع وموافقین اسے کافر کہتے اور بہ تخصیص نام اس پر لعن کرتے ہیں... الخ۔"

(فتاوٰی رضویہ، جلد14، صفحہ591، 592، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

2:: امامِ عشق و محبت، سیدی اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"ہمراہیان یزید یعنی جو ان مظالم ملعونہ میں اس کے مدد و معاون تھے ضرور خبیث و مردود تھے، اور کافر و ملعون کہنے میں اختلاف ہے، ہمارے امام کا مذہب سکوت ہے، اور جو کہے وہ بھی موردالزام نہیں۔"

(فتاوٰی رضویہ، جلد24، صفحہ508، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

3:: امام ابنِ حجر عسقلانی کی نظر میں::

حافظ، محدث، امام ابنِ حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ:
"یزید بن معاویہ بن ابو سفیان اموی ابو خالد نے 60 ھجری میں خلافت سنبھالی اور 64 ھجری میں مَر گیا، پورے چالیس سال کا بھی نہ ہو سکا، یزید اس بات کا اہل نہیں کہ اس سے کوئی روایت لی جائے۔"

(تقریب التھذیب، 1087، مطبوعہ دار العاصمۃ للنشر و التوزیع)

4:: امام ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ:

"یزید، مع یوب انسان ہے وہ اس قابل نہیں کہ اس سے روایت لی جائے۔"

(لسان المیزان، الجز الثامن، صفحہ505، مکتب المطبوعات الاسلامیہ بیروت)

یزید صحابہ کی نظر میں

امام ابنِ حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ: "یزید کی صحابہ نے مخالفت اسکے ظالم اور فاسق ہونے کی وجہ سے کی تھی۔"

(تہذیب التہذیب، جلد 11، حرف الیاء، صفحہ 361، مطبوعہ حیدر آباد دکن ہند)

6:: حضرت عبداللہ بن زبیر کی نظر میں:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جب یزید کی موت کی خبر پہنچی تو آپ نے پکار کر کہا: "اے کمبختو اے عُدُو اللہ (اللہ کے دشمنو) اب تم کیوں لڑ رہے ہو تمہارا گمراہ سرادر مر گیا۔"

(تاریخ ابن خلدون، حصہ دوم، خلافتِ معاویہ و آلِ مروان، صفحہ 551، نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی)

7:: امام ذہبی کی نظر میں:

امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ یزید کے بارے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"میں کہتا ہوں یزید نے جو کچھ مدینہ کے لوگوں کیساتھ کیا اور امام حسین اور انکے بھائیوں اور اولادوں کو قتل کیا۔ اور یزید بدکار، شراب نوش، اور بدی والی چیزوں میں مبتلا رہتا تھا تو لوگ اس سے نفرت کرتے تھے۔ اور اسکے خلاف ایک سے زیادہ مرتبہ خروج کیا۔ خدا نے اسکو لمبی عمر نہیں دی اور انو بلال مرداس بن ادبہ الحنظلی اسکے خلاف کھڑے ہوئے۔"

(تاریخ الاسلام، صفحہ 30، مطبوعہ دار المغنی بیروت لبنان)

8:: امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

"یزید ناصبی تھا، سنگدل بد زبان، غلیظ، جفاء کار مئے نوش، بدکار، اس نے اپنی حکومت کا افتتاح امام شہید حسین کے قتل سے کیا، اور واقعہ حرّہ (مدینہ پر حملہ) پر اسی لئے لوگوں نے اس پر پھٹکار بھیجی، اور اسکی عمر میں برکت نہ ہو سکی، امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد بہت سے حضرات نے محض فی سبیل اللہ خروج کیا جیسے حضرات اہلِ مدینہ۔"

(سیر اعلام النبلاء، جلد4، صفحہ38،37، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

9:: حضرت عمر بن عبد العزیز کی نظر میں

امامِ ذہبی نقل کرتے ہیں نوفل بن ابی فرات کہتے ہیں کہ:

"میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھا، ایک شخص نے یزید کو امیر المومنین کہا تو حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ اسکو بیس کوڑے مارے جائیں۔"

(سیر اعلام النبلاء، جلد4، صفحہ40، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)

تہذیب التہذیب، جلد11، صفحہ361، حرف الیاء، مطبوعہ حیدر آباد دکن ھند)

(تاریخ الخلفاء، صفحہ768، مطبوعہ دار ابن حزم بیروت)

10:: نجدیہ کے جدِّ امجد ابنِ تیمیہ کی نظر میں:

وھابیہ نجدیہ کے امام ابنِ تیمیہ نے لکھا کہ:

"اور اسی طرح یزید کا تمام معاملات میں عادل ہونا اور اپنے تمام افعال میں اللہ کا فرمانبردار ہونا، یہ آئمہ مسلمین میں سے کسی کا عقیدہ نہیں، اور اسی طرح یہ بات کہ یزید کی اطاعت اس کے ہر حکم میں واجب تھی، خواہ خدا کی نافرمانی کا ہی کیوں نہ حکم دے، یہ بھی آئمہ مسلمین میں سے کسی کا عقیدہ نہیں۔"

(منہاج السّنۃ النبویّۃ، جلد4، صفحہ525، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

11:: امام النجدیہ ابنِ حزم کی نظر میں:

امام النجدیہ ابنِ حزم اندلسی نے لکھا کہ:

”یہ (یزید) اسلام میں برے کاموں کو کرنے والا رہا ہے۔ اس نے اپنے قتدار کے آخری دور میں "حرّہ" کے دن اہلِ مدینہ کا قتلِ عام کیا۔ اُنکے بہترین افراد و باقی صحابہ کو قتل کیا۔ اور اور اپنی سلطنت کے اوائل میں امام حسین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ اور انکے اھلبیت کو قتل کیا۔ اور مسجدِ حرام میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کا محاصرہ کیا خانہ کعبہ اور اسلام کی بے حرمتی کی۔ پھر اللہ تعالٰی نے انہی دنوں اسکو مار ڈالا۔“

(جمھرۃ انساب العرب، صفحہ 113، مطبوعہ دار الکتب العمیة بیروت لبنان)

12:: مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی نظر میں:

شیخ احمد فاروقی سرھَندی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

”اور یزید پلید صحابہ کرام میں سے نہیں ہے۔ اس کی بدبختی میں کس کو کلام ہے؟ جو کام اس بدبخت نے کیا، کوئی کاگر تک بھی نہیں کرتا، اھلسنت و جماعت کے بعض علماء نے جو اس پر لعنت کرنے کے بارے میں توقّف کیا ہے وہ اس وجہ سے نہیں کہ وہ اس سے راضی ہیں.... الخ۔“

(مکتوبات، دفترِ 54، صفحہ 185، مطبوعہ ادارہ مجددیّہ ناظم آباد 3 کراچی)

13:: شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی کی نظر میں:

بین الفریقین معتمد علیہ بزرگ شاہ عبدالعزیز محدّثِ دھلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

”یزید فاسق، شرابی، اور ظالم تھا۔“

(سرُّ الشھادتَین، صفحہ 25، ناشر احباب پبلیشرز لکھنؤ ھند)

14:: شاہ عبدالعزیز محدّثِ دھلوی مزید مزید فرماتے ہیں کہ:

”یزید پلید ہے“

(فتاوٰی عزیزی، فارسی، صفحہ 100، مطبوعہ مجتبائی دھلی ۱۳۲۳ھ)

15:: امام ابنِ حجر مکی ھیتمی کی نظر میں:

امام ابنِ حجر مکی الھیتمی رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"اس (یزید) کے فسق پر متفق ہونے کے بعد اس بات پر ان میں اختلاف ہے کہ خاص اسکا نام لیکر اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جن لوگوں نے اس پر لعنت کو جائز قرار دیا ان میں ابنِ جوازی بھی شامل ہے۔"

(برقِ سوزاں ترجمہ الصواعق المحرقہ، صفحہ733، مطبوعہ الجمال جھنگ بازار فیصل آباد)

16:: متکلّمین علماء کی نظر مین:

الجامع المعقول والمنقول، عمدۃ المتکلّمین والمحققین، حضرت علامہ عبد العزیز فرھاروی لکھتے ہیں کہ:

"علماء اھلسنت نے یزید پر لعنت کو جائز کہا ہے۔ جو علماء یزید کو ملعون کہتے ہیں ان میں ایک بہت بڑے محدّث ابنِ جوزی رحمۃ اللّٰہ علیہ بھی ہیں انہوں نے اسکے متعلق کتاب لکھی ہے جسکا نام "الرد علی معتصب العنید المانع من ذم یزید" ہے۔ اور انہی علماء میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللّٰہ علیہ اور قاضی ابو یعلٰی رحمۃ اللّٰہ علیہم بھی ہیں۔"

(النّبراس شرح عقائد، صفحہ331، مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ھسپتال روڑ ملتان)

17:: علامہ محمود آلوسی حنفی کی نظر میں:

مفسّرِ قرآن علامہ سید محمود آلوسی بغدادی حنفی لکھتے ہیں کہ:

"اور میں کہتا ہوں کہ یزید خبیث نے اللہ کے رسول ﷺ کے پیغام کی قدر نہ کی۔ میرے نزدیک یہ درست ہے کہ یزید جیسے شخص پر لعنت کی جائے۔ ایسے فاسق شخص کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اور اس نے کبھی اُسکی توبہ نہ کی۔ اسکی توبہ کا امکان اسکے ایمان کے امکان سے بھی کم ہے۔ یزید کیساتھ ابنِ زیاد، ابنِ سعد اور اسکی جماعت بھی شامل ہے۔ بیشک ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور انکے دوستوں پر اور انکے حمایتیوں پر اور ان تمام لوگوں پر جو قیامت تک انکی پیروی کرے۔ جب تک امام حسین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کیلئے آنکھوں آسے آنسو گرائیں۔"

(روح المعانی،مبحث فی تفسیر قولہ تعالی "وقطعوا ارحامکم...الخ،صفحہ73،مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

18:: عظیم حنفی محدث علامہ علی قاری کی نظر میں:

حضرت علامہ امام ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ الباری، شرح شفاء میں لکھتے ہیں کہ:

"یزید اور ابن زیاد اور انہی کے مثل دوسرے لوگوں پر لعنت کرنا جائز ہے کیونکہ بعض علماء کرام نے ان دونوں پر لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے بلکہ احمد بن حنبل یزید کے کفر کے قائل ہیں"

(شرح شفاء،جلد2،صفحہ552،طبع الاولی 1421ھ،جز:2،دارُ الکتب العلمیہ بیروت)

19:: محدث امام علامہ ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"یزید کے کفر میں اختلاف ہے، جو کچھ اس سے وارد ہوا ہے وہ اس کے کفر پر دلیل ہے، مثلاً خمر کو حلال قرار دینا، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد اس کا یہ کہنا کہ میں نے اھلبیت کو اس کا بدلہ دیا جو میرے بڑوں کیساتھ بدر میں کیا گیا۔"

(مِنح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر،صفحہ218،مطبوعہ دار النشر الاسلامیہ بیروت)

20:: مفسرِ قرآن قاضی ثناءاللہ حنفی کی نظر میں:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی علیہ الرحمہ تفسیر مظہری میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ابن جوزی نے لکھا ہے کہ قاضی ابو یعلیٰ نے اپنی کتاب المعتمد میں صالح بن احمد بن حنبل سے بیان نقل کیا ہے۔ صالح کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد (احمد بن حنبل) سے کہا کہ ابا، لوگ کہتے ہیں کہ ہم یزید سے محبت کرتے ہیں۔ ابا نے فرمایا کہ بیٹے، جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا

ہے، کیا اس کے لئے یزید سے محبت رکھنے کا کوئی جواز ہوسکتا ہے۔ اس شخص پر کس طرح لعنت نہ جائے جس پر اللہ نے لعنت کی ہو۔ میں نے عرض کیا، اللہ نے اپنی کتاب میں کس جگہ یزید پر لعنت کی ہے۔ امام احمد نے فرمایا: اللہ نے فرمایا:

ترجمہ: پھر تم سے یہ بھی توقع ہے اگر تم ملک کے حاکم ہو جاؤ تو ملک میں فساد مچانے اور قطع رحمی کرنے لگو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے پھر انہیں بہرا اور اندھا بھی کر دیا ہے۔"

(تفسیر مظھری، ج19، صفحہ326، سورہ47، آیت22، 23مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

پس اس سے ثابت ہوا کہ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے بقول وھابیہ دیوبندیہ کا اللہ پر ایمان نہیں کیونکہ یہ لوگ یزید سے شدید محبت کرتے ہیں، اسکو جنتی کہتے ہیں۔ اسکی شان میں کتابیں لکھتے ہیں۔

لہذا پتہ چلا کہ نجدی لوگ، امام ابنِ حنبل علیہ الرحمہ کے نزدیک بے ایمان ہیں۔ اور یزید پلید لعنتی ہے۔

21:: ابوبکر احمد بن علی حنفی کی نظر میں

امام ابوبکر احمد بن علی رازی الجصّاص حنفی علیہ الرحمۃ "احکام القرآن" میں لکھتے ہیں کہ:

"نبی (ﷺ) کے اصحاب خلفاء اربعہ (رضی اللہ تعالیٰ عنھم) کے بعد فاسق امراء کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے۔ چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے "یزید لعین" کی معیت میں بھی جہاد فرمایا ہے"

(احکام القرآن، ج3، صفحہ154، سورۃ التوبہ، مطلب: یجوز الجہاد وان کان امیر الجیش فاسقا، طبع ثانیہ 1424ھ، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس عبارت سے خاص طور پر ان دیوبندیوں کو سبق لینا چاہئیے جو خود کو حنفی کہہ کر بھی یزید کی مدح و شان میں کتابیں لکھتے ہیں۔

ان دلائل و براھین سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جمہور علماء، محدثین، متکلّمین فقھاء، اصولیین کا یہ عقیدہ ہے کہ یزید فاسق و فاجر و ظالم و جابر تھا۔

کفر میں روایات کی بِنا پر اختلاف ہے۔ جن کو یزید کے کفر کی روایات و اخبار قطعی یقینی طریقے سے پہنچی ان محدثین نے اسکی تکفیر کردی، جیسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، اور جن تک اسکے کفر کی روایات نہیں پہنچی یا پھر روایات تو پہنچی مگر معتبر و یقینی نہیں پہنچی، انہوں نے تکفیر تو نہ کی لیکن اسکے فاسق و فاجر ہونے پر اتفاق کیا، اور اسی طرح اس پر لعنت بھیجنے پر بھی اختلاف ہے۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ یزید کے فاسق و فاجر و ظالم و جابر ہونے پر علماء کا اجماع ہے۔
جبکہ لعنت اور کفر پر اختلاف ہے۔ لہذا اگر کوئی تکفیر یا لعنت کرتا ہے۔ تو موردِ الزام نہیں۔

اور یہ حوالہ جات انہی محدثین و آئمہ جرح و تعدیل کے ہیں جن پر اعتماد کرتے ہوئے ہم حدیثوں کے راویوں پر جرح کرتے ہیں۔ جب یہی ناقدین علماء کسی روای کو دجال یا کذاب لکھیں تو ہم بغیر صحیح سند سے اس راوی کے دجل و کذب کو فقط انکے کہنے پر مان لیتے ہیں کہ اسکے دجل و کذب کی وجہ سے روایت کی صحت مقرر کرتے ہیں۔
لیکن جب یہی آئمہ ناقدین علماء یزید کو فاسق و فاجر و جابر و ظالم، و شرابی لکھ رہے ہیں تو کونسی چیز نہ ماننے پر مجبور کرتی ہے؟؟

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں صحابہ کرام و اہلِ بیت رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کی پکی سچی محبت نصیب فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

اھلبیتِ محمد کا بغض

تیسری صدی کے محدث امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ النیشاپوری المعروف امامِ حاکم رحمۃ اللّٰہ علیہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنِّي سَأَلْتُ اللَّهَ لَكُمْ ثَلَاثًا: أَنْ يُثَبِّتَ قَائِمَكُمْ، وَأَنْ يَهْدِيَ ضَالَّكُمْ، وَأَنْ يُعَلِّمَ جَاهِلَكُمْ، وَسَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَكُمْ جُوَدَاءَ نُجَدَاءَ رُحَمَاءَ، فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلَّى، وَصَامَ ثُمَّ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِأَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ دَخَلَ النَّارَ

یعنی: حضرت عبداللہ بن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اولادِ عبد المطلب میں نے تمہارے لیے اللہ سے تین چیزوں کا سوال کیا اللہ تمہیں ثابت قدم کردے، تمہارے گمراہوں کو ہدایت دے، اور تمہارے لاعلموں کو عالم بنادے اور میں نے یہ دعا کی ہے کہ اللہ تمہیں سخی بہادر اور رحم دل بنادے۔

پس اگر کوئی شخص رکن اور مقامِ ابراھیم کے درمیان نمازیں پڑھتا ھے اور روزے رکھتا ہے اور وہ اس حال میں مَر جائے کے اس کے دل میں اھلبیتِ محمد کا بغض ھو وہ جہنم میں جائے گا۔"

(المستدرك على الصحيحين، جلد3، صفحه 161، كتاب معرفة الصحابة، حديث:3713، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے آگے لکھتے ہیں:

"هذا حديث حسن صحيح على شرط المسلم ولم يخرجاه"

تو پتہ چلا کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ اور اللہ کے مقربین کی محبت ایمان کا حصہ ہے ایسے اھلبیتِ اطہار کی محبت بھی نہ صرف ایمان کا حصہ ہے بلکہ یہ مقبولیتِ اعمال کی ضامن بھی ہے۔

محبت اس چیز کا نام نہیں کہ اھلبیتِ اطہار کی محبت کی آڑ میں صحابہ کرام علیھم الرضوان پر تبّرا کرنا شروع کر دیا جائے۔

بلکہ ہر مکرّم ہستی کا اپنا اپنا مقام ہے۔ کسی ایک کی محبت کی آڑ میں دوسرے کی توھین نہیں کی جا سکتی۔،

اس حدیث سے ایک اور اعتراض بھی حل ہو گیا وہ یہ کہ کچھ لوگ حرم کے نجدیوں کو دلیل بنا کر کہتے ہیں کہ جی وہ کیسے جھوٹے ہو سکتے ہیں؟ انکا تو حرم پر قبضہ ہے۔ اور جسکا حرم پر قبضہ ہو وہی مسلک سچا ہے۔

تو غور کیجئے....!!

رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ جو مقامِ ابراھیم اور رکن کے درمیان نمازیں پڑھے روزے رکھے اور پھر اس حال میں مرے کہ اھلبیت کا بغض اسکے دل میں ہو تو سیدھا جہنم میں جائے گا۔

تو پتہ چلا کہ حرم پر قبضہ حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ دِلوں پر اھلبیت کی محبت کا قبضہ حقانیت کی دلیل ہے۔

حرم پر تو ابوجہل کا بھی قبضہ رہا ہے، اور فتح مکہ سے پہلے کعبہ کے اندر 360 بت تھے، اگر حرم پر قبضہ مذھب و مسلک کی حقانیت کی دلیل ہے تو کیا ابوجہل کے مسلک اور اسکے بتوں کو حق پر مان لو گے ؟؟؟

بات وہی ہے کہ کعبہ پر تو قبضہ تھا مگر کعبہ کے کعبہ محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت و ایمان کا دل پر قبضہ نہیں تھا اس لئے مردود ٹھہرے۔

اور یہ بھی خیال رہے کہ سردارِ اھلبیت حضرتِ محمد مصطفٰی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ.

یعنی:

"اور مسجد الحرام میں ایک نماز پڑھنا دوسری مسجدوں کی ایک لاکھ نمازیں پڑھنے سے افضل ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، حدیث:1406، مطبوعہ دار السلام ریاض)

گویا کہ جو بندہ حرم کے اندر ایک نماز پڑھے اسے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب، جو ایک نیکی کرے اسے ایک لاکھ نیکی کا ثواب، جو ایک روزہ رکھے اسے ایک لاکھ روزوں کا ثواب، اگر کوئی ایک دن کی پانچ نمازیں حرم میں پڑھے اسے پانچ لاکھ نمازوں کا ثواب، جو حرم کا عابد و زاھد ہو۔

لیکن ان سب کے باوجود فرمایا کہ اگر حرم میں نیکیوں ورحمتوں کے سائے میں رہ کر عبادت کرنے والا اس حال میں مرے کہ دل میں اھلبیت کا بغض ہو۔

تو رب لاکھوں، نمازیں، لاکھوں روزے، لاکھوں نیکیاں نہیں دیکھے گا بلکہ اسکا اھلبیت سے بغض دیکھے گا۔

اور لاکھوں نمازیں اور لاکھوں روزے اس کے منہ پر مار کر اسکو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

پس پتہ چلا کہ حرم پر قبضہ حقانیت کی دلیل نہیں، بلکہ دِلوں پر محبتِ اھلبیت کا قبضہ حقانیت کی دلیل ہے۔

اور محبتِ اھلبیت و محبتِ اصحاب یہ سب محبتِ رسول ﷺ کے ہی تابع ہے۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں اھلبیت کی مؤدت اور صحابہ و اولیاء کی سچی سُچی محبت عطا فرمائے۔ اور اسی پر ہمارا خاتمہ باالایمان فرمائے آمین

سوال::کیا صَفَر کا مہینہ منحوس ہوتا ہے؟

کیا اس میں بلائیں نازل ہوتی ہیں؟؟

آخری بدھ میں نبی پاک علیہ السلام کو صحت ملنے پر آخری بدھ منائی جاتی ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟؟؟

الجواب:

دورِ جاہلیت یعنی اسلام سے پہلے دور میں بھی ماہِ صفر کے بارے میں لوگ وہمی خیالات رکھا کرتے تھے کہ اس مہینے میں مصیبتیں اور بلائیں آفتیں بہت ہوتی ہیں۔

حالانکہ شرعًا ایسی کوئی بھی نحوست ثابت نہیں۔

شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

"وہ (دورِ جاھلیت کے) لوگ ماہِ صفر کے آنے کو منحوس خ یال کیا کرتے تھے۔"

(عمدۃ القاری، جلد7، صفحہ110، مفھوماً مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان)

ہمارے مَدَنی آقا حضور سیّدِ عالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم نے صفر المظفر کے بارے میں وہمی خیالات کو باطِل قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"لَاصَفَرَ" صفر کچھ نہیں۔"

(بخاری، کتاب الطب، باب الجذام، جلد6، صفحہ26 حدیث: 5707، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

محقق علی الاطلاق حضرت علامہ مولانا شاہ عبد الحق محدثِ دہلوی علیہ رحمۃُ اللہِ القوی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"عوام اسے (یعنی صفر کے مہینے کو) بلاؤں، حادثوں اور آفتوں کے نازل ہونے کا وَقْت قرار دیتے ہیں، یہ عقیدہ باطِل ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔"

(اشعۃ اللمعات (فارسی)، جلد3، صفحہ224، مطبوعہ کوئٹہ)

صَدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اَعظمی علیہ رحمۃُ اللہِ القوی لکھتے ہیں:
"ماہِ صفر کو لوگ منحوس جانتے ہیں اس میں شادی بیاہ نہیں کرتے لڑکیوں کو رخصت نہیں کرتے اور بھی اس قسم کے کام کرنے سے پرہیز کرتے ہیں اور سفر کرنے سے گریز کرتے ہیں، خصوصاً ماہِ صفر کی ابتدائی تیرہ تاریخیں بہت زیادہ نحس (یعنی نُحوست والی) مانی جاتی ہیں اور ان کو تیرہ تیزی کہتے ہیں یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ
"صفر کوئی چیز نہیں" یعنی لوگوں کا اسے منحوس سمجھنا غَلَط ہے۔ اسی طرح ذیقعدہ کے مہینہ کو بھی بہت لوگ بُرا جانتے ہیں اور اس کو خالی کا مہینہ کہتے ہیں یہ بھی غَلَط ہے اور ہر ماہ میں 3، 13، 23، 8، 18، 28 (تاریخ) کو منحوس جانتے ہیں یہ بھی لَغْو (یعنی بے کار) بات ہے۔"

(بہار شریعت، جلد3، صفحہ459، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

دوستو....! اسلام میں کوئی دن بھی منحوس نہیں ہے

علامہ سید محمد امین بن عمر بن عبد العزیز شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السّامی لکھتے ہیں:
علامہ حامد آفندی علیہ رحمۃُ اللہِ القوی سے سُوال کیا گیا:
"کیا بعض دن منحوس یا مبارک ہوتے ہیں جو سفر اور دیگر کام کی صلاحیت نہیں رکھتے؟
تو انہوں نے جواب دیا کہ
جو شخص یہ سُوال کرے کہ کیا بعض دن منحوس ہوتے ہیں اس کے جواب سے اِعراض کیا جائے اور اس کے فعل کو جہالت کہا جائے اور اس کی مذمت بیان کی جائے، ایسا سمجھنا یہود کا طریقہ ہے، مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے جو اللہ تعالی پر توکُّل کرتے ہیں۔"

(تنقیح الفتاوی الحامدیہ، جلد2، صفحہ347، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

صاحبو....! کوئی وَقْت بَرَکت والا اور عظمت و فضیلت والا تو ہو سکتا ہے جیسے ماہِ رمضان، ربیع الاول، جمعۃ المبارک وغیرہ مگر کوئی مہینہ یا دن منحوس نہیں ہو سکتا۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
"اسلام میں کوئی دن یا کوئی ساعت منحوس نہیں ہاں بعض دن بابرکت ہیں۔"

(مرأۃ المناجیح، جلد5، صفحہ484، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور)

امام اسماعیل حقی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"صفر وغیرہ کسی مہینے یا مخصوص وَقْت کو منحوس سمجھنا دُرُست نہیں، تمام اوقات اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بنائے ہوئے ہیں اور ان میں انسانوں کے اعمال واقع ہوتے ہیں۔
جس وَقْت میں بندۂ مومن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت وبندگی میں مشغول ہو وہ وَقْت مبارک ہے اور جس وَقْت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرے وہ وَقْت اس کے لئے منحوس ہے۔
در حقیقت اصل نُحوست تو گناہوں میں ہے۔"

(تفسیر روح البیان، جلد3، صفحہ427، مطبوعہ کوئٹہ)

صفر المظفر کے آخری بدھ منانے کے بارے میں بدر الفقہاء صَدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃُ اللہِ القوی لکھتے ہیں:

"ماہ صفر کا *آخر چہار شنبہ (بُدھ)* ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے، لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں، سیر و تفریح و شکار کو جاتے ہیں، پُوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس روز غسلِ صحت فرمایا تھا اور بیرونِ مدینہ طیبہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے
یہ سب باتیں بے اصل ہیں بلکہ ان دنوں میں حضور اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مرض شدت کے ساتھ تھا، وہ باتیں خلافِ واقع ہیں

اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہیں سب بے ثبوت ہیں۔"

(بہارِ شریعت، جلد3، صفحہ659، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

صفر کے مہینے میں پیش آنے والے چند تاریخی واقعات

☆صفر المظفر پہلی ہجری میں حضرتِ سیّدُنا علی المرتضی کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم اور خاتونِ جنت حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی شادی خانہ آبادی ہوئی۔

(الکامل فی التاریخ، جلد2، صفحہ12، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

☆صفر المظفر سات ہجری میں مسلمانوں کو فتحِ خیبر نصیب ہوئی۔

(البدایۃ والنہایہ، جلد3، صفحہ392، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

☆سیفُ اللہ حضرتِ سیّدُنا خالد بن ولید، حضرتِ سیّدُنا عمرو بن عاص اور حضرتِ سیّدُنا عثمان بن طلحہ عبدری رضی اللہ تعالٰی عنہم نے صفر المظفر آٹھ ہجری میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

(الکامل فی التاریخ، جلد2، صفحہ109 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

☆ مدائن (جس میں کسرٰی کا محل تھا) کی فتح صفر المظفر سولہ ہجری ہی کے مہینے میں ہوئی۔

(الکامل فی التاریخ، جلد2، صفحہ357، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

کیا اب بھی آپ صفر کو منحوس جانیں گے؟

یقیناً نہیں

توان توضیحات سے یہ ثابت ہوا کہ
صفر کے مہینے منحوس سمجھنا یہ دورِ جاھلیت کے لوگوں کا طریقہ ہے۔
صفر کے مہینے کوئی بلائیں نہیں نازل ہوتیں۔
صفر کے مہینے میں شادی وغیرہ بھی کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالٰی ہمیں خرافات اور وہم سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور شریعت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

"اللہ کے علاوہ کسی کو "داتا" یا "گنج بخش" کہنا

حضور شیخ علی بن عثمان ھجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شروع ہوتے ہی وھابیہ نجدیہ دیابنہ یہ شور ڈالنا شروع کر دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کسی کو "داتا" یا "گنج بخش" کہنا جائز نہیں۔ جو اللہ کے علاوہ کسی کو داتا مانتا ہے وہ مشرک ہو ہوجاتا ہے۔کیونکہ "داتا" اللہ کا نام ہے۔

وھابیہ دیوبندیہ کا امام مولوی اسماعیل دھلوی لکھتا ہے کہ:

"جو اولیاء کی شان میں لفظِ داتا بولے اس پر شرک ثابت ہوتا ہے" (ملخصًا)

(تقویۃ الایمان، صفحہ26، مطبوعہ دار الکتب السلفیہ، اردو بازار لاھور)

یعنی جو اللہ کے علاوہ کسی نبی یا کسی ولی کو "داتا" کہے وہ مشرک ہو جائے گا۔

الجواب:: پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ کا نام "داتا" نہ قرآن میں آیا ہے نہ حدیث میں آیا ہے۔اور نہ ہی اس پر سلفاً خلفاً اہلِ لغت کا اجماع ہے کہ یہ رب کا نام ہے۔

داتا کا معنی ہے دینے والا، تو اولیاء اللہ کی عطاء سے دیتے ہیں۔

آئیے اب ہم وھابیہ نجدیہ دیوبندیہ کے اکابرین کی کتب سے اہلُ اللہ اور بالخصوص "حضور شیخ علی بن عثمان ھجویری" کیلئے داتا کا لفظ ثابت کرتے ہیں۔

حوالہ نمبر1:

وھابیہ نجدیہ کا محدث مولوی وحید الزماں حیدر آبادی لکھتا ہے کہ:

"لوگ معاویہ کے پاس جب آتے تو گویا ایک کشادہ میدان کے کناروں پر آتے۔ مطلب یہ کہ وہ بڑے متحمّل بردبار اور سخی داتا تھے۔"

(لغات الحدیث، کتاب "ر"، صفحہ 49، مطبوعہ نور محمد کتب خانہ، مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی)

اگر حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو داتا کہنا جائز ہے تو حضرت علی ھجویری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی داتا کہنا جائز ہے۔
تو نجدی بتائیں کہ اگر اللہ کے علاوہ کسی کو داتا ماننا شرک ہے تو آپکے محدث وحید الزماں حیدر آبادی مشرک ہوئے کہ نہیں؟
اور ایک مشرک کو اپنا محدث ماننا کیسا؟

حوالہ نمبر2::

وھابیہ کا مجتہد العصر حافظ عبد اللہ روپڑی لکھتا ہے کہ:

"شیخ علی بن عثمان ھجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ"

(فتاویٰ اھلحدیث، جلد اول، صفحہ 45، مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ ڈی بلاک سرگودھا)

حوالہ نمبر3:

ایک اور مقام پر لکھا کہ:

"شیخ مخدوم علی ھجویری رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ داتا گنج بخش جن کا لاھور میں مزار مشہور ہے۔"

(فتاویٰ اھلحدیث، جلد اول، صفحہ 153، مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ ڈی بلاک سرگودھا)

نجدی جواب دیں کہ اگر اللہ کے علاوہ حضرت علی ھجویری کو داتا کہنا شرک ہے تو آپکے مناظر اور مجتہد العصر مولوی عبد اللہ روپڑی کون ہوئے؟

حوالہ نمبر4:

وھابیہ کے محدث گوندلوی کا شاگرد حافظ محمد قاسم خواجہ لکھتا ہے کہ:

"آئے دن سیلاب کا عذاب آتا رہتا ہے پھر تو داتا کی نگری بھی حقیر ہو جانی چاہئے۔

(معرکہ حق و باطل بجواب جاء الحق، صفحہ 522، مطبوعہ مکتبۃ الحرمین ابراھیم اکیڈمی نعمانیہ روڈ گوجرانوالہ)

اگر حضرت علی ھجویری کو داتا کہنا شرک ہے تو نجدی محقق مولوی قاسم خواجہ کون ہوا؟

حوالہ نمبر5:

وھابیہ کا مولوی عبد الستار دھلوی لکھتا ہے کہ:

''کشف المحجوب حضرت داتا علی ھُجویری بغدادی ثم اللّاھوری''۔

(اکرامِ محمدی، صفحہ 360، مطبوعہ عمر بک سنٹر اردو بازار لاھور)

اگر اللہ کے علاوہ کسی اور کو داتا کہنے سے بندہ مشرک ہو جاتا ہے تو نجدیہ کے مولوی عبد الستار کون ہوئے؟

حوالہ نمبر6:

وھابیہ کے شیخ مفتی اسماعیل سلفی کے "فتاویٰ سلفیہ" کے سرِورق "فتاوی" ملنے کا ایڈریس یوں لکھا ہے ش لیش محل روڑ نزد داتا دربار لاھور۔

اگر تمہارے نزدیک علی ھجویری کو داتا کہنا شرک ہے تو انکو داتا کہہ کر ایڈریس کیوں لکھتے ہو؟

اور یہ ممکن نہیں کہ مصنّف کو اپنی کتاب کی خبر نہ ہو جو وھابی مصنف اپنی کتاب ملنے کا تعارف ہی داتا صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ کہہ کر کروائے کیا وہ اپنے شرک کے فتوے سے بچ سکے گا؟

حوالہ نمبر7:

دار العلوم دیوبند کا مہتمم قاری طیب دیوبندی لکھتا ہے کہ:

''حضرت تھانوی وفات سے تقریبا دو سال قبل دانت درست کرانے کے لئے لاھور تشریف لے گئے تو واپسی سے ایک دن قبل لاہور کے قبرستانوں کی زیارت کے لئے بھی نکلے سلاطین کی قبروں پر بھی گئے اور مساکین کی قبریں بھی دیکھیں فاتحہ پڑھی۔ ایصال ثواب کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت علی ھجویری معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ کے مزار پر پہنچ کر دیر تک مراقب رہے۔ وصل صاحب مرحوم بلگرامی ساتھ تھے اور انہوں نے ہی یہ واقعہ مجھ سے تھانہ بھون میں بیان فرمایا تھا کہ داتا بخش کے مزار سے لوٹتے ہوئے فرمایا کہ کوئی بہت بڑے شخص معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے ہزارہ ملائکہ کو ان کے سامنے صف بستہ دیکھا ''۔

(عالَمِ برزخ، صفحہ 25، مکتبہ مدنیّہ اردو بازار لاھور)

دیوبندی امام تھانوی کے اس عمل سے درج ذیل چیزیں ثابت ہوئیں۔

1. اشرف علی تھانوی مزارات پر گیا جو کہ دیوبندی دھرم میں شرک وبدعت ہے۔

2. مراقبہ کیا جو کہ تقویۃ الایمانی فتوے کی رُو سے شرک ہے۔

3. قبر پر جاکر ایصالِ ثواب کیا۔

4. تھانوی نے ہزاروں فرشتے داتا کے دربار میں صف بستہ دیکھے۔ جس سے پتہ چلا کہ مزارات پر اللہ کی خاص رحمت کا نزول ہوتا ہے اور ایسے مقامات پر دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں

4. تھانوی نے حضرت علی ھجویری رحمۃ اللہ علیہ کو داتا کہا۔

دیوبندی بتائیں کہ اگر اللہ کے علاوہ کسی کو داتا ماننا شرک ہے تو تھانوی کون ہوا؟

حوالہ نمبر8:

تھانوی کے ملفوظات میں اسی واقعہ پر یہ سرخی لکھی ہے "خانقاہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ میں" یہ سرخی دے کر آگے بتغیر یہی واقعہ بیان کیا جس کے آخر پر تھانوی کے یہ الفاظ بھی ہیں تھانوی نے داتا صاحب کے بارے میں کہا کہ

"بہت بڑے شخص ہیں۔ عجیب رعب ہے وفات کے بعد سلطنت کر رہے ہیں۔"

(ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد30، صفحہ59، مطبوعہ ادارہ تألیفاتِ اشرفیہ ملتان)

پتہ چلا کہ اللہ والے بعد از وصال بھی دنیا پر سلطنت کرتے ہیں۔ اور جنکو اللہ نے سلطنت دی ہو ان سے کچھ مانگنے میں بھی حرج نہیں وہ اللہ کی عطا سے ضرور دیتا ہے۔

حوالہ نمبر9:

اسی واقعہ کو تھانوی کے سفر نامہ میں بھی نقل کیا گیا ملاحظہ ہو

(الاصفار عن برکات لبعض الاسفار، صفحہ74 مطبوعہ ھند)

حوالہ نمبر10:

اسی واقعہ کو دیوبندیوں کے شیخ الحدیث قاری بدر الرشید نے "حفظ الایمان" کے مقدمہ میں بھی لکھا، ملاحظہ ہو۔

(مقدمہ حفظ الایمان، معہ تغیر العنوان، صفحہ 68، ناشر انجمن ارشاد المسلمین کراچی)

حوالہ نمبر 11:

دیوبندیوں کا مفتی ولی حسن ٹونکی، خواجہ ھند حضرت معین الدین چشتی اجمیری کے اشعار جو آپ نے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہے تھے، اپنی کتاب میں یوں نقل کرتا ہے کہ:

گنج بخش ہر دو عالَم مظہرِ نورِ خدا

ناقصاراں پیرِ کامل، کاملاں را راہنما

(تذکرہ اولیاء پاک و ھند، صفحہ 35، مطبوعہ کتب خانہ کھاری بولی دھلی ھند)

(تذکرہ اولیاء پاک و ھند، صفحہ 34، مطبوعہ ادارہ اسلامیات کراچی)

جی تو اب دیوبندیوں سے سوال ہے کہ اگر اللہ کے علاوہ کسی کو داتا ماننا شرک ہے تو آپکے مفتی نے حضرت ھجویری کو نہ صرف داتا مانا بلکہ گنج بخش ہر دو عالَم یعنی دونوں عالموں میں خزانے لٹانے والا تائیداً مانا، کیا تمہارا مفتی مشرک ہوا یانہیں؟

حوالہ نمبر 12:

یہی اشعار دیوبندیوں کے مولوی عبد الماجد دریاآبادی نے "تصوفِ اسلام میں نقل کیئے۔ ملاحظہ ہو

(تصوفِ اسلام صفحہ 34، مطبوعہ دار امصنفین، اعظم گڈہ انڈیا)

حوالہ نمبر 13:

دیوبندیوں کے شیخ حبیب الرحمن صدیقی نے لکھا:

"امامِ اولیاء نے توجہ فرمائی اور آپ کی دعا سے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو مقامِ رضا عطا فرمایا۔"

(امامِ اولیاء، صفحہ 159، مطبوعہ دارہ فلاحِ دارین لاھور)

اگر اللہ کے علاوہ کسی کو داتا ماننا شرک ہے تو بتاؤ دیوبندیو تمہارا مولوی کون ہوا؟

ان دلائل سے واضح ہوا کہ اللہ کی عطا سے اللہ کے پیاروں کو بھی داتا کہہ سکتے ہیں۔ اور ایسا کہنا ہرگز شرک نہیں۔ بلکہ علمائے نجدیہ دیابنہ کے بہت سے اکابرین اہلُ اللہ کو داتا لکھا ہے۔

اگر اب بھی دیوبندی وھابی کہیں کہ اللہ کے علاوہ کسی کو داتا کہنا شرک ہے تو انکے اجداد بھی شرک کے فتوے میں رگڑے جائیں گے۔
گنج بخش فیض عالَم، کے 13 حروف کی نسبت سے انہی 13 حوالہ جات پر اکتفاء کرتا ہوں۔

یہ قصہ مختصر ناتمام ہے
جو کچھ بیان کو آغازِ باب ہے

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا خلیفہ عبد الماجد دریا آبادی دیوبندی لکھتا ہے کہ:
”عام لقب جو گنج بخش مشہور ہے اسکی بات یہ روایت ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللّٰہ علیہ نے آپ (یعنی داتا صاحب) کے مزار پر آکر چِلّہ کیا اور اکتسابِ فیوض و برکات کے بعد جب رخصت ہانے لگے تو مزار کے رُخ کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا،

گنج بخشِ ہر دو عالَم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں پیرِ کامل، کاملاں را راہنما

اسی وقت سے گنج بخش کا لفظ عام زبانوں پر چڑھ گیا۔

(تصوفِ اسلام، صفحہ 34، مطبوعہ دار المصنّفین، اعظم گڈھ، یو پی انڈیا)

مزید دیوبندیوں کے شیخ الحدیث ولی حسن ٹونکی لکھتا ہے کہ:

”آپ (یعنی داتا صاحب) کی عظمت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللّٰہ علیہ نے آپکے مزارِ پُر انوار پر چِلّہ کیا۔ اور جب مدت ختم کے رخصت ہوئے تو یہ شعر پڑھا۔

گنج بخشِ ہر دو عالَم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں پیرِ کامل، کاملاں را راہنما

مزید لکھا: گنج بخش کے شہرت کا سبب یہی ہے کہ عوام میں گنج بخش کے نام سے بھی مشہور ہیں۔"

(تذکرہ اولیاء پاک و ھند، صفحہ 44، مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاھور کراچی)

اس شعر کے الفاظ کا مطلب:

گنج (خزانے)، بخش (دینے والے)، ہر دو عالَم (دونوں جہاں)، مظہر (ظہور کرنے والے) نورِ خدا (رسول اللہ ﷺ)

ناقصاراں (نامکمل و ظلمت میں گھرے ہوئے) پیرِ کامل (جامع الشرائط مرشد جو حق کی طرف ھدایت دے)

کاملاں (اہلِ علم، صوفیا) را (کیلئے) راہنما (حق کی طرف رہنمائی کرنے والے)

تشریح:

اس شعر کا اب مطلب یہ بنا کہ حضور حضرت علی بن عثمان ھجویری المعروف داتا صاحب علیہ الرحمہ کو اللہ نے وہ کمال بخشا ہے کہ آپ اللہ کے دیئے ہوئے خزانے دنیا میں لٹاتے ہیں۔

اور آپ نورِ خدا یعنی رسول اللہ ﷺ کے مظہر ہیں۔ مطلب کہ اولیاء اسوہ حسنہ پر اس طرح عمل کرتے ہیں کہ انکا ایک ایک عمل سے نورِ خدا یعنی مصطفٰی ﷺ کی سنت کا جلوہ نظر آتا ہے۔

اور آپ ظلمت میں گھرے ہوئے ناقص لوگوں کیلیئے پیرِ کامل کی صورت میں روشنی کا رستہ دِکھانے والے ہیں۔

اور جو لوگ پہلے ہی اہلِ علم و ھدایت یافتہ ہیں انکے لئے آپ راہنما ہیں۔

اس کے پہلے شعر میں داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خزانے لٹانے والا کہا گیا ہے۔ جو کہ دیوبندی مولوی نے نقل کیا۔

جبکہ یہ عقیدہ دھرمِ دیوبند میں شرک ہے۔ لیکن اللہ نے انکے قلم سے بھی داتا صاحب کا سکہ منوا دیا۔

اب کوئی دیوبندی کہہ سکتا ہے کہ یہ تو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کا شعر ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ

گر

دیوبندیوں کا امام سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے کہ:

"جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں نقل کرتا ہے اور اس کے کسی حصہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے۔"

(تفریح الخواطر، صفحہ 79 مطبوعہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ)

تھانوی کے خلیفہ نے تائیداً یہ شعر نقل کر کے مان لیا کہ داتا حضور علیہ الرحمہ اللہ کے خزانے لٹاتے ہیں۔
یا تو اپنے اکابرین کی بات مان لو یا پھر انکو مشرک بنانے کیلئے تیار ہو جاؤ۔
ہم تو ہر دم کہیں گے:

گنج بخشِ ہر دو عالَم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاراں پیرِ کامل، کاملاں را راہنما

دیوبندیوں کی تقیہ بازی

پوسٹ میں نظر آنے والا چینل "سنی میڈیا آفشل" یہ ہرگز ہرگز سنیوں کا نہیں ہے بلکہ یہ دیوبندیوں کا ہے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کیلئے "سنی میڈیا" نام رکھا ہوا ہے۔

خیال رہے کہ دیوبندی اکابرین غضب کے تقیہ باز تھے۔ یہ جھوٹ بولنا اور سچائی چھپانا انکو اپنے اکابرین سے وراثت میں ملا ہے۔ ایک حوالہ ملاحظہ کیجئے کہ یہ لوگ سنیوں کو اپنے جال میں پھنسانے کیلئے کیسے کیسے تقیہ باز بن جاتے ہیں:

"مولوی اشرف علی تھانوی نے جب کانپور میں محفلِ میلاد اور قیام میں شرکت کرنا شروع کیا تو گنگوھی کو جب پتہ چلا تو فوراً تھانوی کو خط لکھ کر منع کیا، آگے سے تھانوی نے کہا کہ میلاد و قیام کی محافل میں شرکت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تنخواہ لینی ہوتی ہے۔ اور یہاں شہر میں ٹھہرنے کیلئے یہ چیزیں اپناتا ہوں، ورنہ لوگ وھابی کہہ کر ذلیل کریں گے۔"

(تذکرۃ الرشید، (ملخصاً) جلد 1، صفحہ 118، مطبوعہ ادارہ اسلامیات کراچی)

پتہ چلا کہ دیوبندی کبھی کبھی دھوکہ دینے کیلئے بھولے بھالے سنیوں کیساتھ ملکر ایسے افعال کریں گے کہ جس سے عام عوام دھوکہ کھا کر انہیں سنی سمجھ کر انکے جال میں پھنس جاتی ہے۔ اور عقیدہ اہلسنت سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔
لہذا سنی ایسے لوگوں سے ہوشیار رہیں۔ اسی طرح پوسٹ میں نظر آنے والا چینل "سنی میڈیا" بھی سنیوں کا نہیں ہے۔ بلکہ دیوبندیوں نے دھوکہ دینے کیلئے یہ نام رکھا ہوا ہے۔

سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سُونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

چائے کے شوقین سُنّی بہن بھائیوں کیلئے دھچکا

"وھابیوں کے شیخ الاسلام مولوی ابراھیم میر سیالکوٹی کے شاگرد، مولوی عبدالمجید سوھدروی نے کچھ وھابی مولویوں کی چائے کی دعوت کی، مولوی عبدالمجید نے سوال کیا کہ چائے کافر ہے یا مسلمان؟
تو مولوی حنیف ندوی وھابی نے جواب دیا "چائے وھابی ہے"۔"

(حیات و خدمات مولانا عبدالمجید سوھدری، (ملخصاً) صفحہ 109، مطبوعہ مسلمان کمپنی سوھدرہ گوجرانوالہ)

لہذا چائے کے شوقین سُنّیوں سے التماس ہے کہ چائے کو آگ پر خوب جوش دے کر پہلے اسکی وھابیت ماری جائے پھر اسکو پِیا جائے۔
اور وھابیت کو تیز پتی دینے سے گریز کریں۔
اگر وھابی میں مکھی گر جائے تو ڈبو کر نکال دیں۔

تم کتنے وھابی جلاؤ گے؟
ہر برتن سے وھابی نکلے گا

بریلوی بزرگ پر گند کھانے کے اعتراض کا جواب

ایک وھابی نجدی اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”بریلویوں کا بزرگ بارہ سال اپنا پاخانہ اور پیشاب کھاتا پیتا رہا تب جاکر اسے ولایت ملی“

(تذکرہ غوثیہ، صفحہ 349، مطبوعہ ملک سراج الدین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور)

الجواب:: لعنۃ اللہ علی الکٰذبین، وھابی ہو اور جھوٹ نہ بولے یہ کیسے ممکن ہے؟
نجدی دجال نے جس کتاب کا حوالہ پیش کیا وہ ہرگز بریلویوں کی کتاب نہیں سیدی اعلٰی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اس کتاب تذکرہ غوثیہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ ملاحظہ ہو:
اعلٰی حضرت لکھتے ہیں کہ:

”کتاب تذکرہ غوثیہ جس میں غوث علی شاہ پانی پتی کا تذکرہ ہے ضلالتوں، گمراہیوں بلکہ صریح کفر کی باتوں پر مشتمل ہے.......... ایسی ناپاکی بے دینی کی کتاب کا دیکھنا حرام ہے جس مسلمان کے پاس ہو جلا کر خاک کر دے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 15، صفحہ 279، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

جس کتاب کا حوالہ دے کر نجدی دجال، اھلسنت پر چسپاں کر رہا ہے۔
تاجدارِ بریلی امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرمارہے ہیں کہ یہ کتاب ضلالتوں، گمراہیوں، بلکہ صریح کفر کی باتیں پر مشتمل ہے ایسی ناپاکی بے دینی کتاب کی کتاب کو دیکھنا حرام بلکہ جس کے پاس ہو جلا کر خاک کر دے۔
لیکن نجدی بدبخت وہی کتاب ہم پر تھوپ رہا ہے جسکی تردید ہمارے اعلٰی حضرت نے کئی برس قبل کر دی۔

لہذا بریلویوں کے نزدیک پاخانہ کھانے سے ولایت ملنا تو ثابت ہو نہ سکا۔ ہاں وھابیہ دیابنہ کیا کیا کھاتے ہیں ملاحظہ ہو۔ شاید میں یہ حوالہ کبھی نہ پیش کرتا مگر نجدیہ نے ہمارے بزروگوں پر بکواس کو اپنا وطیرہ بنا لیا ہے۔ تو مجبوراً پیشِ خدمت ہے۔

منی کھانا جائز

وھابیہ کے محقق شارح بخاری، مولوی ابوالحسن نے لکھا کہ:

''جب منی پاک ٹھہری تو آیا اس کا کھانا بھی درست ہے یا نہیں؟ اس میں دو قول ہیں''

(فقه محمدیه، جلد اول، صفحه 41، در مطبع محمدی واقع لاهور فقیر الله طبع نمود، 1317ھ)

معلوم ہوا کہ بعض وھاب یہ کے نزدیک منی کھانا جائز ہے۔ کیونکہ وھابی محقق نے منی کھانے کے جو دو قول ذکر کیئے ایک جواز کا اور دوسرا عدمِ جواز کا تو یہ اقوال وھابیہ کے ہی ہیں۔ ہمارے نزدیک کلی طور پر ایسی گندی چیز کھانا حرام ہے۔ جبکہ بعض وھابیہ حلّت کا قول کرتے ہیں۔

لو جی ثابت کرنے آئے تھے کہ بریلوی بزرگ پاخانہ کھاتے ہیں وہ تو ثابت ہو نہ سکا مگر یہ ثابت ہو گیا کہ بعض وھابیہ کے نزدیک منی کھانا جائز ہے۔

نجدی آلو چھولے پیشاب والے

وھابیہ کا محدث وحید الزماں حیدر آبادی لکھتا ہے:

''لو انتفخت الحنطة من بول الانسان او الحمص او نحوه تنقع الماء و تجفف فتطهر''

اور اگر گندم یا چنوں میں یا کسی اور چیز میں اتنا انسانی پیشاب ڈالا کہ گندم اور چنے پھول گئے انکو پانی میں ڈال کر نکال لیں اور خشک کر لو تو پاک ہو گئے''

(نزل الابرار من فقه النبی المختار، جلد1، صفحه 50، مطبوعه بنارس هند)

نجدی گوبر پوائنٹ

نجدیہ کا محدث لکھتا ہے:

''ولو خرج شعیر فی بعر او روث او حتی یوکل بعد غسله''

یعنی:

اور اگر گوبر یا مینگنی یا جگالی (جانوروں کے منہ سے نکلنے والی رال) سے جَو (گندم کا دانہ) نکلا تو اسے دھو کر کھایا جائے"

(نزل الابرار من فقه النبی المختار، جلد1، صفحه54، مطبوعه بنارس هند)

خنزیر اور کتے کا جھوٹا کھانا

وھابی محدث لکھتا ہے:

"واختلفوا فی لعاب الکلب والخنزیر و سورهما والارجح طهارته"

یعنی::

کتے اور خنزیر کے تھوک اور جوٹھے میں اختلاف ہے اور راجح قول یہ ہے کہ یہ پاک ہے"

(نزل الابرار من فقه النبی المختار، جلد1، صفحه54، مطبوعه بنارس هند)

نجدیہ کا چوہے کے پاخانہ والے پراٹھا

یہی وھابی محدث وحید الزماں حیدر آبادی اپنی دوسری کتاب میں لکھتا ہے:

"ولو وجد خرء فارة خلال خبز یحل اکله"

یعنی:

اور اور اگر روٹی کے بیچ میں چوہے کا پاخانہ پایا گیا تو اسکا کھانا حلال ہے"

(کنز الحقائق من فقه خیر الخلائق، صفحه232، طبع فی مطبع شوکت الاسلام الواقع فی بنگلور، 1332ھ)

کچھ حوالے آلِ دیوبند کے

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ:

"ایک مؤحد سے لوگوں نے کہا کہ اگر غلیظ (پاخانہ) و حلوہ ایک ہیں تو دونوں کو کھاؤ انہوں نے بشکلِ خنزیر ہو کر گوہ (پاخانے) کو کھا لیا پھر بصورتِ آدمی ہو کر حلوہ کھا لیا"۔

(امدادالمشتاق،صفحہ100،مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاھور)

خیال رہے یہ خنزیر بن کر پاخانہ کھانے والا موحد آدمی وھابی دیوبندی ہی تھا کیونکہ یہ لوگ سنیوں کو موحد (توحید پرست) نہیں کہتے بلکہ بدعتی کہتے ہیں...

شرم کرو خنزیر بن کر پاخانہ کھانے والی قوم کس منہ سے گیارھویں کے پاکیزہ حلوے پر اعتراض کرتے ہو؟؟

گوں کھا کے آرہا ہوں

خیال رہے آلِ دیابنہ حقیقت میں بھی پاخانہ کھا لیتی ہے مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ مولوی یعقوب خان نے مولوی احمد حسن دیوبندی سے پوچھا کہ مولوی صاحب کہاں سے آرہے ہو؟

"فرمایا: کیا بتاؤں کہاں سے آرہا ہوں۔ جھک مار کے آرہا ہوں گوں (پاخانہ) کھا کے آرہا ہوں

(ارواح ثلاثہ،صفحہ120،مطبوعہ اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاھور)

یہ قصہءِ مختصر ناتمام ہے
جو کچھ بیاں ہوا آغازِ باب ہے

انہی حوالہ جات پر اکتفاء کرتا ہوں ورنہ اس موضوع پر فقیر کے پاس اتنے حوالہ جات ہیں کہ ایک کتابچہ ترتیب دیا جا سکتا ہے۔ شاید ہم نجدیہ کے گھر سے ایسے حوالہ جات پیش نہ کرتے مگر نجدیہ نے ہمارے بزرگ اولیاء پر طعن و تشنیع اور بکواس کو اپنا مشغلہ بنا لیا ہے۔ مجبوراً ہم نے جواب میں یہ چند حوالے نقل کیئے۔ ورنہ اس کے علاوہ بھی بہت سے ایسے حوالہ جات ہیں کہ منہ چھپاتے پھریں۔
نجدی آئے تھے ثابت کرنے کہ بریلوی بزرگ بارہ سال تک پاخانہ اور پیشاب کھاتا پیتا رہا۔

یہ تو ثابت نہ ہو سکا مگر نجدیوں نے اپنے گھر سے منی کھانا ثابت ہو گئی۔
چوہے کے پاخانہ والی روٹی کا جواز ثابت ہو گیا۔ گوبر اور لید سے نکلے ہوئے گندم کے دانے کھانے کا جواز ثابت ہو گیا۔
یہاں تک آلِ نجد کے گھر سے پاخانہ کھانا بھی ثابت ہو گیا۔

ہم خاموش تھے کہ برہم نہ ہو گلشن کا سکون
نادان سمجھ بیٹھے کہ قوّتِ للکار ہی نہیں

ایک ہندو کو ابدال کہنے کے اعتراض کا جواب

اعتراض:: ایک دیوبندی نے اعلٰی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ کو نقل کیا کہ؛ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک مندر کے پاس سے گزرے تو مندر سے ایک ھندو سادھو نکلا اور اعلی حضرت امام احمد رضا خان کو سلام کر کے کان میں سرگوشی کر کے دوبارہ واپس چلا گیا۔ جب پوچھا گیا کہ کون تھا؟ تو فرمایا کہ وقت کا ابدال.

آگے دیوبندی کہتا ہے کہ احمد رضا خان بریلوی نے ایک ھندو کو وقت کا ابدال مان لیا لہذا احمد رضا خان کافر۔

جواب؛؛ پہلے نمبر پر تو جو حوالہ پیش کیا اس میں کہیں بھی ھندو کا لفظ موجود نہیں بلکہ سادھو کا لفظ موجود ہے۔ اور سادھو کسے کہتے ہیں آیئے اہلِ لغت سے پوچھ لیتے ہیں۔

لغت کی مشہور کتاب فیروز اللغات میں "سادھو" کے معنی یوں بیان کیئے گئے۔

"سادھو؛؛ جوگی، درویش، پارسا، پرہیزگار، دیندار، معصوم، نیک، بھلا مانس"

(فیروز اللغات، صفحہ 762، مطبوعہ فیروز سنز اردو بازار لاھور)

ان سب معنوں میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ سادھو فقط ھندو کو ہی کہتے ہیں۔ بلکہ وہ سادھو درویش تھا۔ اب سوال یہ کہ وہ مندر میں کیا کر رہا تھا؟

درویش مجذوب پر کوئی حکم نہیں لگتا۔ اور فقط مندر کا چکر لگانے سے بندہ ھندو نہیں ہو جاتا۔ اور تھانوی نے لکھا: کہ مجذوبین احکامِ شرع کے مکلف نہیں ہوتے۔ (ملخصًا)

(ارواحِ ثلاثہ، صفحہ 314، حکایت: 439، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

تھانوی لکھتا ہے کہ:

"کوئی جگہ اولیاء اللہ سے خالی نہیں"

(امداد المشتاق، صفحہ 46، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاھور)

مزید اشرف علی تھانوی نے علمائے دیوبند کے پیر و مرشد کے بارے میں لکھا کہ؛

"جن لوگوں کو ہم (علمائے دیوبند) کافر سمجھتے تھے۔ حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) انکو صاحبِ باطن فرماتے تھے۔"

(ارواحِ ثلاثہ، صفحی 149، حکایت: 174، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

اس سے یہ بات بھی پتہ چلی کہ علمائے دیوبند نے بہت سے صاحبِ باطن اولیاء لوگوں کو بلا وجہ کافر کہا، تبھی تو اِنکے پیر و مرشد اُنکو مسلمان بلکہ اولیاء سمجھتے تھے۔ جنکی علمائے دیوبند تکفیر کیا کرتے تھے۔

یہاں بھی معاملہ کچھ ایسا ہی ہے کہ جس ابدال کو دیوبندی ھندو کہہ رہے ہیں حقیقت میں وہ ولی ہی تھا۔

میری جان گھر کی خبر لو

دیوبندیوں کا مجدد مولوی اشرف علی تھانوی تائیداً لکھتا ہے کہ:

"ایک شخص نے بیان کیا کہ ایک بزرگ کہتے تھے کہ تمام آدمی، کیا مشرک، اور کیا کافر، و کیا مومن سب کو خدا کی رسائی ہو سکتی ہے، اسلام شرط نہیں۔ ارشاد فرمایا کہ یہ بزرگ باوجود کمال کے سیر اسماء میں سے تھے البتہ مرتبہ حقائق میں یہ درست ہے۔"

(امداد المشتاق، صفحہ 46، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

جی تو دیوبندیوں کا امام تھانوی کہہ رہا ہے کہ کفار و مشرکین، ہندو، سکھ، عیسائی بھی عارف باللہ ہو سکتے ہیں۔ انکی رسائی خدا تک ہو سکتی ہے۔

کافروں کی رسائی خدا تک ماننے والا دیوبندیوں کا امام تھانوی ہے اور الزام ہمارے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر؟؟؟
پہلے گھر کی خبر لو تمہارا جدِّ امجد تھانوی دوسرے لفظوں میں کہہ رہا ہے کہ ہندو مرتبۂ ولایت پر فائز ہو ہو سکتا ہے۔ اللہ تک رسائی ہو سکتی ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ محمدِ مصطفیٰ ﷺ کے بغیر رب تک رسائی ناممکن ہے۔ پہلے اسلام قبول کر کے حضور سیّدِ عالم ﷺ تک رسائی حاصل کرے پھر حضور ﷺ کی بدولت خدا تک رسائی ہو گی۔

دیوبندی مجدد مولوی اشرف علی تھانوی مزید لکھتا ہے کہ:

"ہندو قوم کا ایک شخص سلام لانے سے پہلے مجاھدے کیا کرتا تھا۔ اس نے قبل از اسلام اتنی محنت کی تھی کہ اس ہندو کی چودہ طبق تک نظر پہنچ جاتی تھی (ملخصًا)

(امداد المشتاق، صفحہ 66، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

دیوبندیوں کے امام کے نزدیک ہندو حالتِ کفر میں بھی مجاھدے کر کے یہاں تک پہنچ گیا تھا کہ اس ہندو کی نظر چودہ طبق تک چلی جاتی۔
اور دوسری طرف دیوبندیوں کے خلیل احمد انبیٹھوی نے لکھا کہ:
"رسول اللہ ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں"

(البراھین القاطعہ، صفحہ 55، مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند یو پی ھند)

دیوبندیوں کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ایک ھندو کی نظر کی طاقت مان رہے ہیں کہ اسکی نظر چودہ طبق تک چلی جاتی مگر جب رسول اللہ ﷺ کی نظر مبارک کی باری آئی تو لکھ دیا کہ دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں (معاذاللہ) کیا یہی ہے تمہاراعشقِ رسول ﷺ؟

کفار و مشرکین ھندو کی نظر کی طاقت تم مانو، اور کفار و مشرکین ھندو کی خدا تک رسائی تم لوگ مانو اور الزام امام احمد رضا خان پر؟؟

پس ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جس سادھو کو ابدال کہا وہ ھندو ہرگز نہ تھا بلکہ درویش تھا۔ کیونکہ ہمارے نزدیک ایمان کیساتھ مصطفٰی کریم ﷺ کے بغیر اللہ تک رسائی ممکن نہیں۔
جب رسائی ممکن نہیں تو ھندو ابدال کیسے بن گیا؟؟
اور عبارت میں بھی کہیں ھندو کا لفظ موجود نہیں ہے۔ ہاں دیوبندوں کی عبارات میں کفار مشرکین بلکہ ھندو کا لفظ موجود ہے۔
لہذا جو الزام دیوبندی لوگ اعلٰی حضرت علیہ الرحمہ کو دینے نکلے تھے اس میں خود ہی انکے بڑے جھکڑے گئے۔ بلکہ صد صالہ جشنِ دار العلوم دیوبند میں خصوصیت کیساتھ علمائے دیوبند نے اندرا گاندھی کو بلایا اور اسٹیج پر بٹھایا۔ اور اندرا گاندھی نے جشنِ دارالعلوم دیوبند میں تقریر بھی کی۔

(روزنامہ جنگ کراچی، بدھ 8 جمادی الاول 1400ھ، بمطابق 26 مارچ 1980)

پتہ چلا کہ دیوبندیوں کے ھندوؤں سے یارانے پرانے ہیں۔

ہم خاموش تھے کہ برہم نہ ہو گلشن کا سکون
نادان سمجھ بیٹھے کہ قوّتِ للکار ہی نہیں

ٹرین رکنے والی کرامت کا جواب

کچھ عرصہ قبل اعلی حضرت امام احمد رضا خان محدثِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت لکھ کر پوسٹ کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ مغرب کی نماز ادا کرنے کیلئے ٹرین سے اسٹیشن پر اترے جہاں صرف دو منٹ کیلئے ٹرین نے رکنا تھا جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے نیچے اتر کر باجماعت نماز شروع کی تو انجن کے ڈرائیور نے ٹرین کے انجن کو چلانا چاہا لیکن انجن اپنی جگہ سے ہِل نہیں رہا تھا۔ کسی نے دیکھ کر شور مچایا کہ

انجن کیسے چلے یہ دیکھو ایک درویش نماز پڑھ رہا ہے۔ پھر لوگوں کا ہجوم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے گرد جمع ہو گیا جیسے ہی اعلی حضرت علیہ الرحمہ نماز ادا کر کے اپنے رفقاء کے ہمراہ ٹرین میں بیٹھے تو انجن چل پڑا...... بتصریفہ

یہ کرامت تھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی جس کو دیکھ کر آلِ نجد کو بدعت کے دورے اور شرک کے مروڑ اٹھنے لگ گئے۔ اور تمسخُر کرنے لگے کہ مولوی احمد رضا خان کی وجہ سے ٹرین کیسے رُک گئی؟ یہ تو شرکیہ تصرف ہے۔

الجواب: یہ چیزیں کرامات کے قبیل میں سے ہیں جو اللہ کی طرف سے اولیاء کو عطا ہوتی ہیں۔
دیکھو بنی اسرائیل کا ولی آصف بن برخیاء ڈیڑھ ہزار میل دور سے "اَسّی گز لمبا چالیس گز چوڑا" تخت اٹھا کر پل بھر میں سلیمان علیہ السلام کے قدموں میں لے آیا۔

جب بنی اسرائیل کے اولیاء کی طاقت اس قدر ہے تو امتِ محمدیہ کے اولیاء کی طاقت و کرامت کا اندازہ کیسے لگایا جا سکتا ہے؟

(1) آئیے اب تحقیقی جواب کی طرف سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کا مذاق اڑانے والے نجدی اپنے جَدِّ امجد ابن عبد الوھاب نجدی کی سنیں وہ لکھتا ہے کہ:

”اولیاء کی کرامات کا قرار کرو یہ بھی یاد رکھئے کہ اولیاء کی کرامات کے منکر صرف بدعتی اور گمراہ لوگ ہی ہوتے ہیں“

(الجامع الفرید، رسالہ الشبہات، صفحہ 31، مطبوعہ انصار السنۃ المحمدیہ، کلیار روڈ لاہور)

پتہ چلا کہ اولیاء کی کرامات کا مذاق اڑنے والے بدعتی ہے۔ لہذا اب اگر اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کا مذاق اڑائیں گے تو بدعتی و گمراہ ٹھہریں گے۔

(2) اگر کوئی نجدی یہاں کہے کہ ہم احمد رضا خان کو ولی نہیں مانتے تو وہ اپنے مناظرِ اعظم مولوی ثناء اللہ امرتسری کی سنیں، وہ لکھتے ہیں کہ:

”مولانا احمد رضا خان مرحوم مجدد مائۃ حاضرہ“

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد صفحہ، مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث مچھلی منڈی لاہور)

جب تمہارے مناظرِ اعظم نے اعلی حضرت کو مرحوم و جنتی اور مجدد مان لیا تو پیچھے ولایت کا انکار باقی نہیں بچتا۔ کیونکہ مجدد اللہ کا ولی ہوتا ہے۔

آیئے اب الزامی جواب کیطرف: کہتے ہیں کہ جی تمہارے اعلی حضرت نے ٹرین کیسے روک لی؟
ہم کہتے ہیں اللہ نے اپنے ولی کی کرامت ظاہر کی تو ٹرین رکی رہی۔

یہ تو ایک ٹرین کا انجن ہے آلِ نجد کے اجداد تو پوری دنیا قبضے میں کرنے کے چکر میں تھے۔

کائنات کو قبضے میں کرنے والا نجدی وظیفہ

(3) نجدی مولوی پروفیسر ابو بکر غزنوی خطبہ جمعہ میں منبر پر بیٹھ کر مسجد میں یہ بات کہتا ہیں کہ:

"ان کے دادا عبد الجبار غزنوی حزب البحر وظیفہ باقاعدگی سے کرتے تھے۔ حزب البحر وظیفہ تسخیر (کائنات کی چیزوں کو قبضے میں کرنے) کا وظیفہ ہے جس میں وظیفہ کرنے والا اللہ تعالی سے درخواست کرتا ہے کہ یہ زمین، آسمان، ہوا، فضا، صحرا، دریا، بیاباں، کوہستاں، پہاڑ، سمندر، انسان اور تمام مخلوق میرے لئے مسخر کر دے۔"

(تحریك اهلحدیث تاریخ کے آئینے میں، صفحه 335 مطبوعه مکتبه قدوسیه اردو بازار لاهور)

اس حوالے سے ثابت ہوا کہ نجدی عالم عبد الجبار غزنوی تمام مخلوقات کو مسخر کرنا چاہتا تھا اور اس کے لئے وظیفہ کرتا تھا۔

آلِ نجد بتائے کہ تمہارے دادا جی کے وظیفہ کرنے سے پوری کائنات کی چیزیں قبضہ میں ہو سکتی ہیں۔
تو
میرے اعلٰی حضرت علیہ الرحمہ کی نماز (جو کہ سب سے بڑا وظیفہ ہے) کیلئے اللہ کے حکم سے ٹرین کیوں مسخر نہیں ہو سکتی؟؟

اگر تمہارا مولوی زمین، آسمان، ہوا، دریا، صحرا، بیابان، کوھستان، پہاڑ، سمندر، انسان اور کائنات ک ہر مخلوق جس م یں ریل گاڑی بھی آ جاتی ہے ان سب کو قبضے میں کرنے کا وظیفہ کرتا ہے تاکہ چیزیں اسکے قبضے و حکم میں آجائیں۔

تو ہمارے امام احمد رضا خان کی ٹرین روکنے والی کرامت پڑھ کر کیوں شرک وبدعت کی نبض پھڑکنے بجنے لگ جاتی ہے۔؟؟؟

نجدی مولوی نے دریائے ستلج کا رُخ موڑ دیا

(4) وھابیہ کے شیخ الاسلام مولوی ابراھیم میر سیالکوٹی کے شاگرد مولوی عبد المجید خادم سوھدروی اپنے "غیر مقلد وھابی مولوی کمال الدین" کی کرامت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ دریائے ستلج کا رُخ گنگن پُور کیطرف ہو گیا قریب تھا کہ پورا گاؤں غرق ہو جاتا، سب لوگ جمع ہو کر مولوی کمال الدین کے پاس گئے، مولوی کمال الدین کی دعا قبول ہوئی:

”اگلے روز سے دریا نے اپنا رُخ گنگن پُور سے موڑ کر دوسری طرف کر دیا جس سے لوگوں کو انتہائی خوشی ہوئی۔“

(کراماتِ اہلحدیث، صفحہ 195، 196، مطبوعہ مسلم پبلیکیشنز سوہدرہ گوجرانوالہ)

اگر تمہارے مولوی کے دعا کرنے سے دریا اپنا رخ موڑ سکتا ہے۔ تو سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نماز کیلئے انجن کیوں نہیں رُک سکتا۔ حالانکہ نماز سب سے بڑی دعا، اور وظیفہ ہے۔

دریا کی طغیانی روکنے کا وظیفہ

(5) وھابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن خان بھوپالی ”دریا کی طغیانی روکنے کا وظیفہ“ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”وقتِ ہیجان بحر و طلاطم امواج کے ان حروف کو لکھ کر دریا میں ڈال دے وہ ساکن ہو جائے گا "کھیعص"، "ق"، "حم"، "الرحمن"۔“

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 203، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ اردو بازار لاہور)

اگر کلام اللہ سے سمندر کی طغیانی روکی جا سکتی ہے تو کیا نماز میں کلام اللہ نہیں؟
پھر ایک ولی کی نماز کی کرامت کے صدقے انجن رک جائے تو کیا تعجب؟؟

علماے دیوبند کا بحری جہازوں پر تصرف

(7,6) دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نقل کرتا ہے کہ:

"ایک مرتبہ میرا (راوی کے) بھتیجے حج کو آئے تھے، آگبوٹ (بحری جہاز) تباہی میں آگیا، حالتِ مایوسی میں انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک طرف حاجی (امداداللہ) صاحب اور دوسری طرف حافظ جیو صاحب آگبوٹ کو شانہ دیئے ہوئے تباہی سے نکال رہے ہیں، صبح کو معلوم ہوا کہ آگبوٹ دو دن کا راستہ طے کر کے صحیح و سالم کنارے پر لگ گیا۔"

(امدادالمشتاق، صفحہ 137، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

(شمائم امدادیہ، حصہ سوم، صفحہ 100، ناشر کتب خانہ اشرف الرشید شاہ کوٹ 2007)

ایک اور بحری جہاز طوفان سے بچایا

(8,9) مولوی اشرف علی تھانوی اپنے ایک دویوبندی مولوی کا واقعہ لکھتا ہے کہ:

"محبوب علی نقاش نے آکر بیان کیا کہ ہمارا آگبوٹ (بحری جہاز) تباہی میں تھا میں مراقب ہو کر آپ (یعنی حاجی امداد اللہ) سے ملتجی ہوا، آپ نے مجھے تسکین دی اور آگبوٹ تباہی سے نکال دیا۔"

(شمائم امدادیہ، حصہ سوم، صفحہ 88، ناشر کتب خانہ اشرف الرشید شاہ کوٹ 2007)

(امدادالمشتاق، صفحہ 121، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

دیوبندی مولوی نے بحری جہاز کو کندھا دیا

(10,11) تھانوی مزید لکھتا ہے کہ:

"بحرِ ہند میں بہت جوش تھا، مجھ کو آگبوٹ (بحری جہاز) میں اکثر انتشار ہوتا تھا مگر اسی حالت میں یہ معلوم ہوتا کہ آگبوٹ کے داہنے بائیں حضرت (حاجی امداد اللہ) صاحب قبلہ اور حضرت شیخی مولانا ادریس صاحب نگرمی مد ظلہ چلے آرہے ہیں اور آگبوٹ کو سنبھالے ہوئے ہیں الحمدللہ ۵ صفر ۱۳۱۴ھ کو کو بخر و عافیت کراچی بندگار پہنچ گئے، اور کسی دن غثیان تک نہیں ہوا۔"

(امدادالمشتاق، صفحہ138، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

(شمائم امدادیہ، حصہ سوم، صفحہ101، ناشر کتب خانہ اشرف الرشید شاہ کوٹ2007)

ایک اور بحری جہاز بچالیا

(12) مولوی سعد اللہ شجاع آبادی دیوبندی لکھتا ہے کہ:

"ایک بحری جہاز کو تباہی کے قریب تھا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے باطنی تصرف سے رہنمائی کر کے تباہی سے بچا لیا۔"

(واقعات و کرامات اکابرِ دیوبند، صفحہ62، ناشر عمر پبلیکیشنز یوسف مارکیٹ، اردو بازار لاہور)

ایک اور جہاز کو ڈوبنے سے بچالیا

(13،14) دیوبندیوں کا حکیم الامت مولو اشرف علی تھانوی اپنے پیر و مرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی کی کرامت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"ایک صاحب نے مجھ سے بیان فرمایا جو بکری کا بچہ پیدا ہوتا میں اس کی اُون کتروالیتا تھا۔ اس طرح میں نے اُون جمع کر کے حاجی (امداداللہ) صاحب کیلئے کملی (یعنی چادر) بنوائی اور وقت تک میں حاجی صاحب کی زیارت سے مشرف نہ ہوا تھا۔ بلکہ غائبانہ طور پر معتقد تھا۔ جب میں حج کیلئے گیا تو اس کملی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ ایک جگہ پر ہمارا جہاز طغیانی میں آگیا اور جہاز میں ایک شور مچ گیا میں چھتری پر تھا وہاں اُتر کر تنق کی جالیوں سے کمر لگا کر اور مُنہ لپیٹ کر ڈوبنے کیلئے بیٹھ گیا کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ اب کچھ دیر میں جہاز ڈوبنے والا ہے اسی اثناء میں مجھ پر غفلت طاری ہوئی

""""میں نہیں سمجھتا کہ وہ نیند تھی یا غم کی بدحواسی"" اسی غفلت میں مجھ سے ایک نے کہا کہ فلانے اٹھو اور پریشان مت ہو، ہوا موافق ہوگئی ہے۔

""کچھ دیر میں جہاز طغیانی سے نکل جائے گا اور میرا نام امداُاللہ ہے مجھے میری کملی دو""

میں نے گھبرا کر کملی دینی چاہی اسی گھبراہٹ میں آنکھ کھل گئی، میں نے لوگوں سے کہہ دیا کہ تم مطمئن ہو جاؤ جہاز ڈوبے گا نہیں کیونکہ مجھ سے حاجی (امداداللہ) صاحب نے فرما دیا ہے کہ جہاز ڈوبے گا نہیں۔ اس کے بعد میں نے لوگوں سے پوچھا کہ تم میں سے کوئی حاجی امداد اللہ

صاحب کو جانتا ہے؟ مگر کسی نے اقرار نہیں کیا۔"""""" آخر جہاز طغیانی سے نکل گیا اور ہم مکہ پہنچ گئے۔"""""
میں نے لوگوں سے کہہ دیا کہ مجھے حاجی صاحب کے بارے میں نہ بتلائیں میں خود ہی انکو پہچانوں گا جب میں طوافِ قدوم کر رہا تھا تو میں نے طواف کرتے ہوئے حاجی صاحب کو مالکی مصلّے کے قریب کھڑے دیکھا اور دیکھتے ہی پہچان لیا کیونکہ انکی شکل اور لباس وہی تھا جو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔
صرف فرق اتنا تھا کہ جب میں نے جہاز میں دیکھا تو اُس وقت آپ لُنگی پہنے ہوئے تھے اور اِس وقت پاجامہ، میں نہیں سمجھا کہ اتنا فرق کیوں تھا۔ خان صاحب (جو حکایت کے راوی) فرماتے ہیں کہ میں نے یہ وجہ بیان کی کہ جہاز کو طغیانی سے نکالنے کیلئے لُنگی ہی مناسب تھی اسی لئے آپ نے لُنگی پہنے دیکھا۔"

(ارواحِ ثلاثہ، صفحہ137، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور)

(معارفِ امدایہ، صفحہ129، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور)

دوستو.... ! آپ نے متعدّد حوالہ جات ملاحظہ کیئے کہ کئی بار بحری جہاز جب سمندر کی موجوں میں غرق ہونے لگتا تو علمائے دیوبند کے مرشد لُنگی باندھ کر سمندر میں مدد کرنے آجاتے۔ اور کندھا دے کر بحری بیڑہ کنارے لگا دیتے۔
اگر تھانوی کے پیر حاجی امداداللہ صاحب مکے سے بحری جہاز بچانے سمندر میں پہنچ سکتے ہیں۔ اور ڈوبتے بیڑے کو لُنگی باندھ کر بچانے کی خوشخبری دے سکتے ہیں۔
تو
میرے امام سیدی اعلٰی حضرت کی ولایت کی طاقت سے بِاذن اللہ ٹرین کیوں نہیں رُک سکتی؟؟؟
جس طرح بھاری مشنری والے جہاز کو کرامت کے زور پر تمہارے نزدیک مسخر کیا جاسکتا۔
اسی طرح ریل کا انجن بھی کرامت کے زور پر مسخر ہو کر رُک سکتا ہے۔

آلِ نجد سے سوال ہے کہ اگر یہ اعتقاد شرکیہ ہے تو پہلے اپنے مولویوں پر شرک فتویٰ لگاؤ کہ جو کبھی پوری کائنات کو قبضے میں کرنے کے چکر میں ہیں اور کبھی ڈوبتے بیڑے بحری جہاز بچانے کیلئے مکہ سے سمندر میں آنے کی کرامات نقل کر کے اس امر کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ پہلے گھر کی خبر لو پھر ہماری طرف آنا۔

وھابی مولوی نے بھی انجن روک لیا

(15) وھابیہ کے شیخ الاسلام مولوی ابراھیم میر سیالکوٹی کے شاگرد مولوی عبدالمجید خادم سوھدروی، اپنے وھابی مولوی کی کرامت لکھتا ہے کہ:

”حضرت مولوی نور الٰہی صاحب کی دوسری بڑی خوبی یہ تھی کہ نماز بڑے سکون سے ادا کرتے تھے ایک مرتبہ کہیں سفر کیلئے نکلے ساتھ اور عزیزان بھی تھے آپ ریلوے اسٹیشن پر پہنچے، ٹرین میں ابھی وقت باقی تھا کہ آپ نے نماز شروع کر دی، دورانِ نماز ٹرین آگئی ساتھی پریشان ہو گئے مگر آپ سکون سے نماز ادا کرتے رہے یہ پرانے وقت کی بات ہے اس وقت برانچ لائنوں پر چھ سات گھنٹوں کے بعد دوسری گاڑی آتی تھی، اسی دوران گارڈ نے سبز جھنڈی ہلائی اور سیٹی بجائی، ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کرنا چاہی مگر گاڑی نہ چلی، گارڈ وسل پر وسل دے رہا ہے مگر نہ چلی، ادھر مولوی صاحب پُرسکون حالت میں نماز پڑھ رہے ہیں آپ نے حسبِ معمول آرام سے نماز ختم کی، اٹھے اور آکر گاڑی میں قدم رکھا، گاڑی اسی وقت چل پڑی، لوگ حیران رہ گئے کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا ماجرا ہے۔“

(کرماتِ اھلحدیث، صفحہ 178، 179، مطبوعہ مسلم پبلیکیشنز سوھدرہ گوجرانوالہ)

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ٹرین رُکنے والی کرامت کا مذاق اڑانے والے نجدیوں کے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ جسکو تم مشرکانہ تصرف کہہ کر مذاق اڑا رہے ہو وہی مشرکانہ تصرف کے قائل و فاعل تمہارے مولوی بھی ہیں۔ ویسے ہی واقعے کا ثبوت آلِ نجد کے گھر سے پیش کر دیا۔ (للہ الحمد)

لہذا ہمارے کسی بھی بزرگ کی کرامت کا مذاق اڑانے اور شرک کے فتوے لگانے سے پہلے اگر نجدی اپنے گھر کی خبر لے لیا کریں تو اعتراض دانی بند ہو جائے گی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ٹرین رکنے والی کرامت پر چیخنے والے اپنے بزرگوں کی خبر لیں۔ کس طرح سمندری طوفان میں دھوتیاں باندھ کر بحری جہاز بچانے پہنچ جایا کرتے۔
اور کس طرح کائنات کو قبضے میں کرنے کے وظیفے کرتے۔
اور کس طرح دریاؤں رخ بدلنے کی کرامات گھڑتے۔
اگر یہ سب کچھ تمہارے نزدیک ہو سکتا ہے۔
تو ایک ولیٔ کامل، محدثِ وقت، مجددِ اسلام کی نماز کی خاطر خدا دو منٹ کیلئے ریل کا انجن بھی جام کر سکتا ہے۔
(مزید حوالہ جات بھی ہیں مگر انہی حوالہ جات پر اکتفاء کیا جاتا ہے)

صحیح کہا ہے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کہ؛

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں، اُسے منظور ہے بڑھانا تیرا

پہنچے ہوئے بزرگ

''حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ کچھ لوگ زعم (گمان) کرتے ہیں کہ احکامِ شریعت تو وصول (پہنچنے) کا ذریعہ تھے اور ہم واصل ہوگئے یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت۔ فرمایا وہ سچ کہتے ہیں، واصل ضرور ہوئے مگر کہاں تک ؟جہنم تک۔''

(فتاویٰ رضویہ، کتاب الشتّٰی، جلد29، صفحہ 63 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

یعنی جو دو نمبر پیر کہتے ہیں کہ ہم تو پہنچے ہوئے ہیں۔ ہمیں احکام شرع، نماز روزہ، وغیرہ کی ضرورت نہیں، ہماری لائن اور ہے مولوی کی لائن اور ہے۔ انکے متعلق حضرتِ جنیدِ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جی ہاں یہ لوگ واقعی پہنچے ہوئے ہیں، مگر جہنم تک۔

جب بھی پیر پکڑنا چاہو تو ان چار شرائط کو ملحوظِ خاطر رکھو

1. سُنّی صحیح العقیدہ ہو۔
2. کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بِنا کسی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے۔
3. اُس کا سلسلہ حضورِ اقدس ﷺ تک مُتّصل (مِلا ہوا) ہو، کہیں سے منقطع (ٹوٹا) ہوا نہ ہو۔
4. فاسِقِ مُعلِن (اعلانیہ کبیرہ گناہ کرنے والا) نہ ہو۔

(فتاوی رضویہ،فتاویٰ افریقہ،ملفوظاتِ اعلی حضرت، صفحہ228،مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

ان چار شرائط پر جو پورا اترا ہے وہی پیر کامل ہو سکتا ہے۔ عموماً مخالفین جن جاھلوں کو بنیاد بنا کر مسلکِ اھلسنت پر اعتراض کرتے ہیں۔ ایسے فاسقوں فاجروں کا مسلکِ اھلسنت سے کوئی تعلق نہیں۔

اعلی حضرت کے بچپن کے واقعے پر اعتراض کا جواب

ایک دیوبندی، سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"احمد رضا کے سیرت نگاروں نے احمد رضا کے بچپن کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ایک مرتبہ احمد رضا کے محلے میں ایک عرب شیخ آ گئے۔ اور لوگوں سے عربی میں راستہ پوچھنے لگے۔ لوگ حیران پریشان اتنے میں ننھے احمد رضا اچھلتے کودتے کہیں سے آ گئے۔ عرب شیخ نے ان سے راستہ پوچھا تو ننھے احمد رضا نے ایسی فصیح و بلیغ عربی بولی کہ عرب شیخ نے حیرت سے انگلی منہ میں رکھ لی اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھتے ہیں۔ عرب دنیا میں جب احمد رضا کا ترجمہ قابل ضبط قرار پایا تو اس کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی کہ ان صاحب کو درست عربی نہیں آتی دیکھا آپ نے تضاد۔ اس سے آپ کو یقین آ گیا ہو گا کہ احمد رضا کی سیرت لکھی نہیں گئی وضع کی گئی ہے۔

الجواب: اعلی حضرت سیدی امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کا بچپن میں ہی عربی بولنا یہ اللہ کریم کا فضل اور اسکی عطا ہے:

ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ (الجمعہ:۴)

اگر علمائے دیوبند کے نصیب میں نہیں تو اپنی قسمت پر ماتم کریں، احمد رضا سے جلیں مت،

سیدی اعلٰی حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ کی کرم نوازیاں؛؛

صرف ایک مہینہ میں حافظ قرآن ہوئے اور نماز تراویح میں مکمل قرآن سنایا۔۔۔۔

ساڑھے تین سال کی عمر میں عربی زبان میں ایک بزرگ سے فصیح کلام فرمایا۔۔۔۔

چار سال کی عمر میں ناظرہ قرآن مجید ختم فرمایا۔۔۔۔۔

چھ سال کی عمر میں بزبان فصیح و بلیغ ماہ ربیع الاول کے موقع پر "میلاد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم" کے عنوان پر شاندار خطاب فرمایا۔۔۔۔

آٹھ سال کی عمر میں علم نحو کی درسی کتاب "ہدایۃ النحو" کی عربی شرح تحریر فرمائی۔۔۔۔۔

تیرہ سال کی عمر میں عالم و فاضل کی سند حاصل فرمائی۔۔۔۔

چودہ سال کی عمر میں محدث و مفتی کا عہدہ سنبھالا اور مسئلۂ رضاعت پر پہلا فتوی دیا۔۔

یہ تو تھے سیدی اعلٰی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کہ جنکا بچپن علم و حکمت کے سمندر میں گزرا،

اب آئیے ذرا دیوبندیوں نے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کے بچپن کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

تھانوی مسجد سے جوتے چوری کرلیا کرتا

دیوبندیوں کا حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنے بچپن کا کارنامہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

''ایک مرتبہ میرٹھ میں میاں الٰہی بخش صاحب مرحوم کی کوٹھی میں جو مسجد ہے (میں نے) سب نمازیوں کے جوتے جمع کر کے اس کے شامیانہ پر پھینک دیئے نمازیوں میں غل مچا جوتے کیا ہوئے؟''

(ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد 4، صفحہ 264 مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ ساڑھے تین سال کی عمر میں عربی میں گفتگو کریں۔

اور تمہارا گھریلو حکیم الامت اس عمر میں مسجد سے لوگوں کے جوتے چرا کر شامیانے پر پھینکے۔

جلن تو اپنے آپ ہو گی دیوبندیوں کو؟؟؟

دیوبندی جوتے کی امامت

مولوی اشرف علی تھانوی اپنے بچپن کا ایک اور کارنامہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

''ایک دن سب لڑکوں اور لڑکیوں کے جوتے جمع کر کے ان سب کو برابر ا (صف بنا کر) رکھا اور ایک جوتے کو سب سے آگے رکھا، وہ گویا کہ امام تھا (باقی جوتے مقتدی) اور پلنگ کھڑے کر کے اس پر کپڑے کی چھت بنائی اور وہ مسجد قرار پائی۔''

(ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد 4، صفحہ 263،264 مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

دیوبندیو...!!! پہلے اپنے مجدد کے بچپن پر ایک نظر ڈال لو پھر میرے امام کے بچپن پر اعتراض کرنا،

تھانوی نے مہمان کے کھانے میں کتا ڈال دیا

تھانوی اپنے بچپن کے کارنامہ کو فخریہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:
"ایک صاحب تھے سیکری کے، ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی، بہت ہی نیک اور سادہ آدمی تھے والد صاحب انکو ٹھیکے کے کام پر رکھ چھوڑ تھا، ایک دفعہ کمریٹ سے گرمی میں بھوکے پیاسے گھر آئے اور کھانا کھانے میں مشغول ہوگئے، گھر کے سامنے بازار ہے، میں نے سڑک پر سے ایک کتے کا پلہ چھوٹا سا پکڑ کر گھر لاکر اُنکی دال کی رکابی میں رکھ دیا، بے چارے روٹی چھوڑ کر کھڑے ہو

گئے۔"

(ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد4، صفحہ264،265 مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

یہ تھے دیوبندیوں کے امام جو بچپن میں بھی شطانی کام کرنے باز نہ آتے۔

اور ایک ہیں ہمارے امام جو بچپن میں بھی فصیح عربی میں گفتگو کریں، اور علمی کاموں میں مشغول رہیں۔

دیوبندیو.....!!!کس منہ سے اعتراض کرتے ہو؟؟

چارپائیاں رسی سے باندھ دیں

اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے تھانوی نے مزید کہا کہ:
"ایک دفعہ مجھے شرارت سوجھی کہ برسات کا زمانہ تھا، مگر ایسا کبھی برس گیا، کبھی کھل گیا مگر چارپائیاں باہر ہی بچھی رہتی تھیں......پس والد صاحب اور ہم دونوں بھائی ہی مکان میں رہتے تھے تینوں کی چارپائیاں ملی ہوئی بچھتی تھیں، ایک دن میں نے چپکے سے تینوں چارپائیوں کے پائے رسی سے آپس میں خوب کس کے باندھ دیئے، اب رات کو جو مینہ برسنا شروع ہوا تو والد صاحب جدھر سے بھی گھسیٹتے ہیں تینوں کی تینوں چارپائیاں ایک ساتھ گھسٹتی چلی آتی ہیں رسیاں کھولتے ہیں تو کھلتی نہیں، کیونکہ خوب کس کے باندھی گئیں تھیں، کاٹنا چاہا تو چاقو نہیں ملتا غرض بڑی پریشانی ہوئی، اور بڑی مشکل سے پائے کھل سکے۔ اور چارپائیاں اندر لیجائی جا سکیں، اس میں اتنی دیر لگی کہ خوب بھیگ گئے۔ والد صاحب بڑے خفا ہوئے کہ یہ کیا نامعقول حرکت تھی۔"

(ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد4، صفحہ264 مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

یہ تھا دیوبندیوں کا مجدد اشرف علی تھانوی، اور جو ساڑھے تین سال کی عمر میں فصیح عربی بولے اسے احمد رضا کہتے ہیں۔

تھانوی نے بڑے بھائی کے سر پر پیشاب کر دیا

دیوبندیوں کا مجدد اپنا ایک اور واقعہ فخریہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:
"میں ایک روز پیشاب کر رہا تھا، بھائی صاحب نے میرے سر پر آ کر پیشاب کرنا شروع کر دیا، ایک روزہ ایسا ہوا کہ بھائی پیشاب کر رہے تو میں نے اُن کے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔"

(ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد4، صفحہ265مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

بھائی کے سر پر پیشاب کی دھاریں مارنے والے کیا جانیں رتبہ احمد رضا کا۔۔۔

تھانوی والد کی بدنامی کا سبب

دیوبندی امام مولوی اشرف تھانوی کہتا ہے کہ:
"جہاں اس قِسم کی کوئی بات شوخی (شرارت و بے حیائی) کی ہوتی تھی، لوگ والد صاحب کا نام لیکر کہتے یہ انکے لڑکوں کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔"

(ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد4، صفحہ265، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

تھانوی فخریہ اپنے بارے کہتا ہے کہ:
"میرے فعل کا مشاھدہ تھا غرض جو کسی کو نہ سوجھتی تھی وہ ہم دونوں بھائیوں کو سوجھتی تھی۔"

(ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد4، صفحہ265، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

ایک طرف ہے اعلٰی حضرت سیدی امام احمد رضا خان رحمۃ اللّٰہ علیہ کا بچپن جس پر دیوبندی اعتراض کر رہے ہیں۔
اور دوسری طرف ہے مولوی اشرف علی تھانوی کا بچپن جس میں وہ مسجدوں سے جوتے چُرا رہا ہے۔

مہمانوں کے کھانے میں کتے ڈال رہا ہے۔

گھر کی چارپائیاں باندھ کر والد والد کو تکلیف دے رہا ہے۔

جوتوں کو امام بنا رہا ہے۔

اپنے باپ کی بدنامی کا سبب بن رہا ہے۔

اور اپنے بڑے بھائی کے سر پر پیشاب کر رہا ہے۔

تو یہ لوگ کس منہ سے اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن پر اعتراض کرتے ہیں؟؟

دوستو..!!!آپ خود فیصلہ کریں کہ ایک طرف پاکیزہ علمی بچپن،

اور اور دوسری طرف شیطانی، حیوانی بچپن۔

تو پھر بچپنِ اعلی حضرت پر اعتراض کرتے ہوئے شرم آنی چاہیئے دیوبندیوں کو۔

کیا ترجمہ کنزالایمان درست نہیں؟

رہا یہ اعتراض کہ ترجمہ کنزالایمان درست نہیں ہے اس لئے اس پر عرب میں پابندی ہے۔ تو اس اعتراض کو سوائے جہالت، تعصب اور بے وقوفی کے علاوہ ہم اسے کچھ نہیں کہیں گے۔

اگر کسی ملک میں کسی خاص چیز پر پابندی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز غلط ہے تو دیوبندی تبلیغی جماعت کے تشخص پر بھی عرب میں پابندی ہے۔ نجدی عرب عالم حمود التویجری نے تبلیغی دیوبندیوں کے ردّ میں کتاب لکھی جسکا نام

"القول البليغ في التحذير من جماعة التبليغ" ہے۔

جی تو تبلیغی جماعت کو اس میں عرب عالم نے غلط کہا کیا دیوبندی اب تبلیغی جماعت کو غلط کہنے کیلئے تیار ہے؟؟

کلام کو طویل ہونے سے بچاتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علم فضل کا مختصر ثبوت دیوبندیوں کے گھر سے ہیشِ خدمت ہے۔

اعلی حضرت شبیرعثمانی کی نظرمیں

دیوبندیوں کے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی کہتے ہیں کہ:

"مولانا احمد رضا خان بہت بڑے عالِم اور بلند پایہ محقق تھے۔"

(رسالہ ھادی دیوبند، صفحہ 20 ذوالحجہ 1369، بحوالہ سفید و سیاہ، صفحہ 116، طمانچہ صفحہ 41،42)

اعلی حضرت انور شاہ کشمیری کی نظر میں

دیوبندی محدث مولوی انور شاہ کشمیری کہتے ہیں کہ:

"جب میں ترمذی کی شرح لکھ رہا تھا تو حسبِ ضرور احادیث کی جزیات دیکھنے کی ضرورت پیش آتی تو میں نے شیعہ، اہلحدیث اور دیوبندی حضرات کی کتب دیکھیں مگر دل مطمئن نہ ہوا، ایک دوست کے مشورے پر جب موالانا احمد خان بریلوی کی کتابیں دیکھی تو دل مطمئن ہو گیا اور اب بخوبی احادیث کی شروح بلا جھجھک لکھ سکتا ہوں۔ تو واقعی بریلوی حضرت کے سرکردہ عالم مولانا احمد رضا خان کی تحریریں شُشتہ اور مضبوط ہیں جسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مولوی احمد رضا خان زبردست ایک عالم دین اور فقیہ ہیں۔ (ملخصًا)

(رسالہ ھادی دیوبند، صفحہ 21، جمادی الاول 1930، بحوالہ طمانچہ، صفحہ 39، سفید و سیاہ، صفحہ 114)

دوستو.... !! آپ خود سوچو کہ اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے عالم دین تھے کہ دیوبندی محدث انکی کتب کے جزیات سے نقل مار کر ترمذی کی شرح لکھنے میں مدد لیتے رہے۔ اور انکو علوم و فنون کا ماہر مانتے رہے۔

لیکن آج کے نومولود دیوبندی کہتے ہیں کہ انکی عربی درست نہیں تھی، اگر انکی عربی درست نہیں تھی تو تمہارے اکابرین جاہل تھے جو انکی عربی جزیات چُرا چُرا کر شروحات لکھنے میں مدد لیتے رہے ؟؟؟

لہذا سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن پر اعتراض کرنے آئے تھے خود انکا اپنا مجدد مولوی اشرف علی تھانوی جو تا چور نکلا، اور بھائی کے سر پر پیشاب کرنے، شرارتیں کرنے، اور مہمان کے کھانے میں کتا ڈالنے میں ماہر نکلا،

اور دوسری طرف میرے اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کہ بچپن میں بھی رب کی رحمت کے سائے میں علوم و فنون کے گجرے نچھاور کرتے رہے۔

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشیدِ علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

اور آخر پر ہم یہی کہیں گے کہ:

نہ تم صدمے ہمیں دیتے، نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کُھلتے راز سَربَستہ، نہ یُوں رُسوائیاں ہوتی

تعلیماتِ داتاگنج بخش

حضرت علی بن عثمان المعروف داتا گنج بخش علی ھجویری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت امام الشُّھَدَاء سیدنا امامِ حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سخاوت کے بارے لکھتے ہیں کہ::

"ایک روز ایک شخص نے حاضر ہو کر آپ (یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ) سے عرض کی اے فرزندِ رسول میں ایک مفلس و نادار شخص ہوں میں صاحبِ اہل و عیال ہوں مجھے اپنے پاس سے رات کے کھانے میں سے کچھ عنایت فرمائیے۔ امامِ حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ میرا رزق ابھی راہ میں ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس سے دیناروں کی پانچ تھیلیاں آئیں، ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے لانے والوں نے عرض کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ معذرت خواہ ہیں عرض کرتے ہیں کہ فی الحال انکو اپنے خدّام پر خرچ فرمائیں، مزید پھر حاضر کیئے جائیں گے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس نادار مفلس شخص کی طرف اشارہ فرمایا اور پانچوں تھیلیاں اسے عنایت کرتے ہوئے معذرت کی کہ تمھیں بہت انتظار کرنا پڑا صرف اتنا ہی عطیہ تھا اگر میں جانتا کہ اتنی قلیل مقدار ہے تو تمھیں انتظار کی زحمت نہ دیتا، مجھے معذور سمجھنا....."

(کشف المھجوب اردو مترجم، صفحہ 126، مطبوعہ انس پبلیکیشنز اردو بازار لاھور)

حضور داتا صاحب نہ صرف علمِ ظاہری بلکہ علمِ باطنی کے بھی ماہر تھے۔ آپ کے کشف کا عالَم یہ تھا کہ جب لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپکی مسجد کا قبلہ درست نہیں تو آپ علیہ الرحمہ نے لاھور سے براہِ راست کعبۃ اللہ دکھا دیا اور بتایا کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو قبلہ درست ہے.

اب جس صوفی بزرگ کے کشف کا عالَم یہ ہے کہ وہ عجم میں بیٹھ کر عرب دکھا دے۔
تو سوچو اگر انکے نزدیک حضرت امیرِ معاویہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فاسق و فاجر و ظالم ہوتے تو ہرگز حضرت امیرِ معاویہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی سخاوت کے واقعات اپنی کتاب میں نقل نہ فرماتے۔ آپ کا نقل فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ صوفیہ علومِ ظاھری کیساتھ ساتھ علومِ باطنی سے جانتے ہیں کہ حضرت امیرِ معاویہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ جلیل القدر صحابہ اور باعثِ قدر و منزلت ہیں۔
حضرت معاویہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے پانچ ہزار دینار بھیج کر امامِ عالی مقام امام حسنین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے یہ بھی عرض کی کہ حضور فی الحال یہی قبول کیجئے۔

اور اسکے ساتھ ساتھ اھلبیت یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی سخاوت بھی معلوم ہوئی کہ تھلیاں آتے ہی سوالی کو دے دیں۔ اور پانچ ہزار دینار دے کر بھی امامِ حسین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ تھوڑی سی رقم کیلئے تمہیں اتنا انتظار کرنا پڑا معذرت۔ یہ تھی عاجزی آپکی۔

آؤ درِ زہرا پر پھیلائے ہوئے دامن
ہے نسل کریموں کی، لجپال گھرانا ہے

جو لوگ حضور داتا صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ کو مانتے ہیں کم از کم انکو تو آپ تعلیمات کو مان لینا چاہیئے۔ کچھ لوگ "صوفی کانفرس" کے نام سے جلسے تو کرتے ہیں۔ لیکن ایسے صوفیاء کی تعلیمات کو پسِ پشت ڈالے ہوئے ہیں۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وھابی اور گِدھ

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں:

"وھابی اور گِدھ کے عدد ایک ہی ہیں یعنی 24، گِدھ بھی مردار خور ہے، اور یہ لوگ بھی گزرے ہوئے بزرگوں کے تبّرائی، (ہیں) غیبت کو قرآنِ کریم نے مرے بھائی کا گوشت کھانا قرار دیا ہے۔ خیال رہے وھابی کے عدد 24 چوہے کے عدد (بھی) چوبیس (ہیں)، وھابی چوہے کی طرح دین کُترتے ہیں، گِدھ کی طرح غیبت کر کے مردار کھاتے ہیں۔"

(سعید الحق فی تخریج جآء الحق، صفحہ 983، مطبوعہ مکبہ غوثیہ کراچی)

(جآء الحق، حصہ دوم، صفحہ 585، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاھور)

خیال رہے کہ غیر مقلدین کو وھابی، اللہ کریم جَلَّ جَلَالَہٗ کے صفاتی نام "الوھاب" کی نسبت سے ہرگز نہیں کہا جاتا بلکہ انکو محمد بن عبد الوھاب نجدی کی نسبت سے وھابی کہا جاتا ہے۔ جو کہ مروجہ وھابی فرقے کا بانی تھا۔

جیسا کہ وھابیہ کا مناظرِ اعظم مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے کہ:

"اس (محمد ابن عبد الوھاب نجدی) کے اتباع (یعنی ماننے والے) اور فوجیوں کو لوگ وھابی کہتے ہیں۔"

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد 1، صفحہ 412، مکتبہ اصحاب الحدیث مچھلی منڈی لاھور)

دوسری جگہ لکھا کہ "وھابی وہی گروہ ہے جو علامہ محمد بن عبد الوھاب نجدی کا پیرو (کار ہے)"

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد 1، صفحہ 413، مکتبہ اصحاب الحدیث مچھلی منڈی لاھور)

دیوبندیوں کے رئیس المحدثین مولوی رشید احمد گنگوھی نے لکھا کہ:

"محمد بن عبد الوھاب (نجدی) کے مقتدیوں کو وھابی کہتے ہیں"

(فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ 322، طبع اکوڑہ خٹک نوشہرہ)

علم الاعداد کے اعتبار سے گِدھ، چوہا اور وھابی کے عدد 24 بنتے ہیں اسی لئے کچھ خوش عقیدہ لوگ 24 کی بجائے ڈبل بارہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ 12 کو میرے آقا کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے نسبت ہے۔

دیوبندیوں کے امام العصر کا جمہوری فیصلہ

دیوبندیوں کے امام العصر اور شارح بخاری انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں کہ:

"میں بطورِ وکیل تمام جماعتِ دیوبند کی جانب سے گزارش کرتا ہوں کہ حضرات دیوبند، ان (اھلسنت بریلوی) کی تکفیر نہیں کرتے۔"

(ملفوظاتِ محدثِ کشمیری، صفحہ 61، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

جو نومود دیوبندی مولوی خصوصًا مولوی ساجد خائن ، اہلسنت و جماعت حنفی بریلوی کی تکفیر کرتے ہیں۔ انکے منہ پر انہی کے محدث العصر نے جو تا مار دیا کہ تمام علماءِ دیوبند، بریلوی اہلسنت کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ لہذا اٹیڈی مجتہدین اپنی زبان بند رکھیں۔
اگر پھر بھی کوئی دیوبندی، اہلسنت بریلوی کو مشرک یا کافر کہے تو اسکی دو صورتیں بنتی ہیں۔

اول تو وہ خود کافر ہو گا کہ مسلمان کو کافر کہہ رہا ہے۔ اور حدیثِ پاک میں ہے کہ جو مسلمان کی بلاوجہ تکفیر کرے وہ کفر اسکی طرف لوٹے گا (مفہوماً)

دوسرے نمبر پر اگر کوئی دیوبندی مولوی ، بریلوی اہلسنت کو کافر کہے گا۔ تو انکے امامِ العصر بھی کافر ہو جائیں گے کہ وہ انکو مسلمان مان رہے ہیں۔

لہذا ہر دو صورت دیوبندی ہی پھنستے ہیں بہتر یہی ہے عباراتِ معترضہ کفریہ سے توبہ کر کے حقیقی اہلسنت بن جاؤ۔

سوال:: کچھ لوگ کہتے ہیں فقیری لائن اور ہے، علماء کی لائن اور ہے۔ اسکی کیا حقیقت ہے؟ کیا شریعت اور طریقت دو الگ الگ راستے ہیں؟

جواب:: فقیری لائن (طریقت) اور علماء کی لائن دونوں ایک ہیں۔ اور آپس میں تلازم کی نسبت رکھتے ہیں۔ فقیری کیلئے عالم ہونا شرطِ اوّل ہے۔ جو عالم ہی نہیں وہ فقیری کیا جانے؟ حقیقت، معرفت، شریعت، طریقت سب ایک ہی تسبیح کے موتی ہیں۔

ولی صوفی کیلئے عالِم ہونا شرط ہے

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"حاشا نہ شریعت وطریقت دو راہیں ہیں، نہ اولیاء کبھی غیر علماء ہو سکتے ہیں، علامہ مناوی شرح جامع صغیر پھر عارف باللہ سید عبد الغنی نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

"علم الباطن لایعرف الا من عرف علم الظاہر"
علم باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہے۔

امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

"وما اتخذ الله وليا جاهلا"
اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا۔

یعنی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اس کے بعد ولی کیا۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 21، صفحہ 530، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

صدر الشریعہ بدر الطریقۃ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"طریقت منافیٔ شریعت نہیں، وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے۔ بعض جاہل متصوف (زبردستی صوفی بننے والے) جو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے، شریعت اور، (یہ قول) محض گمراہی ہے اور اس زعمِ باطل کے باعث اپنے آپکو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر و الحاد ہے۔"

(بہارِ شریعت، حصہ اول، صفحہ 265، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

شریعت و طریقت کے سمندروں کے تیراک امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ان الباطن كان مناقضا للظاهر فقه ابطال الشرع، وهو قول من قال: انّ الحقيقة خاف الشريعة وهو كفر لأنّ الشريعة عبارة عن الظاهر والحقيقة عبارة عن الباطن"

یعنی: باطن اگر ظاہر کے منافی ہو تو اس میں شرع کا ابطال ہے۔ کہنے والے کا یہ قول اسی قبیل سے ہے کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے اور یہ قول کفر ہے کیونکہ شریعت ظاھر سے عبارت ہے اور حقیقت باطن سے تعبیر کی جاتی ہے۔"

(احیاء العلوم، کتاب القواعد العقائد، الفصل الثانی، جلد1، صفحہ 138، 139، مطبوعہ دار صادر بیروت)

شریعت طریقت حقیقت معرفت

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت میں کیا فرق ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

"شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم اصلاً کوئی تخالف (ٹکراؤ) نہیں اس کا مدعی (جسکا عقیدہ ہو کہ یہ لائنیں الگ الگ ہیں وہ) اگر بے سمجھے کہے تو نِرا جاہل ہے، اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بددین،
شریعت حضور اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اقوال ہیں،
اور طریقت حضور کے افعال،
اور حقیقت حضور کے احوال،
اور معرفت حضور کے علوم بے مثال،
صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ الی مالایزال۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 21، صفحہ 460، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

تو پتہ چلا کہ پیری لائن اور علماء کی لائن علیحدہ علیحدہ نہیں ہیں۔ کیونکہ دین ایک ہی اترا ہے۔ ایسا نہیں کہ پیری مریدی کیلئے دین اور اترا اور علماء کیلئے دین اور اترا۔
شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت، سب ایک ہی لائن ہے۔

ایسا نہیں کہ مولوی لائن الگ ہے اور پیری لائن الگ ہے۔ کیونکہ ولایت کیلئے علم شرط ہے، بے علم جاھل کو ولایت نہیں مل سکتی کیونکہ بغیر علم کے رب کی معرفت ممکن نہیں، جب معرفت نہ ملی تو ولی کیسے؟

سلطان الفقر علیہ الرحمہ کا فیصلہ

وہ جہلا جو کہتے ہیں کہ عالم اور صوفی دونوں کی لائنیں الگ الگ ہیں۔ صوفی فقیر کو علم کی ضرورت نہیں ہوتی، اسکا جواب ہم صوفی فقیر ہی کی زبانی دیتے ہیں۔

سلطان الفقر حضور سیدی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علموں باجھوں فقر کماوے کافر مرے دیوانہ ھُو
سے ورھیاں دی کرے عبادت رہے اللہ کنوں بیگانہ ھُو

غفلت کنوں نہ کھلسیں پردے، دل جاہل بت خانہ ھُو
میں قربان تنھاں توباھو جنہاں مِلیا یار یگانہ ھُو

(ابیاتِ باھو، صفحہ 51، مطبوعہ العارفین پبلیکیشنز لاھور پاکستان)

یعنی سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو علمِ دین کے بغیر فقیری لائن میں آنا چاہتا ہے ممکن ہے کہ جہالت کی وجہ سے کفریات میں پڑ جائے جس سے اسکا خاتمہ کفر پر ہو جائے۔
علمِ دین کے بغیر سو سال بھی رب کی عبادت کرتا رہے تو رب سے بیگانہ ہی رہے گا قرب حاصل نہ کر سکے گا۔
علم دین کے بغیر دل سے غفلت کے پردے نہیں اٹھتے دل پر جہالت ہی چھائی رہتی ہے۔
میں ان لوگوں پر قربان جاؤں جنہوں علم دین سے معرفت حاصل کر کے اپنے بے مثال و یکتہ محبوب کی معرفت و رسائی حاصل کر لی۔

سلطان الفقر رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام سے آج کل کے ان جاہل متصوف اور دو نمبر گدی نشینوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو کہتے فقیری لائن اور ہے، مولوی لائن اور ہے۔ سلطان الفقر فرماتے ہیں کہ مولویت کے بغیر فقیری تک پہنچنا چاہے گا تو ٹھوکر کھا کر کفر کی کھائی میں گِر سکتا ہے۔ لہذا شریعت کا علم ہی رب کی معرفت تک پہنچا سکتا ہے۔
اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ آج کل کے جو جاہل قسم کے خلافِ شرع لوگ پیری مریدی شروع کر کے عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔ انکے عقائد و نظریات خراب کر رہے ہیں۔ انکا تعلیماتِ اسلام اور نظریاتِ اھلسنت کیساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ پیر وہی سچا جو جامع الشرائط اور شریعت کا پابند ہو۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں حق کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی پر اعتراض کا جواب

اعتراض: دیوبندی نجدی کہتا ہے کہ احمد رضا خان نے رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا ٹکڑہ مان لیا وہ لکھتے ہیں کہ:

جس نے ٹکڑے کیئے ہیں قمر کے وہ ہے
نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نب ی

دیکھو احمد رضا نے حضور ﷺ کو خدا کا ٹکڑہ مان لیا استغفر اللہ، یہی تو شرک ہے۔

الجواب:

اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے واحد کا ٹکڑا نہیں کہا بلکہ وحدت کا ٹکڑا کہا ہے۔

کوئی نجدی چمچا بتائے کہ وہ واحد کو خدا مانتا ہے کہ وحدت کو خدا مانتا ہے ؟؟

وحدت تو وصف ہے اور صفات کے جلوے و انوار ہوتے ہیں۔

اگر سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے کہ حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واحد کا ٹکڑا ہیں یا اِلہِ واحد کا ٹکڑا ہیں تب اعتراض بنتا ہے۔

اعلی حضرت علیہ الرحمہ واحد کا ٹکڑا نہیں کہہ رہے بلکہ کہہ رہے ہیں کہ "نورِ وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی"۔

وحدت صفت ہے اور اس صفت کے جو انوار و تجلّیات ہیں وہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

رسول اللہ علیہ السلام, اللہ کی صفت وحدت کے نور کا جلوہ ہیں۔

اللہ کی ذات کا ٹکڑہ نہیں۔ کیونکہ ہم اللہ کو واحد کہتے ہیں تم اللہ کو وحدت کہو تو تمہاری مرضی۔

اور اگر اعلیٰ حضرت واحد کا ٹکڑہ کہتے تو پھر اعتراض ہوتا۔

نجدیو تم پہلے وحدت کو اللہ مانو پھر اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنا۔

اور اگر وحدت تمہارے نزدیک خدا ہے تو پھر اعلیٰ حضرت کی فکر چھوڑو بلکہ اپنے ایمان کی خیر مناؤ......

اور آلِ نجد بتائے کہ وہ صفت کو خدا مانتے ہیں یا ذات کو ؟؟؟

اعلی حضرت پر کفر کے فتوے کا جواب

دیوبندی مولوی کے چیلنج کا منہ توڑ جواب:

دیوبندی لکھتا ہے کہ:

جس شخص ک ی وجہ سے دیوبندی بریلوی آپس میں بحث و مباحثہ کرتے ہیں کیوں نہ اس احمد رضا کے ایمان پے بات ہو ؟؟؟؟ کوئ ی بھی بریلوی آئے اور احمد رضا کو مسلمان ثابت کرے؟

الجواب::

پہل ی بات تو یہ کہ دیوبندی نے کہا کہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی وجہ سے دیوبندی بریلوی آپس میں بحث و مباحثہ کرتے ہیں۔

یہ دیوبندی مولوی کا سراسر دجل و بہتان ہے کہ سیدی اعلٰی حضرت امام احمد رضا خان کی وجہ سے دیوبندی بریلوی بحث و مباحثہ کرتے ہیں۔ "نہیں" جناب بحث و مباحثہ کی وجہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نہیں ہیں بلکہ بحث و مباحثہ اور تفرقہ کی اصل وجہ دیوبندیہ کا مولوی اسماعیل دھلوی ہے۔ جس نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ مر کر مٹی میں مل گ ئے۔ اور لکھا کہ اولیا انبیا چمار سے ذلیل ہیں۔

اور اپنی دوسری کتاب صراطِ مستقیم میں لکھتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا نماز میں خیال لانا بیل گدھے کے خیال سے بھی زیادہ بدتر ہے (معاذاللہ)

مباحثہ کی اصل وجہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نہیں بلکہ تمہارا دیوبندی مسلک کا مجدد اسماعیل دھلوی ہے یہی وہ شخص ہے جو ھندوستان کا فتنہ باز شخص تھا۔ اسکو وہ خود تسلیم کرتا ہے کہ جب مولوی اسماعیل دھلوی نے "تقویۃ الایمان" کتاب لکھی جس میں نبیوں اور ولیوں کی شان میں جی بھر کر گستاخیاں کیں اور انکے بارے سخت گستاخانہ الفاظ لکھے۔

جب یہ کتاب مکمل ہوئی تو مولوی اسماعیل دھلوی نے علماِ دیوبند کے سامنے "تقویۃ الایمان" پیش کی اور کہا کہ:

"میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔ مثلا ان امور کو جو شرکِ خفی تھے۔ شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے سورش ضرور ہو گی.....میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے گو اس سے سورش ہو گی۔ مگر توقع ہے کہ (دیوبندی، بریلوی) لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔"

(ارواحِ ثلاثہ،صفحہ68،حکایت نمبر:59،مطبوعہ اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاھور)

جی تو پتہ چلا کہ بحث و مباحثہ و تفرقہ کی اصل وجہ دیوبندیوں کا مجدد مولوی اسماعیل دھلوی ہے۔ وہ کھلے الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ میں نے جان بوجھ کر شرکِ خفی (یعنی جن چیزوں سے بندہ مشرک نہیں ہوتا) انکو شرکِ جلی (یعنی جن کاموں سے بندہ مشرک ہو جاتا) لکھ دیا ہے۔ معاذ اللہ دھلوی نے کھلے طور پر قرآن و سنت میں تحریف کر کے خوامخواہ مسلمانوں کو مشرک بنا دیا۔

پھر دھلوی نے اس بات کو بھی تسلیم کیا کہ اس کتاب میں اولیا انبیا کے بارے تیز الفاظ کا تشدد بھی ہو گیا ہے۔ یعنی لکھا کہ اولیا انبیا ذرہِ ناچیز سے بھی کمتر، نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مر کر مٹی میں مل گئے، انبیا چمار سے ذلیل، محمد کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مارے دھشت کے بے حواس ہو گئے، وغیرہ وغیرہ۔
دھلوی نے یہ کتاب مسلمانوں کو لڑوانے کیلئے لکھی تھی جسکو اس نے کھلے الفاظ میں کہا کہ مجھے پتہ ہے اس کتاب کی وجہ سے سورش ہو گی مگر لوگ لڑ بھڑ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔

لیکن دوستو....! تقریبا سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر جو تفرقہ بازی اور بحث و مباحثہ کا بازار دیوبندیوں کا مولوی اسماعیل دھلوی گرم کر کے گیا ہے۔ ابھی تک ٹھنڈا ہونے کا نام نہیں لے رہا اور نہ ہو گا۔
پس ان حقائق سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ بحث و مباحثہ اور تفرقہ بازی کی جڑ مولوی اسماعیل دھلوی ہے۔ لہذا اعلی حضرت علیہ الرحمہ کیطرف اسکی نسبت کرنا یہ سراسر جہالت و دجل ہے۔

مزید یہ کہ مرزا حیرت دھلوی لکھتا ہے:

"مولوی اسماعیل دھلوی جو ھندوستان میں فرقہ موحدیہ کا بانی ہے"

(حیاتِ طیبہ،صفحہ 266،مطبوعہ انصار السنۃ ایبک روڑ لاھور)

پتہ چلا کہ ھندوستان کا تفرقہ باز شخص مولوی اسماعیل دھلوی تھا۔

(اس پر میرے پاس مزید کثیر دلائل موجود ہیں لیکن خوفِ طوالت سے انہی پر اکتفا کرتا ہوں)

اب آئیے اصل مسئلہ کیطرف دیوبندی مولوی نے کہا کہ "کوئی بھی بریلوی آئے اور احمد رضا کو مسلمان ثابت کرے"

تو لو ہم، سیدی اعلٰی حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کا مسلمان ہونا، عاشقِ رسول ﷺ ہونا، اور پکا مسلمان ہونا تمہارے گھر کے بڑے اجداد سے ثابت کریں گے۔

حوالہ نمبر1..

امام احمد رضا خان مسلمان ہیں

دیوبندی کا حکیم الامت اور انکا مجدد مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ:

"ایک شخص نے پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہوجائے گی یا نہیں؟ فرمایا (یعنی تھانوی نے جواب دیا کہ) ہاں۔ ہم ان کو کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ ہمیں کافر کہتے ہیں۔ ہمارا تو مسلک یہ ہے کہ کسی کو کافر کہنے میں بڑی احتیاط کرنی چاہیئے۔"

(قصص الاکابر، صفحہ 244،مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوفوارہ ملتان)

جی تو تواضح طور پر دیوبندی مذھب کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے بریلویوں کو مسلمان لکھا اور بریلوی انہی کو کہتے ہیں جو امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے پیروکار ہیں۔ لہذا جب بریلویوں کو مسلمان مان لیا تو امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کا مسلمان ہونا خود بخود ثابت ہوگیا۔

اب معترض دیوبندی جواب دے کہ اگر بریلوی مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے تو کیا کافر کے پیچھے نماز پڑھنے والے کافر ہوئے کہ نہیں ؟

کیا کافر کے پیچھے نماز پڑھنے کا فتویٰ دینے والا کافر ہوا کہ نہیں ؟

حوالہ نمبر 2

دیوبندیوں کے حجۃ الاسلام نے امام احمد رضا خان کے غلام کے پیچھے نماز پڑھی

دیوبندی مذھب کا مجدد مولوی اشرف علی تھانوی کہتا ہے کہ:

”ایک مرتبہ (بانیٔ دارالعلوم دیوبند) حضرت مولانا قاسم نانوتوی صاحب دھلی تشریف رکھتے تھے اور انکے ساتھ مولانا احمد حسن امروہی اور امیر شاہ خان صاحب بھی تھے شب کو جب سونے کیلئے لیٹے تو ان دونوں نے اپنی چارپائی ذرا الگ کو بچھا لی اور باتیں کرنے لگے امیر شاہ خان صاحب نے مولوی (قاسم نانوتوی) صاحب سے کہا کہ صبح کی نماز ایک بُرج والی مسجد میں جا کر پڑھیں گے سنا ہے وہاں کے امام قرآن شریف بڑا اچھا پڑھتے ہیں مولوی صاحب نے کہا ارے پٹھان جاھل (آپس میں بے تکلفی بہت تھی) ہم اُس کے پیچھے نماز پڑھیں گے ؟

وہ تو ہمارے مولانا (قاسم نانوتوی) کی تکفیر کرتا (یعنی کافر و مرتد کہتا) ہے۔ مولانا (قاسم نانوتوی) نے سن لیا اور زور سے فرمایا احمد حسن میں تو سمجھتا تھا کہ تُو لکھ پڑھ گیا ہے۔ مگر جاھل ہی رہا پھر دوسروں کو جاھل کہتا ہے۔ ارے کیا قاسم کی تکفیر کرنے سے وہ قابلِ امامت نہیں رہا؟ میں تو اِس (تکفیر کرنے سے) اس (بریلوی امام) کی دینداری کا معتقد ہو گیا۔ اُس نے میری کوئی ایسی بات سنی ہو گی جس کی وجہ سے میری تکفیر تھی واجب گو روایت غلط پہنچی ہو تو یہ راوی پر الزام ہے۔ تو اسکا سبب دین ہی ہے۔ اب میں خود اس (بریلوی) کے پیچھے نماز پڑھوں گا غرض کہ صبح کی نماز مولانا (قاسم نانوتوی) نے اس (بریلوی امام) کے پیچھے پڑھی۔“

(ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد4، صفحہ337، ملفوظ نمبر:456، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

پتہ چلا کہ دیوبندی مولوی جاھل ہیں جیسا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو کہہ رہے ہیں۔ نیز یہ کہ مولوی قاسم نانوتوی کو جو کافر کہے وہ کافر نہیں۔ کیونکہ اسکو بھی علم تھا کہ میں نے اپنی کتاب ”تحذیر الناس“ میں رسول اللہ ﷺ کی ختمِ نبوت کا انکار کر کے کفر کیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو نانوتوی ضرور کہتا کہ مسلمان کی بلاوجہ تکفیر، کفر ہے۔

نیز بریلویوں کو دین دار مسلمان مانا۔

جی معترض دیوبندی صاب جواب دو کہ اگر آپکے نزدیک امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ مسلمان نہیں تھے تو انکے غلام کے پیچھے مولوی قاسم نانوتوی بان ئ دارالعلوم دیوبند نماز پڑھ کر کافر ہوئ ے کہ نہیں ؟

مجھے کسی دلدار کے جواب کا انتظار رہے گا

جب بریلوی کو دیندار مسلمان سمجھا تو امامِ بریلی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ایمان بدرجہ اولی ثابت ہو گیا۔

حوالہ نمبر 3

علما دیوبند کو کافر کہنا اعلی حضرت کی بخشش کا سبب

دیوبندیہ کے شیخ الہند دار العلوم دیوبند کے صدر س مدرس محمود الحسن گنگوھی کہتے ہیں کہ:

"مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ بھئ ! م ولان اا ح م د رض اخ ان ص اح ب ہم کو برا کہتے ہیں غصّہ ہے انکو۔ شاید وہ یہی سمجھتے ہوں کہ ہم گستاخی کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں اس وجہ سے وہ غصّہ کرتے ہیں۔ (احمد رضا کا) یہ جذبہ اللہ کے ہاں بڑا قابلِ قدر ہے۔ کیا بعید (ممکن) ہے کہ یہی جذبہ ان کے لئے نجات بن جائے"۔

(مسلکِ علمائے دیوبند اور حُبِ رسول، صفحہ 76، مکتبۃ الحرمین اردو بازار لاھور)

ڈوب کے مرجانا چاہئے ان آلِ دیوبند کو جو اعلی حضرت علیہ الرحمہ پر شرک و بدعت کا فتوٰی لگاتے ہیں۔ دیکھو تمہارے جدِ امجد مولوی اشرف علی تھانوی کہہ رہے ہیں کہ مولانا احمد رضا خان صاحب کا یہ علمائے دیوبند پر غصّہ کرنا اور انکو کافر کہنا انکی بخشش کا سبب بن جائے ممکن ہے۔ مولانا احمد رضا خان صاحب کا یہ گستاخوں کے متعلق غصّہ اللہ کے ہاں بڑا قابلِ قدر تمہیں دعوتِ فکر دیتی ہوں کہ اپنے حک یم الامت اور اپنے مجد د تھانوی صاحب کا قول مان لو کہ اع ل ٰی ح ض رت علیہ الرحمہ نے علمائے دیوبند کو کفریہ عبارات کی کے پیشِ نظر عشقِ رسول کی بنا پر کافر کہا..

بتاؤ......اگر مولانا احمد رضا خان صاحب کے عقائد شرکیہ بدعتیہ تھے تو شرکیہ عقائد والے کی بخشش کا نظریہ رکھنے والے تھانوی جی کافر ہوئے کہ نہیں ؟؟؟؟؟؟

اور جو کافر کی نجات کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہوا کہ نہیں ؟

حوالہ نمبر 4

ممکن ہے اعلیٰ حضرت حبِّ رسول کی بنا پر کافر کہتے ہوں (تھانوی)

دیوبندیہ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بارے کہتے ہیں کہ:

"ممکن ہے ان (مولانا احمد رضا خان صاحب) کی مخالفت کا سبب واقعی حُبِّ رسول ہی ہو اور وہ غلط فہمی سے ہم لوگوں کو نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخ سمجھتے ہوں۔"

(سیرتِ اشرف، صفحہ 166، ادادہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

یہاں پر ہم اشرف علی تھانوی کا ابہام دور کر دیں کہ مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی مخالفت کا سبب واقعی حُبِّ رسول ہی تھا۔ اور وہ غلط فہمی میں نہیں بلکہ حقیقت میں آپکو گستاخ سمجھتے تھے جیسا کہ انکی کتب سے ظاہر ہے۔
آپکو پریشانی کی کوئی ضرورت نہیں ہم بتاتے ہیں کہ وہ غلط فہمی نہیں تھی وہ حقیقت تھی اور عشقِ رسول علیہ السلام سبب تھا۔

اب معترض دیوبندی سے سوال ہے کہ آپکے جدّ امجد تھانوی فرما رہے ہیں کہ اعلی حضرت امام احمد رضا خان کا علماء دیوبند کو انکی گستاخیوں کی وجہ سے کافر کہنا یہ محبت رسول کی بنا پر تھا۔

اب اگر تمہارے نزدیک امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ مسلمان نہ تھے تو بتاؤ ایک کافر و مشرک و محبِّ رسول کہنے والا تھانوی کون ہوا؟؟

حوالہ نمبر 5

اعلیٰ حضرت اگر علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں
کرتے تو خود کافر ہو جاتے
دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کے خلیفہ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی صدر مدرس دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

"اگر (احمد رضا) خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا (کہ وہ نبی پاک کے علم کو جانوروں اور پاگلوں جیسا وغیرہ وغیرہ کہتے ہیں)۔ تو (احمد رضا) خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ اُنکو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔"

(اشدُّ العذاب، صفحہ 13، مطبع مجتبائی جدید دھلی، 1347ھ)

تو صاحبو...!
تھانوی جی کے خلیفہ نے بھی مانا کہ مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے ان علماء دیوبند کہ جنہوں نے رسول پاک علیہ السلام کی شان میں گستاخانہ عبارات لکھیں انکو کافر کہہ کر اپنا فرض نبھایا۔
اور امت سے یہ قرض اتارا۔
اگر مولانا احمد رضا خان اُن گستاخانہ عبارات والے مولویوں پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔ لہذا مولانا احمد رضا خان نے انکی تکفیر کر کے خود کو کفر سے بچایا۔
اب دیوبندی چپ مان لیں کہ انکے اجداد کی کرتوتوں کی بنا پر مولانا احمد رضا خان نے اپنا فرض نبھایا۔

جی تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو کافر کہنے والے معترض دیوبندی سے سوال ہے کہ تم کہتے ہو امام احمد رضا خان مشرک تھے۔
تمہارے جدّ امجد کہہ رہے ہیں انہوں نے علماِ دیوبند کو کافر کہہ کر اپنا ایمان بچایا، اور جسکا ایمان ہو اسے مومن کہتے ہیں۔
اعلیٰ حضرت کو مومن کہنے والے تمہارے تھانوی کے خلیفہ کافر ہوئے کہ نہیں؟

حوالہ نمبر 6
امام احمد رضا خان مسلمان ہی نہیں بلکہ
اعلیٰ حضرت بھی ہیں

دیوبندیوں کے سپاہ صحابہ جماعت کے سرپرست ضیاء الرحمٰن فاروقی لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مزید لکھا

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ردِّ شیعت پر تصانیف"

(تاریخی دستاویز صفحہ 114 مطبوعہ لوح وقلم پبلیشرز لاھور اسلام آباد)

جب ہم اھلسنت بریلوی اپنے امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں تو دیوبندی مولویوں کو لفظِ اعلیٰ حضرت سے مروڑ اُٹھتے ہیں اور نومولود دیوبندی مولوی طرح طرح کے اعتراض جڑتے ہیں۔

اب اگر حلالی ہو تو لگاؤ اپنے سپاہ صحابہ کے سرپرست ضیاء الرحمٰن فاروقی کو جو امام احمد رضا خان کو رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھ رہا ہے اور اعلیٰ حضرت بھی کہہ رہا ہے۔

نیز اعلیٰ حضرت کی ردّ شیعت پر خدماتِ اسلام بھی بیان کر رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے شیعت کے رد میں کونسے کونسے کتب و رسائل تصنیف فرمائے....جو دیوبندی حضرات, اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر شیعت کا فتویٰ لگاتے ہیں وہ ذرا آنکھیں کھول کر بار بار اپنے سرپرست عالم کی یہ کتاب پڑھیں تاکہ پتہ چلے کہ امامِ احمد رضا رضا خان علیہ الرحمہ تصانیف کو شیعہ مے کفر پر دلیل کے طور پر پیش کر رہا ہے۔

یا ہمارے امام کو تم بھی اعلیٰ حضرت و محقق مان لو یا پھر اپنے بزرگ سرپرست پر فتویٰ جڑو۔

اب معترض دیوبندی سے میرا سوال ہے کہ بتاؤ اگر امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ مسلمان نہیں تھے تو تمہارا مولوی ضیاء الرحمٰن فارقی انکو "رحمۃ اللہ علیہ" اور "اعلیٰ حضرت" لکھ کر کافر ہوا کہ نہیں؟؟

وادی رضا کی، کوہِ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھیے وہ علاقہ رضا کا ہے

حوالہ نمبر 7

امام احمد رضا خان سمیت تمام بریلوی پکے مسلمان ہیں

دار العلوم دیوبند کا فاضل، دیوبندی مناظر مولوی عبدالرحمٰن شاہ علمی مظفرگڑھی نے "کتاب آئینہ بریلویت" لکھی جس کے 130 صفحات ہیں اور میری معلومات کے مطابق اس کتاب میں دیوبندی مناظر نے 131 مرتبہ لکھا مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ.......
اس کتاب کے آخری صفحہ پر لکھتا ہے کہ:

"میں اپنی اس کتاب میں پہلے بھی کئی دفعہ ذکر کر چکا ہوں اور اپنی مسجد میں بھی لکھ رکھا ہے کہ میں بریلوی حضرات اور غیر مقلد حضرات کو پکا مسلمان سمجھتا ہوں"

(آئینہ بریلویت، صفحہ 130، مکتبہ سروریہ مخزن العلوم 9 بی ون ٹاؤن شپ لاہور)

جو جاہل دیوبندی مولوی لوگ،، بریلویت اور اعلیٰ حضرت پر شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں انکو مُشرک کہتے ہیں۔ وہ مولوی کب اپنے مناظر پر مرتد ہونے کا فتویٰ دیں گے ؟
یا پھر اہلسنت بریلویوں کو مسلمان مان لو یا بھی اپنے فاضل دارالعلوم دیوبند مناظرِ دیوبند مولوی عبد الرحمٰن پر کفر کا فتویٰ لگاؤ.... کیونکہ اس نے اپنی مسجد میں لکھ کر لگا رکھا ہے کہ اہلسنت بریلوی مسلمان ہی نہیں بلکہ پکّے مسلمان ہیں۔ ج کو تم مشرک کہتے ہو یہ انکو پکا مسلمان کہہ رہا ہے بلکہ اپن ی دیوبندی مسجد میں یہ لکھ کر بھی لگا دیا ہے

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زُلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام م یں صیّاد آ گیا

جی اب ہمارا اس معترض دیوبندی سے سوال ہے کہ اگر اعلی حضرت مسلمان نہ تھے تو انکو اور پوری بریوہت کو مسلمان کہنے والا تمہارا مناظر کافر ہوا کہ نہیں ؟

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

الحمدللہ میں نے دیوبندیوں کے گھر سے سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ایمان ثابت کر کے اس نابالغِ علم دیوبندی مولوی کا دعویٰ خاک میں ملا دیا ہے۔ جو کہتا تھا کہ اعلیٰ حضرت معاذ اللہ مسلمان نہیں ہیں۔
اس موضوع پر میرے پاس اور حوالہ جات بھی موجود ہیں لیکن کلام پہلے بہت طویل ہو چکا ہے لہذا "احمد رضا" کے سات حروف کی نسبت سے دیوبندیوں کے انہی سات حوالہ جات پر پر اکتفا کرتا ہوں۔

یہ قص یٔہِ مختصر ناتمام ہے
جو کچھ ب یاں ہوا آغازِ باب ہے

اور

تم پیش لفظ پر ہی رو دی ئے
ابھ ی تو پوری داستاں باقی ہے

اللہ کریم ہمیں نجدیت و دیوبندیت سمیت تمام فتنوں سے محفوظ رکھے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین

اعلی حضرت کی نجات کا سبب

دیوبندیہ کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بارے کہتے ہیں کہ:

"ممکن ہے ان (مولانا احمد رضا خان صاحب) کی مخالفت کا سبب واقعی حُبِّ رسول ہی ہو اور وہ غلط فہمی سے ہم لوگوں کو نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخ سمجھتے ہوں کہ ہم حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں، وہ (احمد رضا) غصہ کرتے ہیں یہ جذبہ اللہ کے ہاں بڑا قابلِ قدر ہے کیا بعید ہے کہ یہی جذبہ انکے لئے ذریعۂ نجات بن جائے۔"

(سیرتِ اشرف، صفحہ 166، ادادہ تألیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

اقول:
یہاں پر ہم دیوبندیوں کا ابہام دور کر دیں جو انہوں نے کہا کہ ممکن ہے انکی مخالفت کا سبب واقعی حُبِّ رسول ہو۔

تو واللہ، باللہ، تااللہ، سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کا سبب واقعی عشقِ رسول ﷺ ہی تھا۔
کیونکہ
تھانوی و دیگر علمائے دیوبند نے اپنی کتب (حفظ الایمان، البراھین القاطعہ، تحذیر الناس، فتاوی رشیدیہ) میں خدا اور رسولُ اللہ ﷺ کہ شان میں نازیبا و گستاخانہ کلمات لکھے جو مخالفت کا سبب بنے۔
اور یہ ذاتی اختلاف نہ تھا بلکہ یہ اصولی اختلاف تھا۔
یہی وجہ ہے کہ نہ صرف عجم بلکہ عرب کے مقتدر علماء نے بھی قبیح عبارات کے قائلین کی تکفیر کی۔

تھانوی کے یہ الفاظ نومولود دیوبندیوں کیلیئے قابلِ غور ہیں؛ احمد رضا خان کا یہ جذبہ، اللہ کے ہاں بڑا قابلِ قدر ہے کیا بعید ہے یہی جذبہ نجات کا ذریعہ بن جائے۔

جو دیوبندی لوگ سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو مشرک کہتے ہیں۔ وہ بتائیں کہ تھانوی، مشرک کی بخشش کے امکان کا نظریہ رکھ کر کافر ہوا یا نہیں؟

ٹرانسجینڈر (Transgender) کی شرعی حیثیت؟

(دارالافتاء دعوت اسلامی)

سوال: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ Transgender قانون کیاہے؟کیونکہ سننے میں یہ آرہاہے کہ اس قانون کے ذریعے کوئی بھی شخص اپنی جنس یا اپنی جنسی شناخت تبدیل کرسکتا ہے، یعنی کوئ ی بھی مرداگر یہ کہے کہ میری جنس ی شناخت مرد سے عورت لکھ دی جائے، توبغیر کسی میڈیکل ثبوت کے صرف اس کے کہنے پرادارہ جنس تبدیل کرنے کا پابند ہوگا، جس کے بعدوہ شخص عورت تصور کیا جائے گااوراس پر تمام قوانین عورتوں کے لاگو ہوں گے، حتی کہ وہ خواتین کے تعلیمی اداروں میں داخلہ لے سکے گا ،وہ کسی مرد سے نکاح کرسکے گا،اس کاوراثت میں وہی حق تسلیم کیا جائے گا جو قانونی طور پرکسی عورت کا ہوتا ہے۔تواس طرح قانون ک ی وجہ سے ہم جنس پرستی کو جواز مل جائے گا، توکیاکسی بھی اسلامی حکومت کے لئے یہ جائزہے کہ وہ اس قسم ک ی قانون سازی کرے؟

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ:

اس سوال کے جواب میں ہم تین اعتبار سے گفتگو کریں گے۔

(1) ٹرانسجینڈر (Transgender) کسے کہتے ہیں؟

(2) اس قانون کے نِفاذ پر شرعی طور پر لازم آنے والی چند خرابیاں؟

(3) کیا کسی بھی اسلامی حکومت کے لئے اپنے ملک میں ایسا کوئی قانون نافذ کرنا، جائز ہے؟

(1) ٹرانسجینڈر (Transgender) کسے کہتے ہیں؟

ٹرانسجینڈر ایک جدید مغربی اِصطلاح ہے۔

لفظ "Transgender" دو اَلفاظ سے مُرکّب ہے۔

Trans کے معنی "منتقل" یا "تبدیل" کرنا، جبکہ gender کے معنی "جنس" کے ہیں۔

مندرجہ ذیل تعریف اقوامِ متحدہ کی دستاویز سے لی گئی ہے۔

مرد یا عورت جو اپنی پیدائشی جنسی شناخت سے اِنحراف کر کے اپنی جنسی شناخت (GenderIdentity) بدل لیتے ہیں۔ مثلاً مرد سے عورت یا خنثیٰ، یا عورت سے مرد یا خنثیٰ یا بے جنس ہونا چاہتے ہیں یا اس کے علاوہ کوئی دوسری جدید شناخت اختیار کرتے ہیں۔

ان میں سے بعض طِبّی طریقہ کار کو اختیار کرتے ہوئے ہارمون تھیراپی یا سرجری وغیرہ بھی کروا لیتے ہیں۔ انہیں ٹرانس سیکشوئل (Transsexual) بھی کہا جاتا ہے۔

اور بعض صرف پیدائشی جنس سے مختلف GenderExpression یعنی جنسی اِظہار کرتے ہیں یعنی وَضع قطع، حُلیَہ، لباس اور اَطوار بدل لیتے ہیں۔ انہیں کراس ڈریسر (CrossDresser) بھی کہا جاتا ہے۔

(2) اس قانون کے نِفاذ پر شرعی طور پر لازم آنے والی چند خرابیاں

لفظ ٹرانسجینڈر کے کثیر المعانی ہونے اور سوال میں کی گئی وضاحت کو سامنے رکھتے ہوئے ایسے کسی بھی قانون میں ضروری، شرعی قُیُودات کو شامل کیے بغیر مُطلَق رکھ کر بنانے اور نافذ کرنے میں جو بہت سی شرعی خرابیاں لازم آئیں گی، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1. جھوٹ اور دھوکا دہی کا راستہ کھل جائے گا۔

2. اَحکامِ شَرع کے نِفاذ میں مشکل ہوگی۔

3. اَعضاء کو کاٹتے ہوئے تَغْیِیرِ لِخَلْقِ الله اور مُثلَہ (یعنی خلقت تبدیل کرنے) کا راستہ کھل جائے گا۔

4. ہم جنس پرستی کو فروغ ملے گا۔

5. مَرد و عورت کا ایک دوسرے سے مُشابہت اختیار کرنا قانونی طور پر جائز ہو جائے گا۔

6. بے پردگی و بے حیائی کو فروغ ملے گا۔

(1) جھوٹ اور دھوکا دہی کا راستہ کھل جائے گا:

اس قانون کے نتیجے میں کوئی بھی شخص اپنے لیے مُخَنَّث ہونے کا دَعْویٰ کر سکتا ہے، جبکہ حقیقت میں وہ مَرد و عورت میں کچھ بھی ہو سکتا ہے اور اس کے اس دعوے کو محض اس کے گمان پر یقین رکھتے ہوئے بغیر کسی ثبوت اور شرعی طریقہ کار کو اختیار کیے بغیر مان لیا

جائے گا ،تو اس میں صریح جھوٹ اور دھوکے کا راستہ کھل جائے گا ، جبکہ جھوٹ بولنا اور دھوکا دینا دونوں ہی ناجائز و حرام اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿لَعْنَتَ اللهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾ یعنی: جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

(سورہ آل عمران ،آیت 61)

رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم نے جھوٹ کے متعلق فرمایا:

''ایاکم والکذب، فان الکذب یھدی الی الفجور وان الفجور یھدی الی النار وان الرجل لیکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا''

ترجمہ: جھوٹ سے بچو، کہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم میں لے جانے کا سبب ہیں۔ کوئی شخص جھوٹ بولتا اور سوچتا رہتا ہے حتّٰی کہ اللہ کی بارگاہ میں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی التشدید فی الکذب، جلد2، صفحہ339، مطبوعہ لاھور)

اور نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم نے دھوکا دینے والوں کی مذمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''من غشنا فلیس منا''

ترجمہ: جو ہمیں دھوکا دے، وہ ہم میں سے نہیں۔'

(الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، جلد1، صفحہ70، مطبوعہ کراچی)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:

''غَدَر و بدعہدی مطلقاً سب سے حرام ہے مسلم ہو یا کافر، ذمی ہو یا حربی، مستامن ہو یا غیر مستامن، اصلی ہو یا مرتد۔''

(فتاوی رضویہ، جلد14، صفحہ139، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اور مزید یہ کہ حقیقی خُنثٰی میں سے بھی کون مرد اور کون عورت کے حکم میں ہوگا؟ اس کا فیصلہ تو شریعتِ مُطَہَّرَہ نے کرنا ہے اور شریعتِ مطہرہ میں اس کا ایک مکمل طریقہ کار موجود ہے، لہٰذا اسی طریقے کو سامنے رکھ کر ہی طے کیا جاسکے گا کہ کون کس قسم سے تعلق رکھتا ہے، تو جب حقیقی مُخَنَّث میں بھی یہ لازم ہے کہ شریعت کے وَضْع کردہ طریقے کو اپنایا جائے، تو جس کے اَوَّلاً مُخَنَّث ہونے میں ہی شک ہو، تو اس میں اس طریقے کو چھوڑ کر محض گمان کرنے یا کسی کے کہہ دینے پر ہی فیصلہ کرنا، بالکل بھی درست نہیں، بلکہ ایسا کرنے میں شریعتِ مطہرہ کے اَحکام کی خلاف ورزی لازم آئے گی، جبکہ ہر شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرنے کا پابند ہے۔

(2) اَحکامِ شَرْع کے نِفاذ میں مشکل ہوگی:

خُنثٰی ہونے کا غلط دعویٰ مان لینے سے یہ ہوگا کہ ظاہری اعتبار سے اس پر خُنثٰی کے اَحکام لاگو ہوجائیں گے، حالانکہ حقیقتِ حال اس سے مختلف ہوگی یعنی وہ شریعت کے ان اَحکامات کا مخاطب نہ ہوگا اور پھر خنثٰی ہونے کا دعویٰ کر لینے کے بعد اس قانون کے تحت چونکہ کوئی بھی مَرد خود کو عورت اور کوئی بھی عورت خود کو مَرد قرار دے سکتی ہے، تو اس کے بعد اَحکام شرعیہ کے نفاذ میں مُشکلات پیدا ہوں گی۔ جیسا کہ وراثت کہ اس میں خنثٰی کے اَحکام جُدا ہیں کہ ان کے جسم میں پائی جانے والی علامتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا جائے گا کہ انہیں مرد کے اعتبار سے وراثت دینی ہے یا عورت کے اعتبار سے اور یونہی جو حقیقت میں عورت ہے، لیکن مرد ہونے کا دعوی کرنے کی بناء پر اسے مرد قرار دیا گیا ہوگا اور جو حقیقت میں مرد ہوگا، اسے اس کے عورت ہونے کا دعوی کرنے کی بناء پر عورت قرار دیا گیا ہوگا، تو ان کی وراثت میں جو حصہ شریعت کے مقرر کردہ اصول وضوابط کے مطابق بنتا ہوگا، اس کا خلاف کرنا لازم آئے گا، جبکہ میراث اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا حق ہے، جو جس کے لیے جتنا مقرر کیا گیا ہے اسے اتنا ہی ملے گا، جبکہ جھوٹ بول کر اپنے آپ کو مرد یا عورت لکھوانا، بعض صورتوں میں دیگر ورثاء کا مال ناحق کھانے کو لازم کرے گا، جبکہ قرآن وحدیث میں اس کی شدید ممانعت بیان فرمائی گئی ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ ترجمہ کنزالایمان: ”اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔“ (سورۃ بقرہ، آیت 188)

وراثت میں مَردوں اور عورتوں کے حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہونے کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا﴾

ترجمہ کنزالعرفان: مَردوں کے لئے اس (مال) میں سے (وراثت کا) حصہ ہے جوماں باپ اور رشتے دار چھوڑ گئے اور عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتے دار چھوڑ گئے، مالِ وراثت تھوڑا ہو یا زیادہ۔ (اللہ نے یہ) مقرر حصہ (بنایا ہے)۔

(سورہ نساء، پارہ4، آیت7)

(3) اعضا کو کاٹتے ہوئے تَغْيِيرِ لِخَلْقِ اللہ اور مُثلہ (یعنی اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں خلافِ شرع تبدیلی کرنا)

اس قانون سے جنس ی اَعضاء کو تبدیل کروانے کی راہ ملے گی، اس کو سہارا بنا کر اعضاء میں قطع و برید کرنے کا قانونی جواز مل جائے گا اور لوگ اپنے اعضاء کو کاٹتے ہوئے تَغْيِيرِ لِخَلْقِ اللہ اور مُثلہ کرنے کے جُرم کے مرتکب ہوں گے اور اپنے آپ کو خَصی کرنا یا مرد و عورت کا اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں ایسی تبدیلی کرنا حرام ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ شیطان نے مَردُود ہونے کے بعد خدا کی بارگاہ میں ایک بات یہ کہی تھی کہ وہ لوگوں سے کہے گا، تو وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو ضرور بدل دیں گے اور آج اگر آپریشن کے ذریعے جنس تبدیل کروائی جاتی ہے، تو یہ وہی شیطان کے دعوے کی تصدیق اور اس کے حکم پر عمل ہے۔

چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَّلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا﴾

ترجمہ کنزالعرفان: اور میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور انہیں امیدیں دِلاؤں گا، تو یہ ضرور جانوروں کے کان چیریں گے اور میں انہیں ضرور حکم دوں گا تو یہ اللہ ک ی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست

بنائے تو وہ کھلے نقصان میں جا پڑا۔

(پارہ4،سورہ نساء،آیت119)

مُفَسِّرِ قرآن شیخ الحدیث والتفسیر ابوالصالح مفتی محمد قاسم قادری عطاری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"شیطان نے ایک بات یہ کہی کہ وہ لوگوں کو حکم دے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ضرور بدلیں گے۔

یاد رہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں خلافِ شرع تبدیلیاں حرام ہیں۔ احادیث میں اس کی کافی تفصیل موجود ہے۔"

(تفسیر صراط الجنان،جلد2،صفحہ312،313،مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے کے بارے میں صحیح مسلم شریف میں ہے:

"لعن اللہ الواشمات و المستوشمات و النامصات و المتنمصات و المتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ تعالیٰ"

ترجمہ: گودنے والیوں، گدوانے والیوں، چہرے کے بال نوچنے والیوں، نُچوانے والیوں اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے والیوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔

(الصحیح لمسلم، کتاب اللباس والزینۃ،باب تحریم فعل الواصلۃ،جلد2،صفحہ205،مطبوعہ کراچی)

اور مُثلہ کرنے کے بارے میں حدیث پاک میں ہے: "عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ نھی عن النھبۃ و المثلۃ" ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم نے کسی کا مال لُوٹنے اور مُثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الذبائح،باب ما یکرہ من المُثلۃ،جلد2،صفحہ829،مطبوعہ کراچی)

(4) ہم جنس پرستی کا فروغ:

اس قانون ک ی وجہ سے ایک مرد اپنے آپ کو کاغذات میں عورت لکھوا کر دوسرے مرد سے جنس ی تعلق قائم کر سکتا ہے ، یونہی ایک عورت اپنے آپ کر مرد لکھوا کر دوسری عورت سے جنسی تعلق قائم کر سکتی ہے جو کہ ایک شنیع وقبیح فعل ہے،قرآن کریم، اَحادیثِ مبارکہ اور بزرگانِ دین کے فَرامین میں مرد کا مرد اور عورت کا عورت سے ایسا قبیح تعلق قائم کرنے کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لُوط عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام پر کیے ہوئے احسانات کو بیان کرتے ہوئے تیسرا احسان یہ بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بستی سے نجات بخشی جہاں کے رہنے والے لواطت وغیرہ گندے کام کیا کرتے تھے ،کیونکہ وہ بُرے لوگ اور نافرمان تھے ۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ﴾

ترجمہ کنزالعرفان: اور اسے اس بستی سے نجات بخشی جو گندے کام کرتی تھی بیشک وہ بُرے لوگ نافرمان تھے۔

(پارہ17،سورۃالانبیاء،آیت74)

(5)مَرد وعورت کا ایک دوسرے سے مُشابہت اختیار کرنا:

اس قانون کے نتیجے میں مَرد وعورت کا ایک دوسرے سے مُشابہت اِختیار کرنا پایا جائے گا، جبکہ شریعتِ مطہرہ نے مَرد وعورت کوایک دوسرے سے مُشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے اور ایسے مَردوں پر لعنت کی گئی کہ جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اورایسی عورتوں پر لعنت کی گئی جو مَردوں کی مشابہت اختیار کریں ، بلکہ مرد و عورت کو ایسے لباس تک پہننے سے منع کردیا گیاکہ جس میں دوسری جنس سے مشابہت ہوتی ہو، توجب فقط مشابہت اختیار کرنے سے بھی منع فرما دیا گیا، تو اپنی جنس تبدیل کرواکر عورت کا مرد اور مرد کا عورت بن جانا کیسے جائز ہوسکتا ہے ؟ یہ تو مُشابہت سے ہزاروں گنا زیادہ سخت ،قبیح اور خبیث عمل ہے۔

مردانہ وضع اخت یار کرنے والی عورتوں اور زنانہ وضع اخت یار کرنے والے مَردوں کے متعلق صحیح بخاری، جامع ترمذی، سنن ابو داوٗد ، ابن ماجہ اور دیگر کُتُبِ اَحادیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے مروی ہے ، آپ فرماتے ہیں:

”لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم المتشبھین من الرجال بالنساء و المتشبھات من النساء بالرجال“

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم نے لعنت فرمائی ان مَردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مَردوں کی مشابہت اختیار کریں۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب: المتشبھون بالنساء۔۔۔، جلد2، صفحہ874، مطبوعہ کراچی)

(6) بے پردگی و بے حیائی کو فروغ ملے گا:

اس قانون کے نتیجے میں بے پردگی اور بے حیائی کو فروغ ملے گا کہ ایک شخص مرد ہونے کے باوجود صرف کاغذات میں اپنے آپ کو عورت لکھوا کر لڑکیوں کے درمیان جا سکتا ہے اور سرِعام بے حیائی و بے پردگی کر سکتا ہے جو کہ سخت ناجائز و گناہ ہے اور اگر مَعَاذَ اللہ! حقیقۃً جنس کی تبدیلی کے ذریعے مرد عورت بنے یا عورت مرد بنے، تو اس میں ایک خرابی یہ ہے کہ ایسے آپریشن میں بلا وجہ شرعی مرد و عورت کو اپنا ستر دوسروں کے سامنے کھولنا پڑتا ہے اور دوسرا شخص یعنی ڈاکٹر بلا وجہ شرعی ان اَعضاء کو دیکھتا اور چُھوتا ہے اور یہ عمل حرام ہے، کیونکہ یہ عمل اِسلام جیسے خوبصورت دین کی اعلیٰ انسانی فطرت و جِبِلَّت یعنی حیا کے صریحًا خلاف ہے اور پوشیدہ اَعضاء کو بلا عذر شرعی دیکھنا، چھونا، دونوں کام ہی ناجائز و حرام ہیں کہ مرد کو ناف سے لے کر گھٹنوں سمیت اپنا ستر چھپانا لازم ہے اور بلا ضرورتِ شرعیہ اس کا ترک حرام ہے۔

عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾

ترجمہ کنزالعرفان: اور اپنی زینت نہ دکھائیں، مگر جتنا (بدن کا حصہ) خود ہی ظاہر ہے۔
(پارہ 18، سورۃ النور، آیت 31)

دوسرے کے ستر کی طرف نظر کرنے کے بارے میں صحیح مسلم میں ہے:

”ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا ینظر الرجل إلی عورۃ الرجل، ولا المرأۃ إلی عورۃ المرأۃ“

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرد، مرد کے ستر کی طرف نظر نہ کرے اور عورت، عورت کے ستر کی طرف نظر نہ کرے۔

(الصحیح لمسلم، کتاب الحیض، باب تحریم النظر إلی العورات، جلد1، صفحہ266، مطبوعہ بیروت)

بد نگاہی کرنے اور کروانے والے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے، چنانچہ شعب الایمان اور السنن الکبریٰ للبیہقی میں ہے:

”عن الحسن قال: بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لعن اللہُ الناظرَ والمنظورَ إلیہ“

ترجمہ: حضرت حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں، مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم نے فرمایا: بد نگاہی کرنے والے اور کروانے والے پر اللہ عزوجل کی لعنت ہے۔

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب النکاح، جلد7، صفحہ159، مطبوعہ بیروت)

(3) کیا کسی بھی اسلامی حکومت کے لئے اپنے ملک میں ایسا کوئی قانون نافذ کرنا، جائز ہے؟

اوپر بیان کی گئی گفتگو سے معلوم ہوا کہ ٹرانسجینڈر قانون اگر ضروری و شرعی قُیُودات کو شامل کیے بغیر مُطلَق رکھ کر بنایا جائے، تو کثیر حرام کاموں کا مجموعہ ہے اور اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ کوئی بھی اسلامی حکومت اپنے ملک میں ایسا کوئی بھی قانون نافذ کرے، بلکہ ایسے کسی بھی قانون کو نافذ کرنا اور اس کی تائید کرنا سخت ناجائز و حرام ہے اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

اور یاد رکھیے! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں انسان کو سب سے افضل واشرف پیدا کیا ہے اور جس طرح اس کائنات میں اپنی تمام مخلوقات کے جوڑے بنائے ہیں، اسی طرح انسانوں کے اندر بھی مرد اور عورت کو پیدا کیا ہے تاکہ انسان نسل دَر نسل اس دنیا پر اپنی خلافت قائم رکھ سکیں۔ یوں یہ پورا نظامِ کائنات چل رہا، جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی حکمت کے مطابق جس انسان کو جیسا ہونا چاہیے تھا، ویسا بنایا، مرد و عورت دونوں کو الگ الگ اَعضائے مخصوصہ عطا فرمائے، جن کے ذریعے تَوَالُد کا نظام آگے بڑھتا ہے۔ اب اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے اس نظامِ عالَم میں فقط اپنی جنسی خواہشات کی تسکین کے لیے تبدیلی لائے، تو بلا شبہ وہ شخص حرام و ناجائز فعل کا مُرتکب کہلائے گا اور سخت گنہگار اور جہنم کا حقدار ٹھہرے گا، اور خُنثیٰ (Intersex) کے کئی احکام جُدا ہیں اور اس کے لیے ایسے اَفراد کو شرعی رہنمائی

لینی چاہیے۔لہٰذا تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلّم کی طرف سے دیئے گئے اَحکام کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں، کہ اسی میں دنیا وآخرت کی بھلائیاں ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسے کسی بھی قانون بنانے، اس کی تائید کرنے اور عمل کرنے سے محفوظ فرمائے۔آمین

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: ابوالفیضان عرفان احمد مدنی
مصدق: مفتی محمد قاسم عطاری
فتوی نمبر: Sar7961

تاریخ اجراء: 11محرم الحرام1444ھ/10اگست2022ء

سوال: کفار کی عبادت گاہ میں جانا کیسا؟

الجواب: ممنوع ہے۔سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ جلد 21 میں اسکی بحث فرمائی ہے۔

فتاویٰ تتارخانیہ اور فتاویٰ ھندیہ میں ہے:

"یکرہ للمسلم الدخول فی البیعۃ والکنسیۃ وانما یکرہ من حیث انہ مجمع الشیاطین۔"

''یہودیوں کی عبادت گاہ اور عیسائیوں کے گرجے (چرچ) میں کسی مسلمان کا داخل ہونا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ شیاطین کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔''

(فتاوی ھندیہ، کتاب الکراھیۃ، الباب الرابع عشر، جلد5، صفحہ346، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

بحرالرائق میں ہے:

"والظاهر انها تحريمية لانها المرادة عند اطلاقہم"

"ظاہر یہ ہے کہ کراہت سے کراہتِ تحریمی مراد ہے کیونکہ عندالاطلاق وہی مراد ہوا کرتی ہے۔"

(ردالمحتار، بحوالہ بحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ مطلب تکرہ الصلوٰۃ فی الکنسیة، جلد1، صفحہ254، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

کفار کا مجمع ہر وقت محلِّ لعنت (یعنی لعنت برسنے کی جگہ) ہے تو اس سے دُوری ہی میں خیر و سلامتی ہے ولہذا علماء نے فرمایا کہ کفار کے محلہ سے گزرنا ہو تو جلدی جلدی تیزی کیساتھ گزر جائے۔

غنیہ ذوی الاحکام اور فتح اللہ المعین، اور طحطاوی میں ہے:

"هم محل نزول اللعنة فی کل وقت ولاشك انّه یکره السکون فی جمیع یکون کذٰلك بل وان یمر فی امکنتهم الا ان یهرول ویسرع وقد ردت بذٰلك اثار۔"

اس لئے کہ ہر وقت مقاماتِ کفار پر خدا کی لعنت برستی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسی مجلس (اور جگہ) میں ٹھہرنا مکروہ ہے (ناپسندیدہ امر) ہے بلکہ ان کے مقامات کے قریب جب کبھی گزرنا پڑے تو جلدی سے دوڑ کر گزرے، چنانچہ آثار یہی وارد ہوا ہے۔

(در مختار، کتاب الحظر و الاباحة، فصل فی البیع، جلد2، صفحہ247، مطبوعہ مجتبائی دہلی)

(فتاوٰی رضویہ (ملخصاً)، جلد21، صفحہ157، 161، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

ٹرانسجینڈر قابل لعنت

حضور سیّدِ عالَم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ ،وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ ،تَابَعَهُ عَمْرٌو ،أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ .

یعنی: حضرت ابنِ عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ: رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم نے لعنت فرمائی ان مَردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں، اور ان عورتوں پر جو مَردوں کی مشابہت اختیار کریں۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب: المتشبهون بالنساء.....، حدیث: 5885، صفحه 1485، مطبوعه دار ابنِ کثیر بیروت لبنان)

ٹرانسجینڈر بل کو پاس کرنے والے اسکے حامی اور اسکو اچھا سمجھنے والے سب ملعون ہیں۔ اللہ کے قہر و غضب سے ڈریں۔

جب مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی مشابہت اختیار کرنا منع ہے۔
تو پورا جینڈر بدلنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

حدیث میں ایسا کرنے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔

شیطان کی مٹی پلید

میلادالنبی کی خوشی منانے سے شیطان ک ی مٹی پلید ہوت ی ہے

قال ابن الجزري:

"فی ذالك (ای احتفال المولد) إلا أرغام الشيطان و سرور أهل الايمان"

(المورد الروی فی مولد النبی، صفحه،16، عابدين مكتبة القرآن قاهره)

يعني: امام ابنِ جزری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میلا دالنبی کی خوشی منانے سے مومنوں کو سرور ملتا ہے اور شیطان ذلیل ہوتا ہے.

پتہ چلاکہ میلا دالنبی کے مہینے میں جو لوگ فتاوائے شرک وبدعت لئے ذلیل ہوتے ہیں انکا شجرہ نسب ابلیس سے ملتا ہے۔
اور جو خوش ہوتے ہیں انکا شجرہ نسب اہلِ ایمان سے ملتا ہے۔

اب کس کے کھاتے میں کس نے جانا ہے۔اسکا فیصلہ ہم منکرین پر چھوڑ دیتے ہیں۔

ہاں اتنا ضرور کہیں گے کہ ربیع الاول کے مہینے میں جس کے منہ پر بدعت کے بارہ بجے ہوں سمجھ لیناکہ امام جزری کا اُسی کیطرف اشارہ کیا ہے کیونکہ میلا دالنبی ﷺ کی خوشی منانے سے جب شیطان ذلیل ہوتا ہے تو اسکی اولاد کیسے چین سے بیٹھ سکتی ہے ؟؟؟

رب نوریوں ک ی محفل م یں

رب نوریوں کی محفل میں نوروالے کی شان بیان کرتا ہے

اللہ کریم بھی اپنے شایانِ شان حضور ﷺ کی محفل سجا کر نوری فرشتوں کو جمع کر کے اپنے پیارے نبی ﷺ کی شان بیان فرماتا ہے، اللہ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا علیہ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں ۔ اے ایمان والو!ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(سورۃالاحزاب:56)

اس کی تفسیر کرتے ہوئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "صحیح بخاری شریف "نقل فرماتے ہیں:

"قَالَ اَبُوْعَالِیَۃِ صَلَاۃُ اللہِ ثَنَاؤُہٗ علیہِ عِنْدَ الْمَلَائِکَۃِ"

یعنی: حضرت ابوعالیہ فرماتے ہیں اللہ کے درود پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ فرشتوں کے سامنے اپنے حبیب ﷺ کی شان بیان فرماتا ہے۔"

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، صفحہ 1250، مطبوعہ دارِ ابنِ کثیر دمشق بیروت)

محفل میلاد میں کیا ہوتا ہے؟

لوگوں کو جمع کر کے حضور ﷺ کی شان بیان کی جاتی ہے۔

مجمع میں شانِ مصطفیٰ ﷺ بیان کرنا تو ربِ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کی سنت ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ

اُدھر نوری فرشتوں کا مجمع ہوتا ہے۔

اِدھر عاشقوں کا مجمع ہوتا ہے۔

اُدھر رب شان بیان فرماتا ہے۔

اِدھر علمائے اہلسنت شان بیان فرماتے ہیں۔

بس اسی کو ہم عرفِ عام میں محفلِ میلادُ النّبی ﷺ کہتے ہیں۔

یہ طریقہ تو رب کا طریقہ ہے۔ اب اگر کوئی اسکو ناجائز و بدعت کہے تو رب پر کیا فتویٰ لگائے گا ؟؟

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

میلادالنبی کی خوشی قرآن وحدیث کی روشنی میں

اللہ کریم قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ

ترجمہ::

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

(سورۃ الضحیٰ:11)

اللہ فرماتا ہے کہ میری نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اب آئیے حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللّٰہ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت کونسی ہے ؟ کہ جس پر چرچا کیا جائے۔

حضرت حضرت ابنِ عباس رضی اللہ قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَةُ اللَّهِ

« محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی نعمت ہیں »

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جهل، حدیث: 3977، مطبوعه دار ابنِ کثیر دمشق)

اللہ نے کہا کہ میری نعمت کا خوب چرچا کرو، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کی نعمت ہیں۔
تو پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آمد کا چرچا کرنا مطلقاً نعمت کا چرچا کرنا ہے۔ اور اشارہ قرآنی کے عین مطابق ہے۔

ہے کوئی اس دنیا میں منکر جو رسول اللہ ﷺ کو اللہ کی نعمت ماننے سے انکار کرے ؟؟؟

میلاد کی خوشی میں چنے تقسیم کیئے

میلاد کی خوشی میں چنے تقسیم کیئے تو رسول اللہ علیہ السلام خوش ہوئے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی علیہ الرحمہ کے والد گرامی شاہ عبدالرحیم دھلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''كنت أصنع في أيام المولد طعاماً صلة بالنبي صلى الله عليه وآله وسلم ، فلم يفتح لي سنة من السنين شيء أصنع به طعاماً، فلم أجد إلا حمصًا مقليا فقسمته بين الناس، فرأيته صلى الله عليه وآله وسلم وبين يديه هذا الحمص متبهجاً بشاشا.''

(الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین صفحہ 40 عربی)

''میں ہر سال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا، لیکن ایک سال (بوجہ تنگدستی شاندار) کھانے کا اہتمام نہ کر سکا، تو میں نے کچھ بُھنے ہوئے چنے لے کر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش و خرم تشریف فرما ہیں۔''

(الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین صفحہ 40،(مترجم) دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائل پور)

برصغیر میں ہر مسلک اور طبقہ فکر میں یکساں مقبول و مستند ہستی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا اپنے والد گرامی کا یہ عمل اور خواب بیان کرنا اِس کی صحت اور حسبِ اِستطاعت میلاد شریف منانے کا جواز ثابت کرتا ہے۔

وھابیہ کے شیخ الاسلام مولوی ابراھیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ:

''شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ جو عالم، عامل اور ولیٔ کامل تھے''

(سراجاً منیراً، صفحہ30،مطبوعہ فاران اکیڈمی اردو بازار لاہور)

کیا یہ بریلوی تھے؟؟؟

اب آلِ نجد کو چاہئیے کہ ایک ولیٔ کامل اور عامل بزرگ کے فعل کو حجت مان کر میلاد کے جواز کے قائل ہو جائیں۔
کیونکہ وھابیہ نے انکو ولی مانا ہے اور ولی خلافِ شرع کام کیسے کر سکتا ہے؟؟
ورنہ شاہ عبدالرحیم محدث دھلوی بھی بدعت کے فتوے کی زد میں آجائیں گے۔
اور دوسری بات یہ کہ وھابیہ دیابنہ کو میلاد کی محفل پر فضول خرچی یاد آجاتی ہیں۔لیکن انہی کے مانے ہوئے محدث تو تنگدستی کے عالَم میں بھی میلاد نہیں چھوڑ رہے جب لنگر کیلئے کچھ خرید نہ سکے تو گھر میں رکھے بُھنے چنے ہی نیاز رکھ لی۔ آخر کچھ تو تھا جو تنگدستی میں بھی مجبور کر رہا تھا کہ سرکار ﷺ کا میلاد مناؤ اور بڑے لنگر کی توفیق نہیں تو چنے ہی رکھ دو، جو مجبور کر رہا تھا اپنے نبی ﷺ سے عشق تھا۔
اللہ کریم ﷺ ہمیں عشقِ مصطفی ﷺ میں ہی زندگی موت عطا فرمائے آمین

ولادت کے شکر کا اظہار

بارھویں صدی کے مفسّر علامہ امام اسمٰعیل حقّی علیہ الرحمہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں

''قال الامام السیوطی یستحب لنا اظهار الشکر لمولده علیه السلام انتهی . وقد اجتمع عند الامام تقی الدین السبکی رحمه الله جمع کثیر من علماء عصره فأنشد منشد قول الصرصری رحمه الله فی مدحه علیه السلام''

ترجمہ: امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ ہمارے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے شکر کا اظہار مستحب ہے، اور امام تقی الدین سبکی رحمہ اللہ کے پاس ان کے دور کے کثیر علماء جمع تھے تو آپ نے حضرت صرصری علیہ الرحمہ کی لکھی نعت رسول ﷺ پڑھی۔"

(تفسیر روح البیان، جلد9، صفحہ68، تحت الآیت سورۃ الفتح28،29، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

پتہ چلا کہ میلاد چودھویں یا پندرھویں صدی کی ایجاد نہیں بلکہ یہ تو قدیم محدثین مفسرین سلف صالحین کا طریقہ رہا ہے۔ اور قدیم علماء بزرگ ایسی میلاد کی محافل سجایا کرتے تھے۔

پھر امامِ سیوطی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے ایسی محافل کی شرعی حیثیت بھی بتا دی فرمایا "یستحب لنا" ہمارے لئے مستحب ہے۔ معلوم ہوا کہ میلاد منانا مستحب ہے۔

اعتراض:: کبھی کہتے ہو میلاد مستحب ہے کبھی کہتے ہو سنّت ہے، آخر ایک مؤقف اختیار کیوں نہیں کرتے؟؟

جواب:: میلاد منانے کی دو صورتیں ایک یہ کہ مطلقاً محفل میں رسول اللہ ﷺ کے فضائل و محاسن، تعریف و توصیف بیان کی جائے۔ یہ طریقہ اللہ کی، انبیاء سابقین کی، صحابہ کرام کرم کی، اور محدثینِ عظام کی سنت ہے کہ یہ سب ہستیاں محفل و مجلس کی صورت حضور ﷺ کے فضائل و محاسن بیان کرتی رہی ہیں اور اب بھی ہو رہے ہیں۔ اور پیر کا روزہ رکھ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنی ولادت کا دن منایا۔
جیسا کہ وھابی محدث نواب وحید الزماں حیدر آبادی لکھتا ہے کہ؛
"امام ابنِ حجر عسقلانی اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللّٰہ علیہما نے مجلسِ میلاد منعقد کرنے کی دلیل سنت سے اخذ کی ہے۔"
(ھدیۃ المھدی، حاشیہ، صفحہ 46، مطبوعہ رمیو پریس دھلی)
دوسری صورت یہ مروجہ طریقے سے مسلمان جو میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں یہ مستحب کا درجہ رکھتی ہے۔ مثلاً محفل میں ترتیب، پہلے تلاوت پھر نعت پھر رسول اللہ ﷺ کی مدح سرائی پھر صلوۃ سلام پھر دعا پھر لنگر، اور اسکے ملحقات، کیونکہ ان سب چیزوں کی اصل شریعت میں موجود ہے لہذا یہ طریقہ مجموعہ جائز و مستحب ہے۔ اور اسی کو بدعتِ حسنہ بھی کہا جاتا ہے۔ کما صرّح المحدثین

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولا کی دھوم
مثلِ فارِ نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دَم میں جب تک دَم ہے ذکر اُن کا سناتے جائیں گے

آمد پر پُرجوش طریقے سے خوشیاں

رسول اللہ ﷺ کی جب 12 ربیع الاول کو مکہ سے مدینہ میں آمد ہوئی تو صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کی آمد پر پُرجوش طریقے سے خوشیاں مناتے ہوئے استقبال کیا اس کیفیت کو بیان کرتے ہوئے امام مسلم علیہ الرحمہ حدیث نقل فرماتے ہیں:

''فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطُّرُقِ يُنَادُونَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ''

''یعنی: صحابہ اور صحابیات گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ بچے اور غلام گلی محلوں میں پھیل گئے اور (اس دن) وہ یا محمد،، یارسول اللہ،، یا محمد،، یارسول اللہ کے نعرے لگا رہے تھے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب فی حدیث الھجرۃ، صفحہ 1372 مطبوعہ دار النّور بیروت لبنان)

پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ شریف میں آمد ہوئی تو آپکی آمد پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین نے نہ صرف جلوس نکالا بلکہ گلی محلوں میں ''یا محمد، یارسول اللہ'' کے نعرے بھی لگائے۔
اور وہ دن بارہ ربیع الاول کا ہی دن تھا۔ اسکی گواہی منکرین کے گھر سے ملاحظہ ہو۔

بانیٔ وھابیت ابنِ عبد الوھاب نجدی لکھتا ہے کہ:

''بعثت کے تیرھویں سال بارہ ربیع الاول کو (جب مدینہ منورہ کے) وہ لوگ آپ ﷺ کے انتظار میں نکلے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ''مرحبا اھلاً و سھلاً'' کی آوازیں بنی عمر بن عوف کے محلے سے گونجنے لگیں۔ مسلمانوں نے آپ ﷺ کی تشریف آوری کی خوشی میں نعرہائے تکبیر بلند کیئے اور شانِ نبوت کے مطابق خوش آمدید کہا۔ انہوں نے پروانوں کی طرح آپ ﷺ کو گھیر لیا۔''

(مختصر زاد المعاد، صفحہ 211، مطبوعہ مکتبۃ الملک الفھد سعودیہ)

پس بارہ ربیع الاول کے جلوس کا جواز صحیح حدیث حدیث سے ثابت ہو گیا۔

نجدی اعتراض:: اس وقت تو اللہ کے نبی زندہ تھے اس لئے صحابہ نے جلوس نکالا تھا۔ لہذا اب نکالنا جائز نہیں۔

جواب:: رسول اللہ ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں۔ تو حضور ﷺ نے یہودیوں سے روزہ رکھنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے کہ اس دن بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات ملی تھی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَأَنَا أَحَقُّ بِمُوسَى مِنْكُمْ ،فَصَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ

یعنی: ہم تم لوگوں سے زیادہ حق دار ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام (کی خوشی میں شریک ہوں) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے خود بھی عاشوراء کا روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی اسکا حکم دیا۔"

(صحیح مسلم، حدیث: 2004، مطبوعہ دار السلام ریاض)

تو پتہ چلا کہ جب موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات ملی تو اسکی خوشی میں بنی اسرائیل نے اس دن روزہ رکھا۔
اور موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد بھی روزہ رکھا۔
اگر کوئی عمل نبی ﷺ کے وصال کے بعد منع ہوتا تو سرکار ﷺ ضرور منع کرتے۔ لیکن آپ ﷺ نے منع کرنے کی بجائے صحابہ کو بھی رکھنے کا حکم دے دیا۔
تو اسی طرح اگرچہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں جلوس نکالا گیا۔
مگر بعد میں جلوس نکالنے سے منع کرنا درست نہیں کیونکہ خوشی منانے کا جو کام عموماً نبی ﷺ کی حیات میں جائز ہے وہ بعد بعداز وصال بھی جائز ہے۔ اس روایت سے خوشی کے وقت جلوس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔
خیال رہے کہ مخالفین بھی مختلف تہواروں پر وقتاً فوقتاً جلوس و ریلیاں نکالتے رہتے ہیں۔ اگر بدعت یا ناجائز کہیں گے تو خود بھی پھنس جائیں گے۔

وہ کام جو صحابہ کے زمانے میں نہیں تھے مگر جائز

اعتراض:: کیا صحابہ کرام علیھم الرضوان نے کبھی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا انعقاد کیا؟
جواب::

کسی بھی اچھے کام کو یہ کہہ کر غلط قرار دینا کہ یہ کام صحابہ کرام علیھم الرضوان نے نہیں کیا لہذا ہمیں بھی نہیں کرنا چاہئے، سراسر بے وقوفی پر مبنی ہے۔

بے شمار ایسے کام ہیں جو صحابہ کرام علیھم الرضوان نے نہیں کئے اور مسلمان اسے کر رہے ہیں بلکہ یہ سوال اور اعتراض اٹھانے والے وہابی، دیوبندی بھی بڑے زور و شور سے یہ کام کرتے ہیں۔

1:: دور رسالت اور دور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں عیدین اور حج کے اجتماعات کے علاوہ کوئی تین روزہ اجتماع نہیں ہوتا تھا، نہ وقت مقرر کرکے خصوصی دعا ہوتی تھی اور نہ ہی وقت مقرر کرکے کوئی سہ روزہ لگاتا تھا۔

2:: دور رسالت اور دور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سیرت کانفرنس، محمد رسول اللہ ﷺ کانفرنس، ختم نبوت کانفرنس، اہلحدیث کانفرنس وغیرہا کبھی منعقد نہیں ہوئیں۔

3:: دور رسالت اور دور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں ختم بخاری، جلسہ دستار فضیلت اور نہ ہی اپنے دارالعلوم کا سوسالہ جشن منایا گیا؟

4:: کیا کبھی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خلفائے راشدین کے ایام منائے؟ ان کے ایام پر راستوں کو بلاک کرکے کبھی جلوس اور ریلیاں نکالیں؟ کبھی تحفظ حرمین ریلی، کبھی توہین آمیز خاکوں کے خلافت جلوس نکالے؟

5:: کیا کبھی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے آپ کو سلفی، محمدی، اہلحدیث اور غرباء اہلحدیث کہا؟

6:: کیا کبھی دور رسالت اور دور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں مساجد میں قرآن مجید اور تسبیح وغیرہ رکھی جاتی تھیں؟

7:: قرآن مجید پر اعراب، قرآن مجید کا مختلف زبانوں میں ترجمہ، اس پر غلاف چڑھانا اور اعلیٰ طباعت میں کبھی دور رسالت اور دور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں تھا؟

8:: کیا احادیث کی کتب بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابو دائود، نسائی، ریاض الصالحین وغیرہا دور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں تھیں؟

9: کیا جمعہ میں مروجہ عربی خطبہ اور خطبے سے پہلے تقریر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کیں؟

10:: کیا ایمان مفصل، ایمان مجمل اور چھ کلمے پڑھنا اور یاد کرنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور میں تھا؟
یہ تمام کام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نہیں کئے مگر آج پوری دنیا کے لوگ یہ کام کر رہے ہیں یہ کہہ کر ان کاموں پر بدعت کا فتویٰ کیوں نہیں لگایا جاتا کہ یہ کام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے نہیں کئے لہذا ان کاموں کو بند کر دیا جائے۔

معلوم ہوا کہ اصل نشانہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا یوم ولادت ہے ورنہ اتنا شور نہ مچایا جاتا۔

اللہ تعالیٰ آلِ نجد کو ھدایت عطا فرمائے۔۔ آمین

یہ الزامی جواب تھا اسکا تحقیقی جواب اگلی قسط میں آئے گا ان شاء اللہ

میلادالنبی ﷺ پر خوشی منانے کا اجر و ثواب

چھٹی صدی کے محدثِ جلیل امام ابن جوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”وجعل لمن فرح بمولده حجابًا من النار وسترًا، ومن أنفق في مولده درهمًا كان المصطفیٰ صلى الله عليه وآله وسلم له شافعًا ومشفعًا، وأخلف الله عليه بكل درهم عشرًا.“
فيا بشرى لكم أمة محمد لقد نلتم خيرًا كثيرًا في الدنيا وفي الأخرى. فيا سعد من يعمل لأحمد مولدًا فيلقى الهناء والعز والخير والفخر، ويدخل جنات عدن بتيجان درّ تحتها خلع خضرًا.

”اور ہر وہ شخص جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کے باعث خوش ہوا، اللہ تعالیٰ نے (یہ خوشی) اس کے لیے آگ سے محفوظ رہنے کے لیے حجاب اور ڈھال بنا دی۔ اور جس نے مولدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک درہم خرچ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے لیے شافع و مشفع ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر درہم کے بدلہ میں اُسے دس درہم عطا فرمائے گا۔
اے اُمتِ محمدیہ! تجھے بشارت کہ تو نے دنیا و آخرت میں خیر کثیر حاصل کی۔ پس جو کوئی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کے لیے کوئی عمل کرتا ہے تو وہ خوش بخت ہے اور وہ خوشی، عزت، بھلائی اور فخر کو پالے گا۔ اور وہ جنت کے

باغوں میں موتیوں سے مرصع تاج اور سبز لباس پہنے داخل ہو گا۔"

(مولد العروس، صفحہ 9، مطبوعہ دار الکتب السبعیّۃ، بیروت لبنان)

خیال رہے کہ محدث ابنِ جوازی کو وھابیہ دیابنہ بھی اپنا امام تسلیم کرتے ہیں۔

محدث ابنِ جوزی دیوبندیوں کی نظر میں

دیوبندیوں کے تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس دھلوی کا بھتیجا مولوی محمد زکریا کاندھلوی لکھتا ہے کہ:

"ابن جوزی مشہور محدث ہیں۔ تین سال کی عمر میں باپ نے مفارقت (انتقال) کی یتیمی کی حالت میں پرورش پائی۔ لیکن محنت کی حالت یہ تھی کہ جمعہ کی نماز کے علاوہ گھر سے دور نہیں جاتے تھے۔ ایک مرتبہ منبر پر کہا کہ میں نے اپنی ان انگلیوں سے دو ہزار جلدیں لکھی ہیں ۔ ڈھائی سو سے زیادہ خود ان کی اپنی تصنیفات ہیں۔ کہتے ہیں کہ کوئی وقت ضائع نہیں کیا جاتا تھا۔ چار جز روزانہ لکھنے کا معمول تھا۔ درس کا یہ عالم تھا کہ مجلس میں بعض مرتبہ ایک لاکھ سے زیادہ شاگردوں کا اندازہ کیا گیا۔ امراء وزراء سلاطین تک مجلس درس میں حاضر ہوتے تھے۔ ابن جوزی خود کہتے ہیں کہ ایک لاکھ آدمی مجھ سے بیعت ہوئے اور بیس ہزار میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہیں۔ اس سب کے باوجود شیعوں کا زور تھا اسی وجہ سے تکلیفیں بھی اٹھانا پڑیں (تذکرہ) احادیث لکھنے کے وقت میں قلموں کے تراشے جمع کرتے رہتے تھے۔ مرتے وقت وصیت کی تھی کہ میرے نہانے کا پانی اسی سے گرم کیا جائے۔ کہتے ہیں کہ صرف غسل میت کے پانی گرم کرنے ہی کے لیے کافی نہ تھا بلکہ گرم کرنے کے بعد بھی کیا گیا تھا۔"

(فضائلِ اعمال، بابِ حکایاتِ صحابہ، صفحہ 106، مشتاق بُک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاھور)

(فضائلِ اعمال، بابِ حکایاتِ صحابہ، صفحہ 111، کتب خانہ فیضی لاھور پاکستان)

محدث ابنِ جوزی کی علمی جلالت کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپکی درس میں ایک لاکھ بندہ شرکت کرتا، اور دو ہزار جلدیں ہاتھ سے لکھیں یہاں تک کہ قلم کے تراشے کو بطورِ ایندھن استعمال کر کے آپکے غسل کا پانی گرم کیا گیا۔

خود سوچیں ایسے جلیل القدر محدث کے علمی رتبے کا اندازہ لگانا کتنا مشکل ہے۔ تو یہ اتنا بڑا محدث ہزاروں کتابوں اور لاکھوں احادیث کا حافظ میلاد النبی ﷺ کے بارے میں اپنے عشق کا اظہار کر رہا ہے۔

اگر میلاد منانا ناجائز و بدعت و حرام ہوتا تو محدث ابن جوزی کبھی بھی اسکے فضائل بیان نہ کرتے۔

اور کمال کی بات یہ کہ لاکھوں احادیث اور ہزاروں کتب کے حافظ کو کسی کتاب میں نہ مل سکا کہ میلاد منانا ناجائز و بدعت ہے۔ لیکن آجکل کے کچھ ٹیڈی مجتہدین بدعت کے فتوے جیب میں لئے پھرتے ہیں۔ جنکو دین کی "الف" سے "با" تک کا نہیں پتہ۔ اللہ کریم ﷺ سلف صالحین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین ﷺ

حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام اور میلاد مصطفیٰ ﷺ

بارھویں صدی کے مفسّر امام احمد صاوی المالکی علیہ الرحمہ قرآن پاک کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

إن سليمان عليه السلام، لما فرغ من بناء بيت المقدس، عزم على الخروج إلى أرض الحرم، فتجهز للمسير واستصحب جنوده من الجن والإنس والطير والوحش فحملتهم الريح، فلما وافى الحرم، أقام ما شاء الله .... وكان ينحر في كل يوم طول مقامه خمسة آلاف ناقة، ويذبح خمسة آلاف ثور، وعشرين ألف شاة، وقال لمن حضره من أشراف قومه: إن هذا المكان يخرج منه نبيٌّ عربيٌّ، صفته كذا وكذا، ويعطى النصر على جميع من عاداه، وتبلغ هيبته مسافة شهر، القريب والبعيد عنده في الحق سواء، لا تأخذه في الله لومة لائم، قالوا: بأي دين يدين يا نبي الله؟ قال بدين الله الحنيفية، فطوبى لمن أدركه و آمن به، قالوا: كم بيننا وبين خروجه
يا نبي الله؟ قال مقدار ألف سنة، فليبلغ الشاهد الغائب، فإنه سيد الأنبياء وخاتم الرسل،

یعنی: جب سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کی عمارت (بنیاد) بنا کر فارغ ہوئے تو حرم کی زمین کی طرف جانے کا ارادہ کیا، سفر کا سامان تیار کیا، اور اپنے لشکر میں سے جنوں، انسانوں، پرندوں اور درندوں کو ساتھ لے لیا، پس ہوا نے انکے تخت کو اٹھا لیا جب حرم پہنچے تو جب تک اللہ نے چاہا قیام کیا۔ تو وسیع قیام کے دوران ہر دن پانچ ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بیل اور بیس ہزار بکریاں ذبح کرتے تھے۔ اور سلیمان علیہ السلام کے پاس جو بھی قوم کا معزز شخص آتا اس سے فرماتے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے نبی (محمدِ) عربی نکلیں گے۔ اور انکی یہ یہ شانیں ہونگی۔ اور اللہ انکی ہر دشمن کے مقابلے میں مدد فرمائے گا۔ اور انکی ھیبت ایک مہینے کی مسافت تک پہنچی ہو گی۔ قریب اور دور والے سب لوگ حق کے معاملے میں انکے نزدیک برابرا ہوں گے۔ وہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والی کی ملامت کا خوف نہ رکھیں گے۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی (سلیمان علیہ السلام) وہ کس دین پر ہونگے؟ فرمایا: کہ وہ اللہ کے دین، دینِ حنیف پر ہونگے، پس خوشخبری ہے اسکے لئے جس نے انکا زمانہ پایا اور ان پر ایمان لایا۔ لوگوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی (سلیمان) ہمارے اور انکے زمانے کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ فرمایا: ایک ہزار سال کا فاصلہ، پس جو یہاں

موجود ہے، اسے چاہئے کہ یہ باتیں ان تک پہنچا دے جو موجود نہیں۔ بیشک وہ انبیاء کے سرادر ہونگے اور خاتم الرُسُل ہونگے۔"

(حاشية الصاوی علی جلالین، جلد2، صفحہ 1491، سورۃ النمل، تحت الآیۃ 21، مطبوعہ مکتبہ نعمانیہ اردو بازار لاھور)

سبحان اللہ۔۔۔۔!! میرے مصطفٰی کریم ﷺ کی ولادت سے پہلے بھی آپکی آمد کے تذکرے انبیاء سابقین کرتے رہے۔ اور ہزاروں کی تعداد میں جانور ذبح کرتے رہے۔
حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے تھے کہ آئیں گے۔ اور یہ یہ شانیں ہوں گی۔
ہم کہتے ہیں کہ آ گئے اور واقعی بڑی شانیں ہیں جنکا احاطہ کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔

اگر رسول اللہ ﷺ کی دنیا میں آمد سے ایک ہزار سال قبل آپکا میلاد و آمد بیان کرنا جائز ہے۔

تو آمد کے بعد بھی آپکا میلاد و تشریف آوری بیان کرنا نہ صرف جائز بلکہ سنتِ انبیاء ہے۔

یہ بھی پتہ چلا کہ انبیاء سابقین نہ صرف اپنی امت میں رسول اللہ کا میلاد بیان فرماتے بلکہ آپ ﷺ کی ختمِ نبوت کا اعلان بھی فرماتے۔

کیا صحابہ نے میلاد منایا؟؟؟

بدمذھبوں کا اعتراض:: کیا صحابہ نے میلاد منایا؟؟؟

الجواب:: منافقت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ نجدیو۔۔۔ کس منہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین کے حوالے سے میلاد کی دلیل مانگ رہے ہو؟؟
تمہارے بڑوں نے تو لکھا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کے قول و فعل ہی حُجت نہیں۔

امامِ دیوبندیہ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

""غیرِ نبی (صدیق و عمر عثمان و حیدر) کا فعل حجت نہیں"

(ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد1، صفحہ291، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

جب انکا فعل حجت نہیں تو کیوں صحابہ کے عمل سے میلاد اور دیگر معمولاتِ اھلسنت کی دلیل مانگتے ہو؟؟

وھابیوں کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دھلوی نے لکھا کہ:

"فہم صحابہ حجتِ شرعی نہیں"

(فتاویٰ نذیریہ، جلد1، صفحہ نمبر622، مطبوعہ اھلحدیث اکیڈمی کشمیری بازار لاھور)

مزید لکھا کہ:

"اس سے حجت نہ یں لی جا سکتی کیونکہ صحابی کا قول ہے"

(فتاویٰ نذیریہ، جلد1، صفحہ نمبر240، مطبوعہ اھلحدیث اکیڈمی کشمیری بازار لاھور)

وھابیہ کے مناظرِ اعظم مولوی ثناء اللہ امرتسری نے طلاقِ ثلاثہ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو ردّ کرتے ہوئے لکھا کہ:

"ہم اسے ک یوں مانیں ہم فاروقی تو نہیں، ہم محمدی ہیں"

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد2، صفحہ نمبر252، مطبوعہ ادارہ ترجمان السنۃ لاھور)

وھابیہ کے نزدیک رسول اللہ کی رائے بھی حجت نہیں العیاذ باللہ

وھابیہ کے خطیب الہند مولوی محمد جوناگڑھی نے لکھا کہ:

"جس دین میں نبی کی رائے حجت نہ ہو، اس دین والے آج ایک امتی کی رائے کو حجت سمجھنے لگے"

(طریقِ محمدی، صفحہ نمبر 59، مطبوعہ مکتبہ محمدیہ چیچہ وطنی)

لو جوناگڑھی نے کام ہی ختم کر دیا... کہ نبی کریم علیہ السلام کی رائے بھی حجت نہیں معاذ اللہ.... پتہ نئیں ان لوگوں نے کلمہ کس کا پڑھا ہوا ہے....

دوستو!

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ آلِ نجد کے نزدیک صحابہ کے اقوال وافعال حجت نہیں ہیں.
اور جب حجت نہیں ہے تو پھر میلاد کے جواز پر نجدیہ کا صحابہ کے افعال کی دلیل مانگنا منافقت نہیں تو اور کیا ہے ؟؟
اس موضوع پر فقیر کے پاس متعدّد حوالہ جات موجود ہیں کہ جس میں وھابیہ نے کہا کہ صحابہ کے اقول وافعال اور آثار حجت نہیں ہیں.
لیکن اختصار کے پیشِ نظر انہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔
ہمارا سوال آلِ نجد سے یہی ہے کہ بتاؤ تمہارے سارے باپ یہی کہتے رہے کہ صحابہ کا عمل ہمارے لئے حُجت نہیں۔ اگر حُجت نہیں تو آج کس منہ سے صحابہ کرام کے عمل کی دلیل مانگتے ہو؟؟؟
شرم کرو منافقو۔۔۔

نجدی اپنے اصول کے پیشِ نظر صحابہ کے افعال کی دلیل مانگ ہی نہیں سکتا لیکن پھر بھی رضوی فقیر رسول اللہ کے صدقے صحابہ سے آمدِ مصطفیٰ کی محفل کی دلیل پیش کرتا ہے۔
حدیث ملاحظہ ہو:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلَى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَا أَجْلَسَكُمْ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ، قَالَ آللَّهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوا: وَاللهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِي مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَلَّ عَنْهُ حَدِيثًا مِنِّي، وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: «مَا أَجْلَسَكُمْ؟» قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ، وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ، قَالَ: «آللَّهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟» قَالُوا: وَاللهِ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: «أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَلَكِنَّهُ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي، أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ»

یعنی::

حضرت ابو سعید سے مروری ہے فرماتے ہیں کہ حضرت امیرِ معاویہ مسجد میں (صحابہ کے) ایک حلقہ کے پاس سے گزرے۔

پوچھا تمہیں یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے ؟

صحابہ کرام بولے: ہم اﷲ کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں۔

حضرت امیر معاویہ نے فرمایا: کیا خدا کی قسم تمہیں اسی چیز نے بٹھایا ہے ؟

صحابہ بولے: اللہ کی قسم ہمیں اس کے سوا کسی اور چیز نے نہیں بٹھایا۔

حضرت امیر معاویہ نے فرمایا: میں نے تم پر تہمت کی بنا پر تم سے قسم نہیں لی۔ ایسا کوئی نہیں جسے رسول اﷲ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھ جیسا قرب ہو۔ پھر وہ آپ سے احادیث مقابلہ کرے کم روایت کرے ایک بار رسول اﷲ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ایک حلقہ پر تشریف لائے تو پوچھا تمہیں یہاں کس چیز نے بٹھایا ؟

وہ بولے ہم اﷲ کا ذکر کرنے بیٹھے ہیں اس کا شکر کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ھدایت دی۔

اورآپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سبب ہم پر اللہ نے احسان فرمایا

(نبی کریم علیہ السلام نے) فرمایا: کیا خدا کی قسم تمہیں صرف اس چیز نے بٹھایا ہے ؟

وہ بولے اﷲ کی قسم ہم کو اس کے سواء کسی اور چیز نہ بٹھایا فرمایا میں نے تم پر تہمت رکھتے ہوئے تم سے قسم نہ لی۔

لیکن میرے پاس جبریل آئے انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تم سے (اس عمل کی بنا پر) فرشتوں پر فخر فرما رہا ہے

(مسند امام احمد بن حنبل، حدیث:16960، صفحہ23، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ھوشیار سنی ھوشیار

صاحبو..... یہی مسند امام احمد بن حنبل کتاب کو جب آلِ نجد بے ایمان نے اپنے مکتبے سے شائع کیا تو یہود کا طریقہ اپناتے ہوئے رسول اللہ کی شان والے الفاظ کا ترجمہ ھڑپ کر گئے

و من علینا بك

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہم پر یہ احسان فرمایا۔

ان الفاظ کا ترجمہ آلِ نجد نے ک یا ہی نہیں۔ یہ دشمنی ہے ان لوگوں کی شانِ مصطفی سے۔ میں نے اس عبارت کا سکین پوسٹ اور کمنٹ میں دے دیا ہے تا کہ کسی کو شک کی گنجائش باقی نہ رہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ھدایت ایمان ہے اور سب سے بڑا احسان حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پاک ہاتھ آجانا ہے، خود فرماتا ہے:

"بَلِ اللہُ یَمُنُّ عَلَیۡکُمۡ اَنۡ ھَدٰىکُمۡ لِلۡاِیۡمٰنِ"

اور فرماتا ہے:

"لَقَدۡ مَنَّ اللہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا"

اوپر مذکورہ حوالہ جات سے پتہ چلا کہ آل نجد صحابہ کے عمل سے میلاد یا کسی بھی کام کی دلیل نہیں مانگ سکتے کیونکہ انکے نزدیک صحابہ کا عمل حجت نہیں۔ لیکن پھر بھی انکے اصول کے مخالف ہم نے حدیث پیش کر دی کہ رسول اللہ علیہ السلام کے صحابہ مسجد نبوی میں محفل کی صورت میں اللہ کا ذکر و شکر کر رہے ہیں کہ اللہ نے نبی پاک کو انکی طرف بھیج کر احسان فرمایا ہے۔ جسکا ترجمہ نجدی دجال نے کیا ہی نہیں۔

نجدیو۔۔۔جتنا مرضی کتابوں میں ہیر پھیر کر لو رسول اللہ کی شان چھپ نہیں سکتی۔ اور اعلی حضرت کے غلام تمہیں ہمیشہ بے نقاب کرتے رہیں گے۔ ان شاءاللہ

رسول اللہ کے درازگوش کے پیشاب کا ذکر اعلی درجے کی عبادت (دیوبندی فتوی) اور محفل میلاد کا جواز

رسول اللہ کے فضلات اور گدھے کے پیشاب کا ذکر اعلیٰ درجے کا مستحب ہے دیوبند فتویٰ

جمیع اکابرینِ علمائے دیوبند کا متّفقہ فیصلہ

حرمین شریفین کے علمائے کرام نے علمائے دیوبند سے اِختلافی و اِعتقادی نوعیت کے چھبیس (26) مختلف سوالات پوچھے تو 1325 ھجری میں مولوی خلیل احمد سہارن پوری (1269۔1346ھ) نے اِن سوالات کا تحریری جواب دیا، جو "المھند علی المفند" نامی کتاب کی شکل میں شائع ہوا۔

اِن جوابات کی تصدیق چوبیس (24) نام وَر علمائے دیوبند نے اپنے قلم سے کی، جن میں مولوی محمود الحسن دیوبندی (م1339ھ)، مولوی احمد حسن امروہوی (م1330ھ)، مفتی اَعظم دار العلوم دیوبند مفتی عزیز الرحمٰن (م1347ھ)، مولوی اشرف علی تھانوی (م1362ھ) اور

مولوی عاشق اِلٰہی میرٹھی بھی شامل ہیں۔

اِن چوبیس (24) اکابرینِ دیوبند علماء نے صراحت کی ہے کہ جو کچھ "المھند علی المفند" میں تحریر کیا گیا ہے وہی ان کا اور ان کے مشائخ کا عقیدہ ہے۔ مزید عصر حاضر کے دیوبندی علماء کی تصادیق کی لسٹ کمنٹ میں اسکین پر دیکھئے.

کتاب مذکورہ میں اِکیسواں سوال میلاد شریف منانے کے متعلق ہے۔ اس کی عبارت ہے:

أتقولون أن ذكر ولادته صلى الله عليه وآله وسلم مستقبح شرعًا من البدعات السيئة المحرمة أم غير ذلك؟

"کیا تم (علمائے دیوبند) اس کے قائل ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا ذکر شرعاً قبیح سیئہ، حرام (معاذ االلہ) ہے یا اور کچھ؟"

علمائے دیوبند نے اِس کا متّفقہ جواب یوں دیا:

حاشا أن يقول أحد من المسلمين فضلاً أن نقول نحن أن ذكر ولادته الشريفة علية الصلاة والسلام، بل وذكر غبار نعاله وبول حماره صلى الله عليه وآله وسلم مستقبح من البدعات السئية المحرمة. فالأحوال التي لها أدنى تعلق برسول االله صلى الله عليه وآله وسلم ذكرها من أحب المندوبات وأعلى المستحبات عندنا سواء، كان ذكر ولادته الشريفة أو ذكر بوله وبزاره وقيامه وقعوده ونومه ونبهته، كما هو مصرح في رسالتنا المسماة بالبراهين القاطعة في مواضع شتى منها.

"حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے گدھے کے پیشاب کے تذکرہ کو بھی قبیح و بدعتِ سئیہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذرا سی بھی نسبت ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلی درجہ کا مستحب ہے، خواہ ذکر ولادت شریف کا ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بول و براز، نشست و برخاست اور بے داری و خواب کا تذکرہ ہو۔ جیسا کہ ہمارے رسالہ "براہین قاطعہ" میں متعدّد جگہ بالصراحت مذکور ہے۔"

(المهند علی المفند، صفحہ 61،60، مطبوعہ مکتبۃ الحسن، اردو بازار لاہور)

ایک شُبہے کا جواب:

اگر یہ عبارت کسی دیوبندی کو پیش کریں تو وہ کہے گا کہ جی اس میں ذکرِ میلاد کا تذکرہ ہے جبکہ محفلِ میلاد کا ذکر نہیں ہے۔

اوّلاً یہ کہ ذِکر ذکرِ میلاد مطلقاً کہا ہے چاہے محفلِ میلاد میں کریں یا تنہا کریں۔
اور پھر کتاب میں آگے چل کر لکھا کہ:

''وفی مجالس الخالیة عن المنکرات الشریعة موجب للخیر والبرکة''
ان مجالس میں جو منکراتِ شریعہ سے خالی ہوں، سبب خیر خیر و برکت ہیں۔"

(المہند علی المفند، صفحہ 63، مطبوعہ مکتبۃ الحسن، اردو بازار لاہور)

اس عبارت میں واضح طور پر مجالسِ کا لفظ ہے جس سے واضح ہوا کہ ذکرِ میلاد سے مراد مجلسِ میلاد یعنی محفلِ میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے

ثانیاً: تم نے کہا کہ اس عبارت سے ذِکر میلاد ثابت ہے مجلسِ میلاد ثابت نہیں،
تو رضوی عرض کرتا ہے کہ محفلِ میلاد کی اصل ذکرِ مصطفیٰ علیہ السلام ہے۔
اور
جب کسی چیز کی اصل جائز ثابت ہو جائے تو فرع خود بخود جائز ثابت ہو جائے گی۔

مثال:

مرغی کا گوشت، مصالحہ، نمک، مرچ، چاول، وغیرہ کے مجموعے کو مخصوص طریقے سے پکا کر بریانی کا نام دے دیا جاتا ہے.
یعنی ان سب کی اصل بریانی ہے جب بریانی جائز ثابت ہو جائے گی تو نمک، مرچ، مصالحہ، مرغی کا گوشت خو بخود ہی جائز ثابت ہو جائے گا۔

اسی طرح

جب ذکرِ میلاد جائز کہہ دیا تو اس کے ملحقات بھی خو بخود بھی جائز ثابت ہونگے....

کیونکہ مسلمہ قاعدہ ہے:

کل شیءیرجع الی اصلہ
ہر چیز اپنی اصل کیطرف لوٹتی ہے

لہذا نومولود دیوبندی اگر اب بھی محفل میلاد کو بدعت کہیں گے تو توانکے جمیع اکابرین بدعت کے فتوے میں رگڑے جائیں گے۔

تم بھی کر کے اُنکا چرچا اپنے دل چمکاؤ
نبی کا جھنڈا امن کا جھنڈا گھر گھر میں لہراؤ

امام بخاری پر بدعت کا فتویٰ

یہ ایک نجدی کی پوسٹ ہے اعتراض کرتا ہے کہ:
"بدعت اصطلاح شریعت میں ثواب کی نیت سے کیا جانے والا وہ کام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرامؓ نے نہ کیا ہو۔۔نہ قولا نہ عملا۔۔حتیٰ کہ اشارۃ بھی اسکا ثبوت نہ ہو........"

الجواب::
ہر وہ بدعت گمراہی ہے جو قرآن وسنت سے ٹکرائے۔ اگر بدعت سیئہ یعنی حرام بدعت وگمراہی والی بدعت کی یہ تعریف کی جائے کہ ہر وہ کام جو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے یا صحابہ کرام علیھم الرضوان نے نہیں کیا اسکو ثواب کی نیت سے کرنا بدعت ہے تو پھر امام بخاری کو اس کی زد سے کیسے بچاؤ گے ؟؟

امام أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي المعروف امام ابنِ حجر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"قال أبو الهيثم الكشميهني سمعت الفربري يقول؛ سمعت محمد بن إسماعيل البخاري يقول؛ ما وضعت في كتاب الصحيح حديثا إلا اغتسلت قبل ذلك وصليت ركعتين"

یعنی؛ ابو ھیثم کہتے ہیں میں نے فربری سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: میں نے صحیح بخاری میں ہر حدیث کے نقل کرنے سے پہلے غسل کیا پھر دو رکعت نمازِ نوافل ادا کی۔"

(مقدمة فتح الباري شرح صحيح البخاري، جلد1 صفحہ 489، مطبوعہ دار المعرفة بيروت لبنان)

نجدی نے کہا کہ ہر کام جو رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین نے نہیں کیا۔ اسکو ثواب کی نیت سے کرنا بدعت ہے۔

اب بتاؤ کہ کس صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث لکھنے سے پہلے غسل کر کے دو رکعت نماز نوافل ادا کی؟؟؟
کیونکہ حضور ﷺ جو بادشاہوں کو خط بھیجا کرتے وہ صحابہ ہی لکھا کرتے تھے اور یقیناً آپ ﷺ کی ہر بات حدیث ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمہ، بخاری میں حدیث لکھنے سے غسل کر کے دو رکعت نماز ادا کرتے۔
کیا وہ ثواب کی نیت سے کرتے تھے یا غیر ثواب کی نیت سے؟؟

اگر کہو کہ غیر ثواب کی نیت سے تو یہ لغو و بعید از قیاس ہے۔
اگر کہو کہ ثواب کی نیت سے۔ تو پس ثابت ہوا کہ وہ کام جو رسول اللہ ﷺ نے حکم نہیں دیا صحابہ نے بھی نہیں کیا۔
وہی کام امام بخاری ثواب کی نیت سے کر رہے ہیں تو تمہاری بدعتِ سیّئہ کی تعریف کی مطابق امام بخاری بھی بدعتی ٹھہرے۔ اور انکی بخاری بھی تمہارے نزیک غیر مستند ہو گئی۔
پس چلا کہ آلِ نجد کا بدعت کی تعریف میں ڈنڈی مارنا بہت سے آئمہ و محدثین و فقھآء کو فتوے کی لپٹ میں لے لیتا ہے۔

واضح ہوا کہ دین میں ہر نیا اچھا طریقہ بدعت نہیں ہے۔ بلکہ بدعت وہ ہے جو کتاب و سنت سے ٹکرائے۔

لہذا رسول اللہ ﷺ کے میلاد کی خوشی کرنا، ایصالِ ثواب، وغیرہ کتاب و سنت سے نہیں ٹکراتا۔ تو یہ جائز ہے۔ بلکل ایسے ہی جس طرح بغیر دلیل کی تخصیص سے امام بخاری، صحیح بخاری میں ہر حدیث نقل کرنے سے پہلے غسل اور دو رکعت نماز پڑھنا جائز ہے۔
اگر ثواب کی نیت سے کیا جانے والا وہ کام جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے نہ کیا ہو، بدعت ہے تو بتاؤ امام بخاری کون ہوئے؟؟؟؟

قرون ثلاثہ میں بخاری نہ تھی مگر ختم جائز

دیوبندیوں کے رشید احمد گنگوھی سے ایک فتویٰ پوچھا گیا وہ فتویٰ سوال مع جواب ملاحظہ ہو:

"سوال: کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرونِ ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں؟

جواب: قرونِ ثلاثہ (حضور ﷺ صحابہ اور تابعین کے زمانے) میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اسکا ختم درست ہے کہ ذکرِ خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کا اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔"

(فتاویٰ رشدیہ، کتاب العلم، صفحہ 190، ناشر دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ)

تو پتہ چلا کہ جو اچھا و نیک کام حضور ﷺ یا صحابہ کرام یا تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ثابت نہ بھی ہو تو بھی جائز ہے۔
تو پھر یہ کہنا کہ میلاد منانا و جھنڈیاں لگانا نبی کریم ﷺ سے ثابت کرو صحابہ سے ثابت کرو، یہ منافقت نہیں تو اور کیا ہے؟
جو کام دیوبندی اکابرین کریں، وہ ثابت نہ بھی ہوں تو جائز، اور جو کام اہلسنت کریں انکی اصل شریعت میں موجود بھی ہو تو بدعت؟
اب جس دلیل سے ختمِ بخاری ثابت ہے اسی دلیل سے ختمِ غوثیہ ثابت ہے اسی دلیل سے قل شریف، دسواں، چالیسواں، برسی، ختمِ گیارھویں وغیرہ ایصال ثواب اور میلاد کی خوشی منانا میلاد ثابت ہے۔
جب ہماری باری آئے تو تمہارا اصول جواز سے بدل کر بدعت میں تبدیل ہو جائے۔

خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ عقلِ سلیم عطا فرمائے آمین

صحابہ سے ثابت نہیں مگر

رسول اللہ اور صحابہ سے ثابت نہیں مگر دیوبندی مولویوں سے ثابت ہونے کی وجہ سے جائز ہے

دیوبندیوں کے مستند فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں ہے کہ:

عیدین کی نماز کے بعد دعا مانگنا زمانہ رسالت و صحابہ سے ثابت نہیں مگر اکابرینِ دیوبند سے ثابت ہونے کی وجہ سے جائز ہے۔ تو پھر رضوی کا سوال ہے کہ جشن عیدِ میلاد النبی ﷺ منانا جو کہ محدثین سے ثابت ہے پھر اس پر بدعت کا فتویٰ کیوں ؟؟

اب سوال یہ بھی ہے کہ یہ دعا تم ثواب سمجھ کر مانگتے ہو یا عذاب سمجھ کر؟؟
اگر تو عذاب سمجھ کر مانگو تو کوئی اعتراض نہیں۔
اور اگر ثواب سمجھ کر مانگو تو تم بدعتی ثابت ہوتے ہو۔ کیونکہ تم ہی کہتے ہو کہ ہر وہ کام جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے نہیں کیا۔ اسکو ثواب سمجھ کر کرنا بدعت ہے۔

جو چاہے حسن تیرا کرشمہ ساز کرے

وھابیہ کی عبادات بدعت کے سائے تلے

وھابیہ کا مفتی مبشر احمد ربانی لکھتا ہے کہ:

"نبی کریم ﷺ کے زمانے میں محراب نہیں ہوتے تھے۔"

(آپکے مسائل اور انکا حل، جلد2، صفحہ223، مطبوعہ مکتبۃ قدوسیہ اردو بازار لاھور)

وھابیہ کے بقول جو کام رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھا، جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا وہ بدعت ہے۔

اب وھابی مفتی کے بقول مساجد میں محراب بنانا بدعت ہے، وھابیہ کی کوئی بھی مسجد اس بدعت سے خالی نہیں، وھابیہ اسی بدعت کے سائے تلے ثواب سمجھ کر رب کی عبادت کرتے ہیں۔
اسی بدعت کے اندر منبر رکھ کر وھابی خطیب خطبہ دیتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ وھابیہ کی تمام مساجد انہی کے مفتی کے بقول بدعت میں مبتلا ہوئیں۔
آیا کہ سب وھابی "کل بدعة ضلالة ،وکل ضلالة فی النار" کے مصداق ہوئے کہ نہیں ؟؟؟

تم جو کرو تو جائز، ہم کریں تو بدعت ؟؟

نوٹ:؛ اگرچہ محرابِ مسجد پر علماء کا کلام ہے۔ لیکن ہم نے اصولِ وھابیہ کے پیشِ نظر تمام چیزیں پیش کیں کہ جب انکے نزدیک محراب زمانہ نبوی سے ثابت نہیں، تو مساجد میں محراب بنانا بھی بدعت ہوا۔ اور تمام وھابی دن میں پانچ مرتبہ اس بدعت کے اندر امام کھڑا کر کے خود اس اس بدعت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

اب جس دلیل سے وھابیہ محراب کا جواز ثابت کریں گے اسی دلیل سے میلاد النبی کی خوشی، ایصالِ ثواب کی محافل وغیرہ ثابت ہو گی۔

خود بدعتی ہوگئے

آلِ دیوبند محفلِ میلاد کو بدعت کہتے کہتے خود بدعتی ہو گئے۔
دیوبندیوں کا مفتی یوسف لدھیانوی لکھتا ہے کہ:

"سلف صالحین نے کبھی سیرت النبی کے جلسے نہیں کیئے"
مزید لکھا:
"چھ صدیوں میں جیسا کہ میں ابھی عرض کر چکا ہوں مسلمانوں نے کبھی "سیرت النبی" کے نام سے کوئی جلسہ یا میلاد کے نام سے کوئی محفل نہیں سجائی۔"

(اختلافِ امت اور صراطِ مستقیم، صفحہ89،88، مکتبہ لدھیانوی کراچی)

یہ مولوی چھ صدیوں کی بات کر رہا ہے۔ میلاد تو ہم نے ببانگِ دُھل آٹھ صدیاں پیچھے محدثین سلف صالحین سے ثابت کیا ہے الحمدللہ۔۔ جیسا کہ آپ میری سابقہ تحاریر میں پڑھ چکے ہیں۔

رہی بات دیوبندوں کی سیرت النبی ﷺ کی کانفرنس اور جلسے ہاں یہ دیوبندی مفتی کے بقول چھ صدیاں گزر گئیں سلف صالحین سے ثابت نہیں۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا تمہاری سیرت النبی ﷺ کی کانفرنس بدعت ہوئی کہ نہیں ؟؟

تم کہتے ہو میلاد ابو بکر، عمر، عثمان، علی سے ثابت کرو، تمہاری تو سیرت النبی کانفرنس خلفائے راشدین تو کیا چھ صدیوں میں دور دور تک نظر نہیں آتی۔

اور جو کام تمہارے مفتی کے بقول حضور ﷺ نے نہیں کیا، صحابہ نے نہیں کیا، چھ صدیوں سے سلف صالحین نے نہیں کیا۔ تو تمہارا سیرت النبی ﷺ کانفرنس کرنا کیسے جائز ثابت ہو گیا ؟؟

دیوبندی مفتی نے دیوبندیت کو بدعت کی زد میں ڈال کر دیوبندیوں کو بدعتی ثابت کر دیا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ آپ اپنے دام میں صیّاد آ گیا

امامِ حسن کے دشمن کا عبرتناک انجام

چھٹی صدی کے مشہور محدث بزرگ امام ابوالقاسم علی بن حسن المعروف امام ابنِ عساکر رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

”عن الاعمش قال: خری رجل علی قبر الحسن فجن فجعل ینبح کما تنبح الکلاب، قال: فمات ، فسمع من قبرہ یعوی ویصیح۔“

یعنی: حضرت اعمش (تابعی) رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا؛ ایک بدبخت شخص نے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مزارِ اقدس پر بول و براز کر دیا، تو وہ اسی وقت پاگل ہو گیا اور مرتے دم تک کتّوں کی طرح بھونکتا رہا پھر مرنے کے بعد اسکی قبر سے بھیانک کتے کے بھونکنے کی آواز سنائی دیتی۔"

(ابنِ عساکر، الحسن بن علی، جلد 13، صفحہ 305، رقم 1383، مطبوعہ دالفکر بیروت لبنان)

اس واقعہ کو چودھویں صدی کے مجدد، امامِ اھلسنت، فقیہِ شام، سیدی یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب "جامع کراماتِ اولیاء، جلد اول، صفحہ 131" پر نقل کیا۔

پتہ چلا کہ جو مقربین سے بغض رکھتا ہے اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ اسکو زمانہ کیلئے عبرت کا نشان بنا دیتا ہے۔
اس سے ان لوگوں کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہیئے جنہوں نے جنت البقیع میں صحابہ کرام و اھلبیت عظام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کے مزارات پر بلڈوزر چلا کر ان نفوسِ قدسیہ کو اذیت دی۔

اور سوچو ان رافضیوں کا کیا بنے گا جن لوگوں نے امامِ حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مبارک گال پر تھپڑ مارے، آپکا مصلّٰی مبارک کھینچ لیا آپکا مال لوٹ لیا، اور آپکو شہید کرنا چاہتے تھے، کہ امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صلح کر کے کافر ہوئے گئے (جلاء العیون وغیرہ)

کیوں نہ ایسے لوگوں کی قبر سے کتوں کی آوازیں آئیں؟ جب مقربین سے بغض ہو گا تو یونہی قدرت کے انتقام کا نشانہ بنیں گے۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں اپنے پیاروں، خصوصاً صحابہ کرام و اھلبیت علیھم الرضوان کا ادب نصیب فرمائے آمین

اکابرین دیوبند کے مرشد میلاد مناتے تھے

جمیع اکابرینِ دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

”مشرب (طریقہ) فقیر کا یہ ہے کہ محفلِ مولود میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں، اور قیام میں لُطف و لذت پاتا ہوں۔“

(کلیاتِ امدایہ، رسالہ فیصلہ ھفت مسئلہ، 80، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

گنگوھی کی چالاکی

کیونکہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے اھلسنت کے عقائد لکھے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدد کر سکتے ہیں، یارسول اللہ مدد پکار سکتے ہیں، "یاشیخ عبد القادر جیلانی شیئا للہ" پڑھ سکتے ہیں، عرس منانا جائز ہے، "الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ" پڑھنا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ جہاں چاہیں ایک آن میں متعدّد جگہ جاسکتے ہیں"، "محفلِ میلاد میں خود منعقد کرتا"، "ہوں قیام میں لُطف سرور ملتا ہے"۔

جب یہ ساری چیزیں اکابرین دیوبند کے پیرو مرشد نے لکھی تو علماء دیوبند کیلئے جان چھڑانا مشکل ہوگیا کیونکہ انہی سب چیزوں کو یہ لوگ شرک و بدعت کہتے ہیں۔
گنگوھی نے چالاکی اپناتے ہوئے انکار کر دیا کہ رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ "حاجی امداد اللہ مہاجر مکی" صاحب کا لکھا ہوا نہیں ہے۔

چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوھی لکھتا ہے کہ:

”یہ رسالہ انکا لکھا ہوا نہیں ہے کسی نے لکھا انکو سُنا دیا انہوں نے اصل مطلب کو دیکھ کر اباحب (جواز) کی تصحیح کر دی۔“

(فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العلم، صفحہ 159، عالمی مجلس تحفظِ اسلام کراچی)

گنگوھی نے جان چھڑانے کی کوشش تو بہت کی لیکن اسکے جھوٹ پر "حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب" نے خود پانی پھیر دیا۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب فرماتے ہیں:

"سُنا ہے کہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" کے اوپر بھی اکثر لوگ اشتباہ کرتے ہیں کہ وہ فقیر کا لکھا ہوا نہیں ہے، مگر افسوس ہے کہ یہ نہیں دیکھتے کہ خواہ کسی کا لکھا ہوا ہو، حق بات کو سمجھیں، اور وہ رسالہ فقیر ہی نے لکھا ہے"

(امدادالمشتاق،صفحہ174،مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

گنگوھی نے جان چھڑانے کیلئے جو محل تعمیر کیا تھا حاجی صاحب نے دھڑم سے اسے گرا کر دیوبندیت کے منہ پر تمانچہ رسید کر دیا۔
حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ افسوس ہے کہ حق بات کو نہیں سمجھتے جیسا کہ گنگوھی نے حق بات کو نہیں سمجھا، اسی لئے ایسے لوگوں پر انہی کے مانے ہوئے پیر و مرشد افسوس کر رہے ہیں۔
آخر پر فرمایا کہ وہ رسالہ میرا ہی لکھا ہوا ہے۔

تو پتہ چلا کہ جمیع علماء دیوبند کے پیر و مرشد نہ صرف محفلِ میلاد کو جائز سمجھتے، بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر محفل منعقد بھی کرتے اور قیام میں مسرور بھی ہوتے۔

اب اگر محفلِ میلاد منانا بدعت ہے۔ تو بتاؤ حاجی صاحب بدعتی ہوئے؟
اور ایک بدعتی پیر کی بیعت کرنے والے جمیع اکابرینِ دیوبند کون ہوئے؟
کیا حاجی صاحب کو بدعت میں سرور ملتا تھا؟

یہ ایک ایسا شکنجہ ہے جس سے دیوبندی قیامت تک جان نہیں چھڑا سکتے اور نہ ہی کوئی تاویل و تطبیق کر سکتے ہیں۔
کیونکہ گنگوھی نے دیوبندیت کو پھنسایا ہی ایسا ہے۔ گنگوھی لکھتا ہے کہ:

"مجلس میلاد منعقد کرنا ہر حال میں ناجائز ہے"

(فتاوی رشیدیہ، کتاب العلم، صفحہ270،عالمی مجلس تحفظِ اسلام کراچی)

اب دیوبندیت کیلئے کوئی ایک بھی حال (تاویل) کو باقی نہیں چھوڑا، دیوبندی جو بھی تاویل کریں گے، گنگوھی کے فتوے سے آواز آئے گی کہ "ہر حال میں ناجائز" لہذا قیامت تک کوئی بھی حال حاجی صاحب کو بچانے کا نہیں نکال سکتے۔

بس ایک ہی راستہ ہے کہ یا تو محفلِ میلاد کو جائز اور برکات کا حصول مان لیں۔ اور کہہ دیں کہ گنگوھی جھوٹا ہے۔ یا پھر حاجی صاحب پر بدعت کا فتویٰ جاری کر کے، دیوبندیت کے ستوں کو دھڑم سے گرا دیں۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

منکر پر دلیل دینا لازم ہے

وھابی مذھب کا فخر الدین رازی، اور انکا مناظرِ اعظم مولوی ثناءاللہ امرتسری، رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگنے کا ردّ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:
"بغور دیکھا جائے تو طائفہ عادلہ (بزعم وھابیہ) کا دعویٰ غالیہ کو منظور، غالیہ کا دعویٰ عادلہ کو مسلّم نہیں، اس لئے دلیل پیش کرنا طائفہ عادلہ کا فرض ہے۔"

(شمع توحید، صفحہ 40، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاھور)

یعنی ثناءاللہ امرتسری کہتا ہے کہ اھلسنت کو وھابیوں کا یہ دعویٰ قبول ہے کہ اللہ مدد کرتا ہے۔
لیکن وھابیہ کو اھلسنت کا یہ دعویٰ منظور نہیں کہ اللہ والے بھی اللہ کی عطاء سے مدد کرتے ہیں۔
لہذا جب وھابیوں کو انکار ہے تو وھابیوں پر اسکی نفی پر دلیل پیش کرنا فرض ہے۔

تو امام الوھابیہ مولوی ثناءاللہ امرتسری کے اصول سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی کسی چیز کا انکار کرے تو اس پر دلیل دینا فرض ہے۔
تو اسی اصول کے پیش نظر تمام وھابیہ اپنا فرض نبھائیں اور کوئی ایک دلیل قرآن کی آیت سے پیش کریں جس میں ہو کہ میلاد النبی کی خوشی منانا بدعت ہے۔

کوئی ایک حدیث پیش کریں جس میں ہو کہ میلاد النبی کی خوشی منانا بدعت و ناجائز ہے۔

کوئی ایک صحابی کا قول پیش کریں جس میں ہو کہ میلاد النبی کی خوشی منانا ناجائز ہے۔
جاؤ تمہارے پاس قیامت تک وقت ہے۔

''یاقوم الوهابیه هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین''

اگر تم دلیل دے کر اپنا فرض نہیں نبھا سکتے تو پس میلاد النبی منانے کا جواز خود بخود ثابت ہو گیا۔

الاصل فی الاشیاء الاباحة،

پس وھابیہ کے امام نے خود ہی اصول مان لیا کہ منکر سے پوچھوں کہاں منع لکھا ہے؟
اس پر دلیل دو۔ جو کہ منکر پر لازم ہے

یا تو دلیل دو یا پھر ذلیل ہو۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولا کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے ۔

اعلیٰ حضرت کا نجدیہ کو سو سال پہلے کا چیلنج

اعلیٰ حضرت سیدی امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ:

"وھابی کہتے ہیں کہ میلاد شریف کا ثبوت دو تو ہم سو روپے انعام دیں گے آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں ؟؟؟؟

الجواب:

وھابیہ کو دو سو روپے (سو سال پہلے کی بات ہے اُس وقت دو سو روپے ایسے ہی تھے ہمارے دور میں لاکھوں روپے) انعام' حامداً و مصلیاً و مسلماً

(ا)اللہ ارشاد فرماتا ہے:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

ترجمہ:

اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو. (والضحٰی:11)

اگر وھابیہ ثبوت دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت نعمت نہیں, یا مجلسِ میلاد مبارک اس نعمت کا چرچہ نہیں تو 40 روپے انعام.

(خیال رہے تقریبًا سوا سو سال پہلے سیدی اعلیٰ حضرت کے دور میں چالیس روپے بہت بھاری رقم ہوا کرتی تھی)

(۲) اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے:

وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ (ابراھیم:۵)

ترجمہ: انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔

اگر وھابیہ ثبوت دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا دن اللہ کے عظمت والے دنوں میں نہیں یا مجلسِ میلاد اُس دن کا یاد دلانا نہیں تو 40 روپے انعام۔

(۱) اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ (یونس:۵۸)

ترجمہ: تم فرمادو کہ اللہ کے فضل اور اسکی رحمت پر ہی لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ.

اگر وھابیہ ثبوت دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہیں یا مجلسِ میلاد اس رحمت کی خوشی نہیں تو 40 روپے انعام۔

(۴) اللہ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا (الحشر:۷)

ترجمہ: جو رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو.

اگر وھابیہ ثبوت دیں کہ قرآنِ مجید یا حدیث شریف میں کہیں مجلسِ میلاد مبارک کو منع فرمایا ہے تو 40 روپے انعام۔

(فتاوی رضویہ، جلد 29، صفحہ نمبر 246، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور پاکستان)

تقریبًا سوا سو سال کا عرصہ گزر گیا، آج تک ایک بھی وھابی، سیدی اعلٰی حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کے اس چیلنج کی ایک آیت کا بھی جواب نہ دے سکا۔ اور دے بھی کیسے کیونکہ

کِلک رضا ہے خنجرِ خُونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

میلاد وہی مناتے ہیں

میلاد وہی مناتے ہیں جنکو حضور ﷺ سے زیادہ محبت ہوتی ہے دیوبندی فتویٰ

دیوبندیوں کے گھر یلو حجۃ السلام، بانئ دار العلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی سے کسی نے پوچھا کہ:

"مولوی عبد السمیع (اھلسنت) تو مولود شریف کرتے ہیں۔
آپ کیوں نہیں کرتے؟ (مولوی قاسم نانوتوی نے) فرمایا: بھائی انہیں حضور سرورِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے اس لئے مجھے بھی اللہ محبت نصیب کرے۔"

(قصص الاکابر، صفحہ75، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ جو میلاد نہیں منا سکتا اسے رسول اللہ علیہ السلام سے محبت نہیں مگر جو منانے والوں کو مشرک وبدعتی کہے اسکے بے ایمان ہونے میں شک نہیں۔

لیکن

بانیٔ دار العلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے تو یہ کہہ کر بات ہی ختم کر دی کہ میلاد وہی مناتے ہیں جنکو حضور ﷺ سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔

لہذا اب دیوبندی لوگ محبت کی علامت کو بدعت کہہ کر مجرم نہ بنیں۔

اور اگر دیوبندیوں کو بھی انکے حجۃ الاسلام کے بقول رسول اللہ ﷺ سے زیادہ محبت ہے تو آؤ اپنے اکابرین کی کفریہ عبارات سے توبہ کر کے ہمارے ساتھ میلاد مناؤ۔

یا کم از کم منانے والوں کو بدعتی و مشرک کہنا بند کر دو ورنہ دار العلوم کے بانی قاسم نانوتوی صاحب خوامخواہ رگڑے جائیں گے۔

پس پتہ چلا کہ نانوتوی کے نزیک میلاد منانا محبتِ رسول کی علامت ہے۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولا کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

مبغضینِ میلاد پر نجدی محدث کا کفر کا فتویٰ

آلِ نجد کا محدث مولوی نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتا ہے کہ:

"سو جس کو حضرت (ﷺ) کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے، وہ مسلمان نہیں۔"

(الشمامة العنبرية من مولد خير البريّه، صفحہ12، مطبوعہ فاران اکیڈمی، اردو بازار لاہور)

خیال رہے کہ نجدی مولوی عبد الجبار غزنوی نے مولوی نواب صدیق حسن کے متعلق کہا کہ:

آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو مشکل ہے کہ اب (نواب صدیق جیسی) جامع کمالات ہستی معرضِ وجود میں آئے۔ وہ محدث بھی تھے اور اللہ سے ہمکلامی کا شرف بھی انہیں حاصل تھا"۔

(استادِ پنجاب، صفحہ 122، مطبوعہ مسلم پبلیکیشنز سوہدرہ گوجرانوالہ)

ہم یہ یہ ہرگز نہیں کہتے کہ جو میلاد کی خوشی نہیں کر سکتا وہ کافر ہے۔ لیکن یہ ضرور کہتے ہیں کہ جو خوشی کرنے والوں کو بدعتی و مشرک کہے وہ ضرور بے ایمان و منافق ہے۔
تو پتہ چلا کہ وھابی مذھب کے کلیم اللہ، نواب بھوپالی کے نزدیک جو سیدِ عالَم ﷺ کا حالِ میلاد سن کر خوش نہ ہو اور شکر نہ کرے وہ کافر ہے۔
اب نجدیہ کیلئے عافیت اسی میں ہے کہ وہ اپنے کلیم اللہ کا یہ قول مان لیں۔ کیونکہ بھوپالی رب سے ہمکلام ہوتا تھا تو تمہارے نزدیک پھر اسکا قول و کلام کیسے غلط ہو سکتا ہے؟؟

اپنا میلاد بیان فرمایا

حضور ﷺ نے منبر پر صحابہ کرام کے مجمع میں اپنا میلاد بیان فرمایا

تیسری صدی ھجری کے محدث، امام احمد ابن حنبل، امام بخاری اور امام ابو داؤد کے شاگرد امام ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی علیھم الرحمہ حدیث نقل فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ، قَالَ: جَاءَ الْعَبَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَأَنَّهُ سَمِعَ شَيْئًا، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: مَنْ أَنَا ؟ فَقَالُوا: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْكَ

السَّلَامُ، قَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا، وَخَيْرِهِمْ نَسَبًا . قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، تو ان انہوں نے کوئی بات سنی (جس کی انہوں نے آپ کو خبر دی) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھ گئے، اور پوچھا: "میں کون ہوں؟" لوگوں (صحابہ) نے کہا: آپ اللہ کے رسول! آپ پر اللہ کی سلامتی نازل ہو، آپ نے فرمایا: "میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں، اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے سب سے بہترین گروہ میں پیدا کیا، پھر اس گروہ میں بھی دو گروہ بنا دیئے اور مجھے ان دونوں گروہوں میں سے بہترین گروہ میں رکھا، پھر ان میں مختلف قبیلے بنا دیئے، تو مجھے سب سے بہترین قبیلے میں رکھا، پھر انہیں گھروں میں بانٹ دیا تو مجھے اچھے نسب والے بہترین خاندان اور گھر میں پیدا کیا"
امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔"

(جامع الترمذی، ابواب الدعوات، صفحہ 1044، حدیث: 3532، مطبوعہ دار السلام ریاض)

اسی کو تو میلاد کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی آمد کا بیان کرنا آپ ﷺ کی پیدائش و تخلیق کا بیان کرنا، معجزات کا بیان کرنا، آپ ﷺ کے کمالات و اوصاف کا بیان کرنا۔

تو رسول اللہ ﷺ خود صحابہ کے مجمع میں منبر پر جلوہ گری فرما کر اپنی آمدِ مصطفیٰ اور ولادتِ مصطفیٰ کا بیان فرما رہے ہیں۔ اسی چیز کا نام محفلِ میلاد النبی ہے۔

عیدُ المؤمنین

دیوبندی اکابرین میں سے مفتی عاشق الٰہی میرٹھی بلندی شہری لکھتا ہے کہ "

"جمعہ عیدُالموٴمنین ہے"

(تذکرۃ الرشید، جلد1 صفحہ223، مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور۔ کراچی)

خیال رہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی جمعہ ہی کے دن تخلیق ہوئی اور جمعہ ہی کے دن وصال ہوا۔
تو رسول اللہ ﷺ نے جمعہ ہی کو مومنوں کیلئے عید کا دن قرار دیا۔

اور سال میں 52 جمعے ہوتے ہیں۔ وھابیہ تیسری عید کا ادھم مچا رہے ہیں یہاں انکے اکابر نے سال میں 52 عیدیں ثابت کر دیں۔

پس ہر وہ دن جو خوشی کا ہو عید ہے تو پھر میلادالنبی سے بڑا خوشی کا دن کونسا ہو سکتا ہے ؟؟؟
پس عید میلاد النبی ﷺ کہنے میں بھی حرج نہیں۔
اگر حرج مانو گے تو آپکے اکابر بھی فتوے کی زد میں آئیں گے۔

شاہ ولی اللہ نے محفل میلاد میں فرشتے اترتے دیکھے

دیوبندیوں کے اشاعتی ادارے دار الاشاعت کی مترجم کتاب میں شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"اس سے پہلے میں مکہ معظمہ میں آپ ﷺ کے مقامِ ولادت پر حاضر ہوا تھا۔ یہ دن آپ ﷺ کی ولادت مبارک کا دن تھا۔ اور لوگ وہاں جمع تھے۔ اور آپ ﷺ پر درود و سلام بھیج رہے تھے اور آپ ﷺ کی ولادت پر آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے جو معجزات اور خوارق ظاہر ہوئے تھے ان کا ذکر رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ اس موقع پر یکبارگی انوار روشن ہوئے، میں کہہ سکتا کہ ان انوار کو میں نے جسم کی آنکھ سے دیکھا یا ان کا روح کی آنکھ سے مشاھدہ کیا۔ بہر حال اس معاملہ کو اللہ ہی جانتا ہے کہ جسم کی آنکھ اور روح کی آنکھ کے بین بین کون سی حس تھی جس سے میں نے ان انوار کو دیکھا، پھر میں نے ان انوار پر مزید توجہ کی تو مجھے ان فرشتوں کا فیضِ اثر نظر آیا جو اس قسم کے

مقامات اور اس نوع کی مجالس پر مؤکل ہوتے ہیں۔ الغرض اس مقام پر میں نے دیکھا کہ فرشتوں کے انوار بھی انوارِ رحمت سے خلط ملط ہیں۔"

(فیوض الحرمین، صفحہ115، مطبوعہ دار الاشاعت، اردو بازار کراچی)

خیال رہے کہ اس کتاب کا ترجمہ کر کے شائع کرنے والے دیوبندی ہیں۔
اور شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ کو وھابی دیوبندی بھی اپنا مسلّمہ بزرگ مانتے ہیں۔

وھابیہ کا مناظرِ اعظم مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے کہ:

"جو شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ کو برا کہے اسکے پیچھے نماز باطل ہے"

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد2، صفحہ68، مطبوعہ مکتبۃ اصحاب الحدیث مچھلی منڈی لاھور)

لہٰذا میلاد منانے کی بنا پر اگر کوئی وھابی، شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ کو برا کہے تو اسکے پیچھے نماز ہی جائز نہیں۔

اب دو ہی صورتیں بچتی ہیں یا تو شاہ صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ کے عمل کو حجت مان کر میلاد کے قائل ہو جاؤ اور اپنی نمازیں بچا لو۔
یا پھر شاہ صاحب کو بدعتی کہہ کر اپنے اکابرین کے عقیدے کا خون کر کر دو۔

اس سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ نجدیوں کے حرمین شریفین پر قبضے سے پہلے مکہ میں بھی میلاد شریف منایا جاتا تھا۔ باقاعدہ صلٰوۃ و سلام پڑھا جاتا ہے۔
اور میلاد منانا یہ قدیم بزرگ سلف صالحین سے چلا آ رہا ہے۔ لیکن وھابیہ دیابنہ اسکو بدعت کہتے ہیں۔

جب حرمین پر نجدیوں کا تسلط ہوا تو خود سے نئی شریعت گھڑ کر نافذ کر دی جنت البقیع پر بلڈوزر بھی چلا دیا۔ اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ نجدی فتنے سے بچائے آمین

جو میلاد النبی کو عید سمجھ کر مناتا ہے

اللہ اس پر رحمتیں نازل فرماتا ہے جو میلاد النب ی کو عید سمجھ کر مناتا ہے

نویں صدی کے محدث شارح بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی لکھتے ہیں:

وقد رؤی ابولهب بعد موته فی النوم، فقیل له: ما حالك؟ قال: فی النار، الا انه خفف کل لیلة اثنتین وامص من بین اصبعی هاتین مائ، واشار الی راس اصبعیه، وان ذلك باعتافی لثویبة عندما بشرتنی۔ بولادة النبی صلی االله علیه وسلم وبارضاعها له قال ابن الجوزی:

فاذا کان ابولهب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی فی النار بفرحة لیلة مولد النبی صلی االله علیه وسلم، فما حال المسلم من امتة بسر بمولده، ویبذل ماتصل الیه قدرته فی محبتة صلی االله علیه وآله وسلم؟ لعمری! انما کان جزاؤه من االله الکریم ان یدخله بفضله جنات النعیم ولایزال اهل الاسلام یحتفلون بشهر مولده صلی االله علیه وآله وسلم ویعملون الولایم ویتصدقون فی لیلالیه بانواع الصدقات ویظهرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقراءة مولده الکریم ویظهر علیهم من مکانه کل فضل عمیم ومماجرب من خواصه انه امان فی ذلك العام وبشری عاجل بنیل البغیة والمرام، فرحم االله امرا اتخذلیالی شهر مولده المبارك اعیادا لیکون اشد غلبة علی من فی قلبه مرض وعناد ۔“

یعنی::

ابولہب کو مرنے کے بعد خواب مںی دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا۔ اب تیرا کیا حال ہے؟
کہنے لگا: آگ میں جل رہا ہوں، تاہم ہر پیر کے دن (میرے عذاب میں) تخفیف کردی جاتی ہے اور انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی (کا چشمہ) نکلتا ہے (جسے میں پی لیتا ہوں) اور یہ (تخفیفِ عذاب میرے لئے) اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا جب اس نے مجھے محمد (ﷺ) کی ولادت کی خبر دی اور اس نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔ امام ابن جزری کہتے ہیں۔ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی منانے کے اجر میں ابولہب کے عذاب میں بھی تخفیف کردی جاتی ہے۔ جس کی مذمت (میں) قرآن

حکیم میں (ایک مکمل) سورت نازل ہوئی ہے۔ تو اُمّت محمدیہ کے اس مسلمان کو ملنے والے اجر و ثواب کا کیا عالم ہو گا جو آپ کے میلاد کی خوشی مناتا ہے اور آپ ﷺ کی محبت و عشق میں حسب استطاعت خرچ کرتا ہے؟ خدا کی قسم! میرے نزدیک االلہ تعالیٰ ایسے مسلمان کو (اپنے محبوب ﷺ کی خوشی منانے کے طفیل) اپنے فضل کے ساتھ اپنی نعمتوں بھری جنت عطا فرمائے گا۔ اور ہمیشہ سے مسلمانوں کا یہ دستور رہا ہے کہ ربیع الاول کے مہینے میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں، دعوتیں کرتے ہیں، اس کی راتوں میں صدقات و خیرات اور خوشی کے اظہار کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کریں۔ اس موقع پر وہ ولادت باسعادت کے واقعات بھی بیان کرتے ہیں۔ میلاد شریف منانے کے خصوصی تجربات میں محفل میلاد منعقد کرنے والے سال بھر امن و عافیت میں رہتے ہیں اور یہ مبارک عمل ہر نیک مقصد میں جلد کامیابی کی بشارت کا سبب بنتا ہے۔ االلہ تعالیٰ اس پر رحمتیں نازل فرماتا ہے جو میلاد النبی ﷺ کی شب بطور عید مناتا ہے اور جس (بدبخت) کے دل میں عناد اور دشمنی ہے وہ اپنی دشمنی میں اور زیادہ سخت ہوتا ہے

(المواهب اللدنية، جلد اول، ص78، مطبوعه دار الكتب العلميه، بيروت)

خیال رہے کہ میلاد کے باب میں ابولہب دلیل نہیں ہے بلکہ اسکے عمل سے ملنے والا اجر دلیل ہے۔
اور ابولہب نے یہ خوشی حضور ﷺ کو بھتیجا سمجھ کر منائی تھی جبکہ ہم یہ خوشی نبی سمجھ کر مناتے ہیں۔

اور امامِ قسطلانی رحمۃ اللّٰہ علیہ جو کہ نویں صدی ھجری کے محدث ہیں انہوں نے میلاد النبی کو عید کی طرح منانے والوں کو دعا دے کر بتا دیا کہ میلاد النبی ﷺ کے دن کو محدثین بھی عید کہتے ہیں

جلیل القدر محدثین نے میلاد کو مستحب لکھا عید کہا مگر وھابی دیوبندی ایسی مخلوق ہے جو سمجھتی ہے کہ سارے محدثین، سارے شارحین بدعتی و جھوٹے ہیں فقط ایک ہم ہی سچے ہیں۔ فقط ایک ہم ہی ہیں جنکو دین صحیح سمجھ آیا۔ باقی سارے محدثین جاھل ہیں معاذ اللہ جو میلاد کے نہ صرف فضائل بلکہ اس پر مستقل کتابیں لکھ گئے۔

امام جوزی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے یہ بھی بتایا کہ جو عید میلاد النبی کو بدعت اور حرام سمجھ کر نہیں مناتا اس کے دل میں بغض ہے۔

نجدیو۔۔۔۔۔ دیکھ لو محدثین تمہیں کیا کہہ رہے ہیں۔

کیا یہ محدثین بھی بریلوی تھے ؟؟؟

ولادت کا دن بارہ ربیع الاول

وھابیہ کے کلیم اللہ نے ولادت کا دن بارہ ربیع الاول لکھا

وھابیہ کے محدث مولوی نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

”روز دوشنبہ (پیر) دوازدھم (12) ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور اہلِ مکہ کا (میلاد النبی منانے کا) عمل اسی پر“

(الشمامة العنبریه، (ملخصاً) صفحه 7، فاران اکادمی لاهور)

خیال رہے وھابی مولوی عبد الجبار غزنوی نے مولوی نواب صدیق حسن کے متعلق کہا کہ:

آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو مشکل ہے کہ اب (نواب صدیق جیسی) جامع کمالات ہستی معرضِ وجود میں آئے۔ وہ محدث بھی تھے اور اللہ سے ہمکلامی کا شرف بھی انہیں حاصل تھا“۔

(استادِ پنجاب، صفحه 122، مطبوعه مسلم پبلیکیشنز سوهدره گوجرانواله)

صاحبو!

جب وھابی مولوی کے نزدیک بھوپالی صاحب رب سے کلام فرماتے تھے تو عین ممکن ہے کہ 12 ربیع الاول کے قول کے متعلق بھی ہمکلامی کی ہو (عندالنجدیہ)

لہذا نجدیہ کو چُپ چاپ بارہ کی ولادت کا قول مان لینا چاہیئے...

دوستو!

دیکھو انکی مولوی سے محبت لکھا کہ آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو نواب بھوپالی جیسی ہستی معرضِ وجود میں آنا مشکل ہے.

اور دوسری طرف

انہی کا امام اسماعیل دھلوی نجدی لکھتا ہے

کہ خُدا چاہے تو کروڑوں محمد پیدا کر ڈالے

(تقویۃ الایمان، صفحہ 68، مکتبۃ الخلیل اردو بازار لاھور)

اب آپ ہی بتاؤ کہ ہمیں غُلُوّ کا الزام دینے والے نجدی اپنے مولوی سے محبت زیادہ کرتے ہیں یا پھر رسول اللہ علیہ السلام سے ؟؟؟

بارہ وفات یا بارہ ربیع الاول

اعتراض: لفظِ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ لوگوں نے ایجاد کیا ہے حالانکہ بڑے بوڑھے بارہ ربیع الاول کو 'بارہ وفات' کہتے تھے ؟

جواب:
واہ رے نجدی تیری منافقت کل تک تو کہتے تھے کہ صحابہ کا قول حجت نہیں۔
اور آج بُوڑھوں کا قول حجت بنا کے پیش کر رہے ہو؟؟

چند بڑے بوڑھوں ک ی بات مان کر ہم اگر بارہ ربیع الاول کو بارہ وفات کہیں گے تو پھر آپ لوگوں کو بڑے بوڑھوں کی ساری باتیں ماننی پڑیں گی۔

بڑے بوڑھے ماہ صفر کو منحوس کہتے تھے۔

بڑے بوڑھے ماہ صفر کو بلائوں کے نزول کا مہینہ کہتے تھے۔

بڑے بوڑھے ماہ صفر کی تیرہ تاریخ کو تیرہ تیجی کہہ کر چنے بانٹتے تھے۔

بڑے بوڑھے ماہ محرم اور صفر میں شادی کرنے سے روکتے تھے۔

بڑے بوڑھے شیشہ ٹوٹنے کو فائدہ تصور کرتے تھے۔

بڑے بوڑھے عیدالاضحی کے دن قربانی کے گوشت کے انتظار کو روزہ قرار دیتے تھے۔

ایسی کئی باتیں ہیں جو بڑے بوڑھے کہتے تھے کیا سب باتوں کو مان لیا جائے گا؟

اب ہم بوڑھوں سے سوال کرتے ہیں کہ آپ "بارہ وفات" کہنے کے الفاظ کسی حدیث کی کتاب سے ثابت کر دیں؟

آپ ثابت نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے کہ یہ الفاظ کسی حدیث کی کتاب میں نہیں ہے۔ اس کے برعکس ہم لفظ "میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" حدیث کی مستند کتاب ترمذی شریف سے ثابت کرتے ہیں۔
امامِ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے پورا باب باندھا "باب ما جاء فی میلاد النبی ﷺ"
(جامع ترمذی، صفحہ 1072، باب ما جاء فی میلاد النبی ﷺ، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)
جامع ترمذي کا ٹائٹل صفحہ جس میں امام ترمذي نے میلادالنبي صل ی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نام سے باب باندھا....

ولادتِ مصطفیٰ ﷺ پر شیطان رویا تھا

مخرجِ وھابیت و دیوبندیت محمد بن عبدالوھاب نجدی کا بیٹا عبدالرحمٰن بن حسن آلِ شیخ لکھتا ہے کہ:

"ابراھیم بن محمد بن مفلح کا کہنا ہے کہ بقی بن مخلد کی تفسیر میں منقول ہے کہ

انّ ابلیس رن اربع رنات ، رنّة حین لعن ، ورنّة حین أهبط ، ورنّة حین ولد رسول الله، ورنّة حین نزلت
فاتحة الکتاب.

ابلیس نے چار مرتبہ آہ وبقا کی ہے۔ (۱)جب اس کو ملعون قرار دیا گیا۔ (۲) جب سے آسمان سے زمین پر اتارا گیا۔ (۳)جب رسول مکرم ﷺ کی ولادت ہوئی (۴) جب سورۃ فاتح نازل ہوئی۔"

(قرّۃعیون الموحدین، صفحہ357، مطبوعہ انصار السنۃ المحمدیہ، کلیار روڑ لاھور)

ابنِ تیمیہ کے شاگرد ابنِ کثیر دمشقی نے بھی لکھا:

"حکی السھیلی عن بقی بن مخلد الحافظ: ان ابلیس رن اربع رنات حین لعن، و حین اھبط، و حین ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وحین انزلت الفاتحۃ "

یعنی: امام سُھَیلی نے بقا بن مخلد حافظ کی تفسیر سے روایت کیا کہ ش یطان چار مرتبہ چیخ کر رویا (۱) جب اس پر لعنت کی گئ (۲) جب اسکو جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا گیا (۳) جب نبی کریم علیہ السلام کا میلاد ہوا (۴) جب فاتحہ نازل ہوئی

(البدایۃ اولنھایۃ، فصل فیما وقع من الآیات لیلۃ مولدہ علیہ الصلاۃ والسلام، جلد2، صفحہ326، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

جیسا کہ پہلے حوالے میں شیخِ نجدی کی آل نے نقل کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا میلاد یعنی ولادت ہوئی تو شیطان رن ڈال کر رویا۔ اور آج بھی اسکی اولاد بارہ ربیع الاول کا چاند نظر آتے ہی رن و بین ڈالنا شروع کر دیتی ہے۔ اور لوگوں کو سوگ منانے کیطرف راغب کرتی ہے۔

اسی لئے میرے محدثِ گجراتی حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاریں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

پس اس شعر کا اسی روایت کیطرف اشارہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو شیطان بہت رویا، اور آج اسکی اولاد بھی روتی ہے۔

اس شعر کا تعلق ولادت مصطفٰی ﷺ کیساتھ ہے جیسا کہ روایت سے ظاھر ہے۔
اس کا تعلق وصالِ مصطفیٰ ﷺ کیساتھ ہرگز نہیں ہیں۔ نجدی اسکو وصالِ مصطفٰی ﷺ کیساتھ زبردستی جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو کہ روایت کے الفاظ کے خلاف ہے۔

امامِ سیوطی کا محفل میلاد کے بارے میں فتویٰ

نویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ سے ربیع الاول کے مہینے میں محفل میلاد النبی کے عمل سے متعلق سوال ہوا کہ:

اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

کیا یہ عمل قابل تعریف ہے یا قابل مذمت؟

اور کیا اس کے کرنے والا ثواب کا مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب::

’’ان اصل عمل المولد الذی ھو اجتماع النّاس و قرأۃٌ ماتیسّر من القرآن و روایۃ الاخبار الواردۃ فی مبدا (امر) النبی صلی اللہ علیه وآلہ وسلم و ما وقع فی مولدہٖ من الایات ثمّ یمدّلھم سما طایا کلونه، وینصرفون من غیر زیادۃٍ علی ذٰلك من البدع (الحسنۃِ) الّتی یثاب علیھا صاحبھا لما فیه من تعظیم قدرالنّبی صلی اللہ علیه وآلہ وسلم و اظھار الفرح و الاستبشار بمولدہٖ الشریف‘‘

یعنی:
رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد منانا جو کہ اصل میں لوگوں کے جمع ہو کر بہ قدرِ سہولت قرآن خوانی کرنے اور ان روایات کا تذکرہ کرنے سے متعلق ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے معجزات اور خارق العادت واقعات کے بیان پر مشتمل ہوتا ہے پھر اس کے بعد ان کی ضیافت (لنگر) کا اہتمام کیا جاتا ہے اور وہ تناول ما حضر (جو

بھی موجود ہو) کرتے ہیں اور وہ اس بدعت حسنہ میں کسی اضافہ کے بغیر لوٹ جاتے ہیں اور اس اہتمام کرنے والے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پر اظہار فرحت و مسرت کی بناء پر ثواب سے نوازا جاتا ہے۔

(حسن المقصد فی عمل المولد، صفحہ 3، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

صاحبو!

امامِ س یوطی کے اس فتوے سے درج ذیل چیزیں ثابت ہوئیں.

1. میلادُ النبی کا لفظ استعمال کرنا.

2. محفل میں تلاوت کرنا.

3. رسول اللہ علیہ السلام کی شان بیان کرنا.

4. اور محفل کے آخر پر لنگر تقسیم کرنا.

اب ذرا ایمان سے بتاؤ کہ ہماری محافل میں یہ سب کچھ ہوتا ہے کہ نہیں ؟؟
ہوتا ہے ناں ؟
تو دیکھ لو ایک حضوری محدّث اس کو جائز ہی نہیں بلکہ کارِ ثواب کہہ رہے ہیں.

نجدیو.... اب کہہ دو کہ امام سیوطی بھی بریلوی تھے۔
اور یہ بزرگ 9 ویں صدی کے ہیں تو پتہ چلا کہ 9 ویں صدی میں بھی ایسی محفلیں ہوا کرتی تھیں...

خیال رہے کہ محدث عبدالوھاب شعران ی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

"امام جلال الدین سیوطی کو جاگتی آنکھوں سے عالمِ بیداری میں 75 مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار ہوا ہے" (ملخصا)

(میزان شریعۃ الکبریٰ، سعادت الدارین، صفحہ 434، مطبوعہ مصر)

یہ واقعہ علمائے دیوبند کی کتب میں بھی درج ہے۔

اب اتنے بڑے حضوری بزرگ، محدث، امام جلال الدین سیوطی غلط فتویٰ تو ہرگز نہیں دے سکتے۔ اللہ تعالیٰ منکرین کو ھدایت عطا فرمائے۔۔آمین

غم منانا جائزنہیں

محدث امام سیوطی کا فتویٰ کہ ربیع الاول میں حضور کی وفات کا غم منانا جائزنہیں

نویں صدی کے مجدد امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی خوشی میں ربیع الاول شریف میں خوشی کا اظہار کیا جائے غم نہ منایا جائے کیونکہ شریعت نے وصال پر نوحہ اور جزع سے منع کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"ولادته صلی اللہ علیہ وسلم اعظم النعم علینا (و) وفاته اعظم المصائب بنا والشّریعة حثت علی اظهار شکر النعم والصّبر والسّکون والکتم عند المصائب وقد امر الشارع بالعقیقة عند الولادة وهی اظهارٌ (و) شکر وفرح بالمولود ولم یامر عند الموت بذبح ولا بغیره، بل نهی عن النیاحة واظهار الضجر، فذلّت قواعد الشّریعة علی انّه یحسن فی هٰذا الشهر اظهار الفرح بولادته صلی الله علیه و آله وسلم غیر اظهار الحزن فیه بوفاته"

یعنی:

"بے شک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت باسعادت ہمارے لئے نعمت عظمیٰ ہے اور آپ ﷺ کا وصال ہمارے لئے بڑی آزمائش ہے۔ تاہم شریعت نے نعمت پر اظہار شکر کا حکم دیا ہے۔ اسی لئے شریعت نے ولادت کے موقع پر عقیقہ کا حکم دیا ہے اور بچے کے پیدا ہونے پر االلہ کے شکر اور ولادت پر خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے لیکن موت کے وقت جانور ذبح کرنے جیسی کسی چیز کا حکم نہیں دیا بلکہ نوحہ اور جزع وغیرہ سے بھی منع کردیا ہے۔ لہذا

شریعت کے قواعد کا تقاضا ہے کہ ماہ ربیع الاول میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ وصال کی وجہ سے غم کا۔"

(حسن المقصد فی عمل المولد، صفحہ 55،54، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

امام سیوطی علیہ الرحمہ کی اس بات سے واضح ہوگیا کہ اب فقط ولادت کی خوشیاں منائی جائیں گی اور ان شاء اللہ قیامت تک جشن عید میلاد النبی کی بہاریں لوٹیں گے۔

خیال رہے دیوبندیوں کا حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کہتا ہے کہ:

"اس امت میں ایسے ایسے اہل اللہ بھی گزرے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا انکو ہر وقت مشاهدہ رہتا تھا۔ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ حدیث سن کر فرما دیتے کہ (واقعی) یہ حدیث ہے یا حدیث نہیں ؟
کسی نے پوچھا (کہ کیسے علم ہوجاتا ہے کہ یہ سرکار کا فرمان ہے یا نہیں ؟)
(امام سیوطی نے) فرمایا: میں حدیث سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ پر نظر کرتا ہوں اگر (چہرہ مبارک) بشاش پاتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ہے اور اگر متغض دیکھتا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ یہ حدیث نہیں ہے"

(ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد 7، صفحہ 139، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

امام سیوطی کا عالَم بیداری میں حضور علیہ السلام کا دیدار کرنے کے ضمن میں دیگر دیوبندی کتب کے حوالے میری پچھلی پوسٹ میں گزر چکے ہیں اس لئے اسی حوالے پر اکتفاء کرتے ہیں"

امام سیوطی رحمۃ اللّٰہ علیہ اگر غلط فتویٰ دیتے تو حضور علیہ السلام ضرور متنبہ فرماتے کیونکہ تھانوی جی کا کہنا ہے کہ اگر حدیث غلط (موضوع، بے اصل) ہوتی تو رسول اللہ ﷺ امام سیوطی کو دیکھ کر متغض ہو جاتے۔ یقیناً اگر محدث سیوطی کا محفلِ میلاد کے جواز پر اپنی کتاب "حسن المقصد فی عمل المولد" لکھنا غلط ہوتا تو نبی پاک علیہ السلام ضرور متغض ہوتے۔۔ آپ علیہ السلام کا منع نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ السلام میلاد پر لکھی جانے والی امام سیوطی کی کتاب سے راضی تھے۔

اللہ منکرین کو بھی راضی ہونے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔آمین

میلادالنبی کے جوازوثواب پرفتویٰ

امام اِبنِ حجر شافعی علیہ الرحمۃ کا محفل میلادالنبی کے جواز و ثواب پر فتویٰ

امام احمد بن محمد بن علی المعروف امام اِبنِ حجر ہیتمی مکی شافعی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ فی زمانہ منعقد ہونے والی محافلِ میلاد اور محافل اذکار سنت ہیں یا نفل یا بدعت ؟

توانہوں نے جواب دیا:

''الموالد والاذکار التی تفعل عندنا اکثرھا مشتمل علی خیر،کصدقۃ،وذکر،و صلاۃ و سلام علی رسول اللہ علیہ وسلم و مدحہ''

یعنی:

ہمارے ہاں میلاد و اذکار کی جو محفلیں منعقد ہوتی ہیں، وہ زیادہ تر نیک کاموں پر مشتمل ہوتی ہیں مثلا ان میں صدقات دیئے جاتے ہیں (یعنی غرباء کی امداد کی جاتی ہے) ذکر کیا جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے اور آپ ﷺ کی مدح کی جاتی ہے.

(الفتاوٰی الحدیثیہ،صفحہ نمبر 202،مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نویں صدی کا محدث بھی اسے نیک کام کہہ رہا ہے
مُنکرو مرجاؤ سر پٹخ پٹخ کر..

صاحبو....!

خ یال رہے کہ وھابیہ کے شیخ الاسلام مولوی ابراھیم میر سیالکوٹی، امام ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"اُستادِ شریعت، شیخِ طریقت، ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، مکہ شریف میں مفتیٔ حجاز تھے۔ جامع علومِ ظاھری و باطنی تھے۔......ہم انکے وسعتِ علم سے بھی نہیں انکار کرسکتے۔"

(تاریخ اہلحدیث، صفحہ169.105،مکتبۃ الرحمٰن السلفیۃ نیو سوّل لائن سر گودھا)

نیز وھابیہ کے محدث شوکانی، امام ابنِ حجر مکی علیہ الرحمہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"کان زاھدا متّقلا علی طریقۃ السلف آمرا بالمعروف ناھیا عن المنکر و استقرّ علی ذٰلک حتٰی مات"

امام ابنِ حجر مکی عبادت گزار تھے دنیاء کو ہیچ سمجھتے تھے۔ اور صالحین کے طریقے پر تھے۔ نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے منع کرنے والے تھے اور مرتے دم تک ان باتوں پر عمل کرتے رہے"

اب امامِ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمہ جنکی ثقاہت ہم نے وھابیہ کے گھر سے پیش کر دی کہ وہ عالمِ باعمل اور نیک پرھیزگار عبادت گزار تھے۔ مرتے دم تک باعمل رہے۔

نجدیو۔۔۔ دیکھ لو نویں صدی کے محدث بھی محفلِ میلاد کی تعریف کر رہے ہیں اور اسے نیک کام کہہ رہے ہیں اور تم اس نیک کام کو بدعت کہتے ہو؟؟؟تمہاری اوقات ہی کیا ہے امام ابن حجر کے سامنے ؟؟؟

یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسی محافل نویں صدی میں بھی منعقد ہوا کرتی تھیں۔ تبھی تو نویں صدی کے مفیٔ مکہ امام ابن حجر شافعی نے اسکے جواز و ثواب پر فتوٰی دیا۔

اللہ تعالی منکرین کو ھدایت عطا فرمائے۔ آمین

جانور ذبح کرکے اپنا میلاد منایا

رسول علیہ السلام نے جانور ذبح کرکے اپنا میلاد منایا

نویں صدی کے عظیم محدث و مجدد امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جانور ذبح کرکے اپنا میلاد منایا' لہذا ہمارے لئے مستحب ہے کہ ہم بھی حضور ﷺ کے یوم ولادت پر خوشی کا اظہار کریں' کھانا کھلائیں اور عبادات بجالائیں چنانچہ امامِ سیوطی لکھتے ہیں:

''ما وردفی عقیقة النبّی ﷺ عن نّفسه بعد البعث: قلت و ظهر لی تخریجه علٰی اصلٍ آخر، و هو ما اخرجه البیهقی، عن انس، رضی اللّٰه عنه ''ان النبّی ﷺ عقّ عن نفسه بعد النبوة'' مع انّه قد ورد ان جدّه عبد المطلّب عقّ عنه فی سابع ولادته، والعقیقةُ لاتعاد مرّة ثانیة، فیحمل ذٰلك علٰی انّ الذّی فعله النبّی صلی الله علیه وآله وسلّم اظهارا للشّکر علٰی ایجاد الله تعالٰی ایّاه، رحمة للعّالمین وتشریفاً لامّتة، کما کان یصلّی علٰی نفسه، لذلك فیستحبّ لنا ایضاً اظهار الشکر بمولدهٖ اجتماع الاخوان واطعام الطّعام، ونحو ذٰلك من وجوهِ القربات، واظهار المسّرات''

یعنی:

یوم میلاد النبی ﷺ منانے کے حوالے سے ایک اور دلیل مجھ پر ظاہر ہوئی ہے جسے امام بیہقی علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے اعلان نبوت کے بعد خود اپنا عقیقہ کیا، باوجود اس کے کہ آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب آپ کی ولادت کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کرچکے تھے اور عقیقہ دو مرتبہ نہیں کیا جاتا۔ پس یہ واقعہ اسی پر محمول کیا جائے گا کہ آپ ﷺ نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمة للعالمین اور اپنی امّت کے مشرف ہونے کی وجہ سے اپنی ولادت کی خوشی کے اظہار کے لئے خود عقیقہ کیا۔ اس طرح ہمارے لئے مستحب ہے کہ ہم بھی حضور ﷺ کے یوم ولادت پر خوشی کا اظہار کریں اور کھانا کھلائیں اور دیگر عبادات بجالائیں اور خوشی کا اظہار کریں"

(حسن المقصد فی عمل المولد صفحہ 65,64 مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت لبنان)

اس سے معلوم ہوا کہ میلاد کی اصل رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور جو لوگ بکواس کرتے ہیں کہ کیا نبی پاک ﷺ نے اپنا میلاد منایا ؟؟

انکو چاہیئے کہ آنکھوں سے بدعت کی پٹی اتار کر بار بار 9ویں صدی کے محدث سیوطی کی مذکورہ عبارت پڑھیں کہ جس میں انہوں نے احادیث سے رسول اللہ کا بکرے ذبح کرکے اپنا میلاد منانا ثابت کیا ہے۔

یہ بھی پتہ چلا کہ میلاد النبی ﷺ کوئی چودھویں یا پندھوریں صدی کی ایجاد نہیں ہے۔ بلکہ قدیم سلف صالحین نے اس پر پوری پوری کتب و رسائل تصانیف فرمائے ہیں۔

خیال رہے کہ دیوبندی مولوی حافظ نذیر احمد نے لکھا کہ:

" امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کو جاگتے ہوئے عالَمِ بیداری میں 75 مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا دیدار ہوا۔ اور امام سیوطی جب رسولِ پاک ﷺ کا دیدار کرتے تو احادیث کی سندوں کے بارے میں بھی آپ ﷺ سے دریافت کرتے تھے "

(حیاتِ پاک رحمۃ للعالمین، صفحہ 73، (بتصریفہ) مطبوعہ انجمن نصرت القرآن جامع مسجد مدنیہ، مدنی محلہ گھنٹہ گھر گوجرونوالہ)

اس سے پتہ چلا کہ اگر امام سیوطی کا میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے پوری کتاب لکھنا دلائل دینا غلط ہوتا تو رسول اللہ ﷺ امام سیوطی کو ضرور منع کرتے کیونکہ آپکی باہم ملاقات جو ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کا نہ منع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ میلاد النبی منانا ہرگز بدعت و ناجائز نہیں۔

نجدیو۔۔۔۔۔ مرجاؤ سر پٹخ پٹخ کر

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

محفل میلاد یا جلوس میں جھومنے کی شرعی حیثیت

یہ جو لوگ میلاد النبی کے جلوس میں یا محفل میں جھومتے ہیں یا "تواجُد" کرتے ہیں یہ جھومنا یہ وجد کرنا کیسا ہے ؟؟؟؟

جواب:

خوشی کے موقع پر جھومنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے

حضرت علی شیرِ خدا، حضرت جعفر طیار اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ ھم اجمعین کا عمل ملاحظہ ہو جو جب رسول اللہ ﷺ نے مشابہت کا مژدہ سنایا تو یہ اصحاب کمالِ عشق میں جھومنے لگے وجد کرنے لگے۔

امامِ احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

"عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعْفَرٌ وَزَيْدٌ قَالَ فَقَالَ لِزَيْدٍ أَنْتَ مَوْلَایَ فَحَجَلَ قَالَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ أَنْتَ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي قَالَ فَحَجَلَ وَرَاءَ زَيْدٍ قَالَ وَقَالَ لِي أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ قَالَ فَحَجَلْتُ وَرَاءَ جَعْفَرٍ"

یعنی:

"حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی کریم ﷺ نے حضرت زید سے فرمایا: زید! آپ ہمارے آزاد کردہ غلام ہیں. تو اس پر انہوں نے نبی کریم ﷺ کے گرد ایک ٹانگ پے (جھومتے ہوئے) چکر لگانے شروع کر دیے، پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت جعفر سے فرمایا: جعفر! آپ صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہیں اس پر حضرت جعفر نے بھی حضرت زید کے پیچھے ایک ٹانگ پے (جھومتے ہوئے) چکر لگانے شروع کر دیے، پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا: علی! آپ مجھ سے ہیں اور میں آپ سے ہوں اس پر انہوں نے بھی حضرت جعفر کے پیچھے ایک ٹانگ پے (جھومتے ہوئے) چکر لگانے شروع کر دیئے"

(مسند احمد ابن حنبل جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 537 حدیث نمبر 857)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس حدیث سے صوفیہ کا وجد ثابت کیا ہے.
انکے فتویٰ کا سوال مع جواب پیشِ خدمت ہے۔ "فتاوی حدیثیہ" میں ہے۔

السوال:

رقص الصوفية عند تواجدهم هل له اصل؟

الجواب:

نعم له اصل، فقد روی فی الحدیث "أن جعفربن أبی طالب رضی الله رقص بین یدی النبی صلی الله علیه وآله وسلم لماقال له: أشبهت خلقي و خلقي" وذلك من لذة هذالخطاب ولم ینکر علیه صلی الله علیه و آله وسلم،وقدصح القیام والرقص فی الذکروالسماع عن جماعةمن کبارالأئمة منهم عزالدین شیخ الاسلام ابن عبدالسلام"

یعنی:

سوال: کیاصوفیہ کا انکے وجد کی حالت میں جھومنے پر کوئی دلیل ہے ؟؟؟؟؟؟

جواب: ہاں اسکی دلیل ہے حدیث میں روایت ہے کہ حضرت جعفربن ابوطالب رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جھومے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے کہا کہ تم سیرت اور صورت میں میرے مشابہ ہو. اور یہ جھومنا اس خطاب کی لذت سے تھا. اور رسول اللہ علیہ السلام. نے منع نہیں فرمایا. ذکر اور بزم میں قیام کرنے اور جھومنے کو بہت بڑے آئمہ نے صحیح قرار دیا ہے جن میں سے شیخ عزّالدین شیخ السلام ابن عبدالسلام بھی شامل ہیں.

(فتاویٰ حدیثیة،مطلب: من اکتفی بالفقه عن الزهد، صفحه 391،مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی)

ابنِ تیمیہ کے شاگرد امام ابنِ کثیر نے لکھا:

"ویرقص بنفسه معهم"

یعنی:

(شاہِ اربل محفلِ میلاد میں) علماء اور صوفیہ کے ساتھ خود بھی جھومتا تھا"

(البدایة والنهایة، جلد 9 صفحه نمبر 18 مطبوعه دار الفکر بیروت، لبنان)

اس حوالے میں "معھم" میں "ھم" ضمیر کا مرجع علماء اور صوفیہ ہیں جس سے پتہ چلا کہ اُس دور میں محافلِ میلاد سجائی جاتی تھیں ، جس میں علماء اور صوفیہ بھی شامل ہوتے اور سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سُن کر مسرور ہوتے اور جھومتے تھے۔

حضور قبلہ سیدی استادِ محترم ، مناظرِ اسلام ترجمانِ مسلکِ اھلسنت حضرت علامہ مولانا ابو الحقائق غلام مرتضیٰ ساقی صاحب زید مجدہ فرماتے ہیں کہ:

"میلاد دشمن حضرات (یعنی میلادالنبی منانے کو بدعت کہنے والے) اپنی بدنیتی کا مظاھرہ کرتے ہوئے صاحبِ اربل کے متعلق وارد الفاظ "یرقص بنفسہ معھم" کا معنیٰ ناچنا کرتے ہیں ، جبکہ اسکا معنٰی جھومنا اور وجد کرنا ہے۔"

(آؤ میلاد منائیں، صفحہ168،167، مطبوعہ اُویسی بُک سٹال، جامع مسجد رضائے مجتبیٰ پیپلز کالونی گوجرانوالہ)

دوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی سے:

"""ایک غیر مقلد (وھابی) نے قیامِ میلاد کو پوچھا فرمایا کہ آنحضرت کی محبت میں جو وجد کرے مجھ کو اچھا معلوم ہوتا ہے"

(ارواحِ ثلاثہ، صفحہ267، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاھور)

جو جو دوبندی بھی تھانوی صاب کو اپنا اکابرین میں سے امام تسلیم کرتا ہے ، وہ بھی محفلِ میلاد، قیامِ میلاد میں وجد کرنے والوں سے خوش ہوا کرے۔

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ بولے:

تیری آمد تھی کہ بیتُ اللہ مُجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بُت تھر تھرا کر گر گیا

(حدائقِ بخشش، صفحہ52 مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

الفاظ و معانی: مُجرے کو: سلامی کو (یاد رہے! لفظ مُجرا اردو ادب میں سلام کرنے کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے، شُعَرا اکثر اپنے کلام میں اس لفظ کو استعمال کرتے ہیں)۔ تھر تھرانا: کانپنا، لرزنا۔ ہیبت: رُعب

شعر کی تشریح: حضور صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دنیا میں تشریف آوری پر جو معجزات ظاہر ہوئے ان میں سے یہ بھی تھا کہ خانۂ کعبہ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور کعبۂ معظّمہ کے اِرد گِرد موجود بُت سر کے بل گِر پڑے۔

لفظ "مجرا" کا معنی ہے: آداب و تعظیم بجالانا۔

(شرح کلام رضا، ص151، مشتاق بک کارنر اردو بازار لاهور)

جب کعبہ آمدِ مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خوشی میں کعبہ جھومتا وجد کرتا رہا تو اگر اس خوشی میں مومنین بھی محبت میں جھومیں، وجد کریں تو جائز و مستحسن ہے اسکو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔

امام اِبنِ حجر شافعی کا میلادالنبی پر فتویٰ

امام اِبنِ حجر شافعی علیہ الرحمۃ کا محفل میلادالنبی کے جواز و ثواب پر فتویٰ

امام احمد بن محمد بن علی المعروف امام اِبنِ حجر ہیتمی مکی شافعی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ فی زمانہ منعقد ہونے والی محافلِ میلاد اور محافل اذکار سنت ہیں یا نفل یا بدعت؟

تو انہوں نے جواب دیا:

"الموالد والاذکار التی تفعل عندنا اکثرها مشتمل علی خیر، کصدقة، وذکر، و صلاة و سلام علی رسول االله علیه وسلم و مدحه"

یعنی:

ہمارے ہاں میلاد واذکار کی جو محفلیں منعقد ہوتی ہیں، وہ زیادہ تر نیک کاموں پر مشتمل ہوتی ہیں مثلا ان میں صدقات دیئے جاتے ہیں (یعنی غرباء کی امداد کی جاتی ہے) ذکر کیاجاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے اور آپ ﷺ کی مدح کی جاتی ہے۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ، صفحہ نمبر 202، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نویں صدی کا محدث بھی اسے نیک کام کہہ رہا ہے
مُنکرو مرجاؤ سر پٹخ پٹخ کر۔۔

صاحبو۔۔۔۔!
خ یال رہے کہ وھابیہ کے شیخ الاسلام مولوی ابراھیم میر سیالکوٹی، امام ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھتے یں کہ::

''اُستادِ شریعت، شیخِ طریقت، ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مکہ شریف میں مفتیٔ حجاز تھے۔ جامع علومِ ظاھری و باطنی تھے۔۔۔۔۔۔۔ہم انکے وسعتِ علم سے بھی نہیں انکار کرسکتے۔"

(تاریخ اھلحدیث، صفحہ 169،105، مکتبۃ الرحمٰن السلفیۃ نیو سوّل لائن سر گودھا)

نیز وھابیہ کے محدث شوکانی، امام ابنِ حجر مکی علیہ الرحمہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''کان زاھدا متّقلا علی طریقۃ السلف آمرا بالمعروف ناھیا عن المنکر و استقرّ علی ذٰلك حتٰی مات''

امام ابنِ حجر مکی عبادت گزار تھے دنیاء کو ہیچ سمجھتے تھے۔ اور صالحین کے طریقے پر تھے۔ نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے منع کرنے والے تھے اور مرتے دم تک ان باتوں پر عمل کرتے رہے"

(فوائد جامعہ، صفحہ 332، بحوالہ وھابی مذھب مطبوعہ سیالکوٹ)

اب امامِ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمہ جنکی ثقاہت ہم نے وھابیہ کے گھر سے پیش کر دی کہ وہ عالمِ باعمل اور نیک پرھیزگار عبادت گزار تھے۔ مرتے دم تک باعمل رہے۔

نجدیو۔۔۔ دیکھ لو نویں صدی کے محدث بھی محفلِ میلاد کی تعریف کر رہے ہیں اور اسے نیک کام کہہ رہے ہیں اور تم اس نیک کام کو بدعت کہتے ہو؟؟تمہاری اوقات ہی کیا ہے امام ابن حجر کے سامنے ؟؟؟
یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسی محافل نویں صدی میں بھی منعقد ہوا کرتی تھیں۔تبھی تو نویں صدی کے مفئ مکہ امام ابن حجر شافعی نے اسکے جواز و ثواب پر فتویٰ دیا۔

اللہ تعالی منکرین کو ھدایت عطا فرمائے۔آمین

شکست خور مناظر

نجدیہ کے شکست خور مناظر مولوی طالب الرحمٰن نے لوگوں کو امامِ اعظم علیہ الرحمہ اور فقہ حنفی سے متنفّر کرنے کیلئے ایک کتاب لکھی جس میں فتاویٰ عالمگیری اور دیگر کتب کی عبارت کو نقل کیا

قال لورعف فکتب الفاتحة بالدم علی جبھة وانفه لاستشفاء وبالبول ایضاً ان علم فیه شفاء لاباءس به

اگر نکسیر پھوٹ پڑے اور خون سے اپنے ناک اور پیشانی پر فاتحہ لکھ لے تو شفا حاصل کرنے کیلئے جائز ہے اور پیشاب کیساتھ لکھنا بھی اگر شفاء کا یقین ہو تو کوئی حرج نہیں
(عالمگیری, ردالمختار)

(فتاویٰ عالمگیری پر ایک نظر,, صفحہ 88,87)
ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ احناف کا عقیدہ ہے اسکا جواب دیجئے۔

الجواب بعون الملك الوھاب::

1... جن احناف کے نزدیک قرآن کو بغیر وضو چھونا حرام ہے انکے نزدیک ایسے لکھنا کیسے جائز ہو گیا؟؟
2.... یہ قول نہ تو امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور نہ ہی انکے کسی شاگرد کا۔

3...اس عبارت کے اوپر یہ عنوان ہے "تدوی بالحرام" حرام چیزوں سے علاج۔
اب اس عنوان کو ذہن میں رکھیں اور مسئلہ کیطرف غور کریں کہ وہاں بات ہو رہی کہ اگر کوئی شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو جائے کہ جسکا علاج حلال اشیاء سے ممکن ہی نہ ہو اور سوائے علاج بالحرام کے کوئی چارہ بھی نہ ہو تو اب ایسے مریض کو مرنے اور ہلاک ہونے دیا جائے یا اسکی جان بچانے کیلئے علاج بالحرام کا طریقہ اپنایا جائے ؟؟
اصل صورت مسئلہ یہ ہے جو اوپر بیان ہوئی۔
اب اس میں ہمارے فقہاء کرام نے اختلاف کیا ہے۔ بالخصوص سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ نے علاج بالحرام کو جائز نہیں کہا کیونکہ حرام میں شفاء نہیں۔ اور یہاں تک کہہ دیا کہ اگر ایسے بندے کی موت واقع ہو جانے کا خدشہ ہو تو تب بھی جائز نہیں۔

اب آلِ نجد بے ایمان جب بھی یہ عبارت پیش کرے گی آگے امام شامی نے حاوی قدسی علیہ الرحمہ سے جو منقول کیا ہے وہ نہیں پڑھے گی.. امام قدسی کی عبارت ملاحظہ ہو:

حتی یخشٰی علیه الموت وقد علم انه لو کتب فاتحة الکتاب او الاخلاص بالدم علی جبهة ینقطع فلایرخص فیه

یہاں تک کہ اگر نکسیر والے کو موت کا خدشہ ہو اور اسے کسی ذریعے سے اس بات کا یقین ہو کہ اگر نکسیر کے خون سے اسکی پیشانی پر سورۃ فاتحہ یا سورۃ اخلاص لکھی جائے تو نکسیر ختم ہو جائے گی اور جان بچ جائے گی پھر بھی اسے خون سے لکھنے ک ی جازت نہیں

(ردالمحتار جلد210دار الفکر بیروت لبنان)

فقہ میں کچھ قول مُفتیٰ بہ ہوتے ہیں اور کچھ غیرِ مُفتیٰ بہ ہوتے ہیں جن پر فتویٰ نہیں دیا جاتا۔
جس طرح احادیث میں کوئی حدیثِ صحیح ہوتی ہے کوئی موضوع کوئی منکر کوئی شاز، لیکن (موضوع کے مقابلہ قابلہ میں) قابلِ قبول صرف حدیثِ صحیح ہی ہوتی ہیں موضوع وغیرہ کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔
اسی طرح فقہ میں ہر مسئلہ قابلِ عمل نہیں ہوتا۔ صرف مُفتیٰ بہٖ قابلِ عمل ہوتا ہے۔

اور اس عبارت کے آگے واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ "فلایرخص فیہ "اگر مرتا ہے تو مرے ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

لہذا ہمارے نزدیک یہ قول قابلِ عمل نہیں ہے۔

نجدیو گھر کی خبر لو

نجدیہ کس مُنہ سے خون اور پیشاب والی عبارت پہ اعتراض کرتے ہو؟؟؟
تمہارے غیر مقلد کے نزدیک انسان توانسان خنزیر کا پیشاب بھی پاک ہے

(نزل الابرار من فقہ النبی المختار، جلد1، صفحہ 50,49، مطبوعہ سعید المطابع بنارس ھند ۱۳۲۸ھ)

مزید آپکے مجدد نواب صدیق بھوپالی کے بیٹے مولوی نور الحسن بھوپالی غیر مقلد نے لکھا کہ:

خنزیر کا خون نجس العین نہیں

(عرف الجادی من جنان ھدی الھادی، صفحہ 10، مطبوعہ المطبع الصدیقی بھوپال ھند ۱۳۰۱ھ)

آپکے امام الوھابیہ و سردارِ وھابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے لکھا کہ

اونٹ کا پیشاب پینا حدیث شریف میں بطورِ دواء جائز ہے ایسے ہی گائے اور بکری کا پیشاب پینا بھی جائز ہے جس کو نفرت ہو نہ پیئے لیکن یہ اعتقاد رکھے کہ بطورِ دوا پیشاب پینا حلال ہے (بتصریفہ)

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد اول، صفحہ 67، مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث مچھلی منڈی لاہور)

شرم کرو اور پیشاب میں ڈوب کے مر جاؤ نجدیو......تمہارے بابے تو خنزیر کے پیشاب کو پاک لکھ رہے ہیں گائے بکری اونٹ کے پیشاب کو پینا کو حلال کہہ رہے ہیں۔
او جنکے نزدیک موتر پینا جائز ہے اور موتر پاک ہے وہ کس منہ سے اُٹھ کر ایک مرجوع قول پیش کر رہا ہے؟؟؟ کچھ شرم کرو

وھابیہ کے محدث مولوی وحید الزماں حیدر آبادی نے لکھا کہ:

کوئی بھی نام پیشاب پاخانہ گوبر لید نجاستوں پر لکھنا صرف مکروہ ہے

(کنز الحقائق من فقہ خیر الخلائق، صفحہ196، طبع فی مبطع شوکت الاسلام واقع فی بنگلور ١٣٣٢ھ)

اگر فتویٰ لگانا ہے تو لگاؤ اپنے ابا جان وحید الزماں حیدرآبادی پہ مزید

وھابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن خان بھولی نے اپنی کتاب میں باری کے بخار کا علاج بتاتے ہوئے لکھا کہ:

""ساقِ ایمن (یعنی دائیں ٹانگ کی پنڈلی) پر جبریل اور ساقِ ایسر (یعنی بائیں ٹانگ کی پنڈلی) پر میکائیل.... لکھ دے""

(کتاب التعویذات المعروف کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 88 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

خیال رہے وھابی مولوی عبدالجبار غزنوی نے مولوی نواب صدیق حسن کے متعلق کہا کہ:
"نواب صدیق حسن کو اللہ تعالٰی سے ہمکلامی کا شرف حاصل تھا""

(استادِ پنجاب صفحہ 122 مطبوعہ مسلم پبلیکیشنز سوھدرہ گوجرانوالہ)

اب جن مقدس ناموں جبریل اور میکال کو وھابی مذھب کے کلیم اللہ بھوپالی صاحب ٹانگوں پر لکھنے کا کہہ رہے ہیں یہ مقدس نام یعنی جبریل اور میکال قرآنِ پاک کی آیات کا جز ہیں

ملاحظہ ہو

اللہ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ

(پارہ 1 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 97)

مزید آیت میں دونوں فرشتوں کے نام ملاحظہ ہوں

مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَ جِبْرِيلَ وَ مِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ

(پارہ 1 سورۃ البقرۃ آیت نمبر 98)

وھابی مذھب کا کلیم اللہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی مزید لکھتا ہے کہ اگر عورت کا درد زہ روکنے کیلئے درج ذیل قرآنی آیات لکھے۔

"وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ اهيا اشراهيا"

اور اس پرچے کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اس عورت کے دائیں ران میں باندھے تو وہ جلد جنے گی"

(کتابُ التعویذات، المعروف کتاب الدعاء والدواء صفحہ نمبر 151 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

اب پارہ 30 سورۃ الانشقاق آیت نمبر 1,2,3 لکھ کر عورت کی ٹانگ کے اوپر والے حصّے پر باندھنے کو کہہ رہے ہیں۔

شرم وھابیہ شرم تمہارے بڑے دیکھو کہاں کہاں قرآن لکھنے کو کہہ رہے ہیں۔ کبھی ٹانگوں پر کبھی عورت کی ران پر تم کس منہ سے فتاویٰ عالمگیری و رد المختار وغیرہ کی غیرِ مُفتیٰ بہ عبارت پیش کرکے عوام کو دھوکہ دے رہے ہو؟؟؟

آؤ ذرا اپنے بڑوں کا قرآن کیساتھ عشق دیکھو

وھابیہ کا مفتی شیخ اسماعیل سلفی لکھتا ہے کہ:

بغیر وضو قرآن ہاتھ میں لیکر پڑھا جا سکتا ہے

(فتاویٰ سلفیہ، صفحہ 28، اسلامک پبلیشنگ ھاؤس لاھور) اصل صفحہ کمنٹ میں ملاحظہ ہو (اویس رضا)

وھابیہ کا محدث وحیدالزماں حیدر آبادی لکھتا ہے کہ:

استنجا کرتے وقت اور استنجاء خانہ میں دل میں قرآن کی تلاوت کر سکتے ہیں

(نزل الابرار، جلد، 1صفحہ 27، مطبوعہ سعید المطابع بنارس ھند ۱۳۲۸ھ)

مزید لکھا:

حائضہ متعلمہ عورت قرآن کو حالتِ حیض میں ہاتھ لگا سکتی ہے

(نزل الابرار، جلد، 1صفحہ 26، مطبوعہ سعید المطابع بنارس ھند ۱۳۲۸ھ)

وھابیہ کا مناظرِ اعظم ثناء اللہ امر تسری لکھتا ہے کہ:

حالتِ حیض میں عورت قرآن پڑھ سکتی ہے

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد اول، صفحہ 67، مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث مچھلی منڈی لاہور)

وھابیہ کا محدث مزید لکھتا ہے:

منطق، فسلسفہ، کلام (عقائد) کی کتابوں سے استنجاء کرنا جائز ہے

(نزل الابرار، جلد 1، صفحہ 27، مطبوعہ سعید المطابع بنارس ھند ۱۳۲۸ھ)

نجدیہ کا محقق و محدث ناصر البانی لکھتا ہے کہ

جیب میں قرآن رکھ کر باتھ روم لے جانے میں کوئی حرج نہیں

(فتاویٰ البانیہ،صفحہ79)

نجدیو یہ ہے تم لوگوں کا قرآن سے عشق..
اب فتاویٰ عالمگیری جسکی عبارت پر اعتراض وارد کیا ہے اسی فتاویٰ عالمگیری کے بارے نجدیہ کا جدّ امجد مولوی اسمٰعیل سلفی لکھتا ہے کہ:

فتاویٰ عالمگیری اپنے وقت کا بہت بڑا دینی اور علمی کارنامہ ہے جسکی تشکیل اور تاسیس میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے والد حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب بھی شامل تھے

(تحریک آزادء فکر،صفحہ86،مکتبہ نذیریہ قصور)

جی ہاں یہ وہی فتاویٰ عالمگیری ہے جس میں نکسیر والی عبارت ہے جسکو نجدی مفتی دینی اور علمی کارنامہ کہہ رہا ہے۔ اب بتاؤ کہ ایسی کتاب جس میں تمہارے نزدیک گستاخیاں ہیں اس کتاب کو دینی اور علمی کارنامہ کہنے والا کافر ہوا کہ نہیں ؟؟
نیز شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کے والد گرامی شاہ عبدالرحیم اسی فتاویٰ عالمگیری کی تاسیس وتشکیل میں رہے تو کیا انکی نظر سے وہ خون اور نکسیر والی عبارت نہیں گزری ؟؟؟
ایسی کتاب جس میں تمہارے نزدیک کفر وگستاخی ہے بتاؤ اس کتاب کی تاسیس وتشکیل کرنے والے شاہ عبدالرحیم محدث دھلوی پہ کیا فتویٰ لگاتے ہو؟؟؟

نجدیو شرم سے ڈوب مرو اس عبارت میں "فلا یرخص فیہ" کے الفاظ ہڑپ کر کے آدھی عبارت پڑھتے ہو... اور خود تمہارے بڑے قرآن کو لکھ کر کبھی عورت کی ران پر باندھنے کا کہہ رہے ہیں کبھی ٹانگوں پر باندھنے کا کہہ رہے ہیں۔ کبھی بغیر وضو چھونے کا کہہ رہے ہیں۔ کبھی لیٹرین میں لے جانے کا فتویٰ دے رہے ہیں۔ کبھی عورت کو حالتِ حیض میں پڑھنے کا کہہ رہے ہیں کبھی بغیر وضو پکڑنے کا کہہ رہے ہیں۔ ابھی میں نے وہ عبارت نہیں لکھی کہ جس میں تمہارے مجدد نے ایک پھلجھڑی چھوڑی ہے کہ عورت سے جماع کرتے وقت قرآن لکھ کر عورت کے کہاں باندھنا ہے جس سے مرد کو انزال جلدی نہ ہو گا۔ کچھ شرم کرو ورنہ ایسے پول کھولیں گے کہ یہود بھی شرما جائیں گے۔

گستاخ تو تم ہو اور الزام حنفی بزرگوں پر لگا رہے ہو پہلے گھر کی خبر لو پھر ہماری طرف آنا.....
(خیال رہے ہمارا اس فقہ کی عبارت کے معاملے میں وہی مؤقف ہے جو سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ میں اس عبارت کا رد کر کے بیان کیا لہذا ہم اپنے امام کے مقابلے میں کسی فرد واحد کے مؤقف کو رد کرتے ہیں)

اللہ تعالیٰ آلِ نجد کے فتنے سے بچائے آمین

مقاربت کے وقت مرشد حاضر وناظر

اعتراض؛؛تمہارے اعلی حضرت نے ملفوظات میں لکھا ہے کہ میاں بیوی کی مقاربت کے وقت مرشد حاضر و ناظر ہوتا ہے۔
بریلویو....!کچھ شرم کرو۔

الجواب::

ایک ہے ظاھری آنکھ سے بنفسِ نفیس دیکھنا، اور ایک ہے "رویت بالبصیرہ" یعنی نورِ الٰہی، اور "نظرِ فراست" یعنی باطنی آنکھ سے کچھ دیکھنا۔
شریعت کا حکم ظاھری آنکھ پر لگتا ہے۔ نورِ الٰہی کی بصیرت یعنی باطنی آنکھ پر حکم نہیں لگتا۔ ورنہ انبیاء کرام علیھم السلام بھی زد میں آئیں گے۔

تفسیرِ مظہری میں قاضی ثناء اللہ مظہری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابراھیم علیہ السلام کی معراج کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں:

''عن علی رضی اللہ عنہ : لما اری ابراھیم ملکوت السمٰوت والارض ابصر رجلاً علی الفاحشۃ فدعا الیہ فھلك''

یعنی: حضرت ابراھیم علیہ السلام کو جب آسمان و زمین میں اللہ کی (قدرت) دکھائی گئی تو آپ نے دیکھا کہ ایک مرد فاحشہ عورت پر سوار ہے تو آپ نے دعائے ضرر کی وہ ھلاک ہو گئے"

(تفسیر المظھری، جلد3، صفحہ282، تحت الآیۃ سورۃ الانعام:75، مطبوعہ دار الاحیاء الترث العربی بیروت)

جی تو دیوبندی حضرات، کیا کہیں گے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی نگاہِ بصیرت کے بارے میں؟؟؟

اسی طرح حضور ﷺ معراج کے موقع پر جبریل علیہ السلام کیساتھ گزرے تو ایک جگہ تنور میں زانی اور زانیہ کے عذاب کا منظر آپ ﷺ کو دکھایا گیا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

فَاطَّلَعْنَا فِيهِ ، فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ ، فَإِذَا أَتَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا ،

پھر ہم نے اس (تنور) میں جھانکا تو اس کے اندر کچھ ننگے مرد اور عورتیں تھیں اور ان کے نیچے سے آگ کی لپٹ آتی تھی جب آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لیتی تو وہ چلّانے لگتے۔

(صحیح البخاری، حدیث:7047، مطبوعہ درا السلام ریاض سعودیہ)

جی تو دیوبندی کیا فتویٰ لگائیں گے ؟؟ کیا وہی زبان استعمال کریں گے جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کی ؟؟

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ:
"آپ ﷺ کا گزر (شبِ معراج) ایسی عورتوں پر ہوا کہ پستانوں سے لٹک رہی تھیں اور وہ زنا کرنے والیاں تھیں"

(نشر الطیب، صفحہ48، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

دیوبندی یہاں کچھ لب کشائی کرنے کی جرءت کریں گے ؟؟

جواب نمبر2::
فرشتے ماں کے بطن میں بچے کی صورت بناتے ہیں۔ اور رزق پہنچاتے ہیں۔ اس سے یہ مراد یہ لینا کہ فرشتے بطن میں داخل ہو کر یہ سب کام کرتے ہیں یہ سراسر حماقت ہے۔

اسی طرح مرشد کے ہر آن مرید کے ساتھ رہنے سے یہ اخذ کرنا کہ وہ ہر ہر پردے والا معاملہ بنفسِ نفیس نظرِ ظاہری سے دیکھتا ہے۔ یہ غلط ہے۔

مؤیّدِ ملّتِ طاہرہ، صاحبُ الدلائل القاھرۃ و الباھرہ، حضرت العلّام امام اھلسنت سیدی احمد رضا خان رحمۃ اللّٰہ علیہ نے یہ واقعہ کہ مرشد ہر آن مرید کیساتھ ہوتا ہے۔ اپنے پاس سے بیان نہیں فرمایا بلکہ یہ واقعہ سیدی عبد العزیز دباغ رحمۃ اللّٰہ علیہ کا ہے اور یہ واقعہ احمد مبارک فاسی کی کتاب

(الابریز صفحہ69، مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلیکیشنز لاہور)

اب سیدی عبدالعزیز دباغ کون ہیں؟ اور "الابریز" کتاب کی کیا حیثیت ہے ؟

دیوبندیوں کا حکیم مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ:

"الابریز فی مناقب سیدی عبد العزیز دباغ، مؤلفہ ابنِ مبارک فاسی، اسکی نقل پر بھروسہ ہے پھر یہ مولف بھی ایسے بڑے بڑے اکابرین اولیاء اور علماء میں سے ہے کہ آفاقِ عالَم میں اسکے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے"

(جمال الاولیاء، (ملخّصاً) صفحہ 12،11، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاھور)

آیئے اب جانئے سیدی عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کون تھے؟

دیوبندیوں کا حکیم مولوی اشرف علی تھانوی کہتا ہے کہ:

"ایک بزرگ ہیں عبد العزیز دباغ، یہ (ظاھراً) عالِم نہ تھے، ایک شخص بطورِ امتحان آپ کے پاس پہنچا، اور کچھ قرآن کی آیت کے الفاظ، اور کچھ حدیث شریف کے الفاظ، اور کچھ ویسے ہی عربی کے الفاظ ایک جگہ ملا کر پڑھے۔ (عبد العزیز دباغ سے امتحاناً پوچھا کہ میں نے کیا کیا پڑھا؟) آپ نے فرمایا: اتنا تو قرآن ہے۔ اور اتنی حدیث ہے۔ اور آگے نہ قرآن نہ حدیث ویسے ہی عربی کے الفاظ ہیں۔ اس شخص کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ بزرگ عالِم نہیں، پھر کیسے معلوم کر لیا۔ عرض کیا کہ حضرت نے یہ کیسے معلوم کر لیا کہ اتنا قران پاک، اتنی حدیث ہے اور آگے نہ قرآن نہ حدیث،؟ فرمایا کہ جب کوئی پڑھنا شروع کرتا ہے اگر اسکے ساتھ نورِ قدیم ظاھر ہو تو سمجھتا ہوں یہ قرآن ہے، اگر نورِ حادث ظاھر ہو تو حدیث سمجھتا ہوں اور اگر نور ظاھر ہوا تو امتی کا کلام سمجھتا ہوں، (تھانوی کہتا ہے) ماشاء اللہ کیا ٹھکانہ ہے اس ادراک کا۔"

(ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد7، ملفوظ:171، صفحہ 139، 140، ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان (جدید ایڈیشن))

جی تو یہ وہ ولی بزرگ تھے سیدی عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ جنکا واقعہ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا۔ اب نہ صرف "الابریز" کتاب اکابرینِ دیوبند کے نزدیک معتبر عالم و ولی کی تصنیف ٹھہری بلکہ تھانوی نے خود سیدی عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ادراک وعلم مان کر ماشاء اللہ کہا۔ اب اگر یہ ولی اپنے مرید کا حال جان لے تو اس میں کیا گستاخی والی بات ہے؟ جبکہ تھانوی بھی اس چیز کو تسلیم کر کے ماشاء اللہ کہہ رہا ہے۔
کیا اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرح تھانوی کو بھی بے شرم کہو گے؟

دیوبندی اکابرین اور الابریز

جس کتاب "الابریز" کی عبارت کو بنیاد بنا کر سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کیا ہے۔

اسی کتاب کا ترجمہ دیوبندیوں کے اکابر مفتی عاشق اِلٰہی میرٹھی بلند شہری نے بنام "تبریز ترجمہ ابریز" کے نام سے کیا۔ اور (صفحہ 41، مطبوعہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی ایم اے جناح روڑ کراچی) پر اسی واقعہ کو نقل کیا جو سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللّٰہ علیہ نے ملفوظات میں بیان فرمایا۔

کیا اپنے مولوی کو بھی بے شرم و بے ادب کہو گے ؟

مرشد ہر آن مرید کیساتھ ہوتا ہے دیوبندی اکابرین کی گواہی

دیوبندیوں کے قطب اور انکے امامِ ربانی مولوی رشید احمد گنگوھی لکھتے ہیں کہ:
"مرید کو یقین کے ساتھ جاننا چاہیئے کہ شیخ کی روح کسی خاص جگہ مقیّد و محدود نہیں ہے پس مرید جہاں بھی ہو گا خواہ قریب ہو یا بعید تو گو شیخ کے جسم سے دور ہے لیکن اسکی روحانیت سے دور نہیں ہے۔"

(اِمدادُ السّلوك صفحه 67، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، يو پی، هند)

دیوبندیوں کا مفتی عاشق الٰہی میرٹھی بلند شہری لکھتا ہے کہ:
"مرید کو جب کسی واقعہ کے کھولنے میں شیخ کی حاجت پیش آئے گی تو شیخ اپنے قلب میں حاضر مان کر، بزبانِ حال سوال کرے گا اور ضرور شیخ کی روح بِاذن خداوندی اسکو القا کر دے گی، البتہ ربطِ تام شرط ہے۔"

(ارشاد الملوك ترجمه امداد السلوك، صفحه 26، ناشر مدينه پبليشنگ كمپنی ايم اے جناح روڑ كراچی)

جو بات اعلی حضرت رحمۃ اللّٰہ علیہ نے کی کہ مرشد بِاذن اِلٰہی اپنے مرید کیساتھ ہوتا ہے، وہی بات دیوبندیوں کے قطب اور انکے امام ربانی نے کہی کہ "مرید جہاں بھی ہو گا" شیخ کی روح ساتھ ہو گی، اب جو اعتراض اعلی حضرت پر کیا وہی اعتراض اپنے قطب پر کرو گے ؟ کہ میاں بیوی کے وقت خاص بھی مرشد کی روح پاس ہو گی ؟؟
کیونکہ گنگوہی نے الفاظ لکھے "مرید جہاں بھی ہو گا" اس میں سارے مواقع آجاتے ہیں۔

جو تاویل تم کرو گے وہی ہمارا جواب ہو گا۔

وھابی مولوی اپنے تصرف سے زنا ہوتا دیکھتا ہے

وھابی مولوی غلام رسول کی سوانح حیات میں اسکی کرامات کے باب میں لکھا کہ:

"قلعہ میاں سنگھ میں ایک گلاب نامی چوکیدار تھا، وہ موضع مرالی والہ میں چوکیدار مقرر ہو کر چلا گیا۔ وہاں ایک بیوہ دھوبن تھی۔ اس کے دام الفت میں گرفتار ہو گیا۔ جب مرالی والہ کے باشندوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے گلاب کو وہاں سے نکال دیا وہ واپس "قلعہ میاں سنگھ" میں آ گیا۔ اب چوکیدار نے یہ دستور مقرر کر لیا کہ روزانہ مولوی (غلام رسول وھابی اکابر) صاحب کے پاس جاتا اور یہ کہتا کہ حضرت میں مر چکا ہوں۔ ایک دن مولوی صاحب قریب کے بالا خانے میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ گلاب مولوی صاحب کے ایک خادم بڈھا کشمیری کو سفارشاً ساتھ لے کر مولوی صاحب کی خدمت میں پہنچا اور دستور کے موافق مولوی صاحب کو دابنا شروع کیا اور اپنی سابقہ درخواست پیش کی۔ بڈھا نے بھی مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت اس بات میں کیا گناہ ہے، عورت بیوہ ہے، اگر اس کا نکاح ہو جاوے تو کارِ ثواب ہے۔ آپ نے بڈھا کشمیری کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس سے قسم لے لو کہ یہ شخص قبل از نکاح اس کو مَس نہ کرے گا۔ گلاب نے قسم اٹھائی کہ قبل از نکاح بالکل عورت مذکورہ کو مس نہ کروں گا۔
مولوی صاحب نے فرمایا کہ بعد از نماز عشاء اپنے گھر کے چھت پر کھڑے ہو کر مرالی والا کی طرف منہ کر کے تین دفعہ یہ لفظ کہنا۔ "آجا، آجا، آجا۔" تین روز ایسا ہی کر کے پھر مجھے بتانا، تیسرے روز عصر کے قریب عورت مذکورہ گلاب کے گھر آ گئی اور کہنے لگی کہ پرسوں عشا سے لے کر اب تک میرے تن بدن میں آگ لگی ہوئی تھی۔ تمہارے گھر میں داخل ہوتے ہی آرام ہو گیا۔ گلاب اس عورت کو پکڑ کر اندر لے گیا۔ اور متواتر تین روز اندر ہی رہا۔ تیسرے روز قیلولہ کے وقت مولوی صاحب نے بڈھا کشمیری کو بلا کر فرمایا کہ جاؤ اور اس موذی کو پکڑ کر لاؤ وہ اس وقت زنا کر رہا ہے۔ بڈھا فوراً گیا اور گلاب کو پکڑ لایا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ جا میری آنکھوں کے سامنے سے دور ہو جا وہ لوٹ کر گھر گیا۔ وہ عورت جیسے آئی تھی ویسے خفا ہو کر چلی گئی۔"

(سوانح حیات مولانا غلام رسول، صفحہ 99،100 مکتبہ نعمانیہ اردو بازار لاہور)

ایسی چیزوں کو بنفسِ نفیس و وھابی اکابرین دیکھیں۔ اور الزام سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر؟

نجدیو پہلے گھر کی خبر لو پھر ہماری طرف آنا، مولوی نے بغیر دیکھے کیسے جان لیا کہ وہ مرد و عورت زنا کر رہے ہیں؟

ما ھو جوابکم فھو جوابنا

تم کہتے ہو کہ حضور ﷺ کو علمِ غیب نہیں وہ دور سے دیکھ نہیں سکتے۔ اور خود اپنے مولوی کیلئے دور کی خبریں بلکہ دور سے تصرف کر کے دیکھنا مان رہے ہو۔؟؟

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ، نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

شیخ کامل اور پشتوں سے بطنوں میں مرید کا جانا

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخِ کامل کی شرائط کے تحت فرماتے ہیں:

"ینظر احوال مریدہ من اللوح المحفوظ ،فیعرف دائہ و دوائہ ،یلاحظ مریدہ من حین کان فی عالَم الذر قبل رودہ وھبوطہ ،الی اصلاب الآباء و بطون الامھات"

یعنی: شیخِ کامل اپنے مرید کے احوال کو لوحِ محفوظ سے دیکھتا ہو، اسکی بیماری اور اسکا علاج پہچانتا ہو، اور اپنے مرید کا ملاحظہ اس کے آباء کی پشتوں میں، اور ماؤں کے بطنوں میں وارد ہونے اور اترنے سے پہلے اُس وقت سے رکھتا ہو جبکہ وہ عالَمِ ذر میں تھا۔"

(لطائف المنن، الباب الحادی عشر، صفحہ 480، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

وھابیہ کا محدث نواب صدیق حسن خان بھوپالی "امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ" کے بارے میں لکھتا ہے:

"کان عالما محدثا صوفیا ذا کرامات کثیرۃ"

یعنی: امام شعرانی علیہ الرحمہ بہت بڑے عالم محدث اور صاحبِ کراماتِ کثیرہ صوفی بزرگ تھے۔"

(التاج المکلل، صفحہ 441، مطبوعہ قطر)

پس ثابت ہوا کہ اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنے اولیاء کو کشف و تصرف عطا فرمایا ہے اور وہ نورِ الٰہی، یعنی نظرِ باطن سے "باذن اللہ" اپنے متعلقین و محبین کے احوال سے واقف ہوتے ہیں۔ ساتھ ہوتے ہیں۔

نہ صرف یہ ہمارا عقیدہ ہے بلکہ اسکا ثبوت علماء دیوبند کی کتب سے بھی پیش ہو گیا۔ اور وھابیہ کے نزدیک معتمد علیہ بزرگ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسکی توضیح پیش کر دی۔ مزید یہ کہ احادیث سے بھی توضیح پیش کر کر دی

لہذا اگر اب کو اس عبارت کو دلیل بنا کر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کرے گا تو نہ صرف امام شعرانی، عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہم پر فتویٰ لگے گا۔ بلکہ دیوبندیوں کے جید اکابرین اور مجدِ دِ وھابیہ نواب بھوپالی بھی رگڑے جائیں گے۔
اگر معترضین سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض سے پہلے گھر کی خبر لے لیا کریں تو اعتراض کی گنجائش ہی نہیں بچے گی۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشیدِ علم اُن کا دَرخشاں ہے آج بھی

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چَراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

اھلسنت مسلکِ اعتدال ہے

اھلسنت مسلکِ اعتدال ہے، نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو چھوڑ کر ہمارا گزرا ہے۔ اور نہ ہی اھلبیتِ اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین کو چھوڑ کر ہمارا گزرا ہے۔ ہم دونوں کی محبت ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں۔
کچھ لوگوں نے اھلبیت کی محبت کی آڑ میں صحابہ کو برا کہا تو وہ رافضی ہو گئے۔
اور کچھ لوگوں نے صحابہ کی محبت کی آڑ میں اھلبیت کو برا کہا تو وہ ناصبی، خارجی ہو گئے۔
مسلکِ اھلسنت نہ تو صحابہ کرام کی محبت کی آڑ میں اھلبیت کی توھین برداشت کرتا ہے۔

اور نہ ہی اھلبیتِ اطہار کی محبت کی آڑ میں صحابہ کرام کی توھین وتنقیص برداشت کرتا ہے۔
اھلسنت کا مسلک اعتدال پسند ہے۔ ہر کسی کو درجہ بدرجہ مانتا ہے۔
آلِ محمد اور اصحابِ محمد علیھم الرضوان کی محبت آپس میں لازم وملزم ہے۔جسکی مثالیں احادیثِ طیّبات سے جا بجا ملتی ہیں۔

حضور سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

اَلَا اِنَّ مِثْلَ اَهْلِ بَيْتِيْ فِيْكُمْ مِثْلُ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ

"سن لو! تم میں میرے اھلبیت کی مثال کشتیٔ نوح کی طرح ہے، جو اس میں سوار ہوگیا وہ نجات پاگیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہوگیا۔"

(فضائل الصحابة، جلد2، صفحہ785، حدیث: 1402، مطبوعہ بیروت)
یہ حدیث مختلف الفاظ کیساتھ دیگر محدثین نے بھی کتبِ احادیث میں نقل کی ہے۔ جن میں امامِ حاکم رحمۃ اللّٰہ علیہ نے اس روایت کو "مستدرک" میں نقل کرنے کے بعد لکھا:

"هذا حديث صحيح على شرط مسلم-"

(المستدرك على الصحيحين، جلد3 صفحہ163، حدیث:4720، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع، عرب، مکہ)
اس روایت کو وھابیہ دیابنہ کے امام، مولوی اسماعیل دھلوی نے بھی نقل کرکے استدلال کیا ہے۔ ملاحظہ ہو،
(عظمتِ صحابہ و اھلبیت، صفحہ80، مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاھور)

اب حضور سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی اھلبیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی سے دی، تو آخر کشتیٔ نوح ہے کیا؟

سفینہ نوح

حضرت نوح علیہ السلام نے "ساڑھے نو سو سال" اپنی قوم کو رب کا پیغام سنایا مگر قوم کے 80 افراد کے علاوہ آپ پر کوئی ایمان نہ لایا، الٹا کافر قوم نے آپ کو تکلیفیں دینا اور آپ کی توھین کرنا شروع کردی، رب نے قومِ نوح پر عذاب بھیجنے سے پہلے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ کشتی بناؤ ، تاکہ نوح علیہ السلام اور آپ پر ایمان لانے والے اس کشتی میں سوار ہوکر غرق ہونے سے بچ جائیں۔

چنانچہ نوح علیہ السلام نے "ساگوان" کے درخت کی کشتی بنائی جو "80 گز چوڑی اور 50 گز لمبی" تھی۔

اب ہوا یوں کہ لکڑی کی اس کشتی کو زمین کے کیڑوں نے کھانا شروع کر دیا، یہ دیکھ کر نوح علیہ السلام نے رب سے عرض کی۔

امام محمد بن عبداللہ بن کسائی رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں:

"فاوحی اللہُ الیہ یا نوح انہ لیس ستبقی السفینۃ علی صحتھا الّا ان تسمّر فیھا اربعۃ مسامیر وتکتب علیھا اسماء اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم وھم ابوبکر و عمر و عثمان ، و علیّ ففعل ذٰلك نوح فصحت السفینۃ۔"

یعنی: اللہ نے نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی اور فرمایا اے نوح کشتی اسی صورت میں کیڑے سے سلامت رہے گی کہ اس میں چار میخیں لگا اور ان پر اصحابِ محمد کے نام لکھ اور وہ نام یہ ہیں ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنھم اجمعین پس نوح علیہ السلام نے چار یاروں کے نام لکھے تو کشتی ٹھیک ہو گئی۔"

(قصص الانبیاء، للکِسائی، صفحہ 93، طبع فی مدینۃ لیدن ١٩٢٢ھ)

تو دوستو...!! رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میری اھلبیت کی مثال سفینہ نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔

پس پتہ چلا کہ اھلبیت کی محبت کی کشتی میں بیٹھ کر اصحابِ محمد کا ادب ضروری ہے، ورنہ اس عقیدت کی کشتی کو کیڑا کھا جائے گا۔ اس بدمذھبی کے کیڑے سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ اس میں نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے یاروں کا نام لکھا جائے۔

لہذا کشتئ نوح کو کیڑے سے بچانے کیلئے دل میں اصحابِ محمد کا ادب ضروری ہے۔ کیونکہ جب اس میں اصحابِ محمد کا نام ہو گا تو یہ کشتی کیڑے سے محفوظ رہے گی اور اگر اس کشتی میں بیٹھ کر اصحابِ محمد کی بے ادبی کرو گے، تنقیص کرو گے تو تمہاری کشتی کو کیڑا کھا جائے گا اور تم بدمذھبی، و بے ایمانی کے طلاطم میں غرق ہو کر ھلاک ہو جاؤ گے۔

سفینہ میں بیٹھ کر راستے کی تلاش

حضور سیّدِ عالَم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

«أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ»
یعنی:
میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہے ان میں سے جسکی اقتداء کرو گے ھدایت پا جاؤ گے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفضائل، الفصل الثالث، جلد 2، صفحہ 489، حدیث: 6018، مطبوعہ دار ارقم بیروت لبنان)
اس روایت کو بھی وھابیہ دیابنہ کے امام، مولوی اسمٰعیل دھلوی نے بھی نقل کر کے استدلال کیا ہے۔ ملاحظہ ہو،
(عظمتِ صحابہ و اھلبیت، صفحہ 85، مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاھور)

صاحبو......!! کشتی جب رات کے وقت سمندر کی موجوں پر چلتی ہے، تو کوئی نہیں جانتا کہ مشرق کدھر ہے، مغرب کدھر ہے، شمال کدھر ہے، جنوب کدھر ہے، منزل کدھر ہے؟
تو کشتی میں بیٹھ کر سمندر میں ستاروں سے رہنمائی لی جاتی ہے۔ ستارے بتاتے ہیں کہ آپکی منزل کس طرف ہے۔
اور پرانے زمانے میں پیدل سفر کرنے والے سیاح بھی ستاروں سے راستہ و سمت معلوم کرتے تھے۔

لہٰذا آلِ محمد کی کشتی میں بیٹھ کر رسول اللہ کے ستاروں سے راستہ متعیّن کرنا ضروری ہے پھر ہی کشتی جنت کے دروزاے تک پہنچا سکے گی، بغیر ستاروں کی رہنمائی کے سمندر کی موجیں اور طوفان کی سمت تمھیں غرق کر دے گی۔

اگر کسی کے پاس اکیلا نقشہ ہے اور سمندری راستہ معلوم ہے اور کشتی نہیں، وہ منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔
اگر کسی کے پاس سواری یعنی کشتی تو ہے مگر نقشہ معلوم نہیں راستہ معلوم نہیں تو بھی منزل تک نہیں پہنچ سکے گا۔

لہٰذا سفینہ محمد (یعنی اھلبیت کی محبت) میں سوار ہو کر، نجومِ محمد (صحابہ کی محبت) سے راستہ ڈھونڈو گے تو یہ کشتی تمہیں سیدھا مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں لے جائے گی۔

پس آلِ محمد کی محبت کیساتھ ساتھ اصحابِ محمد کی محبت بھی ضروری ہے۔
کیونکہ اگر اس محبت کی کشتی پر چار یاروں کے نام نقش نہیں کروگے، تو تمہارے ایمان کو بدمذہبی کا کیڑا کھا جائے گا۔
اور جب آلِ محمد کی کشتی پر سوار ہو کر سمندر میں اتر جاؤ تو راستہ نجومِ محمد (صحابہ) سے تلاش کیا جائے گا۔ اور یہ راستہ تمہیں سیدھا مدینے والے کے قدموں میں پہنچا دے گا۔

اللہ کریم ہمیں رسول اللہ ﷺ کی آلِ پاک اور آپ ﷺ کے کے اصحابِ پاک کی محبت نصیب فرمائے اور اسی محبت میں ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین ﷺ

اھلسنت کا ہے بیڑہ پار، اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

حضرت علی انبیاء سے افضل۔ شیعہ عقیدے کا جواب

پچھلی تحریر میں مَیں نے شیعہ کے دلائل کا جواب دیا جس میں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دیگر انبیاء سے افضل ہیں، میری اس تحریر کے نیچے کمنٹ میں ایک رافضی آن ٹپکا اور شیعہ کے اس عقیدہ پر مزید دلیلیں دینے کی کوشش کی، اس رافضی کے دلائل و اعتراض اور اس پر ہمارا جواب ملاحظہ ہو۔

رافضی زبان دارزی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

رضوی۔ میں تمہیں جاہل ہی کہوں گا جھوٹا رضوی، بے شرم۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: میں جسکا مولا ہوں علی اسکا مولا ہے۔
پہلے یہ بتا محمد کیا آدم کا، نوح کا، ابراہیم کا، اور اسماعیل سے لے کر عیسیٰ تک کا مولا نہیں۔؟
اگر ہمت ہے تو انکار کر۔

الجواب:

جاھل ہم ہیں؟ یا جاھل وہ رافضی ہیں جس پر اہلبیت لعنت کر رہے ہیں۔

خود تمہاری شیعہ کی رجال کشی میں لکھا ہے کہ جو ہم اھلبیت کو نبی کہے اس پر لعنت ہے۔
تم پر لعنت اور پھٹکار تو اھلبیت کی طرف سے پڑ گئی، اور مزے کی بات یہ ہے کہ رافضیوں پر لعنت اور پھٹکار نظر بھی آ رہی ہے۔

اھلبیتِ بیت اطہار نے کہا کہ جو ہمیں نبی مانے وہ لعنتی، تو بتاؤ جو مولا علی رضی اللہ عنہ کو نبیوں سے بھی افضل مانے وہ کتنا بڑا لعنتی ہو گا ؟؟؟؟؟؟؟

اب دوسری بات: تم نے استدلال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسکا میں مولا اسکا علی مولا،،،، لہذا مولا علی رضی اللہ عنہ انبیاء سے افضل۔۔۔

ارے جاھل انسان، مولا علی کے حوالے سے یہ خطاب انبیاء کو متضمن نہیں ہے، اگر کہو کہ یہاں "مَن" کے عموم میں انبیاء بھی آتے ہیں تو آ ذرا تطبیق کر کے دِکھا۔
اللہ ارشاد فرماتا ہے::

وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَن فِي الْأَرْضِ

فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور مغفرت طلب کرتے ہیں انکے لئے جو بھی زمیں میں ہیں
(سورۃ شُوریٰ:5)

اب آیت میں ہے کہ "لِمَن" جو بھی زمین میں ہیں۔ انکی لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں،،
تو زمین میں کافر بھی ہیں، مشرک بھی ہیں، مرتد بھی ہیں، بتاؤ کیا فرشتے مرتدین، کفار و مشرکین کیلئے بھی مغفرت طلب کرتے ہیں؟؟

جس قاعدے سے یہاں استثنا کرو گے اسی قاعدے سے وہاں استثنا ہو گا، کہ وہ فرمان مطلقاً انبیاء کو متضمن نہیں ہے۔

اب تیسری بات یہ کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے مولا کہا لہذا دیگر انبیاء سے افضل، اگر یہی تمہارا استدلال ہے تو سنو، رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک::

وَقَالَ لِزَيْدٍ: أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا،،

اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید سے فرمایا: تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے مولا ہو۔

(بخاری شریف:2699مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

اب حضرت زید کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا مولا کہا، تو بتاؤ تمہارے اصول کے مطابق جو افضل الانبیاء حضرت محمد ﷺ کا مولا ہوا، وہ تو پھر دیگر انبیاء کا بدرجہ اتم مولا ہوا، اگر تمہارا اصول اپنایا جائے تو مطلب یہ بنے گا کہ حضرت زید تمام انبیاء سے افضل و اعلی و برتر ہیں،،،

تو پھر کیا خیال ہے ؟؟؟
چوتھی بات یہ کہ:: تم نے کہا حضرت علی انبیاء کے بھی مولا ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا جسکا میں مولا اسکے علی مولا، اور مجھ سے سوال کیا کہ حضور ﷺ نوح علیہ السلام کے مولا ہیں یا نہیں ؟ ابراھیم علیہ السلام کے مولا ہیں یا نہیں ؟؟ لہذا انبیاء سے افضل،،،،

ہم کہتے کہ اس فرمان میں انبیاء نہیں آتے کیونکہ یہ "عام خص ّعنہ البعض" ہے۔ اگر تمہارے اصول کو مانا جائے تو آؤ ربِ قدیر کا ارشاد ہے:

اَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ
اے بنی اسرائیل میں نے تمہیں عالمین پر فضیلت دی

(ابقرۃ:47)

اب تمہارے اصول کو مانا جائے تو بتاؤ،
حضرت آدم علیہ السلام عالمین میں ہیں یا نہیں ؟
حضرت نوح علیہ السلام عالمین میں ہیں یا نہیں ؟
حضرت ابراھیم علیہ السلام عالمین میں ہیں یا نہیں ؟
حضرت اسماعیل علیہ السلام عالمین میں ہیں یا یا نہیں ؟
حضرت موسیٰ علیہ السلام عالمین میں ہیں یا نہیں ؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام عالمین میں ہیں یا نہیں ؟

اگر کہو ہاں، اور یقیناً ہاں،
تو اس آیت کو پیش کر کے کہو گے کہ رب نے بنی اسرائیل کے یہودیوں کو عالمین پر فضیلت بخشی،
لہذا بنی اسرائیل والے، آدم علیہ السلام سے بھی افضل، نوح علیہ السلام سے بھی افضل، ابراہیم علیہ السلام سے بھی افضل، موسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل، عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل،

اب جس قاعدہ سے تم اس آیت سے انبیاء وغیرہ کو مستثنیٰ کرو گے،،، اسی قاعدے سے "فھذا علی مولا" سے انبیاء مستثنیٰ ہونگے،،۔

پانچویں بات یہ کہ
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: « العَبَّاسُ مِنِّی وَأَنَا مِنْہُ »

عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے
(جامع ترمذی، حدیث: 3759، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پورے اشعری قبیلے کے بارے میں فرمایا: فھم منّي وأنا منھم ۔۔۔ وہ مجھ سے ہیں میں ان سے ہوں ۔۔
(صحیح بخاری حدیث: 2486، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

مسلم شریف میں روایت موجود ہے آپ نے جلیبیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: هذا منی وأنا منه، هذا منّی وأنا منه » یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں ۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں ۔۔

(صحیح مسلم 2772، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

نکاح کے بارے حضور سیّدِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان موجود ہے جو ہر خطبے میں پڑھا جاتا ہے ۔۔
"النّکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منّی "

اب حضرت عباس حضرت جلیبیت رضی اللہ عنہ اشعری قبیلہ اور ہر سنت پر عمل پیرا ہونے والے کو حضور ﷺ نے فرمایا "مِنّی" بتاؤ کیا ان سب کو نبوت کا درجہ دے کر دیگر انبیاء سے افضل مان لو گے؟؟

پس غیرِ نبی کبھی بھی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا۔ جو یہ عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔

وسیلہ قائم کرنے کی شرعی حیثیت

معترض وسیلے کا ردّ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"صحابہ میں سے کسی نے بھی رسول اللہ علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ علیہ السلام یا کسی دوسرے فوت شدہ نبی کی ذات کے وسیلے سے کبھی نہیں کیا آپ علیہ السلام کی زندگی اور آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد دونوں صورتوں میں آپ کا وسیلہ یکساں ہوتا تو صحابہ کرام آپ کی وفات کے بعد آپ کے چچا عباس کو دعا کیلئے نہ کہتے بلکہ رسول اللہ علیہ السلام کا وسیلہ دیتے دعا میں محمد، آلِ محمد، یا کسی اور پیر کا وسیلہ بعض اوقات انسان کو شرک تک پہنچا دیتا ہے جبکہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالٰی اپنے کسی محبوب کے واسطے کا محتاج ہے جیسا کہ بادشاہ یا افسران بالہ ہوتے ہیں ایسے کہنے سے خالق کی مخلوق سے مشابہت لازم آتی ہے کیونکہ کسی کو واسطہ اسی کا دیا جاتا ہے جس سے وہ ڈرتا یا جس میں محبت میں وہ مجبور ہو جائے یعنی اسکے نام سے وہ لاچار ہو جائے اور انکار کرنا مشکل ہو جائے اللہ ان سب نقائص سے پاک ہے"

الجواب:: صحابہ نے دعا میں کسی کا وسیلہ نہیں دیا یہ معترض کی جہالت ہے اور عدمِ علم کی بیّن (واضح) دلیل ہے صحابہ نے ذات کے وسیلے سے دعائیں کیں جسکے دلائل آگے آئیں گے۔ معترض نے کہا فوت شدہ کا وسیلہ جائز ہوتا حضرت عباس کو دعا کیلئے نہ کہتے....! تو جناب عرض ہے کہ حضرت عباس کے وسیلے سے دعا مانگی تھی صحابہ نے تو بارش برسی دلیل آگے آئے گی۔ (باقی فوت شدگان کے حوالے سے جواب آئے گا)
رہی بات اللہ واقعی کسی کے وسیلے کا محتاج نہیں ہے اور نہ ہی اللہ کو ڈرانے کیلئے وسیلہ پیش کیا جاتا ہے (معاذاللہ) وسیلے کا معنی ہے کہ کسی چیز کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا.... تو ہم قرب کیلئے وسیلہ پیش کرتے ہیں

اللہ ارشاد فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ

اے ایمان والو..! اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ ڈھونڈو

(سورۃ المائدہ:35)

آیت میں وسیلہ کا معنی یہ ہے کہ ”جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادات چاہے فرض ہوں یا نفل، ان کی ادائیگی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو۔ اور اگر تقویٰ سے مراد فرائض و واجبات کی ادائیگی اور حرام چیزوں کو چھوڑ دینا مراد لیا جائے اور وسیلہ تلاش کرنے سے مُطْلَقاً ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کا سبب بنے مراد لی جائے تو بھی درست ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیھم السلام اور اولیاء علیھم الرحمہ سے محبت، صدقات کی ادائیگی، اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی زیارت، دعا کی کثرت، رشتہ داروں سے صِلہ رَحمی کرنا اور بکثرت ذِکرِ خدا میں مشغول رہنا وغیرہ بھی اسی عموم میں شامل ہے۔ اب معنی یہ ہوا کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے قریب کر دے اسے لازم پکڑ لو اور جو بارگاہِ الٰہی سے دور کرے اسے چھوڑ دو۔

(تفسیرِ صاوی، المائدۃ، تحت الآیۃ:سورۃ المائدہ:35، جلد2 صفحہ496 مطبوعہ بیروت)

نیک بندوں کو وسیلہ بنانا جائز ہے:

خیال رہے کہ...! رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے نیک بندوں کو وسیلہ بنانا، ان کے وسیلے سے دعائیں کرنا، ان کے تَوَسُّل سے بارگاہِ خداوندی میں اپنی جائز حاجات کی تکمیل کے لئے اِلتجائیں کرنا نہ صرف جائز بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ رہا ہے۔

چنانچہ اس سے متعلق یہاں 3 روایات ملاحظہ ہوں:

(1)...صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ قحط میں مبتلا ہو جاتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباس بن عبدُالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے اور عرض کرتے

”اَللّٰھُمَّ اِنَّا کُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا فَتَسْقِیْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَیْكَ بِعَمِّ نَبِیِّنَا فَاسْقِنَا“

اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کا وسیلہ پکڑا کرتے تھے تو تو ہم پر بارش برسا دیتا تھا اور اب ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کے چچا جان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وسیلہ بناتے ہیں کہ ہم پر بارش برسا۔ تو لوگ سیراب کیے جاتے تھے۔

(بخاری، کتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا، جلد1، صفحہ346، حدیث نمبر:1010، مطبوعہ بیروت)

(2)... حضرت اوس بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینۂ منورہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہوگئے تو انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا سے اس کی شکایت کی۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہا نے فرمایا: رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی قبرِ انور کی طرف غور کرو، اس کے اوپر (چھت میں) ایک طاق آسمان کی طرف بنادو حتّٰی کہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان چھت نہ رہے۔ لوگوں نے ایسا کیا تو ہم پر اتنی بارش برسی کہ چارہ اُگ گیا اور اونٹ موٹے ہوگئے حتّٰی کہ چربی سے گویا پھٹ پڑے، تو اس سال کا نام عَامُ الْفَتْق یعنی پھٹن کا سال رکھا گیا۔

(سنن دارمی، باب ما اکرم اللہ تعالیٰ نبیّہ... الخ، جلد1، صفحہ56، حدیث نمبر:92، مطبوعہ بیروت)

(3)... بلکہ خود رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم نے اپنے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنے کی تعلیم ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی، چنانچہ حضرت عثمان بن حُنَیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم میں حاضر ہوکر دعا کے طالب ہوئے تو ان کو یہ دعا ارشاد فرمائی

''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْاَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ''

اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبی رحمت حضرت محمد صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم کے ساتھ متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد! صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم، میں نے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم کے وسیلے سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کی تاکہ میری حاجت پوری کردی جائے، اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، میرے لئے حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم کی شفاعت قبول فرما۔

(ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنّۃ فیھا، باب ما جاء فی صلاۃ الحاجۃ، جلد2، صفحہ156، حدیث نمبر:1385، مطبوعہ بیروت)

فوت شدگان تمام انبیاء کا وسیلہ

امیر المومنین حضرت مولا علی شکلکشاء شیر خدا رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالٰی عنہما نے جب انتقال کیا ہے حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر اور قمیص مبارک میں انہیں کفن دیا۔ اپنے دستِ مبارک سے لحد کھودی، اپنے دستِ مبارک سے مٹی نکالی، پھر ان کے دفن سے پہلے خود ان کی قبر مبارک میں لیٹے اور دعا کی۔

" اللہ الذی یحیی ویمیت وھو حیّ لایموت اغفر لأُمّی فاطمۃ بنت اسد و وسّع علیھا مدخلھا بحق نبیك والانبیاء الذین من قبل، فانّك ارحم الراحمین"

رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابن حبان والحاکم وصححہ و ابونعیم فی الحلیۃ عن انس ونحوہ ابن ابی شیبۃ عن جابر و الشیرازی فی الالقاب وابن عبدالبر وابونعیم فی المعرفۃ ،والدیلمی بسند حسن عن ابن عباس و ابن عساکر عن علی رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین۔"

" اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ خود زندہ ہے کہ کبھی نہ مرے گا، میری امی فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اُن کی قبر وسیع کر صدقہ اپنے نبی کا اور مجھ سے پہلے انبیاء کا، تو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔"

(روایت کیا اس کو طبرانی نے کبیر و اوسط میں، ابن حبان نے حاکم نے اور اس نے اس روایت کو صحیح کہا، ابونعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ، اور اس کی مثل ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، شیرازی نے القاب میں، ابن عبدالبر نے ، ابونعیم نے معرفہ میں، ویلمی نے سندِ حسن کے ساتھ ابن عباس سے اور ابن عساکر نے حضرت علی سے ، رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ کیساتھ روایت کیا)

(مجمع الزوائد کتاب المناقب باب مناقب بنت اسد جلد 9 صفحہ 257 مطبوعہ دار الکتاب بیروت)

(کنز العمال حدیث: 34427 جلد 12 صفحہ 147 مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت)

تو معترض کا یہ کہنا کہ وصال کے بعد حضور علیہ السلام یا دیگر انبیاء کا وسیلہ کبھی کسی نے نہیں پیش کیا یہ معترض کی جہالت کی بیّن دلیل ہے۔ دیکھو رسول اللہ خود اپنا اور اپنے سے پہلے وفات یافتہ انبیاء کا وسیلہ پیش کر لے اللہ کی بارگار میں دعا مانگ رہے ہیں۔

آلِ نجد کے گھر سے ہماری گواہیاں

آلِ نجد کا مجدد مولوی اسمٰعیل دھلوی لکھتا ہے کہ:

بے شک مُرشد اللہ کے راستے کا وسیلہ ہے اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

یعنی اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اسکی طرف (پہنچنے کیلئے) وسیلہ ڈھونڈو اور اسکے رستے میں جہاد کرو کہ شاید تم نجات پالو...

اہلِ سلوک اس آیت کو سلوک کی طرف اشارہ سمجھتے ہیں اور وسیلہ مرشد کو جانتے ہیں پس حقیقی نجات کیلئے مجاھدے سے پہلے مرشد کا ڈھونڈنا ضروری ہے"

(صراطِ مستقیم، صفحہ 69، مطبوعہ ادارہ نشریاتِ اسلام اردو بازار لاھور)

وھابیہ کے محقق یحیٰ گوندلوی نے اپنی کتاب "عقیدہ اھلحدیث" (مطبوعہ دار الحُسنٰی گوجرانوالہ) کے صفحہ 15 پر لکھا کہ "وحید الزماں حیدر آبادی اھلحدیث کا عظیم محدث ہے...

اب وھابیہ کا یہی عظیم محدث وحید الزماں حیدر آبادی لکھتا ہے:

''اذا ثبت جواز التّوسّل بغیر اللہ فایّ دلیل یخصّہ باالاحیاء؟"

''جب بندوں کا وسیلہ (قرآن و سنت سے) ثابت ہے تو اسکو زندوں کے ساتھ خاص کرنے کی کونسی دلیل ہے ؟-''

(ھدیۃ المھدی، الجز الاول، صفحہ 47، در طبع میور پریس واقع شہر دھلی)

جی تو وھابیہ کا محدث کہہ رہا ہے کہ جب وسیلہ کا ثبوت قرآن و سنت میں موجود ہے تو وھابیہ کے پاس وسیلہ کو زندوں کیساتھ خاص کرنے کی کونسی دلیل ہے ؟؟ لہذا فوت شدگان کا بھی وسیلہ جائز ہے۔

مزید لکھا:

''سلف سے خلف تک، بحقِ فلاں، بجاہِ فلاں، بحرمت فلاں، کہہ کر دعا مانگنے سے کسی نے منع نہیں کیا یہی صحیح اور جائز ہے''
(ملخصًا)

(ھدیۃ المھدی، الجز الاول، صفحہ 48، در طبع میور پریس واقع شہر دھلی)

آلِ نجد کے محدثین کے اور بہت سے حوالہ جات موجود ہیں مگر اختصار کے پیشِ نظر انہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔(اویس رضا)

اب ہم معترض کے اعتراضات اسی کی طرف لوٹاتے ہیں
تم نے کہا کہ وسیلہ اگلے بندے کو ڈرانے کیلیئے بھی دیا جاتا ہے۔
بتاؤ صحابہ کرام اور رسول اللہ علیھم السلام نے اللہ کی بارگاہ میں جو وسلیہ پیش کیا وہ قربِ خداوندی کیلیئے کیا یا ڈرانے کیلیئے ؟؟(معاذاللہ)

معترض نے کہا؛؛ کہ وسیلہ پیش کرنے سے خالق کی مخلوق سے مشابہت لازم آتی ہے۔

تو جناب عرض ہے کہ طبیب کو ''حکیم'' کہنا چھوڑ دو کیونکہ حکیم تو اللہ کا صفاتی نام ہے ایسا کہنے سے خالق کی مخلوق سے مشابہت لازم آتی ہے۔

وکالت کا پیشہ کرنے والے کو ''وکیل'' کہنا چھوڑ دو کیونکہ وکیل اللہ کا صفاتی نام ہے ایسا کہنے سے خالق کی مخلوق سے مشابہت لازم آتی ہے۔

قرآن زبانی کو زبانی یاد کرنے والے کو ''حافظ'' کہنا چھوڑ دو کیونکہ حافظ اللہ کا نام ہے خالق کی مخلوق سے مشابہت لازم آتی ہے۔

فوجیوں کو ''محافظ'' کہنا چھوڑ دو کیونکہ محافظ اللہ ہے ایسا کہنے سے خالق کی مخلوق سے شابہت لازم آتی ہے

حضرت ابوبکر کو صدیقِ "اکبر" کہنا چھوڑ دو کیونکہ "اکبر" تو اللہ ہے ایسا کہنے سے خالق کی مخلوق سے مشابہت لازم آتی ہے۔

حضرت عمر فاروق کو فاروقِ "اعظم" کہنا چھوڑ دو کیونکہ "اعظم" تو اللہ ہے ایسا کہنے سے خالق کی مخلوق سے مشابہت لازم آتی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو "غنی" کہنا چھوڑ دو کیونکہ "غنی" تو اللہ ہے ایسا کہنے سے خالق کی مخلوق سے مشابہت لازم آتی ہے۔

حضرت شیرِ خدا کو "علی" کہنا چھوڑ دو قرآن میں "علی" نام اللہ کیلئے بھی آیا ہے کیونکہ خالق کی مخلوق سے مشابہت لازم آتی ہے۔

وسیلے کے منکرو، اپنے مولویوں کو "مولانا" کہنا کہنا چھوڑ دو قرآن میں اللہ کیلئے "مولانا" آیا۔ کیونکہ خالق کی مخلوق سے مشابہت لازم آتی ہے۔

(خیال رہے ان میں جتنے نام و صفات پیش کیئے گئے ہیں ہمارے اھلسنت کے نزدیک ان میں فرق یہ ہے کہ خالق کیلئے ذاتی ہیں اور مخلوق کیلئے عطائی)

اللہ تعالیٰ حق کو سمجھنے اور اس کو کو قبول کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین علیہ الصلوۃ والتسلیم

محرم الحرام میں شادی

جب محرم الحرام میں شادی کرنے کو جائز کہا جاتا ہے تو لوگوں کا ذہن بینڈ باجے اور مخلوط شادی کی طرف چلا جاتا ہے۔ حالانکہ گانے باجے مخلوط نظام محرم الحرام کے علاوہ بھی شادیوں پر جائز نہیں۔
محرم الحرام میں علماء جو نکاح کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں اُس سے مراد سنّت کے مطابق نکاح ہے جو کہ غیر شرعی امور سے پاک ہوتا ہے۔
جیسے اہلِ علم مذہبی لوگ اپنی شادیوں پر عموماً میلاد اور نعت خوانی کی محافل منعقد کرواتے ہیں جو کہ خود ایک عبادت ہے۔
لہذا رافضی وغیرہ ایسے نکاح سے بھی منع کرتے ہیں بلکہ اگر کوئی محرم الحرام میں عین شریعت و سنت کے مطابق نکاح کرتا ہے اور نکاح پر میلاد النبی ﷺ کی محفل بھی کرتا ہے تو رافضی وغیرہ اس پر ناصبیت اور اھلبیت کی بے ادبی کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں۔
جو کہ قرآن و سنت کے عین مخالف ہے۔ اب ہم یہاں چند دلائل نقل کرتے ہیں کہ قرآن و سنت کی رُو سے نکاح کسی بھی وقت ناجائز نہیں۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

ترجمہ:

تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں

(سورۃ النسآء:3)

اس آیت میں رب کا فرمان "فانکوا" یعنی "نکاح کرو" یہ مُطلق ہے۔ اور عام ہے۔ اسکو کسی زمانے کیساتھ مقیّد نہیں کیا جاسکتا۔ کہ فلاں مہینے میں تو جائز ہے اور فلاں میں جائز نہیں۔

رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں:

"یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ."

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اے نوجوانو! تم میں جو بھی شادی کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزہ رکھے کیونکہ یہ خواہش نفسانی کو توڑ دے گا۔"

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب قول النبی ﷺ من استطاع منکم....الخ، حدیث: 5065، 1905، صفحہ 906، مطبوعہ دار السلام ریاض)

اس حدیث میں بھی "فَلْيَتَزَوَّجْ" "چاہئے کہ نکاح کرے" یعنی نکاح کرنے کا حکم مُطلق وعام ہے مقیّد یا مشروط نہیں کہ عام مہینوں میں کر لو محرم میں نہ کرو۔

شریعت میں کسی مسئلہ کو مقید کرنا

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں:

”ثُمَّ خَطَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةً، فَحَمِدَ اللهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ، فَمَا بَالُ أَقْوَامٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللهِ، مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ.....الخ“

”پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے وقت خطبہ دیا، اللہ کی حمد و ثنا جو اس کے شایانِ شان تھی بیان کی، پھر فرمایا: اما بعد! لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ وہ ایسی شرطیں رکھتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں (جائز) نہیں۔ جو بھی شرط اللہ کی کتاب میں (روا) نہیں، وہ باطل ہے، چاہے وہ سو شرطیں ہوں....الخ“

(صحیح مسلم، کتاب العتق، باب من اعتق شرکالہ فی عبد، حدیث: 3777، 3779، صفحہ 654، مطبوعہ دار السلام ریاض)

تو پتہ چلا کہ قرآن سنّت میں بلاوجہ قیدیں لگانا جائز نہیں۔ اور بلاوجہ قیدیں اور شرطیں لگانے والوں کو رسول اللہ ﷺ نے تنبیہ فرمائی۔

جب قرآن و سنت نے مُطلقاً کسی بھی وقت نکاح کرنے کو جائز کہا تو کوئی اٹھ کر بلاوجہ اسکی زمان و مکان کیساتھ تخصیص نہیں کر سکتا۔ اگر محرم الحرام مذکورہ فرامان سے خارج ہے تو رافضی اور انکے ہمنواؤں کو چیلنج ہے کہ کوئی شرعی دلیل پیش کرے۔ ان شاء اللہ جل جلالہ قیامت تک نہیں پیش کر سکتے۔

مولا علی کی محرم میں شادی کا قول

چھٹی صدی کے بزرگ محدّث حافظ ابوالقاسم علی بن ابی محمد الحسن بن ھبۃ اللہؒ المعروف امام ابنِ عساکر رحمۃ اللّٰہ علیہ اور اَبو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری المعراف امام ابن جریر طبری کے نزدیک رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کی شادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما سے محرم الحرام کے مہینے میں کی۔

(ملاحظہ ہو: تاریخ مدینۃ الدمشق لابن عساکر، باب ذکر بنیہ وبناتہ علیہ الصلاۃ والسلام وأزواجہ، جلد 3، صفحہ 128، مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان)

(تاریخ الرسل والملوک للطبری، ذکر ما کان من الأمور فی السنۃ الثانیۃ، غزوۃ ذات العشیرۃ، جلد 2، صفحہ 410، مطبوعہ دار المعارف بمصر)

اگرچہ مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح کے بارے میں دیگر اقوال بھی موجود ہیں لیکن ان دو محدثین کے نزدیک انکا نکاح محرم الحرام میں ہوا۔ کیا یہ دونوں محدث اھلبیت کے گستاخ یا ناصبی ہو گئے ؟

اگر کہو کہ یہ نکاح تو کربلا کا واقعہ رونما ہونے سے پہلے ہوا تھا۔ ؟
جواب: اگرچہ کربلا کا واقعہ بعد میں رونما ہوا لیکن، ماکان ومایکون (جو ہو چکا ہے جو قیامت تک ہو گا) کے عالم حضور ﷺ کو اللہ کریم جل جلالہ نے علمِ غیب عطا فرمایا ہے۔ اور معترضین کے نزدیک بھی حضور ﷺ علمِ غیب جانتے ہیں۔
جب رسول اللہ علمِ غیب جانتے ہیں تو یہ بھی جانتے تھے کہ محرم الحرام میں سید الشہداء امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہو گی لیکن پھر بھی "امام ابنِ عساکر و امام طبری" کے مطابق حضرت علی کا نکاح محرم الحرام میں ہی کیا۔ اگر محرم میں نکاح جائز نہ ہوتا یہ بزرگ کبھی بھی ایسا عقیدہ نقل نہ کرتے۔

اعتراض: محرم میں خوشی منانا منع ہے۔ لہذا شادی کرنا بھی منع ہے دیکھو امام حمد رضا خان لکھتے ہیں:
جو شخص محرم الحرام کے ابتدائی 10 ایام کے دوران باقاعدہ خوشی ظاہر کرنے کیلئے خوشی کے رنگ پہنے وہ ناصبی خبیث ہے۔
(فتاوی رضویہ جلد 22 رسالہ الطیب الوجیز، اور جلد 24 رسالہ اعجب الامداد)

الجواب: ان دِنوں میں مطلقاً خوشی سے منع نہیں کیا گیا۔ اور سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو سرخ رنگ سے منع کیا ہے کہ وہ ناصبی بطورِ خوشی پہنتے ہیں۔
تو ناصبی لوگ یزید کی حمایت میں امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغض میں خوشی مناتے ہیں۔
جبکہ سنّی کبھی بھی یزید کا حامی نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے محرم الحرام میں نکاح کے جواز کا فتویٰ دیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ ایک کام کو جائز کہیں اور دوسری جگہ ناجائز؟
اگر محرم الحرام میں مطلقاً جائز خوش ہونا حرام ہے تو رافضی بتائے کہ اگر تمہارے گھر محرم کے مہینے بچے کی ولادت ہو تو کیا گلا دبا کر مار دو گے ؟ تاکہ کوئی خوشی نہ منا سکے۔
بلکہ ایک روایت میں یومِ عاشوراء کو عید بھی کہا گیا ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

اِنَّ يَوْمَ عَاشُوْرَاء يَوْمُ عِيْدٍ

یعنی:

بیشک یومِ عاشوراء عید کا دن ہے"

(مصنف ابن ابی شیبہ، جلد2، صفحہ312، مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض)

امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت جمعہ والے دن ہوئی

(الکامل فی التاریخ، ثم دخلت سنۃ احدی و ستین.. الخ جلد3، صفحہ417، مطبوعہ دار الکتب العمریۃ بیروت)

اور جمعہ کے دن کو رسولِ کریم ﷺ نے عید کہا چنانچہ حضور سیّدِ عالَم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ یَوْمُ عِیْدٍ"

"یعنی: بے شک جمعہ کا دن عید کا دن ہے۔"

(مسندِ احمد بن حنبل، حدیث:3869، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

رسول اللہ ﷺ امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر پہلے ہی جانتے تھے۔

معترضین رافضی و نیم رافضی اگر اتنے ہی عاشق ہیں تو جمعہ کے دن کو عید کہنا چھوڑ دیں اور حدیث کا انکار کر دیں، کیونکہ اسی دن امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی تھی۔

یاکم از جو جمعے محرم کے مہینے آئیں انکو عید کہنا چھوڑ دیں۔ کیونکہ عید کا معنی و مفہوم خوشی ہے اور محرم میں تمہارے نزدیک خوشی حرام ہے۔

کیونکہ یہ اعتراض طاہر القادری کے پیروکار منہاجی بھی کرتے ہیں لہذا طاہر القادری کے زیر سایہ فتویٰ دینے والے مفتی کے "منہاج الفتاویٰ" سے جواب پیشِ خدمت ہے؛

منہاجی مفتی سے سوال ہوتا ہے کہ عاشورہ محرم میں شادی کرنا کیسا؟

مہناجی مفتی صاحب جواب دیتے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے کہ:

”نکاح مسنون کی حد تک ہو تو حرج نہیں مگر دھوم دھام (خلافِ شریعت افعال) سے شادی کرنے کا اہتمام سمجھ سے بالا تر ہے“

(منہاج الفتاویٰ، کتاب العقائد، جلد اول، صفحہ 480، مطبوعہ منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور)

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ شادی میں خلافِ شریعت افعال ڈھول بینڈ باجے محرم تو کیا محرم کے علاوہ بھی جائز نہیں۔ لیکن مسنون نکاح جائز ہے۔ جبکہ منہاجی اسکو ناصبیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ تو پھر انکا اپنے مفتی کے بارے میں کیا خیال ہے؟

نوٹ: خیال رہے کہ اس ساری بحث کا مقصد و خلاصہ یہ ہے کہ ترغیب نہیں مگر مسنون طریقے پر تنکیر بھی نہیں۔ اور جو لوگ محرم الحرم میں بلبلِ باغِ مدینہ اویس رضا قادری صاحب کو بیٹی کا سنت و شریعت کے مطابق نکاح کرنے پر گالیاں نکال رہے ہیں اور اھلبیت کا گستاخ و بے ادب کہہ کر ناصبیت کا فتویٰ جڑ رہے ہیں انکو جواب دینا مقصود ہے۔
اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ انکو ھدایت نصیب فرمائے آمین

حضور قبلہ سیدی امیرِ اهلسنت سے سوال پوچھا گیا کہ کیا محرام الحرام میں شادی کرنا جائز ہے ؟
توآپ نے شرعی حکم بیان کرتے ہوئے جواب دیا کہ جائز ہے۔

امیرِ اھلسنت نے تو شریعت کا حکم بیان کیا مگر کچھ نیم رافضیوں کو مروڑ اٹھنے لگ گ ئ ے۔ اور خوامخواہ جبلُ االاسقامۃ، مولانا الیاس قادری پر ناصبیت کا فتویٰ جڑ دیا۔

کیونکہ یہ لوگ خود کو سنی اور مسلکِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے پیروکار کہتے ہیں تو اس ل ئ ے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فتاویٰ جات کی روشنی میں چند حوالہ جات پیشِ خدمت ہیں۔

مۆیّدِ ملتِ طاھرہ، صاحب صاحب الدلائ ل القاھرۃ والباھرہ، اعلٰی حضرت، سیدی احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ:

"بعض اہل سنت و جماعت عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے اور نہ جھاڑو دیتے ہیں۔ کہتے ہیں بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔

2۔ان دس دن میں کپڑوں (کپڑے) نہیں اتارتے۔

3۔ماہ محرم میں کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے۔

4۔اِن ایام میں سوائے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے۔ یہ جائز ہے یا ناجائز؟ ب ینوا توجروا۔

الجواب:

"پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے "چوتھی بات جہالت ہے ہر مہینے میں ہر تاریخ ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہوسکتی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد24، صفحہ مطبوعہ رضا فاۆنڈیشن لاہور)

یہی فتویٰ اس کتاب میں موجود ہے

(احکام شریعت، حصہ اول، صفحہ 141، ناشر اکبر بکسیلرز اردو بازار لاہور)

مزید فتاویٰ رضویہ کی گیارھویں جلد میں سیدی اعلٰی حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ:

”محرم الحرام یا صفر المظفر میں نکاح کرنا منع ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو کیوں ؟

الجواب

نکاح کسی بھی مہینے میں منع نہیں، واللہ تعالٰی اعلم

(فتاویٰ رضویہ، جلد 11، صفحہ 265، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھو)

یہی فتویٰ اس کتاب میں بھی موجود ہے

(تلخیص فتاویٰ رضویہ، صفحہ 248، مطبوعہ اکبر بکسیلرز لاھور)

جو لوگ امیرِ اھلسنت پر حکمِ شرعی بیان کرنے کی وجہ سے ناصبیت اور بغضِ اھلبیت کا فتویٰ جڑ رہے ہیں وہ اعلٰی حضرت علیہ الرحمہ پر کیا فتویٰ لگائیں گے ؟؟

اعتراض:: نیم رافضی کہتا ہے کہ گھر میں بیٹے کی لاش پڑی ہو تو کوئی شادی کرے گا ؟
جواب اسکا الزامی جواب یہ ہے کہ ربیع الاول کے مہینے میں حضور ﷺ کا وصال ہوا۔ تو تم خوشی کیوں مناتے ہو؟
ماھو جوابکم فھو جوابنا
دوسرے نمبر پر عرض ہے کہ چودہ سو سال بعد کونسی لاش گھر میں پڑی ہے ؟
ہاں اگر شیعوں کی طرح لاشوں کے مصنوعی پُتلے بنا کر آپ نے گھر میں رکھ لیئے ہوں تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ چاہے تم اس پر ماتم بھی کر لیا کرو۔
تیسری بات یہ کہ امیرِ اھلسنت ترغیب نہیں دلا رہے بلکہ حکمِ شرعی بیان فرما رہے ہیں۔

اعتراض:: ایک کُھنڈی شمشیر کے چیچے نے کہا کہ سال میں 365 دن ہے تو کیا یہ مسئلہ انہی دنوں میں بیان کرنا ضروری تھا؟

الجواب: جب درد ہو دوا اسی وقت دی جاتی ہے یا آرام کے بعد؟

آپکے خیال میں مس ئ لہ رجب میں پوچھا جاتا اور جواب اسکا رمضان میں دیا جاتا ؟
جب مس ئ لہ ہی محرم الحرام میں پوچھا گیا تو اسکا جواب بھی محرم الحرام میں ہی دینا تھا، نہ کہ رجب میں جا کر۔
اگر پھر بھی تسلی نہیں ہوئ ی تو ملاحظہ ہو کہ اوپر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا جو فتویٰ بیان ہوا کہ محرم میں نکاح جائ ز ہے وہ سوال اعلیٰ حضرت سے """ 11/محرم الحرام 1338ھ """ میں پوچھا گیا اور آپ نے جواب بھی 11 محرم کو ہی دیا۔ آپکی طرح یہ نہیں سوچا کہ سال میں 365 دن ہے تو کیا جواب آج محرم الحرام میں ہی ضروری ہے ؟
یا تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا نام لینا چھوڑ دو یا پھر انکی تعلیمات کو اپنا لو۔

یعنی پکے رضوی بن جاؤ۔۔۔یا پھر پکے رافضی بن جاؤ

اعتراض: طبیعت نہیں مانتی کہ محرم الحرام میں شادی کی جائ ے۔
جواب::: طبیعت کو شریعت کے تابع کرو، شریعت کو طبیعت کے تابع نہ کرو۔
اگر یونہی عوام میں طبیعت طبیعت کی رٹ لگائ ی رکھی تو کل کو لوگ آپ سے اس طرح سوال کیا کریں گے۔
اس مس ئ لے پر حکمِ طبیعت بیان کر کے اجر کمائ یں۔
طبیعت کے نہ ماننے پر حکمِ شرعی بدل نہیں جاتا۔ دیکھو حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھانے کی چیز میں مکھی گر جائ ے تو اسکو غوطہ دے کر نکال دو اور کھانا کھا لو (مفہوما)
اب اگر کسی کی طبیعت نہیں مانتی تو کیا حکمِ شرع بدل دیا جائ ے گا؟
طبیعت نہیں نہیں مانتی تو نہ کھائ ے لیکن اعتقادِ حلت تو رکھے۔
اعتراض::: رضوی تم نے کہا کہ شریعت میں تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائ ز نہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ اور ابوطالب کی وفات کے پورے سال کا نام ہی عام الحزن رکھ دیا۔
جواب::: جناب نے اعتراض تو کر جڑ دیا مگر یہ نہیں سوچا کہ خود ہی پھنس جاؤں گا۔
تمہارے قاعدے کے مطابق اگر محرم الحرام میں اس ل ئ ے نکاح جائ ز نہیں کہ اس مہینے نواس ئ ہ رسول ﷺ کی شہادت ہوئ ی۔
پھر تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ اور ابوطالب کی وفات والے سال کو عام الحزن (غم کا سال) کہا تو اس طرح 12 مہینوں میں ہی نکاح نہیں کرنا چاہ ئ ے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے بارہ مہینوں کو ہی غم قرار دے دیا۔
بر سبیل تسلیم اگر ہم مان بھی لیں کہ جس طرح سرکار علیہ السلام نے اس سال کو عام الحزن قرار دیا جس میں ام المؤمنین اور ابوطالب کی وفات ہوئی

تو اس قاعدے کے مطابق پھر شہادت امام حسین کی وجہ سے اسی سال کو عام الحزن کہا جاۓ گا جس سال میں ان کی شہادت ہوئی نہ کہ آج 1400 سال بعد پورے سال کو عام الحزن قرار دے دیا جاۓ
دوسرے نمبر پر یہ کہ حضور ﷺ نے میت پر مرد کو تین دن کا سوگ منانے کو کہا ہے۔

اگر رسول کریم ﷺ نے اس پورے سال کو غم کا سال قرار دے دیا تو یہ رسول اللہ ﷺ کی تخصیص ہے آپ ﷺ جو چاہیں کریں۔
کل کو کوئی اٹھ کر یہ کہہ دے گا کہ دیکھو شریعت نے چار شادیوں کی رخصت دی ہے مگر حضور ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزھرہ علی ابیھا وعلیھا السلام کی موجودگی میں مولا علی پر دوسرا نکاح حرام کر دیا۔
تو رسولِ کریم ﷺ جس کے ل ئے چاہیں شرع کے حکم کی تخصیص کر دیں۔
اسی طرح حضور ﷺ نے اس سال کو غم کا سال کہہ کر اسی سال کی غم سے تخصیص کر دی۔

اعتراض::تم اپنی اولاد کا نام یزید رکھ لیا کرو شریعت نے کونسا منع کیا ہے۔
جواب:::کچھ نام ایسے ہیں کہ جو بری شخصیت کی وجہ سے عند العلما قبیح ہو گ ئے جیسے یزید۔
اور کچھ نام ایسے کہ شخصیات تو بری تھیں مگر ان ناموں کو قبیح نہیں سمجھا جاتا۔
دیکھو رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کا نام ولید بن مغیرہ تھا جو کہ حرامی تھا اور اسکی مذمت خود قرآن نے بیان کی مگر "ول ید" نام کو اتنا برا نہیں سمجھا جاتا جتنا یزید کو۔
اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کا نام ابو رافع تھا مگر رافع نام کو اتنا برا نہیں سمجھا جاتا جتنا یزید کو
اسی طرح حضرت مولا علی مشکل کشا شیر خدا رض ی اللہ عنہ کے قاتل کا نام عبد الرحمٰن تھا لیکن مسلمان یہ نام رکھتے ہیں۔کیونکہ اسکو قبیح نہیں سمجھا جاتا۔
نقطہ::بعض کاموں کو شریعت نے جائز کہا ہے ترغیب نہیں دی۔تو اگر چہ یہ نام جائز مگر اسکی ترغیب نہیں دلائی۔
اسی طرح امیرِ اھلسنت نے محرم میں نکاح کو شرعًا جائز کہہ کر حکمِ شریعت بیان کیا ہے ترغیب نہیں دلائی۔اور تم لوگ اس نام "یزید" کی ترغیب دلا رہے۔
اور جناب کس منہ سے یہ شُبہ وار کر رہے ہیں جناب کا تو اپنا نام "حنیف" ہے اور رسول کریم ﷺ نے "بنو حنیفہ" قبیلے سے نفرت کی۔ (مشکوٰۃ)

بتائǵ تمہارا عشق اور طبیعت کہاں گ ئ؟ جس قبیلے کے نام سے رسول اللہ ﷺ نفرت کریں وہی نام تم باقی رکھو۔ اب اگر نبی پاک ﷺ سے عشق ہے تو بتائǵ یہ نام اب تک بدلا کیوں نہیں؟

اگر کہو کہ شریعت نے جائز کہا۔ تو جناب بتائǵ جس قبیلے کے نام سے رسول اللہ ﷺ نفرت کریں تمہاری طبیعت اس نام کو رکھنے کی یہاں تو اجازت دے دے مگر محرم میں جوازِ نکاح کے مس ئلہ پر آکر طبیعت خراب ہو جائے؟

یہ دورنگی نہیں تو اور کیا ہے؟

اگر ایک اصول وضع کیا ہے تو وہ اصول ہر جگہ ایک رکھو بدلتے کیوں ہو؟

اگر کہو کہ امامِ اعظم کو بھی ابو حنیفہ کہا جاتا ہے تو تو عرض ہے کہ وہ اسکو شرعاً بھی جائز سمجھتے تھے طبعاً بھی جائز سمجھتے تھے۔ جبکہ آپ لوگ نکاح محرم کو طبعا ناجائز سمجھتے ہیں۔

(مزید ہم اسی طرح کے شُبے کا جواب اپنی ایک مفصل پوسٹ میں تین ماہ قبل دے چکے ہیں)

قبلہ جناب ریاض شاہ صاحب کا نام "ریاض" ہے۔ جبکہ اس دور کے ایک گستاخِ رسول شخص کا نام "ریاض احمد گوھر شاھی" کیا طبیعت اجازت دیتی ہے کہ ایسے گستاخ کے نام پر نام کو باقی رہنے دیا جائے؟ اگر ہاں

تو یہی طبیعت محرم میں نکاح کی حلت پر آکر بدل کیوں جاتی ہے؟

خود اپنے نام وہ رکھو جو رسول اللہ ﷺ کی۔ طبیعت کو ناپسند گزریں اور جب نکاحِ محرم کی حلت کا مس ئلہ ہو تو طبیعت نہیں مانتی۔؟

پھر ہم یزید نام سے اس ل ئے بھی نفرت کرتے ہیں کہ یہ آج کل نواصب وخوارج کا شعار بن چکا ہے۔ دیکھو وھابی مولوی کا نام "ابو یزید محمد دین اھلحدیث" ہے جس نے رشید ابن رشید نامی کتاب یزید کے حق میں لکھی۔

" عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: ما راه المǘمنون حسنا فهو عند الله حسن وما راه المǘمنون قبيحا فهو عند الله قبيح"۔

"یعنی: جس کام کو مومنین اچھا سمجھیں پس وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے۔ اور جس کام کو مومنین برا سمجھیں بس وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہو جاتا ہے"۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، جلد4، صفحہ468، رقم: 8504، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(السنن الکبریٰ للبیہقی، جلد1، صفحہ114، مطبوعہ دار الکتب العمیۃ بیروت)

(المستدرک للحاکم، جلد3، صفحہ84، رقم:4465، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

تو جو چیز علما مجتہدین اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی جسکو قبیح سمجھیں وہ عند اللہ بھی قبیح۔
اب کیونکہ اس نام کو مومنین کی جماعت قبیح سمجھتی ہے لہذا ہم بھی اس نام کو قبیح سمجھتے ہیں۔
لیکن

محرم میں نکاح کو کسی ایک بھی فقیہ عالم نے ناجائز قرار نہیں دیا اس لئے یہ عمل قبیح نہیں سمجھتے۔

خیال رہے کہ ایک دفعہ پھر عرض کر دوں کہ محرم الحرام میں نکاح کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ ترغیب نہیں دلائی۔
جبکہ معترضین یزید نام کی ترغیب دلا رہے ہیں۔

لہذا امیرِ اھلسنت پر ناصبیت کا فتویٰ جڑ کر اعترض کرنے والے اعلی حضرت علیہ الرحمہ پر کیا فتویٰ لگائیں گے؟ وہ بھی محرم مس
نکاح کو جائز قرار دے رہے ہیں۔ کیا اعلی حضرت کو بھی کہو گے کہ بیٹے کی لاش گھر میں ہو اور خوشی منائو گے؟
یا اعلی حضرت علیہ الرحمہ کا نام لینا چھوڑ دو یا پھر انکی تعلیمات کو اپنا لو۔

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا یا پھر سنگ ہو جا

اللہ کریم سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مولی علی کو انبیا سے افضل کہنے کا رد

آن لائن چینل پر بیٹھ کر رافضی کہتا ہے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جناب علی علیہ السلام کا مقام مرتبہ انبیاء سے بھی بلند ہے۔
پہلے اسکا ویڈیو کلپ ملاحظہ کیجئے۔ بعد میں ہم اسکا جواب دیتے ہیں
علی علیہ السلام انبیاء سے بھی افضل ہیں، اس پر دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا "نفس" کہا۔

الجواب::العیاذ بااللہ تعالٰی یہ عقیدہ کفر ہے کہ حضرت مولاعلی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ دیگر انبیاء سے افضل ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا اھلبیت کی نظر میں لعنتی ہے۔

شیعہ مذھب کا محدث شیخ طوسی رجال کشی میں روایت نقل کرتا ہے:

عن ابی عبد الله علیه السلام من قال: باننّا انبیاء فعلیه لعنة الله ومن شكّ فی ذاك فعلیه لعنتة الله۔

یعنی: حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ ہم اہل بیت انبیاء ہیں اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو اس میں شک کرے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔

(اختیار معرفة الرجال، المعروف رجال کشی، الجزء الرابع، صفحه 252، مطبوعه مؤسسة النشر الاسلامی)

پس شیعہ مذھب کی خود اپنی ہی معتبر کتاب سے اھلبیت کا عقیدہ ثابت ہو گیا کہ حضرت امامِ باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو یہ کہے کہ اھلبیت میں سے کوئی بھی فرد انبیاء سے افضل ہے، وہ لعنتی ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔
لہذا جو شیعہ مولاعلی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کو انبیاء سے افضل مانتے ہیں وہ اھلبیت کی نظر میں لعنتی ہیں۔

شیعه کی دلیل کا ردّ

شیعہ رافضی نے کہا کہ مولاعلی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے نے اپنا نفس کہا لہذا مولاعلی اس لئے دیگر دیگر انبیاء سے افضل ہیں۔

الجواب:: اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

بیشک اللہ نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا جب ان میں ایک رسول مَبعوث فرمایا جو انکے نفسوں میں سے ہے۔

(آلِ عمران:164)

اگر مولا علی اس وجہ سے انبیاء سے افضل ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے آپ کو اپنا نفس کہا۔

تو اس آیت میں خدا خود مومنین کے نفس میں سے کہہ رہا ہے۔ اگر تمہارا اصول مانا جائے پھر یہ ساری مومنین امت دیگر انبیاء سے افضل ہو گئی۔

پس پتہ چلا کہ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نفس کہنا اس بات کی دلیل نہیں کہ آپ دیگر انبیاء سے افضل ہیں۔ ورنہ پوری امتِ محمدیہ کے مومنین کا دیگر انبیاء سے افضل ہونا لازم آئے گا۔

ایک اور جگہ قرآن پاک میں آیاتِ مباھلہ میں ہے:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ۔ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ

پھر اے حبیب! تمہارے پاس علم آجانے کے بعد جو تم سے عیسٰی کے بارے میں جھگڑا کریں تو تم ان سے فرما دو: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے نفسوں کو، اور تمہاری جانوں کو (مقابلے میں) بلا لیتے ہیں پھر مباہلہ کرتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالتے ہیں۔ (آل عمران: 61)

اس آیت میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، امام حسن، و امامِ حسین رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم اجمعین کو اپنا نفس کہا، پھر تو امام حسن، امام حسین و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہم کا بھی دیگر انبیاء سے افضل ہونا لازم آرہا ہے۔ جبکہ شیعہ کا دعویٰ فقط مولا علی کی افضلیت کا ہے۔

جس سے یہ ثابت ہوا کہ شیعہ کا یہ عقیدہ کہ مولا علی رضی اللہ عنہ دیگر انبیاء سے افضل ہیں، نہ صرف باطل بلکہ کفریہ عقیدہ ہے۔

اور اھلبیت کے امام باقر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو اھلبیت کو انبیاء کہے وہ لعنتی ہے۔

تو تو سوچو اگر اھلبیت کو انبیاء جیسا ماننا موجبِ لعنت ہے تو جو انبیاء سے بھی افضل مانے اس پر کتنی لعنت اور پھٹکار برستی ہو گی؟؟
لہٰذا شیعہ کا یہ عقیدہ باطل، مردود، کفریہ، اور بے بنیاد ہے۔

حضرت عثمان بن عفان

حضرتِ سیّدُنا عَدی بن حاتم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بیان ہے : حضرتِ سیّدُنا امیرُ المؤمنین عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے دن میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ کوئی بُلند آواز سے کہہ رہا ہے :

اَبْشِرِ ابْنَ عَفَّانَ بِرَوْحٍ وَّرَیْحَانٍ وَّبِرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانَ ط اَبْشِرِ ابْنَ عَفَّانَ بِغُفْرَانَ وَرِضْوَان۔

(یعنی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ کو راحت اور خوشبو کی خوش خبری دو اور ناراض نہ ہونے والے رب
عَزَّوَجَلَّ کی ملاقات کی خبرِ فرحت آثار دو اور خدا
عَزَّوَجَلَّ کے غُفران و رِضوان (یعنی بخشش و رضا) کی بھی بشارت دو) ح

ضرت سیّدُنا عَدی بن حاتم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس آواز کو سن کر اِدھر اُدھر نظر دوڑانے لگا ااور پیچھے مڑ کر بھی دیکھا مگر مجھے کوئی شخص نظر نہیں آیا۔

(ابن عَساکِر ج۷ ص۳۵۵، شَواہِدُ النُّبُوَّۃ، ص۲۰۹)

اللّٰہ غنی حد نہیں انعام و عطا کی
وہ فیض پہ دربار ہے عُثمانِ غنی کا

(ذوقِ نعت)

(کراماتِ عثمان غنی مع دیگر حکایات ص2423)

سبحان اللہ ماشااللہ

اللہ کی ان پر کڑوڑ کا کڑور رحمتیں ہوں اور ان کے صدقے ہماری مغفرت ہو آمین ثم آمین

اعلی حضرت کی شب باشی والی عبارت کا جواب

نجدی بے ایمان اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ مولوی احمد رضا خان نے لکھا کہ انبیاء اپنی قبروں میں اپنی بیووں کیساتھ ہمبستری کرتے ہیں اور دلیل میں ملفوظات کی یہ عبارت پیش کی:

عل

”انبیاء علیھم السلام کی قبورِ مطہرہ میں ازواجِ مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ انکے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں“۔

اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد نجدی لکھتا ہے:

مولوی احمد رضا خان مرزا قادیانی سے بھی بڑھ گئے انہوں نے تمام انبیاء کو الزام کا نشانہ بنا کر مرزائیوں سے بھی نمبر لے گئے۔۔ یہ کتنا غلیظ اور گمراہ کُن عقیدہ ہے

(رضا خانی مذہب، حصّہ اول، صفحہ 71،72

مطبوعہ راشدیہ اکیڈمی اورنگی ٹاؤن سیکٹر نمبر ⑪، جامع مسجد باب الاسلام کراچی)

الجواب بعون الملک الوھاب.......!

پہلے نمبر پر نجدیت کی جہالت پر تحفہ پیشِ خدمت ہے۔ نجدی قبول فرمائے۔ لعنۃ اللّٰہ علی الکٰذبین

اس جاھل کو یہ ہی نہیں پتہ کہ ملفوظات صاحبِ ملفوظ نے لکھے ہیں یا کسی اور نے ترتیب دیئے ہیں۔
گستاخیاں کر کر کے بے ایمانوں کی مَت ماری گئ ہے۔ کہتا ہے کہ احمد رضا نے لکھا اس بے ایمان کو کوئی بتائے کہ ملفوظات کو اعلی حضرت نے نہیں بلکہ شاہ مصطفیٰ رضا علیہ الرحمہ نے ترتیب دیا ہے۔

آیئے اب اصل مُدعیٰ کیطرف....اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے حیاتِ انبیاء پر بحث کرتے ہوئے کہا کہ:

انبیاء علیھم السلام کی قبورِ مطہرہ میں ازواجِ مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ انکے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں

(ملفوظاتِ اعلی حضرت، صفحہ 362، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

1 :اصولِ مناظرہ کا قاعدہ ہے کہ نقل کرنے والا کسی بات کا ذمہ دار نہیں ہوتا اس سے صرف اتنا مطالبہ کیا جاسکتا ہے کہ حوالہ اور ثبوت دو۔

لیکن جاھل نجدیہ کو یہ نہیں پتہ کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے یہ بات اپنے پاس سے نہیں لکھی بلکہ علامہ محدث عبدالباقی زرقانی شارح مواھبِ لدنیہ سے نقل کی ہے اور محدث زرقانی نے یہ بات ابنِ عقیل حنبلی سے نقل کی ہے عبارت ملاحظہ ہو:

"وقال ابن عقيل الحنبلي يضاجع ازواجه و يستمتع بهن اكمل من الدنياء و خلف ذٰلك وهو ظاهر و لا مانع له"۔

(شرح علامة الزرقاني على مواهب الدنيه، الجزء الثامن، النوع الثالث، صفحه 357، دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

جی اگر آلِ دیوبند و آلِ نجد حلالی ہے تو لگاؤ محدث زرقانی اور محدث ابنِ عقیل حنبلی پر فتویٰ۔
اور وہی الفاظ جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کیلئے استعمال کیئے کہ یہ بات کہہ کر احمد رضا "اس غلیظ اور گندے گمراہ کُن عقیدے میں مرزائیوں سے بھی نمبر لے گئے۔
اگر نجدیت میں کچھ حلالیت کا مادہ ہے تو کہو کہ امام زرقانی اور ابنِ عقیل حنبلی دونوں محدّث بھی مرزائیت سے نمبر لے گئے۔
نجدی بے ایمانو....بتاؤ کیا محدّثین غلیظ و گمراہ کُن عقیدہ رکھتے تھے ؟؟

2 : شبِ باشی کا معنی نجدی دجال نے فقط ہمبستری لیا، اب اہلِ لُغت کی نظر میں ملاحظہ ہو

شب باشی : رات کا قیام، رات رہنا۔

فیروزاللغات صفحہ نمبر 760 مطبوعہ فیروز سن لاھور)

شب باشی : (مؤنث) رات گزارنا۔

(اردو لغت، صفحہ نمبر 242 مطبوعہ مرکزی اردو بورڈ لاھور)

شب باش : رات گزارنے والا۔

(رائل اردو ڈکشنری صفحہ نمبر 332 مطبوعہ لاھور)

اردو لغت کی مشہور معروف کتاب "فیروز اللغات" میں ہے کہ:

"شب باشی (فامث) رات کا قیام۔ رات رہنا۔

یعنی یہ فارسی ہے، اسم، مونث ہے جس کا معنی رات بسر کرنا، رات رہنا، رات گزارنا ہیں۔

(فیروز اللغات، صفحہ 736، مطبوع فیروز سنز لمیٹڈ لاھور)

ان توضیحات سے واضح ہوا کہ شبِ باشی کا معنٰی رات بسر کرنا ہے۔

شب باشی کا معنیٰ نجدیت کے گھر سے

دیوبندیوں کے جدِ امجد مولوی اشرف علی تھانوی ایک سے زائد بیویوں کے حقوق بیان کرت ہوئے کہتے ہیں کہ:

"صرف دو چیزوں میں عدل واجب ہے.... ایک شب باشی اس میں اختیار ہے کہ مضاجعت (ایک جگہ لیٹنا) ہو یا نہ ہو۔ مباضعت (عملِ زوجیت) ہو یا نہ ہو دوسری چیز اتفاق ہے۔"

(حکیم الامت، صفحہ 161، مطبوعہ دار المصنّفین شبلی اکیڈمی اعظم گڑھ، یوپی انڈیا)

تھانوی کی اس عبارت سے واضح ہوا کہ شب باشی کا معنیٰ ایک جگہ رات گزارنا ہے اس کے لئے عملِ زوجیت ضروری نہیں۔

تھانوی اپنی دوسری کتاب میں لکھتا ہے کہ:

"محمد الخضری مجذوب: آپ ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نمازِ جمعہ بیک وقت پڑھا اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب، شب باش ہوتے رہے۔"

(جمال الاولیاء، صفحہ 253، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

اب مجذوب ایک ہی وقت میں 30 شہروں میں شب باش ہوتے..... جس سے پتہ چلا کہ شب باشی کا معنٰی رات گزارنا ہے....

آلِ نجد کا مفتی شیخ اسماعیل سلفی وھابی لکھتا ہے کہ:

”اسعد بن زرارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند دن قبل مدینہ منورہ تشریف لائے تھے........ چنانچہ حضرت اسعد بن زرارہ وہیں شب باش ہوئے اور صبح واپس چلے گئے“۔

(فتاویٰ سلفیہ، صفحہ 94، مطبوعہ اسلامک پبلیشنگ ھاؤس شیش محل روڈ لاھور)

نجدی مفتی کی اس عبارت سے بھی واضح ہوا کہ شب کا ایک معنٰی رات گزارنا بھی ہے۔ اگر یہاں شب باش کا معنٰی نجدی سوچ کے مطابق وہ لیا جائے جو انہوں نے اعلٰی حضرت کی عبارت سے لیا تو دیکھو بات کہاں تک پہنچ جاتی ہے۔
عالَمِ برزخ میں حضور علیہ السلام سے امہات المؤمنین کا ملاقات فرمانا حدیث سے ثابت

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کی بعض بیویوں نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا ہم میں سے سب سے پہلے (آپ کے وصال کے بعد) کون ملے گا؟ فرمایا: تم میں سے لمبے ہاتھ والی انہوں بانس لیکر ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے۔ تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہ دراز ہاتھ نکلیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ درازیٔ ہاتھ سے مراد صداقہ و خیرات تھا۔ ہم سب میں سے پہلے حضور علیہ السلام کے پاس (عالَمِ برزخ میں) زینب رضی اللہ عنھا پہنچیں اور وہ خیرات بہت پسند کرری تھیں۔“

(بخاری، جلد اول، صفحہ 191، قدیمی کتب خانہ کراچی شریف)
(مسلم، جلد دوم، صفحہ 291، قدیمی کتب خانہ کراچی شریف)
(مشکوۃ، صفحہ 165، قدیمی کتب خانہ کراچی شریف)

اس سے معلوم ہوا کہ تمام امہات المؤمنین عالَمِ برزخ میں حضور علیہ السلام سے ملاقات فرمائیں گی اور سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہ ملاقات فرمائیں گی۔

اب اگر آلِ نجد و دیوبند پھر بھی کہے کہ نہیں جی شب باشی کا معنٰی فقط ہمبستری کرنا ہی ہے تو انکے مولوی زیا کریا کاندھلوی لکھتے ہیں کہ:

"جوشخص مسافر کو شب باشی کی جگہ دے حق تعالیٰ قیامت کے ہولوں (دہشتوں) سے اسکو پناہ دیتے ہیں۔(

فضائلِ اعمال صفحہ 393 مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور)

اگر اب بھی دیوبندی شب باشی کا معنٰی فقط ہمبستری ہی لیں
توپھر کیا خیال ہے بھیجیں تمہارے گھر مسافر..........؟؟؟
انکو شب باشی کرواکر قیامت کی دھشتوں سے بچو۔
نجدیہ سے ایک سوال..کیا اپنی بیوی سے مقاربت کرنا گستاخی ہے؟؟؟

عبارت کی مزید بہت سی توضیحات و احتمالات ہیں۔جس پر نجدی کتب سے مزید دلائل میرے پاس موجود ہیں لیکن مضمون پہلے بہت طویل ہو چکا ہے۔فقط اب ہم اتنا کہیں گے کہ

اعلٰی حضرت کے غلاموں سے اُلجھنا چھوڑ دو
کاٹ پھینکیں گے ورنہ آدھا اِدھر، آدھا اُدھر

جوان بیٹی کو بیچ دو

گھر میں مجلس کروانے کیلیئے پیسے نہ ہوں تو اپنی جوان بیٹی کو بیچ دو

شیعہ مذھب کا ذاکر جسکو ان لوگوں نے اجل الکونین، وزیر الدین حسین لکھا، یہ اپنی کتاب "سراجِ غم فی مجلسِ ماتم" میں لکھتا ہے کہ:

"اگر مجلس کروانے کے لئے کسی شیعہ کے پاس پیسے نہ ہوں تو وہ اپنی جوان بچی کو فروخت کر ڈالے، اور ان پیسوں سے گھر میں مجلس کروائے تو ایسا بندہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے۔" (ملخّصاً)

(سراج غم فی مجلس ماتم، صفحہ 38، 39، 40، 41، مطبوعہ مطبع یوسفی دھلی، طبع دوم 1915)

(یہ حوالہ مناظرِ اسلام، استادِ محترم قبلہ کاشف اقبال مدنی رضوی حفظہٗ نے بھیجا جسکو آپ کے سامنے پیش کیا)

العیاذ با اللہ تعالٰی....! ایسا گندہ مذھب ہے کہ اپنی دو کان داری اور پیٹ کی خاطر انکے ذاکرین کیسے گندے گندے کاموں پر اکسا رہے ہیں، کہ جو رافضی شیعہ غریب ہے گھر میں مجلس نہیں کروا سکتا وہ اپنی بچی بیچ کر پیسے کمائے اور گھر میں مجلس کروائے، اور جو ایسا کرتا ہے رسول اللہ ﷺ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک
یہ شیعہ کا کیسا مذھب ہے کہ جس میں ماں، بہن، بیٹی کا کوئی تقدس نہیں۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالَہٗ ایسے گندے مذھب کی خرافات سے بچائے آمین

درود رضویہ پر اعتراض کا جواب

اعتراض کیا کہ بریلویوں نے احمد رضا خان پہ درود شریف بناڈالا، اور آگے لکھا استغفر اللہ،
گویا کہ نجدیہ یہ ظاھر کر رہے ہیں کہ یہ بہت بڑا گناہ کر ڈالا،

الجواب

نجدی محقق عبدالغفور اثری لکھتا ہے کہ؛

"واضح ہو کہ لفظِ صلٰوۃ عربی میں چند معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے، مدح وثناء، رحمت، دعاء، اور استغفار اور وغیرہ" (المفرادات فی القرآن، صفحہ 285، وکتبِ تفاسیر)

(احسن الکلام، صفحہ 18، ناشر ناشر اھلحدیث یوتھ فورس محلہ واٹر ورکس سیالکوٹ)

جی تو واضح ہوا کہ صلٰوۃ کا معنی دعاء اور رحمت بھی ہے لہذا انہی معنوں میں اعلی حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کو دعا دی گئ جس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

ساری امت پر درود

نجدی محقق مولوی عبدالغفور اثری وھابی لکھتا ہے کہ؛

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص میں صدقہ دینے کی گنجائش اور طاقت نہ ہو (اور وہ صدقہ دینا چاہے) تو وہ اپنی دعا میں یہ درود شریف پڑھے؛

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

"تو بلا شبہ اسکے لئے صدقہ ہے"۔

(صحیح ابنِ حبان، ج3، ص76) (الادب المفرد، رقم:640) (مسندِ ابی یعلی، جلد2، رقم:1397) (مجمع الزوائد، ج10، ص167)

(احسن الکلام، صفحہ66، ناشر ناشر اھلحدیث یوتھ فورس محلہ واٹر ورکس سیالکوٹ)

لو نجدی محقق نے یہ حدیث نقل کر کے کام ہی ختم کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوری امتِ مسلمہ کے مومنین اور مومنات پر درودِ پاک پڑھنے کی تعلیم دے دی۔ بلکہ فرمایا کہ جو اس طرح پوری امت کے مسلمان مرد و عورتوں پر درود پڑھے گا اسکے لئے یہ صدقہ ہے۔

اب نجدی بتائے کہ اگر اگر امتی پر درود پڑھنا، گناہ ہے، یا حرام ہے، یا شرک ہے، یا کفر ہے، تو بتاؤ رسول اللہ ﷺ امت کو ایک حرام و ناجائز کام کا حکم دے رہے ہیں؟

اگر ہم نے درودِ پاک میں ولیٔ کامل، مجددِ وقت، محدثِ زماں، امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا نام لے لیا تو نجدی پر کونسی قیامت ٹوٹ پڑی؟ کیا امام احمد رضا خان رسول اللہ ﷺ کے امتی نہیں ہیں؟

نجدیہ کو چیلنج

نجدیو بتاؤ غیرِ نبی یعنی امتی پر درود پڑھنا حرام ہے یا شرک ہے یا کفر ہے؟؟

اگر تو کہو کہ جائز، پھر تو مسئلہ ہی حل ہو گیا، پھر تو اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض بنتا ہی نہیں۔

اگر کہو کہ حرام و ناجائز، شرک، و کفر تو تمام نجدی مشرک ہو گئے۔ کیونکہ وہ دن میں پانچ وقت کی ہر نماز میں پڑھتے ہیں؛

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ......الخ"

تو درودِ ابراہیمی میں آلِ رسول ﷺ پر درود پڑھا جا رہا ہے جو کہ غیرِ نبی ہے۔ یعنی امتی ہیں۔ اور نجدی یہ کام روزانہ کرتا ہے۔
لہذا یا تو اعلٰی حضرت علیہ الرحمہ پر اعتراض کرنا چھوڑ دے یا اپنا ٹھکانہ خود مقرر کر لے۔

نجدیہ کا درودِ یزیدیہ

نجدی مفتی اسماعیل سلفی کی مصدقہ کتاب، میں مولوی ابویزید محمد دین، "یزید" پر یوں درود لکھتا ہے:

''وصلی اللّٰہ امیر المؤمنین یزید رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ و احسن الجزا''

(رشید ابنِ رشید، صفحہ1، ناشر آئرن مرچنٹ، چوک شہید گنج، لنڈا بازار لاهور پاکستان، ابویزید محمد دین)

نجدیو......!! تمہیں درودِ یزیدیہ مبارک ہو، اور ہمیں درودِ رضویہ مبارک۔
لہذا پسند اپنی اپنی، نصیب اپنا اپنا

لہذا اعتراض کرنے سے پہلے عقل سے کام لیا کرے تاکہ بعد میں تیرے اکابرین فتوے کی رگڑ سے بچ سکیں۔

سوال؛ اقامت سے قبل درودِ پاک پڑھنا کیسا؟

الجواب؛؛ امامِ اھلسنت، سفیرِ عشق و محبت، سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان محدّثِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:
"درود شریف قبلِ اقامت پڑھنے میں حرج نہیں مگر اقامت سے فصل (جدا) چاہئے یا درود شریف کی آواز، آوازِ اقامت سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز رہے اور عوام کو درود شریف جزءِ اقامت نہ معلوم ہو..."۔

(فتاوی رضویہ، جلد5، صفحہ379، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

خیال رہے کہ اقامت سے قبل درودِ پاک پڑھنا ایک مستحب عمل ہے۔ اگر کوئی نہیں پڑھتا تو گنہگار نہیں ہو گا۔
اگر کوئی پڑھتا ہے تو وہ اذان و اقامت کا ہرگز حصہ نہیں سمجھتا۔
عموما دعوت اسلامی والے اقامت سے قبل درودِ پاک پڑھتے ہیں۔ اسکا طریقہ سیدی امیر اھلسنت نے بتایا ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ؛

"درود و سلام اور اِقامت کے درمیان مسجِد میں یہ اعلان کیجئے: "اِعتِکاف کی نیّت کر لیجئے، مَوبائل فون ہو تو بند کر دیجئے۔" اذان واقامت سے قبل تَسمیہ اور دُرُود و سلام کے مخصوص صیغوں کی مَدَنی اِلتجا اس شوق میں کر رہا ہوں کہ اس طرح میرے لئے بھی کچھ ثوابِ جارِیہ کا سامان ہو جائے اور فَصل (یعنی گیپ رکھنے) کا مشورہ فتاوٰی رضویہ کے فیضان سے پیش کیا ہے۔"

(فیضانِ اذان، صفحہ12، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

سیدی امیرِ اھلسنت نے اقامت سے قبل درود پاک پڑھ کر بعد میں مخصوص اعلان کرنے کا کہا تاکہ اقامت اور درودِ پاک کے اندر گیپ آ جائے اور اسے اقامت کا حصہ نہ سمجھا جائے۔
اب اس عملِ خیر سے منع کرنا اور زبردستی اقامت کا حصہ قرار دینا ھٹ دھرمی ہے۔

امام شامی کا نظریہ

امام ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛

ونص العلماء على استحبابها في مواضع : يوم الجمعة ، وليلتها ، وزيد يوم السبت والأحد والخميس ، ولما ورد في كل من الثلاثة ، وعند الصباح والمساء ، وعند دخول المسجد والخروج منه ، وعند زيارة قبره الشريف ، وعند الصفا والمروة ، وفي خطبة الجمعة وغيرها ، وعقب إجابة المؤذن ، وعند الإقامة ، وأول الدعاء وأوسطه وآخره ، وعقب دعاء القنوت ، وعند الفراغ من التلبية ، وعند الاجتماع والافتراق ، وعند الوضوء ، وعند طنين الأذن ، وعند نسيان الشيء ، وعند الوعظ ونشر العلوم ، وعند قراءة الحديث ابتداء وانتهاء ، وعند كتابة السؤال والفتيا....''

یعنی؛

''علماءِ کرام نے بعض جگہوں پر درودِ پاک پڑھنے کے مستحب ہونے پر نص فرمائی ہے ان میں سے چند یہ ہیں: روزِ جمعہ اور شبِ جمعہ، ہفتہ اتوار اور سوموار کے دن، صبح و شام، مسجد میں جاتے اور نکلتے وقت، بوقتِ زیارت روضۂ اطہر، صفا و مروہ پر، خطبۂ جمعہ کے وقت (خطیب کے لئے)، جوابِ اذان کے بعد، بوقتِ اقامت، دعا کے اوّل آخر اور بیچ میں، دعائے قنوت کے بعد، تَلْبِیَہ کہنے کے بعد، کان بجنے کے وقت اور کسی چیز کے بھول جانے کے وقت، وعظ کے وقت، علمِ دین پھیلانے کے وقت، قراءتِ حدیث کے اول و آخر، سوال لکھتے اور فتویٰ لکھتے وقت۔''

(ردّالمحتار، کتاب الصلاۃ، مطلب نص العلماء علی استحباب...الخ، جلد2، صفحہ 230، 231، مطبوعہ دار عالم الکتاب، ریاض)

حضرت بلال کا عمل

حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

«كَانَ بِلَالٌ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ الصَّلَاةَ قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ ، اَلصَّلَاةُ رَحِمَكَ اَللّٰه»

یعنی:

جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت کہنے کا ارادہ فرمایا کرتے ؛ تو عرض کرتے « السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ »

(المعجم الاوسط، باب المیم، من اسمہ المقداد، حدیث: 8910، جلد 8، صفحہ 372، دار الحرمین القاہرۃ)

اور یہ کہنا کہ کبھی اقامت سے قبل درود پڑھ لیا کبھی چھوڑ دیا۔ عجیب منطق ہے ؟
پڑھنا مستحب عمل ہے مگر منع کرنا برا عمل ہے۔ اگر کوئی خود نہیں پڑھتا اور پڑھنا جائز جانتا ہے تو اس پر کوئی نکیر نہیں۔ لیکن پڑھنے والے کو منع کرنا اچھی بات نہیں۔

چاہئے تو یہ کہ ہر وقت رسول اللہ ﷺ کہ ذات پر درودِ پاک پڑھتا رہے۔ کوئی بھی نیک موقع ہاتھ سے نہ جانے دے۔
رسول اللہ ﷺ نے اھلسنت کے سوادِ اعظم گروہ کو جنت کی بشارت دی ہے۔
اور اھلسنت کی علامت کیا ہے ؟

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں ؛
عَلَامَۃُ اَھْلِ السُّنَّۃِ کَثْرَۃُ الصَّلٰوۃِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ''
یعنی:
اھلسنت کی علامت یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے صلٰوۃ پڑھتے ہیں''
(القول البدیع، الباب الاول، صفحہ 132، مطبوعہ دار النور مرکز الاویس دربار مارکیت لاھور پاکستان)

اللہ کریم جل جلالہٗ حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

کتابت کی غلطیاں

اھلسنت کی کتب سے کتابت کی غلطیاں نکال کر گستاخی کا فتویٰ لگانے والے دیوبندی اپنے گھر کی خبر لیں کہ مولوی سمیع الرحمٰن دیوبندی فاضل جامعہ صدیقیہ بہاولپور نے اپنی کتاب آئینہ غیر مقلدیت میں لکھا
ولید بن مغیرہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ

(آئینہ غیر مقلدیت صفحہ 34، ناشر مکتبہ صدیقیہ بہاولپور)

خیال رہے کہ یہ وہی ولید بن مغیرہ ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کی تھی اور ربِ جلیل نے اسکے دس عیب قرآنِ پاک میں گنوائے، اور اسکو حرامی کہا۔ جو کہ اسکی حقیقت تھی،

قرآن میں اسکے بارے یوں کہا گیا:

عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ
سخت مزاج، اس کے بعد ناجائزپیداوار ہے۔
(سورۃ القلم:12)

ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں "مروی ہے کہ ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے جاکر کہا: محمد (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) نے میرے بارے میں دس باتیں بیان فرمائی ہیں، ان میں سے 9 کے بارے میں تو میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ میں موجود ہیں لیکن ان کی یہ بات کہ میں ناجائزپیداوار ہوں، اس کا حال مجھے معلوم نہیں، اب تو مجھے سچ سچ بتادے (کہ اصل حقیقت کیا ہے) ورنہ میں تیری گردن ماردوں (یعنی اُڑادوں) گا۔ اِس پر اُس کی ماں نے کہا کہ "تیرا باپ نامرد تھا، اس لئے مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ جب وہ مرجائے گا تو اس کا مال دوسرے لوگ لے جائیں گے، تو (اس چیز سے بچنے کے لئے) میں نے ایک چرواہے کو اپنے پاس بلالیا (اس سے زنا کیا) اور تُو اس چرواہے کی اولاد ہے۔

(تفسیرِ مدارك، القلم، تحت الآیۃ:13، صفحہ 1267 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

تو یہ اتنا بڑا گستاخِ رسول کہ جسکی مذمت خود قرآن نے بیان کی ہے۔

اس گستاخِ رسول حرامی کو دیوبندی فاضل مولوی نے رضی اللہ تعالٰی عنہ لکھ دیا۔

اب اگر یہ کتابت کی غلطی ہے تو کیا وجہ ہے کہ اھلسنت کی وہ کتب کہ جن میں کتابت کی غلطیاں ہیں انکو لیکر دیوبندی ہم پر فتوے داغتے ہیں۔
اور کراماتِ عثمانِ غنی (رسالہ امیرِاھلسنت)، حدائق بخشش حصہ سوم، اوراقِ غم، الامن والعلٰی، وغیرہ جیسی دیگر کتب پیش کرتے ہیں کہ جن میں کتابت کی غلطیوں کہ وجہ سے عبارات میں تغیرّ ہے۔ جو کہ بعد میں درست کر دی گئیں۔
لیکن ساجد خان دیوبندی اور جیسے دیگر دیوبندی پھر بھی کتابت کی غلطیاں لیکر ڈھنڈورا پیٹتے نظر آتے ہیں۔
وہ اپنی کتاب میں درج اس عبارت ولید بن مغیرہ کیساتھ رضی اللہ تعالٰی عنہ لکھ کر صحابہ کی صف میں کھڑا کرنے کا کیا جواب دیں گے ؟؟؟

اگر کہو کہ یہ کتابت کی غلطی ہے تو ہماری کتابت کی غلطیوں پر کیوں مروڑ اُٹھتے ہیں اور کیوں عُذر تسلیم نہیں کیا جاتا؟ حالانکہ وہ درست بھی کر دی گئیں ؟

نہ تم صدمے ہمیں دیتے، نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کُھلتے راز سربستہ، نہ یوں رُسوائیاں ہوتیں

مختصر سیرت حضرت امام موسٰی کاظم
رضی اللہ تعالٰی عنہ

حضرتِ سیّدُنا امام موسٰی کاظم رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مقامِ ابوا (جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع ہے) 7 صفر المظفر 128ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کا نامِ پاک موسٰی اور کنیت سامی، ابوالحسن اور ابوابراہیم اور القابات صابر، صالح، امین جبکہ مشہور لقب کاظم ہے۔
حضرتِ سیّدُنا امام جعفر صادِق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی راتیں اپنے رب کی بارگاہ میں سجدوں اور دن روزوں میں گزرتے۔ حلم اور بردباری کا پیکر ہونے کی وجہ سے آپ کا لقب کاظم (یعنی غصہ کو پی جانے والا) ہوا۔ جُود و سخا کا یہ عالم تھا کہ فقرائے مدینہ کو تلاش کرتے اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق رقم رات کے وقت اِس طرح پہنچاتے کہ انہیں خبر تک نہ ہوتی کہ یہ رقم کون دے کر گیا ہے۔ مستجاب الدعوات تو ایسے تھے کہ جو لوگ آپ کے وسیلے سے دُعا کرتے یا آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے دُعا کرواتے وہ اپنے مقصود کو پہنچتے اور ان کی حاجتیں پوری ہوجاتیں۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ عراق آپ کو بابُ الحوائج (یعنی حاجتیں پوری ہونے کا دروازہ) کہتے تھے۔

اپنے زمانے میں حنابلہ (یعنی فقہ حنبلی کے پیروکاروں) کے شیخ امام خلاّل رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

مجھے جب بھی کوئی معاملہ در پیش ہوتا ہے، میں امام موسیٰ کاظم بن جعفر صادق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِما کے مزار پر حاضر ہو کر آپ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ اللّٰہ تَعَالٰی میری مشکل کو آسان کر کے میری مراد مجھے عطا فرما دیتا ہے۔

(تاریخ بغداد، ①باب ماذکر فی مقابر بغداد الخصوصۃ بالعلماء والزھاد، ج1 صفحہ 133، مطبوعہ بیروت)

55 برس کی عمر میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو بادشاہِ وقت کے حکم پر کھجور میں زہر ملا کر دیا گیا۔ کھجور کھاتے ہی آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا کہ دشمنوں نے مجھے زہر دیا ہے تین دن کے بعد میری وفات ہوگی۔

جیسا آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ یوں 25 صفر المظفر 183ھ کو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ مرتبۂ شہادت کو پہنچے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا مزارِ پُراَنوار بغدادِ مُعلی میں کاظمین شریف کے مقام پر واقع ہے۔

شیر کی تصویر کو زندہ فرما دیا

حضرت امام موسیٰ کاظم رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کشف و کرامات کے میدان میں بھی یکتائے روزگار تھے اور حقانیت کے علمبردار تھے حق بات ظالم بادشاہ کے سامنے کہنے میں ذرہ برابر چوکتے نہ تھے اور کسی بھی تخت و تاج والے کا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان بلندی کے آگے رعب و دَبدَبہ نہ چلتا۔ ایک مرتبہ آپ خلیفہ ھارون رشید کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ معجزۂ عصائے موسیٰ علیہ السلام کا ذکر چھڑ گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

''اگر میں اس شیر کی تصویر جو قالین پر بنی ہے، اس کو کہوں کہ ابھی شیرِ اصلی ہو جا!!! یہ جملہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ فوراً وہ تصویر اصلی شیر کا روپ دھار گئی۔ آپ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس شیر کو حکم دیا کہ ٹھہر جا میں نے ابھی تم کو حکم نہیں دیا ہے۔ یہ کہتے ہی شیر دوبارہ تصویر بن گیا۔

(شرح شجرۂ قادریہ، صفحہ 63، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

اللّٰہ عَزّوَجَلَّ کی اِن پر رحمت ہو اور اِن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔ آمین

صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر آکر دعا

مشکل وقت صحابہ حضور ﷺ کی قبر پر آکر دعا کیلئے عرض کرتے

ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم جوزی کے شاگرد اسماعیل بن عمر بن کثیر، حافظ عماد الدین المعروف امام ابنِ کثیر دمشقی صحیح سند کیساتھ روایت لاتے ہیں:

أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرِ بْنُ قَتَادَةَ وَأَبُو بكر الفارسي قالا: حدثنا أبو عمر بْنُ مَطَرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَلِيٍّ الذُّهْلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مَالِكٍ مَالِكٍ الدَّارِ رضي الله عنه قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ ص، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم فَقَالَ: يَا رَسُولَ االله، اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مَسْقِيُّونَ وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ، فَأَتَى عُمَرَ، فَأَخْبَرَهُ، فَبَكَى عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ، لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّلَائِلِ. وَقَالَ ابْنُ كَثِيرٍ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ. وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ: رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

یعنی: حضرت مالک دار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط پڑا، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی قبر شریف پر حاضر ہوکر عرض کیا: "یا رسول اللہ! اپنی امت کیلئے بارش کی دعا فرمائیں وہ ہلاک ہورہی ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: "عمر کے پاس جاؤ، میرا سلام کہو اور بشارت دو کے بارش ہوگی اور یہ بھی کہو کے نرمی اختیار کریں"، اس شخص نے حاضر ہوکر خبر دی (تو) خبر سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں نم ہوگئیں اور فرمایا اے رب جو چیز میرے اختیار میں ہے اس میں تو میں نے کبھی کوتاہی سے کام نہیں لیا۔

(ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند صحیح ہے۔ اور امام ابنِ حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ ابنِ ابی شیبہ نے اسکو صحیح اسناد کیساتھ روایت کیا۔)

(البداية والنهاية، الجز السابع، احداث سنه 18ھ، صفحه 205، مطبوعه دار ابنِ كثير دمشق لبنان)

(مصنف ابنِ ابی شیبه، الجزء الهادی عشر، كتاب الفاضل، باب 16، حديث: 32538، صفحه 118، مطبوعه مكتبة الرشد بيروت)

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں :

''وروی ابن ابی شیبة باسناد صحیح....الخ''

یعنی: ابنِ ابی شیبہ نے اس روایت کو صحیح سند کیساتھ روایت کیا۔

مزید فرماتے ہیں کہ: جس شخص نے حضور ﷺ کی قبرِ انور پر حاضر ہو کر امت کیلیئے بارش مانگنے کی عرض کی اور پھر اس شخص کے خواب میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور امت کو بارش کی خوشخبری سنائی وہ صحابیِٔ رسول حضرت سیدنا بلال بن حارث مُزنی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ تھے۔

(فتح الباری بشرح صحیح البخاری، جلد2، تحت الحدیث: 1010، صفحہ 575، مطبوعہ سعودی عرب الریاض)

(فتح الباری بشرح صحیح بخاری، جلد2، باب:3، صفحہ 497، حدیث: 1010، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان)

امام ابنِ حجر ھیتمی رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(جواھر المنظم فی زیارۃ القبر الشریف النبوی المکرم، صفحہ 152، مطبوعہ جوامع الکلم قاھرہ)

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاصابہ" کے اندر بھی اسکی توثیق کی ھے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، الجزء العاشر، حرف المیم، القسم الثالث، رقم: 8393، صفحہ 413، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام علی بن عبداللہ بن احمد الحسینی السمھودی رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں کہ: امام بیھقی اور ابن ابی شیبہ نے اس روایت کو صحیح سند کیساتھ نقل کیا۔

(خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفٰی، الجزء الاول، آداب الزیارت والمجاورۃ، صفحہ 417، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

تو پتہ چلا کہ جب امت پر برا وقت آتا اور امت مشکلات و پریشانی میں گرفتار ہوتی تو صحابہ کرام جاکر، شَہَنشاہِ اَبرار، غریبوں کے مددگار جناب احمدِ مختار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم کی قبرِ انور پر حاضری دے کر اپنا دکھڑا سناتے اور پھر کرم ہو جاتا۔
حالانکہ صحابہ کرام رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم اجمعین اگر چاہتے تو خود گھروں میں رہ کر دعا کر سکتے تھے لیکن وہ حضور ﷺ کے روضہ مبارک پر آکر امت کی مشکل کشائی کیلیئے عرض کرتے، کیونکہ انکو پتہ تھا کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ، حضور ﷺ کی بات نہیں موڑے گا۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ سنتے ہیں۔ اور بعد از وصال مدد بھی فرماتے ہیں۔ اسی لئے صحابہ کرام آپ ﷺ کی قبر مبارک پر آکر آپکا وسیلہ پیش کر کے رب سے التجائیں کرتے تو رب جل جلالہ قبول فرمالیتا۔

لہذا اس وقت بھی امت کورونا وائرس کی وبا میں گرفتار ہے۔ ظاھری اسباب و حیلے بھی بے کار ثابت ہو رہے ہیں۔ لہذا امتِ مسلمہ کے حکمرانوں کو چاہیئے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں اور عرض کریں کہ یارسول ﷺ آپکی امت کورونا وائرس کی وبا کی وجہ سے بہت پریشان ہے۔ رب سے دعا کیجئے کہ ہمیں وباء سے امان نصیب ہو اور یہ وباء ختم ہو جائے۔ واللہ، باللہ، تاللہ، یہ وباء ختم ہو جائے گی ان شاءاللہ جل جلالہ

فریاد ہے اے کشتیٔ امت کے نگہباں
بیڑہ یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

قَلَّتْ حِيْلَتِيْ اَنْتَ وَسِيْلَتِيْ اَدْرِكْنِيْ يَا رَسُوْلَ الله
اَدْرِكْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدْرِكْنِيْ يَا رَسُوْلَ الله

اے اللہ جل جلالہ اپنے کریم نبی ﷺ کے صدقے سے امت کو اس پریشانی سے نکال دے اور کورونا وائرس جیسی وباء کو دور فرما آمین بجاہ النبی الکریم الامین ﷺ

کیا وبا و عذاب میں اذان دینے والی احادیث ضعیف ہیں؟

الحمدللہ گزشتہ رات ہر طرف اذانیں گونجی تو عجیب سا پُرکیف سماں ہو گیا۔ عجیب سے تسکین دل کو پہنچنے لگی۔
لیکن ساتھ ہی کچھ لوگوں نے فتوے جڑنے شروع کر دیئے اور اعتراض کرنا شروع کیا کہ:
وبا کیلیئے اذن دینا بدعت و جہالت ہے اور وباء میں اذان کی جتنی بھی احادیث پیش کیں وہ سب کی سب ضعیف ہیں۔

الجواب:: چاہئے تو یہ تھا کہ مسلمانوں کے اس فعل کو سراہتے اور اللہ سے دعا کرتے کہ اے اللہ مسلمانوں سے اس وبا کو دور فرما لیکن شیطان کو کہاں منظور تھا کہ اللہ کے بندے اللہ کا کلمہ بلند کریں۔ الٹا بدعت و جہالت کے فتوے جڑنا شروع کر دیئے۔ آیئے اب معترض کے اعتراض کی طرف آتے ہیں۔
معترض نے کہا کہ وبا میں اذان دینا بدعت ہے کیونکہ اس بارے میں جو احادیث پیش کی گئیں وہ ضعیف ہیں۔

اقول: جب مختلف احادیث ایک ہی معنیٰ کی ہوں تو سب ملکر قوی درجہ کو پہنچ جاتی ہیں۔ دوسرے نمبر پر چلو بالفرض تمہارے بقول اگر ان احادیث کو ضعیف مان بھی لیا جائے تو بھی وھابی محدث کے اصول کے مطابق ان پر عمل کرنا جائز ہے اور بدعت کہنا تشدد فی الدین ہے۔
وھابیہ کے مناظرِ اعظم، مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ:
"بعد نمازِ فرض ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کا ذکر دو روایتوں میں آیا ہے جن کو حضرت میاں (نذیر حسین) صاحب دھلوی نے اپنے فتوے میں نقل کیا۔ گو وہ ضعیف ہیں مگر ضعیف حدیث کے ساتھ بھی جو فعل ثابت ہو وہ بدعت نہیں ہوتا۔ ایسا تشدد کرنا اچھا نہیں"

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد اول، صفحہ 508، مطبوعہ ملکتبہ اصحاب الحدیث لاھور)

تو وھابیہ کے امام نے مانا کہ جو فعل ضعیف حدیث سے ثابت ہو وہ بدعت نہیں ہوتا اسکو بدعت کہنا تشدد ہے۔
اور خود وھابیہ کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین دھلوی بھی انہی ضعیف حدیث پر عمل کرتے تھے۔

اب اگر آپکی بات مان بھی لی جائے کہ وبا و عذاب میں اذان والی حدیث ضعیف ہے۔
تو بھی آپکے شیخ الاسلام کے اصول کے مطابق اس پر عمل جائز اور اسکو بدعت کہنے والا متشدد فی الدین ہے۔

اور اگر پھر بھی بدعت کہو گے تو مولوی ثناء اللہ امرتسری سمیت مولوی نذیر حسین دھلوی بھی بدعتی اور جہنمی ٹھہریں گے۔ کیونکہ آپکا مشہور ورد : کل ضلالۃ فی النار

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اسی فتاویٰ کی دوسری جلد میں لکھا کہ:
"(ضعیف) حدیث کے معنے ہیں جس میں صحیح کی شرائط نہ پائی جائیں۔ وہ کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ اگر اس کے مقابل میں صحیح حدیث نہیں تو اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ جیسے نماز کے شروع میں "سبحانک اللھم" پڑھنے والی حدیث ضعیف ہے مگر اس پر ساری امت عمل کرتی ہے۔"

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد اول،، صفحہ 76، مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث لاھور)

اب اگر اسی اصول کے تحت ایسی صحیح حدیث پیش کر دیں کہ جس میں ہو کہ وباء کے وقت اذان دینا جائز نہیں۔
تب تو عمل ترک کیا جا سکتا ہے لیکن اگر ضعیف حدیث کے مقابل صحیح حدیث موجود نہیں تو آپکے نزدیک پھر عمل کرنا جائز ہے۔
یا تو واضح حدیث پیش کرو کہ وبا و بلا میں اذان دینا جائز نہیں بدعت ہے۔ یا پھر تسلیم کر لو کہ کہ اذان دینا جائز ہے۔

نجدیہ کے دو محقق (۱)حافظ حامد الخضری (۲)مولوی عبداللہ ناصر رحمانی لکھتے ہیں:

"تکبیرِ تحریمہ کے بعد قراءت سے پہلے "سبحانك اللهم" پڑھنا سنت ہے (خیال رہے ثناءاللہ نے اس روایت کو ضعیف لکھا ہے)"

(نمازِ مصطفیٰ، صفحہ 272، مطبوعہ انصار السنة پبلیکیشنز لاهور)

اس روایت کو مولوی صادق سیالکوٹی نے بھی منسون لکھا....

(صلوٰۃ الرسول، صفحہ 193، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاهور)

اب اگر وبا و بلا میں اذان کہنا اس لئے بدعت ہے کہ یہ ضعیف حدیث سے ثابت ہے۔
پھر تو ہر وھابی بدعتی ہو جائے گا کیونکہ آپکے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری نے لکھا کہ نماز میں ثناء یعنی "سبحانک اللھم" پڑھنے والی حدیث ضعیف ہے۔
اور سارے وھابیوں کا اس پر عمل ہے۔ نہ صرف عمل بلکہ اسی ضعیف حدیث سے ثابت شدہ عمل کو سنت بھی لکھا۔

ہم کریں تو ضعیف اور بدعتی، تم کرو تو ضعیف و سنت۔

جو چاہے تیرا حُسن کرشمہ ساز کرے

نجدیہ کے ایک اور محقق مولوی عبدالغفور اثری نے کچھ ضعیف روایتیں اپنی کتاب میں نقل کرنے کے بعد لکھا کہ:

"محدثین کے طریقہ کے مطابق ضعیف روایات فضائل اعمال اور ترغیب و ترہیب میں قابلِ عمل ہوتی ہیں (آگے امام سیوطی کے استاد علامہ سخاوی کی عبارت نقل کی مزید لکھا) شیخ الاسلام ابوزکریا یحیٰ شرف الدین نووی اور دیگر علماء، محدثین، فقھاء کرام وغیرہ ھم نے فرمایا کہ: جائز اور مستحب ہے کہ فضائلِ اعمال اور ترغیب و ترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے مگر شرط یہ ہے کہ وہ موضوع اور جعلی نہ ہو...."

(احسن الکلام، صفحہ43,44، مطبوعہ محلہ احمد پورہ سیالکوٹ)

اگر آپکے بقول وبا و بلا و آفت میں اذان پڑھنے والی حدیث ضعیف ہے۔ تو بھی آپکے محقق عبد الغفور اثری نے مانا کہ ضعیف حدیث پر عمل مستحب ہے۔ تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ اذان مستحب ہے۔

نجدیہ کے مجتہد عبد اللہ روپڑی نے لکھا کہ:

"فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل درست ہے"

(فتاویٰ اہلحدیث، جلد1، صفحہ218، مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ ڈی بلاک سرگودھا)

(اختصار کے پیشِ نظر ان حوالوں کا یہیں پر اختتام کرتے ہیں۔ ورنہ اس موضوع (یعنی ضعیف حدیث ترغیب و ترہیب میں قابلِ عمل ہے) پر انکی کتب سے اتنے حوالے ہیں کہ پورا کتابچہ ترتیب دیا جا سکتا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ اگر ان احادیث کو ضعیف آپکے بقول ضعیف بھی مانا جائے تو بھی ان پر عمل کرنا جائز و مستحب ہے۔ اور اسکو بدعت کہنا جہالت ہے۔

اور انہی جیسی احادیث کو نقل کر کے وھابی محدث نے حجت پکڑی اور مشکلات میں اذان دینے کی تعلیم دی۔ جسکا ذکر پچھلی تحریر میں گزر چکا ہے۔ بھوپالی کے تعامل سے ہی وھابیہ کو ان احادیث کو درجہ صحت پر مان لینا چاہئے۔ کیونکہ مشکلات میں یہ اذان کا عمل ہمارا ہی نہیں بلکہ یہ طریقہ محدث وھابیہ نے بھی اپنی کتاب "کتاب الدعا" میں نقل کر کے مجرّب لکھا ہے۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ سے دعا ہے کہ اپنے اس بلند ہونے والے ذکر یعنی اذان کی برکت سے کورونا وائرس کی آفت کو ٹال دے اور ہمیں سکون و عافیت نصیب فرما آمین بجاہ النبی الکریم الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

شب برأت کا ثبوت علماءِ وہابیہ سے

۱. شیخ ناصر الدین البانی لکھتے ہیں:

"جملة القول انّ الحديث بمجوع هذه الطرق صحيح بلاريب، و الصحة ثبت باقلّ منها عددا، مادامت مسالمة من الضعف الشديد كما هو الشان في هذه الحديث فما نقله الشيخ القاسمي رحمه الله تعالى في 'اصلاح المساجد' (ص ۱۰۷) عن اهل التعديل و التجريح انه ليس في فضل ليلة النصف من الشعبان حديث يصح فليس مما ينبغي الاعتماد عليه۔"

یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان تمام طرق کے سبب سے (یہ حدیث جس میں شبِ برأت کی فضیلت بیان کی گئ ہے) بلا شک وشُبہ صحیح ہے اور صحتِ حدیث تواس طرق سے کم سے بھی ثابت ہو جاتی ہے, جب تک وہ شدید ضُعف سے محفوظ ہو جیسا کہ (سیدہ عائشہ کی شبِ برأت کی فضیلت والی) اس حدیث کا معاملہ ہے (کہ وہ شدید ضعیف ہونے سے پاک ہے بلکہ تعددِ طُرق کی وجہ سے صحیح کے درجہ پر فائز ہے) قاسمی نے اصلاح المساجد (کتاب) میں اہلِ جرح وتعدیل کی جو بات نقل کی ہے کہ "شبِ برأت کی فضیلت کے متعلق کوئی صحیح حدیث نہیں" تو یہ ایسی بات ہے کہ جس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

(سلسلة الاحاديث الصحيحة، جلد3، صفحه138، 139 مكتبة المعارف للنشر والتوزيع رياض)

۲. مولانا ثناء اللہ امرتسری سے سوال ہوا کہ:

"پندرھویں شعبان کو شبِ قدر کا کوئی ثبوت ہے اس شب کو ثواب جان کر تلاوت یا عبادت کرنا کیسا؟؟

جواب:: اس رات کے متعلق ضعیف روایتیں ہیں اس دن کوئی کارِ خیر کرنا بدعت نہیں ہے بلکہ بحکمِ حدیث "انماالاعمال باالنیات" موجبِ ثواب ہے۔"

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد1، صفحہ 654، مکتبہ اصحاب الحدیث مچھلی منڈی لاہور)

۳. مولانا عبداللہ روپڑی سے سوال ہوتا ہے کہ:

”ماہِ شعبان کی چودھویں یا پندھویں روزہ رکھنا یا تین روزے تیرھویں، چودھویں، پندرھویں، تاریخ میں رکھنے جائز ہیں یا نہیں؟ بعض کہتے ہیں یہ بدعت ہے اور لفظِ بدعت کی اصل تحقیق کیا ہے؟؟

جواب: شب رأت کا روزہ رکھنا افضل ہے چنانچہ مشکٰوۃ وغیرہ میں حدیث موجود ہے اگرچہ حدیث ضعیف ہے لیکن فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل درست ہے ہر ماہ کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں، کا روزہ بھی حدیث سے ثابت ہے۔“

(فتاویٰ اہلحدیث، جلد1، صفحہ218، مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ ڈی بلاک سرگودھا)

۴. مولانا ابراھیم میر سیالکوٹی نے ماہِ شعبان کی فضیلت پر پوری کتاب لکھی جس کا نام "فضائلِ شعبان" ہے۔

مولانا ابراھیم میر سیالکوٹی اس کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

”ماہِ شعبان کے فضائل بعض تو صحیح حدیث سے ثابت ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جن کی متعلقہ احادیث ضعیف ہیں“

(فضائلِ شعبان، ملحقہ ماہ شعبان اور شبِ برأت، صفحہ 31، مطبوعہ مدینۃ العلم جامعہ مجددیہ درس روڑ نور آباد فتح گڑھ سیالکوٹ)

۵. مزید لکھتے ہیں کہ:

”قرآن پاک کی سورۃ دخان میں جو فرمایا "انا انزلنٰہ فی لیلۃ مبارکۃ (پ:۲۵) اس کی نسبت بعض مفسرین عکرمہ وغیرہ کا قول ہے کہ اس سے نصف شعبان کی رات مراد ہے۔“

(فضائلِ شعبان، ملحقہ ماہ شعبان اور شبِ براءت، صفحہ31، مطبوعہ مدینۃ العلم جامعہ مجددیہ درس روڑ نور آباد فتح گڑھ سیالکوٹ)

۶. شیخ عبدالعزیز بن باز سعودی شبِ برأت کے بارے لکھتے ہیں کہ:

”اس رات کی فضیلت کے بارے میں اہلِ شام وغیرہ سے سلف کے کچھ آثار ملتے ہیں۔“

(توحید کا قلعہ، صفحہ108، مطبوعہ صبحِ روشن پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر لاہور پاکستان)

۷. شیخ صاحب نے امام ابنِ رجب حنبلی کے حوالے سے مزید لکھا کہ:

"شام کے کچھ تابعین مثلاً خالد بن معدان، مکحول، لقمان بن عامر رحمہ اللہ وغیرہ شعبان کی پندرھویں شب کی تعظیم کرتے تھے اور اس میں عبادات کے لئے جشن کرتے تھے بعد کے لوگوں نے اس شب کی تعظیم و فضیلت انہی سے لی ہے۔"

(توحید کا قلعہ، صفحہ110، مطبوعہ صبحِ روشن پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر لاھور پاکستان)

۸. شبِ براءت یعنی پندرہ شعبان کے بارے میں مزید لکھا کہ:

"البتہ تابعین رحمہ اللہ کی ایک جماعت سے اس کا ثبوت ملتا ہے جو اہلِ شام کے بڑے فقہاء میں سے ہیں۔"

(توحید کا قلعہ، صفحہ112، مطبوعہ صبحِ روشن پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر لاھور پاکستان)

۹. شیخ ابنِ تیمیہ "شبِ برات" کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اس رات کی فضیلت کے بارے میں متعدّد مرفوع احادیث اور آثار مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک فضیلت والی رات ہے۔ سلف میں سے بعض لوگ اس میں نماز پڑھتے تھے۔"

(اقتضاء الصراط مستقیم (مترجم) صفحہ140، مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڑ لاھور)

۱۰. شیخ ابنِ تیمیہ نے مزید لکھا ہے کہ:

"اکثر اہلِ علم اس رات کی فضیلت کے قائل ہیں امام احمد نے بھی اسکی وضاحت کی ہے"

(اقتضاء الصراط مستقیم (مترجم) صفحہ140، مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڑ لاھور)

۱۱. مولانا اسماعیل دہلوی نے "شبِ براءت" کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب براءت میں کسی کو اطلاع دینے اور جتلانے کے بغیر بقیع میں تشریف لے جاتے اور دعا کرتے اور صحابہ میں سے کسی کو امر نہ فرماتے کہ اس رات قبروں پر جا کر دعا کرنی چاہیے چہ جائیکہ آپ نے تاکید کی ہو پس اگر کوئی شخص پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کے واسطے شبِ براءت کو صُلحاء کا مجمع کر کے کسی مقبرے میں بہت ساری ساری دعائیں کرے تو آنجناب کی مخالفت کے باعث اسے ملامت نہیں کر سکتے۔"

(صراطِ مستقیم، صفحہ75، مطبوعہ ادارہ نشریاتِ اسلام اردو بازار لاھور)

پس دیوبندیہ و وہابیہ کے مشترکہ مولانا اسماعیل دہلوی کہہ رہیں کہ شبِ براءت کو مجمع کی صورت میں اجتماعی عبادت کرنے والے پر اعتراض و ملامت کرنا غلط ہے۔ لہذا اس شبقبرستان جانے والوں پر بھی ملامت کرنا جائز نہیں۔

لہذا اہل سنت کی بات نہ سہی اپنے مولانا کی ہی مان لیں۔

پس اس ساری بحث سے ثابت ہوا کہ ضعیف حدیث فضائل اعمال میں قابلِ عمل ہوتی ہے محدثین کے ساتھ ساتھ اکابرینِ وہابیہ نے بھی اسکو تسلیم کیا بلکہ وہابی مکتبۂ فکر کے محقق شیخ البانی نے پندرھویں شعبان کی فضیلت والی حدیث کو متعدّد طرق سے صحیح ثابت کیا ہے۔۔۔

اور اکابرینِ وہابیہ کے فتاویٰ سے یہ بھی پتہ چلا کہ خاص اس دن کی تخصیص میں عبادت کرنا بدعت نہیں ہے بلکہ اجر و ثواب ہے.

لہذا اگر اب بھی وہابی مکتبۂ فکر کے لوگ اس کو بدعت و ناجائز کہیں تو ان کے بڑے بڑے محقق اور مناظر بدعت کی زَد میں آجائیں گے.

اللہ تعالیٰ ہدایت عطاء فرمائے. آمین

جب جنّات راستہ بھلادیں تو اذان دو

نماز کے علاوہ مشکل و پریشانی کے وقت میں اذان دینا جائز ہے۔ اور یہ احادیث سے ثابت ہے۔

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں؛

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ((اِذَا سِرْتُمْ فِی الْخِصْبَ فَأَمْكِنُوا الرِّكَابَ أَسْنَانَهَا وَلَا تُجَاوِزُوْا الْمَنَازِلِ وَاِذَا سِرْتُمْ فِي الْجَدْبِ فَاسْتَجِدُّوا وَعَلَيْكُمْ بِالدَّلَجِ فَاِنَّ الْأَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ، وَاِذَا تَغَوَّلَتْ لَكُمُ الْغِيْلَانُ فَنَادُوا بِالْأَذَانِ، وَاِيَّاكُمْ وَالصَّلَاةَ عَلٰى جَوَادِّ الطَّرِيْقِ وَالنُّزُولَ عَلَيْهَا، فَاِنَّهَا مَأْوَى الْحَيَّاتِ وَالسِّبَاعِ، وَقَضَاءَ الْحَاجَةِ فَاِنَّهَا الْمَلَاعِنُ۔))

وھابیہ کے مولوی عباس انجم گوندلوی اسکا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ:

"سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم سر سبز و شاداب زمین میں چلو تو اپنی سواریوں کو چرنے کے لیے چھوڑ دو، (مسافر لوگوں کے آرام کرنے والی) منزلوں سے تجاوز نہ کیا کرو، جب بنجر زمین میں سفر کرو تو تیزی سے چلا کرو اور رات کے اندھیرے میں سفر کیا کرو، کیونکہ رات کے وقت زمین لپیٹ دی جاتی ہے، اور جب جادو گر جنّ (لوگوں کو راستے سے گمراہ کرنے کے لیے) مختلف رنگوں اور شکلوں میں ظاہر ہوں تو اذان کہا کرو اور راستے کے درمیان میں نماز پڑھنے اور پڑاؤ ڈالنے سے بچو، کیونکہ یہ رات کو درندوں اور سانپوں وغیرہ کا ٹھکانہ ہوتے ہیں اور (راستے میں) پیشاب یا پاخانہ وغیرہ کرنے سے بھی بچو، کیونکہ یہ فعل لعنت کا سبب بنتا ہے۔"

(مسندِ احمد بن حنبل، جلد6، صفحہ60، حدیث نمبر :14328، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاھور)

خیال رہے کہ بین القوسین ( ) وضاحتی الفاظ بھی وھابی مترجم کے ہی ہیں۔
اس حدیث کے نیچے تخریج میں لکھا صحّحه ابن خزيمة، ابنِ خزیمہ نے اسکی تصحیح کی۔ اور ابوداؤد، وابنِ ماجہ کے حوالے سے لکھا۔
قال البانی: صحیح، وھابیہ کے محدث ناصر الدین البانی نے اسکو صحیح کہا۔
تو پتہ چلا کہ جادوگروں اور جنات کے شر کی پریشانی و مشکلات سے بچنے کیلئے، اذان دینے کی تعلیم خود رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے۔

لہٰذا فرض نمازوں کے علاوہ، پریشانی و مصیبت میں اذان دینا اس حدیث سے ثابت ہوا۔ جس سے پتہ چلا کہ کرونا وائرس کی وبائی پریشانی کے موقع پر اذان دینا جائز ہے۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین ﷺ

حاتم طائی مسلمان یا کافر؟

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب حاتم طائی کی بیٹی کو ایک جنگ کے موقع پر گرفتار کر کے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیا گیا تو حاتم طائی کی بیٹی نے نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ میں عریضہ پیش کیا جسے نبی کریم علیہ السلام نے سُنا اور جواب مرحمت فرمایا حاتم طائی کی بیٹی اور حضور سیدِ عالَم علیہ السلام کے مابین جو گفتگو ہوئی اسے درج ذیل حدیث پاک کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں :

"فقالت یامحمد صلی الله علیه وآله وسلم ان رایت ان تخلی عنی وما اتشمت بی احیاء العرب فانی ابنة سید قومی وان ابی کان یحمی الذمار، ویفك العانی یشبع الجائع و یکسو العاری یقری الضیف ویطعم الطعام ویفشی السلام ولم طالب حاجة قط انا ابنة حاتم طیئ فقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم یاجاریة هذہ صفتة المؤمنین حقاً لوکان ابوكِ مسلماً (نوادالاصول میں "اسلامیاً" اور البدایة والنهایه میں "اسلامیاً" ہے) لترحمنا علیه خلو اعنها فان اباها کان یحب المکارم الاخلاق والله تعالٰی یحب مکارم الاخلاق...الخ"

یعنی: حاتم طائی کی بیٹی نے نبی کریم علیہ السلام سے کہا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے رِہا فرما دیں اور اہلِ عرب کو مجھ پر نہ ہنسائیں میں اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں میرا باپ قوم کی حفاظت کرتا اور قیدیوں کو چھڑاتا بھوکوں کو کھانا کھلاتا مہمان نوازی کرتا اور خدمت کرتا اور سلام پھیلاتا اور کسی حاجت مند کو نہ لوٹاتا میں حاتم طائی کی بیٹی ہوں.

تو نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے لونڈی یہ تمام باتیں مومنین کی صفت ہیں اگر تیرا باپ مسلمان ہوتا تو ہم ضرور اس کے لئے دعائے رحمت فرماتے (پھر آپ علیہ السلام نے صحابہ کو حکم دیا) اسے چھوڑ دو اس لئے کہ اس کا باپ اخلاقی خوبیوں کو پسند کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ اخلاقی خوبیاں پسند فرماتا ہے"

(کنز العمال جلد3 صفحہ664 مطبوعہ بیروت)

(نوادر الاصول, جلد2 ص727 مطبوعہ بیروت)

(البدایۃ ولنہایۃ, جلد2 ص271 مطبوعہ بیروت)

(دلائل النبوۃ, جلد5 ص341 مطبوعہ بیروت)

(احیاء العلوم, جلد2 ص353 مطبوعہ بیروت)

دوسری حدیث میں ہے:

"ان عدی بن حاتم اتیٰ رسول اله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ابی کان یصل القرابۃ و یحمل الکل ویطعم الطعام قال هل ادرك الاسلام قال لا قال لا قال ان اباك كان يحب ان يذكر فذكر"

یعنی: حاتم طائی کے بیٹے حضرت عدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ علیہ السلام کی بارگاہ میں آئے اور کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا باپ (حاتم طائی) رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتا تھا اور کمزوروں کا بوجھ اٹھاتا تھا اور کھانا کھلاتا تھا نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا انہوں نے اسلام پایا؟ عرض کی نہیں. تو آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا باپ شہرت پسند کرتا تھا تو وہ مشہور ہو گیا"

(المعجم الکبیر, جلد6 ص197 مطبوعہ بیروت)

ان احادیث کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ حاتم طائی مسلمان نہیں تھا.

رہا حاتم طائی کو سخی کہنا تو اس میں کوئی حرج نہیں البتہ بطورِ مدح اسکو سخی نہیں کہنا چاہیئے. کیونکہ مذکورہ بالا روایات سے اسکا کافر ہونا ثابت ہے. اور از روئے شرع کافر تو کافر کسی فاسق کی بھی مدح جائز نہیں حدیثِ پاک میں ہے:

"انّ الله عزوجل يغضب اذا مدح الفاسق في الارض"

یعنی: جب کسی فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ عزوجل غضب فرماتا ہے.

دوسری روایت میں ہے:

"اذا مدح الفاسق غضب الرب و اهتزله العرش"

یعنی: جب کسی فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ عزوجل غضب فرماتا ہے اور اس کی وجہ سے عرشِ الٰہی کانپ جاتا ہے"

(شعب الایمان, جلد4 ص231, باب حفظ اللسان, مطبوعہ بیروت)

تو لہذا ثابت ہوا کہ حاتم طائی کافر تھا.

اور اس کو سخی کہہ سکتے ہیں لیکن بطورِ مدح نہ کہا جائے.

واللہ ورسولہ اعلم عزوجل وعلیہ السلام (ماخوذ فتاوی حنفیہ)

کیا لفظ عشق کا استعمال گستاخی ہے؟

اعتراض یہ ایک نجدی کی تحریر ہے جس میں وہ ھیڈنگ دے کر لکھتا ہے کہ:

"بدترین گستاخِ رسول ص.......

ایک شخص اپنی ماں بہن بیٹی کو یہ نہیں کہتا کہ میں آپکا عاشق ہوں, مگر وہی شخص اس انسان (صلی اللہ علیہ وسلم) جس سے جان مال اور والدین سے بڑھ کر محبت کرنے کے بعد ایمان کامل ہوتا ہے اسکے بارے کہتا ہے کہ میں انکا عاشق ہوں...

منافقت یا جہالت کچھ بھی کہہ لیں..."(یہ من وعن میں نے اسکے الفاظ نقل کیئے)

الجواب::

وھابیت کیلئے جہالت شرط ہے۔ نجدی سمجھتا نہیں اور بول دیتا ہے۔۔

نجدی کو سمجھانا اور دلیل دینا ایسا ہی ہے جیسے کسی قدرتی گنجے کو کنگھا تحفے میں دے دیا جائے۔

چلو وھابی اب اپنے خود ساختہ گھڑے ہوئے "لفظِ عاشق" کے معنیٰ کے مطابق گستاخ بننے کیلئے تیار ہو جائیں۔

(1..) وھابیہ کا مفتی شیخ اسماعیل سلفی لکھا ہے کہ:

"صحابہ کرام نبی کریم کی اداؤں کے عاشق تھے"

(فتاویٰ سلفیہ، ملخصا، صفحہ 108، مطبوعہ اسلامك پبلیشنگ هاؤس، شیش محل روڈ لاهور)

جی نجدیو.... بے ایمانو... بتاؤ... اگر رسول اللہ کا عاشق کہنا رسول اللہ علیہ السلام کی بدترین گستاخی ہے تو تمہارے اسماعیل سلفی تمہارے بیان کردہ معنی کے مطابق صحابہ کو گستاخِ رسول کہہ رہے ہیں۔

گندے نجدیو...ڈوب کر مر جاؤ چُلو بھر پانی میں۔ جو منہ میں آیا بلا سوچے سمجھے بَک دیا۔

نجدیو...بتاؤ تمہارا مفتی شیخ اسماعیل سلفی تمہاری لغت کے مطابق صحابہ کو گستاخِ رسول کہہ رہا ہے (معاذاللہ) بتاؤ اس پر کیا حُکمِ شرعی ہے کافر ہوا کہ نہیں ؟؟؟

(2..) وھابی مذھب کا فخر الدین رازی اور وھابیہ کا مناظرِ اعظم مولوی ثناللہ امرتسری انسان کی اللہ سے محبت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"عشق و محبت کے اس تقاضے کو ایک عاشق بخوبی جانتا ہے کہ جب یادِ مشعوق اسکو بے قراد کر دیتی ہے تو وہ کھانے پینے کو ترک کر دیتا ہے.....مگر عاشق کا دل کسی کو بھی نہیں چاہتا یہی حال روزہ دار کا ہے اور اس سے زیادہ عشق کیا ہو سکتا ہے کہ انسان محض اللہ کیلئے روزے کی حالت میں سب نعمتیں ترک کر دیتا ہے"۔

(فتاویٰ ثنائیہ ،ملخصاً ،جلد 1 ،صفحہ 643 ،مکتبہ اصحاب الحدیث ،مچھلی منڈی لاھور)

اگر عاشقِ رسول کہنا رسول اللہ علیہ السلام کی بدترین گستاخی ہے تو خدا کو معشوق اور روزے دار وھابی کو اللہ کا عاشق کہنا تمہارے نزدیک اللہ کی بدترین گستاخی نہیں ہے ؟؟؟

وھابیو.....اپنی لغت کے مطابق تم اللہ کے بدترین گستاخ بن گئے ہو کچھ شرم کرو اور سنی عاشقانِ رسول پر اعتراض سے پہلے گھر کی خبر لے لیا کرو۔۔

اور یہ بھی بتاؤ کہ تمہارا مناظرِ اعظم ، روزہ دار کو عاشقُ اللہ کہہ کر تمہارے معنٰی کے مطابق اللہ کا بدترین گستاخ ہوا کہ نہیں ؟؟؟؟

(3...) وھابیہ کا شیخ الاسلام مولوی ابراھیم میر سیالکوٹی لکھتا ہے کہ:

"پس طالبِ زیارت, عاشقِ صادق کی طرح اپنے دل کو ہمیشہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت میں پر کھے اور اپنے فانوسِ سر میں زیارتِ (رسول) کا چراغ ہر دم روشن رکھے"۔

(سراجاً مُنیرا ،صفحہ 20 ،مطبوعہ فاران اکیڈمی ،اردو بازار لاھور)

جی جاھل نجدی کے نزدیک اگر عاشق لفظ اتنا ہی غلیظ ہے اور یہ لفظ نبی پاک کیلئے بولنا بدترین گستاخی ہے تو تمہارا شیخ الاسلام ابراھیم میر سیالکوٹی تمہارے معنیٰ عشق کے مطابق گستاخِ رسول بنانے کی عملی ترکیب بتا رہا ہے-

بتاؤ تمہارا مولوی نبی پاک علیہ السلام سے محبت کیلئے عاشقِ صادق یعنی (وھابی لغت کے مطابق پکا گستاخِ رسول) بول کر گستاخ و کافر بنا کہ نہیں ؟؟؟؟

(4..) نجدیہ کا مفتی اسماعیل سلفی, رسول اللہ علیہ السلام سے عشق محبت کا تقاضہ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"محبت کا معیار نعرہ بازی نہیں اور نہ عشق کا تقاضہ ریاکاری اور دکھلاوا ہے محبتِ (رسول) زبانی اور مکانی نہیں ہوتی الفت دائمی تعلق کا نام ہے جو عاشق کے دل پر اور اسکی زندگی پر ہمیشہ غالب رہے"۔

(فتاویٰ سلفیہ ،صفحہ 19 ،مطبوعہ اسلامک پبلیشنگ ھاؤس ،شیش محل روڈ لاھور)

اب اسکی وضاحت میں نجدی لغت کی ظُلمت میں کرتا ہوں کہ تمہارا مولوی کہہ رہا ہے کہ رسول اللہ کی گستاخی، زبانی کلامی نہ کرو بلکہ عملی طور پر اور دائمی کرو اور ساری زندگی کرو..

نجدیو.......اب عشق کا معنٰی تمہاری لغت میں سمجھا یا کچھ عقل ٹھکانے آئی کہ اچھا بھلا معنٰی بگاڑنے سے بات کہاں تک پہنچ جاتی ہے ؟؟؟

(5،6..) یہی نجدی مفتی اپنی دوسری کتاب میں ایک فارسی شعر لکھتا ہے کہ:

گفتگوئے عاشقاں در بابِ رب
جذبہء عشق نے ترکِ ادب

(تحریکِ آزاءِ فکر ،صفحہ 73 ،مطبوعہ مکتبہ نذیریہ ،قصور)

(فتاویٰ سلفیہ ،صفحہ 19 ،مطبوعہ اسلامک پبلیشنگ ھاؤس ،شیش محل روڈ لاھور)

رب کے عاشقو...(یعنی رب کے گستاخو) ڈوب مرو چُلو بھر پانی میں....

تم جس لفظِ عشق کو رسول اللہ علیہ السلام کی بدترین گستاخی کہہ رہے ہو وہی لفظ تمہارے باپ، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کیلئے بول کر کہہ رہے ہیں کہ صحابہ رسول اللہ کی اداؤں کے عاشق تھے.....ایسے ہی روزہ دار اللہ کا عاشق ہے پھر نجدیو تمہارے مفتی نے تمہیں بھی عاشقِ رسول کہا تو کیا خیال ہے سارے نجدی گستاخِ رسول بن گئے ؟؟

عشق کی تعریف

محبت جب پختہ ہو جائے تو اسکو عشق کہتے ہیں۔

ساتویں صدی کے بزرگ محمد بن مکرم بن علی، أبو الفضل، جمال الدين الأنصاري الرويفعى الإفريقى المعروف ابن منظور علیہ الرحمہ عشق کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"العشق: فرط الحب"

محبت میں حد سے تجاوز کرنا عشق ہے

(لسان العرب، جلد2، صفحہ2635، مطبوعہ بیروت)

یہی محبت جب حد سے تجاوز کرتی ہے تو صحابہ کرام حضور علیہ السلام کا لعابِ بھی زمیں پر نہیں گرنے دیتے بلکہ ہاتھوں پر لیکر چہروں پر مل لیتے ہیں۔

یہی محبت جب حد سے تجاوت کرتی ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین رسول اللہ کے اعضائے مقدسہ سے ٹپکنے والا وضو کا پانی زمیں پر نہیں گرنے دیتے بلکہ اپنے چہروں پر مل لیتے ہیں۔

یہی محبت جب حد سے تجاوز کرتی ہے تو صحابہ کرام رسول اللہ علیہ السلام کے پچھنے لگانے سے نکلنے والا خون زمیں پر نہیں گرنے دیتے بلکہ پی لیتے ہیں۔

یہی محبت جب حد سے تجاوز کرتی ہے تو صحابہ کرام رسول اللہ علیہ السلام کا بول مبارک بھی پی جاتے ہیں۔۔

یہی محبت جب حد سے تجاوز کرتی ہے تو اپنا پانچ سال کا بچہ جوان بیوی اور بوڑھے والدین چھوڑ کر بھاگ کر تختہء دار پر چڑھ کر لبیک یا رسول اللہ کے نعرہ کیساتھ پھانسی کا پھندہ چُوما کر گلے میں ڈال دیتی ہے۔۔

یہی محبت جب حد سے تجاوز کرتی ہے تو

سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

نجدیو... یہ معنٰی ہے اھلسنت کے نزدیک عشقِ رسول کا۔لیکن تم لوگوں کا سوائے شرک وبدعت کی گردان پڑھنے کے اور کام ہی کیا ہے ؟؟

عشق کا مطلب نجدی بولی میں

پچھلے دنوں ساتھ والی گلی میں نجدیوں کی مسجد کے امام وخطیب ملے تو کیا گفتگو ہوئی مکالمہ ملاحظہ ہو

نجدی:: کیا حال ہیں رضوی صاحب ؟؟

رضوی:: اللہ رسول کا فضل ہے۔
نجدی:: استغفر اللہ.. شرک شرک شرک.... فضل تو اللہ کا ہوتا ہے۔ یہ رسول کا فضل کب سے ہونے لگا؟؟

رضوی:: روزِ اول سے ہونے لگا- سورۃ توبہ کی آیت نمبر 74 میں اللہ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِن فَضْلِهِ ۚ

اور کیا ان (کافروں مشرکوں) کو یہی برا لگا ناں؟ اللہ اور اسکے رسول نے اپنے فضل سے (مومنو کو) غنی کر دیا۔
دوسری جگہ سورۃ ھود کی آیت نمبر 24 میں ہے:

وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِن فَضْلٍ

یعنی نوح علیہ السلام کی کافر و سرکش قوم نے کہا اے نوح تمہارا ہم پر کوئی فضل نہیں......
تو مولوی صاحب اللہ فرمارہا ہے کہ جب اللہ اور نبی کا مومنوں پر فضل ہوتا ہے تو منافقین و مشرکین کو برا لگتا ہے
دوسری آیت میں ہے کہ نوح علیہ السلام کی سرکش قوم نے نوح علیہ السلام کے فضل کا انکار کیا..
تو سلفی صاحب کیا آپ منافق یا مشرک یا سرکش ہیں؟؟؟
نجدی:: نہیں نہیں ایسی بات نہیں—
رضوی:: تو پھر جب میں نے کہا کہ "اللہ و رسول کا فضل" تو یہ سنکر آپکا بلڈ پریشر کیوں ہائی ہو گیا؟؟؟
اور ساتھ ہی مجھے مشرک بھی کہہ دیا حالانکہ آیات بتا رہی ہیں کہ نبی کے فضل کا انکار مشرک منافق اور کافروں نے کیا... عاشقِ رسول پر تو ہمیشہ خدا اور رسول کا فضل ہی رہتا ہے--
نجدی:: استغفر اللہ-- "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" رضوی صاحب آپ نے نبی پاک کیلئے اتنا گھٹیا عشق کا لفظ استعمال کیا
کیا کبھی آپ نے اپنی ماں بہن کیلئے عشق کا لفظ استعمال کیا کہ میں ماں یا بہن کا عاشق ہوں؟؟؟؟
رضوی:: چھوڑو جناب بحث لمبی ہو جائے گی آؤ ہم صحابہ کی بات کرتے ہیں...... وہ کیا نام تھا..... جنکا لقب یارِ غارِ رسول ہے..... (بھول گیا تکلفاً)

نجدی:: صدیقِ اکبر (پھٹ سے بولا)
رضوی: اچھا اچھا صدیقِ اکبر کون تھے؟؟؟
نجدی:: رسول اللہ کے یارِ غار۔
رضوی:: بس میں یہیں تمہیں لانا چاہتا تھا سلفی صاحب تم حضرت صدیقِ اکبر کو نبی کا یار کہہ رہے ہو
بتاؤ کیا کبھی خود کو تم نے بہن کا یار کہا؟؟
کبھی خود کو تم نے اپنی ماں یار کہا؟؟

ایسا لفظ جو ماں بہن کیلئے استعمال نہ کیا جائے تمہارے مطابق وہ گھٹیا ہے
توبتاؤ تم نے عشق کے لفظ پر تو فوراً شور مچا دیا
اور خود حضرتِ صدیقِ اکبر کو رسول اللہ کا یار کہہ رہے ہو؟؟؟
نجدی::مُنہ سا بنا کر.......رضوی صاحب پھر بات ہو گی اذان کا ٹائم ہو رہا ہے
رضوی:سلفی صاحب آپکو دلیل سے سمجھانا ایسا ہی ہے جیسے کسی قدرتی گنجے کو کنگھے کا تحفہ دینا.... عوام کے قہقے میں
نجدی صاب رفو.....چکر....
صاحبو.... میرے اس لہجہ کو کوئی ہرگز سخت نہ سمجھے کیونکہ "جزاء سیّئۃ بمثلھا"
اور بس یہ ایسا ہی جواب تھا جیسا کہ محاور مشہور ہے.... "جیسا منہ ویسا تھپڑ"
سگِ عطار و رضا علی شان عطاری

رام چندر، کشن، لکشمن، وغیرہ کون لوگ تھے

سوال: رام چندر، کشن، لکشمن، وغیرہ کون لوگ تھے—اور کیا ان کا وجود ثابت ہے؟؟؟
الجواب: ہندو لوگ ان کو اپنا پیشواء مانتے ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک ان کا وجود ہی ثابت نہیں۔
حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:
"کرشن، رام چندر، گوتم بدھ کا دنیا میں ہونا ہی ثابت نہیں۔ ہمارے پاس کیا دلیل ہے اس کی کہ یہ لوگ انسان تھے بھی یا نہیں، یا کہ کچھ شے تھی بھی یا نہیں، محض ان انسانوں (یعنی ہندو لوگوں) سے ان کا ثبوت ہے—جو کہ مشرکین کے گھڑے ہوئے ہیں۔
رام چندر کے چار پاؤں اور چھ ہاتھ، ہنومان کی پُشت پر دُم، اور گنیش کے مُنہ پر ہاتھی کی سی سُونڈھ کا ہونا بلکل خلافِ عادتِ الٰہیہ سے ہے—عقل کے بھی خلاف اور قرآن کے بھی خلاف ہے۔ رب تعالٰی تو فرماتا ہے:

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

(پ30 الطین)

ہم نے انسان کو اچھی صورت میں پیدا فرمایا
یہ لوگ انسان بھی نہ ہوں اور معاذاللہ پیغمبر بھی ہوں، اور ان کی شکلیں بندروں اور دیگر جانوروں کی سی ہوں اچھی شکل سے محروم ہوں، یہ ہو ہی نہیں سکتا- غرض کہ یہ بناوٹی شکلیں ہیں- جن کی مشرکین نے پوجا شروع کر دی- جیسے آج بھی (ہندوؤں میں) بندروں اور گائے کی پرتش ہوتی ہے- یہ کہنا کہ یہ انسان تھے یا پاک باز تھے مگر مشرکین نے ان کی شکلیں مسخ کر کے اس طرح کی بنالی ہیں- تو یہ ایسی مشرکین کی بے جا وکالت اور حمایت ہے جو خلافِ عقل ہے- جب خود ان کے ماننے والے ان کو انسان نہیں کہتے، بلکہ بندروں، ہنومان اور دیگر جانوروں کو ان کی طرف نسبت کرتے ہیں، تو آپ کے پاس کیا وحی آگئی کہ وہ انسان تھے- اور ایسے ویسے تھے...."

(شانِ حبیب الرحمٰن من آیاتِ القرآن، صفحہ:209، ناشر قادری پبلشرز لاہور)

میرے امام سیدی اعلٰی حضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

"نبوت و رسالت میں اوھام و تخمین (شک، گمان، اٹکل؟ قیاس) کو دخل نہیں "الله اعلم حيث يجعل لرسوله" اللہ ورسول نے جن کو تفصیلا نبی بنایا ہم ان پر تفصیلاً ایمان لائے- اور باقی تمام انبیاء پر اجمالاً- ہر رسول کو ہم جانیں یا نہ جانیں- تو خواہی نخواہی (یعنی خوامخواہ) اندھے کی لاٹھی سے ٹٹولیں کہ شاید ہو, شاید یہ ہو- کاہے کے لئے ٹٹولنا اور کاہے کے لئے شاید؟ 'امنا باالله ورسوله' ہزاروں اُمتوں کا ہمیں نام و مقام تک معلوم نہیں "وقرنا بين ذٰلك كثيراً" قرآن یا حدیثِ کریم میں رام و کرشن کا ذِکر تک نہیں ان کے نفس و وجود پر سوائے تواترِ ہنود (ہندو کی جمع) ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں- کہ یہ واقع میں کچھ اشخاص تھے بھی یا محض انیاب و اغوال و رِجالِ بوستان خیال کی طرح اوھام تراشیدہ, تواترِ ہنود (ہندو کی جمع) اگر حجت نہیں تو ان کا وجود ہونا ثابت اور اگر حجت ہے تو اسی تواتر سے ان کا فسق و فجور و لہوِ واجب ثابت, پھر کیا معنیٰ کہ وجود کے لئے تو ہنود (یعنی ہندوؤں کا قول) مقبول اور احوال کے لئے مردود مانا جائے؟؟ اور انہیں کامل و مکمل بلکہ ظناً معاذاللہ انبیاء و رُسل مانا جائے..."

(فتاویٰ رضویہ، جلد6، صفحہ143، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

(احکامِ شریعت، صفحہ198، 199، ناشر اکبر بکسیلرز لاہور)

(فتاویٰ فقیہِ ملت، جلد اول، صفحہ:24، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب، صفحہ:269، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

نوٹ: نجدیہ کے گھریلو محدث وحیدالزماں حیدرآبادی نے لکھا کہ:

رام چندر، کشن جی لکشمن، بدھا، فیثا، غورث یہ سب انبیاء اور صُلحا تھے (معاذاللہ)

(ھدیۃ المھدی جز اول، صفحہ85، مطبوعہ میور پریس دھلی ھند)

اور عبدالقادر روپڑی وھابی مناظر نے بھی اسکی تائید ودفاع کیا جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وحیدالزماں پکا وھابی تھا تبھی تو وھابی مناظر اسکی عبارات کا دفاع کر رہا ہے-

لہذا رام چندر، کشن، گوتم، وغیرہ وغیرہ ہرگز ہرگز نبی نہیں- انہیں نبی و رسول جاننا سخت جہالت و گمراہی ہے-

نماز میں خیال مصطفی اور اسماعیل دہلوی کا رد بلیغ

صاحبو.....! محبتِ رسول عینِ ایمان بلکہ جانِ ایمان ہے ایک عاشق کی کوشش ہوتی ہے کہ محبوب ہر وقت سامنے ہو جیسا کہ عاشقِ اکبر حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ میری خواہش ہے کہ

النظر اليك.....: حبیب چہرہ تیرا ہو اور نظریں صدیق کی ہوں بس آپ سامنے ہوں اور صدیق تکتا رہے

(تفسیرِ روح البیان، جلد6، صفحہ264، مطبوعہ درا الکتب العلیمہ بیروت)

اور ایک عاشقِ کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ محبوب اگر قریب نہیں بھی ہے تو تصوّر میں رہے-

کائنات میں رسول اللہ علیہ السلام سے بڑے محبوب کون ہو سکتے ہیں؟؟
لہذا ایک عاشق کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ہر وقت خیالِ یار میں کھویا رہوں-
یقیناً خیالِ مصطفٰی بھی عبادت ہے چاہے وہ نماز میں ہو یا نماز کے باہر-
لیکن عجیب بات ہے کہ کچھ لوگ شرک وبدعت کے فتوے مفت میں بانٹتے ہوئے اس قدر آگے بڑھ گئے ہیں کہ نماز میں نبی کریم علیہ السلام کے خیال کو شرک قرار دے کر زبان درازی کرتے ہیں-

لہذا وھابیہ دیابنہ کا امام مولوی اسماعیل دھلوی نماز میں آنے والے خیالات پر بات کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ نماز میں:
"شیخ (پیر و مرشد) یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی کیوں نہ ہوں۔ اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے-"

(صراطِ مسقیم صفحہ 169 مطبوعہ اسلامی اکیڈمی اردو بازار لاھور)

(صراطِ مستقیم صفحہ 118 مطبوعہ مکتبۃ الحق لاھور)

(صراطِ مستقیم صفحہ 97 مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یوپی انڈیا)

(صراطِ مسقیم صفحہ 118 مطبوعہ ادارہ نشریاتِ اسلام اردو بازار لاھور)

(صراطِ مستقیم (فارسی) صفحہ 86 اشر مجتبائی دھلی ۱۳۰۸ھ)

دوستو..! میں نے ایک ہی کتاب کے پانچ مختلف مطبوعات کے حوالے اس لئے دیئے کہ "مطبوعہ اسلامی اکیڈمی" والے ایڈیشن میں لکھا کہ نبی علیہ السلام کا نماز میں خیال بیل گدھے خیال سے بھی زیادہ برا (معاذاللہ)
جبکہ باقی ایڈیشنز میں لفظِ "زیادہ" حذف کر کے شاید بَری ہونا چاہتے ہیں۔
لیکن بری کیسے ہوں جب تک آلِ نجد اسماعیل دھلوی پر کفر کا فتویٰ صادر کر کے اعلانیہ توبہ نہیں کر لیتے۔

نوٹ * اس عبارت پر امام فضلِ حق خیر آبادی علیہ الرحمہ نے "تحقیق الفتاویٰ فی ابطال الطغویٰ" میں (مطبوعہ المجمع الاسلامی مبارک پور یوپی ھند) اس عبارت کی بنیاد پر 17 دیگر علماء کرام کیساتھ کفر کا فتویٰ صادر کا
بات یہاں ہی ختم نہیں ہوتی جب دل نہ بھرا مولوی اسماعیل دھلوی مزید آگے لکھتا ہے کہ نبی کی:
"تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کیطرف کھینچ کر لے جاتی ہے"

(صراطِ مسقیم صفحہ 170 مطبوعہ اسلامی اکیڈمی اردو بازار لاھور)

جی لکھتا ہے نماز میں نبی ولی کی تعظیم شرک کیطرف کھینچ کر لے جاتی ہے (معاذاللہ)
کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا تو مزید آگے لکھتا ہے کہ اگر ایک رکعت میں رسول اللہ علیہ السلام کا خیال آیا تو اسکے کفارے میں چار رکعت خیال سے خالی ہو کر پڑھے اور اگر چار رکعت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آیا تو سولہ رکعتیں خیال سے خالی ہو کر پڑھے۔
صاحبو...! یہ کہنا کہ نبی پاک علیہ السلام نماز میں خیال بیل گدھے کے خیال سے بھی زیادہ بُرا ہے.... (معاذاللہ)

یہ بدترین گستاخی اور کفر ہے..
پھر یہ کہنا کہ نبی علیہ السلام کی نماز میں تعظیم شرک کیطرف لیجاتی ہے یہ بھی بدترین قول جہالت اور حماقت ہے۔
پھر یہ کہنا کہ ہر رکعت جس میں حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آیا.... اسکے کفارے میں ہر رکعت کے بدلے میں خیال سے خالی چار چار رکعت ادا کرے
(استغفر اللہ.... واعوذ باللہ من خرافات النجدیہ)

نجدیو...تم کہتے ہو کہ نماز میں نبی کا خیال بیل گدھے سے خیال سے بدتر ہے اور شرک کیطرف لے جاتا ہے.
ہم.....!تو گویا نیت ہی اسطرح کرتے ہیں کہ "منہ میرا کعبۃُ اللہ کیطرف....اور دل میرا رسولُ اللہ کیطرف"
تم کو نماز میں بیل گدھوں کا خیال مبارک ہو
اور ہمیں رسول اللہ علیہ السلام کا خیال مبارک ہو....
حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نماز میں التحیات پڑھے تو کیسے پڑھنی ہے:

''احضر فی قلبك النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم و شخصه الکریم و قل سلام علیك ایها النبی و رحمة اللہ وبرکاته''

یعنی: التحیات میں نبی کریم کو اپنے دل میں حاضر جان اور حضور کی صورت پاک کا تصور باندھ اور عرض کر، السلام علیك ایها النبی و رحمة اللہ وبرکاته۔"

(احیاء العلوم، جلد1 صفحه 99 مطبع لکهنو)

اب کیا فتویٰ لگاؤ گے امام غزالی پر؟؟
کیا کیا امام غزالی شرک کا حکم دے رہے ہیں؟؟
اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نماز کیسے پڑھتے تھے۔

حدیث 1

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی نماز کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ثُمَّ أُصَلِّي قَرِيبًا مِنْهُ، فَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلَاتِي أَقْبَلَ إِلَيَّ، وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ أَعْرَضَ عَنِّي

پھر میں حضور سیّدِ عالَم علیہ السلام کے پاس نماز پڑھنے لگ جاتا اور آپ کو (میں عینِ نماز کی حالت میں) نظریں چُرا چُرا کر دیکھتا۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب ابن مالك، حدیث: 4418، صفحه 751، مطبوعه دار السلام ریاض سعودیه)

جی آلِ نجد بتائے کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ پر کیا فتویٰ لگاؤ گے جو عینِ نماز کی حالت میں نظریں چُرا چُرا کر رسول اللہ علیہ السلام کا دیدار کر رہے ہیں..

کیا نجدی اسماعیلی فتوے سے انکی نماز ہوئی کہ نہیں ؟؟؟

کیا کیا انکی خیالِ مصطفیٰ علیہ السلام والی نماز کو بھی فلاں فلاں چیز سے برا کہو گے ؟

شرک والی کہو گے ؟؟

حدیث 2

عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، قَالَ: قُلْنَا لِخَبَّابٍ: ""أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْنَا: بِمَ كُنْتُمْ تَعْرِفُونَ ذَاكَ؟ قَالَ: بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهِ"".

حضرت ابو معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم (صحابہ) نے حضرے خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی رکعتوں میں اور کچھ قرآت کرتے تھے ؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ ہم نے عرض کی کہ آپ لوگ یہ بات کس طرح سمجھ جاتے تھے۔ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کے ہلنے سے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، صفحہ 121، حدیث: 746، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

سبحان اللہ عینِ نماز کی حالت میں رُخِ مصطفیٰ علیہ السلام کا دیدار کرتے تھے صحابہ کرام......اور تم کہتے ہو کہ خیال شرک کیطرف لے جاتا ہے...

توان صحابہ کی نماز کے بارے میں کیا حکم ہے ؟؟؟

حدیث 3

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ، قَالَ: ""إِنِّي أُرِيتُ الْجَنَّةَ، فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا، وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا"".

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گہن کی نماز پڑھی۔ لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ہم نے (عینِ نماز میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی جگہ سے کچھ لینے کو آگے بڑھے تھے پھر ہم نے دیکھا کہ کچھ پیچھے ہٹے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جنت دیکھی تو اس میں سے ایک خوشہ لینا چاہا اور اگر میں لے لیتا تو اس وقت تک تم اسے کھاتے رہتے جب تک دنیا موجود ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، صفحہ 122، حدیث: 747، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

یہاں بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ عینِ نماز کی حالت میں رُخِ مصطفٰی علیہ السلام کا دیدار کر رہے ہیں.... عینِ نماز کی حالت میں کسی ایک صحابی نے رسول اللہ علیہ السلام کیطرف نہیں دیکھا بلکہ جمع کا صیغہ ہے "رَأَیْنَاکَ" ہم سب نے آپکو دیکھا... یہ تھی صحابہ کی نماز.....
اور یہ بھی پتہ چلا کہ حضور علیہ السلام مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر اگر ہاتھ بلند کریں تو وہ ساتوں آسمانوں کے پار سدرۃ المنتھی سے بھی آگے جنت میں چلا جاتا جاتا ہے۔
تو جو نبی ہاتھ پہنچا سکتا ہے وہ خود خود کیوں نہیں جا جاسکتا؟؟
مدینے سے سدرۃ المنتہی دور ہے یا کائنات کی مشرق مغرب؟؟
یقیناً سدرۃ المنتہی دور ہے۔
تو جس نبی علیہ السلام کا ہاتھ سدرۃ سے آگے جنت میں جا سکتا ہے تو وہی ہاتھ مدینے میں بیٹھ کر غلاموں کی مشکل کشائی کیلئے کیوں نہیں پہنچ سکتا؟؟؟

حدیث 4

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَكَانَ تَبِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَدَمَهُ وَصَحِبَهُ، ""أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوفٌ فِي الصَّلَاةِ، فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ، ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجٌ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَشَارَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ وَأَرْخَى السِّتْرَ فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهِ"".

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرضِ وصال میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے۔ پیر کے دن جب لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے ہوئے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ کا پردہ ہٹائے کھڑے ہوئے، ہماری طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک (حسن و جمال اور صفائی میں) گویا کہ کھلے ہوئے قرآن کے صفحے تھے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا کر ہنسنے لگے۔ ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ خطرہ ہو گیا کہ کہیں ہم سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے ہی میں نہ مشغول ہو جائیں اور نماز توڑ دیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹ کر صف کے ساتھ آ ملنا چاہتے تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے ل یے تشریف لا رہے ہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اشارہ کیا کہ نماز پوری کر لو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ ڈال دیا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اسی دن ہو گئی۔ (« اناللہ و انا ال یہ راجعون »)

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، صفحہ 111، حدیث: 680، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

سبحان اللہ....! یہ تھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی نمازیں کہ رسول اللہ علیہ السلام کے عشق میں اور آپکی زیارت کی خوشی میں جماعت کے دوران ہی نمازیں توڑ دینے لگے تھے۔ فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ ہم نے ارادہ کر لیا کہ ہم نمازیں توڑ کر حضور کے چہرے مبارک کی زیارت کریں اور عین نماز میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی مصلّی چھوڑ دیا اور نجدی ظالم کہتا ہے نماز میں نبی کا خیال شرک کیطرف لیکر جاتا ہے اور کہ بیل گدھے سے برا ہے (معاذ اللہ)
بتاؤ ان صحابہ کرام کی نمازوں کے بارے کیا خیال ہے؟؟

حدیث 5

عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلَّى، قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي، فَقَالَ: ""أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ سورة الأنفال آية ٢٤،"" .

حضرت ابو سعید بن معلی سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسی (نماز) حالت میں بلایا، میں نے کوئی جواب نہیں دیا (پھر نماز کے بعد میں، میں نے حاضر ہو کر) عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے نہیں فرمایا ہے « استجيبوا لله وللرسول إذا دعاكم » ”اللہ اور اس کے رسول جب تمہیں بلائیں تو ہاں میں جواب دو۔“

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب ما جاء فی فاتحۃ الکتاب، صفحہ 759، حدیث: 4474 مطبوعہ دار لسلام ریاض سعودیہ)

سبحان اللہ......! یہ ادب ہے دربارِ مصطفوی کا کہ جب رسول اللہ علیہ السلام آواز دیں تو اپنی نمازیں توڑ کر حاضری دو نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں..........اگر نماز میں نبی علیہ السلام کا خیال برا ہوتا تو حضور علیہ السلام کیوں بلاتے عین نماز میں.. بلکہ نبی کریم علیہ السلام نے اللہ کا فرمان سنایا کہ جب رسول بلائے تو فوراً جواب دو اگرچہ نماز میں ہی ہو......یہ تھا درس جو صحاب کو دربارِ نبوی سے ملا...
خدا تو نماز میں بھی نبی کریم علیہ السلام کی تعظیم کا حکم دے دے اور نجدی ظالم کو شرک نظر آئے۔؟

حدیث 6

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، ""أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَزَلَ عَلَى أَجْدَادِهِ، أَوْ قَالَ: أَخْوَالِهِ مِنْ الْأَنْصَارِ، وَأَنَّهُ صَلَّى قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ، وَأَنَّهُ صَلَّى أَوَّلَ صَلَاةٍ صَلَّاهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ، فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ صَلَّى مَعَهُ فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ مَسْجِدٍ وَهُمْ رَاكِعُونَ، فَقَالَ: أَشْهَدُ بِاللَّهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ، وَكَانَتْ الْيَهُودُ قَدْ أَعْجَبَهُمْ إِذْ كَانَ يُصَلِّي قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، وَأَهْلُ الْكِتَابِ، فَلَمَّا وَلَّى وَجْهَهُ قِبَلَ الْبَيْتِ أَنْكَرُوا ذَلِكَ"" . قَالَ قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنْ الْبَرَاءِ

فِي حَدِيثِهِ هَذَا، أَنَّهُ مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ أَنْ تُحَوَّلَ رِجَالٌ، وَقُتِلُوا فَلَمْ نَدْرِ مَا نَقُولُ فِيهِمْ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: وَمَاكَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ سورة البقرة آية ١٤٣.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو پہلے اپنی نانہال میں اترے، جو انصار تھے۔ اور وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ کی طرف ہو (جب بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہو گیا) تو سب سے پہلی نماز جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کی طرف پڑھی عصر کی نماز تھی۔ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگوں نے بھی نماز پڑھی، پھر آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والوں میں سے ایک آدمی نکلا اور اس کا مسجد (بنی حارثہ) کی طرف گزر ہوا تو وہ لوگ رکوع میں تھے۔ وہ بولا کہ میں اللہ کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے۔ (یہ سن کر) وہ لوگ اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف گھوم گئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے، یہود اور عیسائی خوش ہوتے تھے مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کی طرف منہ پھیر لیا تو انہیں یہ امر ناگوار ہوا۔ زہیر (ایک راوی) کہتے ہیں کہ ہم سے ابواسحاق نے براء سے یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ قبلہ کی تبدیلی سے پہلے کچھ مسلمان انتقال کر چکے تھے۔ تو ہمیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کی نمازوں کے بارے میں کیا کہیں۔ تب اللہ نے یہ آیت نازل کی «وماكان الله ليضيع إيمانكم» (البقرہ: 143)۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب الصلوۃ من الایمان، صفحہ 10، حدیث: 40، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

یہ تھا صحابہ کا عشق عین نماز کی حالت میں جب صحابہ نے رسول اللہ علیہ السلام کو دیکھ کر قبلہ بدلا تو خیال آیا کہ نہیں؟؟

یہی نہیں بلکہ جب ایک جماعتِ صحابہ کے پاس سے گزر ہوا انکو رکوع کی حالت میں خبر دی کہ قبلہ بدل گیا ہے تو انہوں نے اسی حالت میں قبلہ بدل لیا..........اس لئے کہ وہ صحابی تھے وھابی نہیں تھے.....

حدیث 7

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

""وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي،""

ماز اسی طرح پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا

(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الاذان للمسافرین.....صفحہ 104، حدیث: 631، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

جب بھی نماز پڑھیں گے تو رسول اللہ علیہ السلام کے طریقے کیطرف خیال ضرور جائے گا اسی لئے کہا کہ نماز اسی طریقے پر پڑھو جسطرح تم مجھے نماز پڑھتے دیکھا....

صاحبو......... یہ تھا صحابہ کی نمازوں کا انداز حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں عینِ نماز میں نظریں چُرا چُرکر حضور علیہ السلام کا رُخِ زیبہ دیکھا کرتا...

حضرت خُبیب کہتے ہیں کہ عینِ نماز کی حالت میں رسول اللہ کے چہرے کیطرف نظریں ہوا کرتی تھیں- حالانکہ ہمارے لئے حکم یہ ہے کہ قیام میں نظریں سجدے کی جگہ پر ہوں-

پھر جمیع جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین نے عین نماز کی حالت میں دیکھا کہ رسول اللہ علیہ السلام آگے بڑھے پھر پیچھے ہو گئے پوچھنے پر بتایا کہ جنت میں ہاتھ چلا گیا تھا اور خوشہ پکڑ کر چھوڑ دیا...

عینِ نماز کی حالت میں صحابہ کرام نے فورا رسول اللہ علیہ السلام کے پیچھے قبلہ بدل لیا........

یہ تھی صحابہ کی نماز کہ جس میں نبی علیہ السلام کیطرف خیال کیا کرتے تھے

اور نجدی ظالم کہتا ہے کہ نبی کی تعظیم نماز میں شرک کیطرف لگ جاتی ہے... اللہ کہتا ہے کہ جب نب ی علیہ السلام بلائیں تو انکی تعظیم نماز میں بھی کرو یعنی حالت نماز میں بھی جواب دو...

نجدیو.....! کچھ شرم کرو جس نبی کے خیال کو تمہارا امام بیل گدھے کے خیال سے زیادہ بُرا کہہ کر کفر بَک رہا ہے... اسی نبی کا خیال و تصور ہی صحابہ کی نماز کا حصّہ رہا کرتا تھا......

کیا خوب کہا ہے ڈاکٹر اقبال علیہ الرحمہ نے حضرت بلال اور صحابہ کی نماز کا نقشہ کھینچتے ہوئے کہ:

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
اذاں ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

الحمد للہ.. رضوی فقیر نے تمام احادیث بخاری کی پیش کی تاکہ کسی کو انکار کی جرءت و گنجائش ہی نہ رہے...

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اسماعیل دھلوی سمیت آلِ نجد و آلِ دیابنہ کا عقیدہ غلط ہے صحابہ کرام علیھم الرضوان تو نماز میں بھی سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جلووں میں گُم رہتے تھے...

اللہ تعالٰی انکو ھدایت عطا فرمائے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے..... آمین

سوال:: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کبھی اذان پڑھی؟؟

اگر پڑھی تو کن الفاظ کی تبدیلی کیساتھ پڑھی ؟؟

الجواب:: جی ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سفر میں ظہر کی اذان بھی پڑھی اور اقامت بھی کہی-

امام ترمذی رحمۃ اللّٰہ علیہ حدیث بیان فرماتے ہیں:

"يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ فَانْتَهَوْا إِلَى مَضِيقٍ وَحَضَرَتْ الصَّلَاةُ فَمُطِرُوا السَّمَاءُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَالْبِلَّةُ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ فَأَذَّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَقَامَ"

"یعلٰی بن مرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ لوگ ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، وہ ایک تنگ جگہ پہنچے تھے کہ نماز کا وقت آگیا، اوپر سے بارش ہونے لگی، اور نیچے کیچڑ ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سواری ہی پر اذان دی اور اقامت کہی"

(جامع ترمذی، ابواب الصلاۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الدَّابَّةِ فِي الطِّينِ وَالْمَطَرِ، صفحہ: 146 مطبوعہ دار السلام ریاض)

میرے امام سیدی اعلٰی حضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

"در مختار میں فرمایا: اور الضیاء (کتاب) میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر میں بنفسِ نفیس اذان دی، تکبیر کہی اور ظہر کی نماز پڑھائی۔"

(فتاوٰی رضویہ، جلد 5 صفحہ: 373 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

کن الفاظ کی تبدیلی کی؟؟

فتاویٰ فیض الرسول میں ہے کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سفر میں ظہر کی اذان پڑھی ہے - اور
"اشھد انّ محمداً رسول اللہ" کی بجائے آپ نے ")"اشھد انّی رسول اللہ" پڑھا در مختار مع شامی جلد اول صفحہ 248 میں ہے

"فی الضیاء انہ علیہ السلام اذّن فی سفر بنفسہ واقام وصلی الظھر وقد حققناہ فی الخزائن"

اور اعلٰی حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان جد الممتار جلد اول 212 میں تحریر فرماتے ہیں

"عن التحفۃ للامام ابن مکی انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذّن مرۃ فی سفر فقال فی تشھدہ اشھد انی رسول اللہ وقد اشار ابن حجر الی صحتۃ."

(فتاوٰی فیض الرسول، جلد 1، صفحہ 188 مطبوعہ شبیر برادر لاہور)

یہ جو لوگوں میں بات مشہور ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے خود کبھی اذان نہیں پڑھی - اگر پڑھتے تو ساری کائنات کی تمام چیزیں نماز کے لئے حاضر ہو جاتیں - یہ بات غلط و بے اصل ہے -

بدمذہبوں کے امام ابن تیمیہ

بدمذہبوں کے امام ابن تیمیہ کی زندگی کے دو ادوار تھے ایک ابتدائی دور کہ جب اسکے گمراہ کن اور گستاخانہ عقائد و نظریات علماء معاصرین پر عیاں نہیں تھے یا ان تک اسکی عبارات نہیں پہنچی تھیں، اس وقت علماء نے اسکی تعریف کی اسکے قصیدے بیان کیئے ۔ دوسرا وہ

دور کہ جب اسکی گمراہیاں علماء پر عیاں ہوگئیں تو علماء محدثین نے اسکا شدید ردِ بلیغ کیا اور مذمت و تضلیل و تکفیر، کی، اور اس سے دور ہوگئے۔ چنانچہ

علامہ زاہد الکوثری نے لکھا ہے کہ:

"یہ امر واقع ہے کہ ابن تیمیہ کی تعریف کرنے اور ان کے طرفدار بننے میں علماء نے عجلت (جلدبازی) سے کام لیا اور پھر ان کیلئے پلٹنا مشکل ہوگیا یہاں تک کہ ابن تیمیہ اپنے تفردات میں بڑھتے چلے گئے جوکہ معروف ہیں لہٰذا علماء بھی یکے بعد دیگرے ان سے کٹنے لگے یہاں تک کہ جلالی قزوینی، قونوی اور حریری وغیرھم کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا اور ذہبی بھی ان سے کچھ منحرف ہوگئے جب کہ وہ ایک مدت تک مخالفوں کے جوش کو ٹھنڈا کرنے میں مصروف رہے اور پوری کوشش کی کہ ابن تیمیہ کو اس ورطہ سے نکالیں، جس نے بھی ان کی حیات کا دقت نظر سے مطالعہ کیا ہے اس سے یہ بات پوشیدہ نہیں۔"

(ابن تیمیہ اور ان کے ھم عصر، صفحہ5 مطبوعہ ضیاء اکیڈمی، کراچی)

ابنِ تیمیہ علمائے امت کی نظر میں

حافظ امام ابن حجر عسقلانی، ابن تیمیہ کی سوانح میں لکھتے ہیں:

"كان يتكلم على المنبر على طريقة المفسرين مع الفقه والحديث فيورد في ساعة من الكتاب والسنة واللغة والنظر مالا يقدر احد ان يورده في عدة مجالس كان هذه العلوم بين عينيه، فياخذ منها مايشاء و يذر، و من ثم نسب اصحابه الى الغلو فيه و اقتضى له ذالك العجب بنفسه حتىٰ زهاعلىٰ ابناء جنسه و استشعرانه مجتهد، فصار يرد على صغير العلماء و كبيرهم، قديمهم وحديثهم حتىٰ انتهىٰ الى عمر رضي الله عنه فخطاء في شئى و قال في حق على اخطأ في سبعة عشر شيئاً خالف فيها نص الكتاب۔"

یعنی: شیخ ابن تیمیہ منبر پر مفسرین کے انداز میں فقہ اور حدیث کے ساتھ بات کرتے تھے۔ ایک ہی مجلس میں قرآن، حدیث، لغت اور عقل سے اتنے دلائل پیش کرتے تھے کہ کوئی شخص چند مجلسوں میں پیش نہیں کر سکتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سارے علوم ان کی نگاہوں کے سامنے ہیں، ان میں سے جتنا چاہتے ہیں لیتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کے اصحاب کو ان کے بارے میں غلو کا شکار بتایا گیا ہے۔ پھر علماء کی تعریف کی وجہ سے وہ خود پسندی میں مبتلا ہوگئے اور اپنے معاصر علماء پر تکبر جتانے لگے اور یہ سمجھنے لگے کہ وہ مجتہد ہیں۔ لہٰذا چھوٹے بڑے اپنے معاصر اور اکابر علماء کا رد کرنے لگے۔ حد یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ کو بھی ایک معاملے میں خطا کار ٹھہرایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں یہ کہا کہ انہوں نے ستر مسائل میں قرآن کی مخالفت کی۔

(الدرر الكامنة، جلد1 صفحہ126، مطبوعہ دار الجبل بیروت)

یعنی ابن تیمیہ نے اپنے علم پر گھمنڈ کرتے ہوئے ناموسِ صحابہ پر ہاتھ جا ڈالا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ جنکی رائے کے موافق رب قرآن اتار دیتا، انکو خطا کار کہنے لگ گیا۔
اور باب العلم مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ستر مسائل رب کا نافرمان ٹھہرا دیا۔

علامہ سبکی کی نظر میں

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابن تیمیۃ ھو ضال مضل

"ابن تیمیہ گمراہ ہیں اور گمراہ کرنے والے ہیں"۔

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، الجز السادس، صفحہ 241، مطبوعہ بیروت)

امام ذہبی کی نظر میں

امام الجرح والتعدیل علامہ شمس الدین ذہبی جو کہ شروع شروع میں ابن تیمیہ کے مخلص اور قدردان و مداح تھے، لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ابن تیمیہ دین کے بارے میں حد سے تجاوز کر رہے ہیں اور بہت سے اتفاقی اور اجماعی مسائل میں اھلسنت وجماعت کے منہج سے ہٹ رہتے ہیں تو انہوں نے از راہ نصیحت علامہ ابن تیمیہ کو خط لکھا چنانچہ فرماتے ہیں:

یاخیبۃ اتبعك فانہ معرض للذندقۃ و الانحلال لا سیما اذا کان قلیل العلم والدین باطو لیا شھوانیا۔۔۔ فھل معظم اتباعك الاقعیدم بوط خفیف العقل او عامی کذاب بلید الذھن او غریب و اجسم قوی المکر اوکاشف صالح عدیم الفھم فان لم تصدقنیففشھم و زنھم بالعدل

"اس شخص کی نامرادی پر افسوس جو تیری اتباع کرتا ہے اسلئے کہ اندیشہ ہے کہ وہ زندیق ہو جائے اور ملحد ہو جائے خاص طور پر جب کم علم بھی ہو دین بھی اسکا ناقص ہو شہوت پرست ہو۔۔۔ تیرے پیچھے چلنے والے بیشتر وہ ہیں جو اپاہج ہیں اور رسی میں جکڑے ہوئے ہیں، عقل کے کمزور ہیں یا وہ عامی کذاب اور بے وقوف ہیں، یا سوکھی عقل والے ناسمجھ ہیں۔ اگر تم کو میری بات کا یقین نہ ہو تو انکا حال معلوم کرو اور انصاف کے ترازو پر انکو رکھو"۔

(بیان زغل العلم والطلب، صفحہ 17، مطبوعہ بیروت)

پتہ چلا کہ ابنِ تیمیہ کی گمراہیاں عیاں ہونے کے بعد اسکے قصیدے گانے والا تعریفیں کرنے والا نامراد ہے۔ اندیشہ ہے کہ وہ زندیق و ملحد ہو جائے۔۔۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

امام ذہبی کے حوالے سے یہ غلط فہمی عام کی جاتی ہے کہ وہ بھی اپنے استاذ شیخ ابن تیمیہ کے نظریات تجسیم و تشبیہ کے مؤید تھے۔ اور انکی تعریفات کے بند باندھے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ابتداء میں ان کا یہ حال تھا بعد میں انہوں نے رجوع فرمالیا تھا اور شیخ ابن تیمیہ سے بیزاری اختیار کرلی تھی جیسا کہ ان کی کتاب "بیان زغل العلم و الطلب" کے اقتباس مذکور سے ظاہر ہے۔ علاوہ ازیں ان کی آخری تصنیف

''سیر اعلام النبلاء'' میں انہوں نے صفات متشابہات کے تعلق سے اہل تفویض اور اہل تاویل کے موقف کی تائید کی ہے اور اہل تجسیم وتشبیہ کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو حد و مکان سے پاک مانا ہے اور ''النصیحۃ الذہبیۃ'' کے عنوان سے ان کی جو نصیحت ہے، جس میں انہوں نے اللہ کے لئے حد، مکان اور جہت وغیرہ نہ ماننے کی تاکید کی ہے، اس کا روئے سخن شیخ ابن تیمیہ کی طرف ہے۔

(دیکھئے سیر اعلام النبلاء، ترجمۃ ابن حبان، جلد6، صفحہ 97،98، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

علامہ علی قاری نے تکفیر کردی

محدثِ جلیل حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''ابن تیمیة من الحنابلة حیث حرم السفر لزیارة النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم کما أفرط غیرہ حیث قال کون الزیارة قربة معلوم من الدین بالضرورة وجاحدہ محکوم علیه بالکفر ولعل الثانی أقرب إلی الصواب لأن تحریم ما أجمع العلماء فیه بالاستحباب یکون کفرا۔''

حنبلیوں میں سے ابنِ تیمیہ نے نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے سفر کو حرام قرار دے کر زیادتی کی ہے۔ جیسا کہ اسکے علاوہ (اسکے متبعین) دوسروں نے بھی زیادتی کی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کرنے سے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا قرب حاصل ہوتا ہے یہ دین میں بالکل واضح طور پر معلوم ہے۔ اس کے منکر پر کفر کا حکم لگایا جاتا ہے۔ اور دوسری وجہ (زیارت کے منکر کو کافر قرار دینا) حق کے زیادہ قریب ہے۔ اس لئے کہ جس کے مستحب ہونے میں علماء کا اجماع ہے اسکو حرام قرار دینا کفر ہے۔''

(شرح الشفا جلد2، صفحہ 152 مطبوعہ بیروت، شواہد الحق، صفحہ 300، مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور)

علامہ شامی کی نظر میں

علامہ شامی علامہ سبکی کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

قَالَ وَقَالَ السُّبْكِيُّ: يَحْسُنُ التَّوَسُّلُ بِالنَّبِيِّ إِلَى رَبِّهِ وَلَمْ يُنْكِرْهُ أَحَدٌ مِنْ السَّلَفِ وَلَا الْخَلَفِ إِلَّا ابْنَ تَيْمِيَّةَ فَابْتَدَعَ مَا لَمْ يَقُلْهُ عَالِمٌ قَبْلَهُ

نبی کریم ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا مستحسن ہے اور سلف اور خلف میں سے ابن تیمیہ کے سوا کسی نے اس کا انکار نہیں کیا اس نے یہ بدعت کی اور وہ بات کہی جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کی۔

(رد المختار، جلد6، صفحہ 397، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

کچھ لوگ بغلیں بجاتے ہیں کہ جی دیکھو علامہ شامی علیہ الرحمہ نے کو ابنِ تیمیہ کو شیخ الاسلام لکھا ہے۔

تو اسکی وضاحت ہم شروع میں کر چکے ہیں کہ جب ابنِ تیمیہ کے افکار و نظریات علماء و محدثین پر عیاں نہیں تھے ابتداء میں اسکی تعریفات میں بہت کچھ لکھا۔

لیکن جب اسکی بدمذہبی وگمراہی اور غلط نظریات سامنے آئے تو سب نے اسکا کھل کر ردّ کیا۔

یہی معاملہ امام شامی کی عبارت میں ہے۔ اور جب امام شامی کو علم ہوا تو واضح الفاظ میں ابنِ تیمیہ کو بدعتی اور سلف صالحین کا مخالف کہہ کر اسکو ردّ کر دیا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امام شامی اسکو شیخ الاسلام بھی کہیں اور بدعتی بھی ؟؟

پتہ چلا کہ ابتدا میں اسکو شیخ الاسلام لکھا تھا مگر جب حقیقت عیاں ہوگئی تو بدعتی اور سلف صالحین کا منکر لکھ دیا۔ لہذا امام شامی اس سے بَرَی ہیں۔

امام شامی ایک جگہ زیارتِ قبرِ رسول ﷺ کے حوالے سے ابن تیمیہ کا ردّ فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"ابنِ تیمیہ ایسا بے ادب ہے کہ اسکی گندگی سات سمندروں سے بھی نہیں دھوئی جا سکتی۔" (ملخصًا)

(منتہی المقال، صفحہ54، مطبوعہ بیروت، بحوالہ گستاخ کون؟، صفحہ510، اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی)

امام ابنِ حجر مکی کا ابنِ تیمیہ کو رگڑا

نویں صدی کے محدّث، امام، حافظ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ، ابنِ تیمیہ کی دُرگت لگاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ابْن تَيْمِية عبد خذله الله وأضلَّه وأعماه وأصمه وأذلَّه، وَبِذَلِك صرح الْأَئِمَّة الَّذين بينوا فَسَاد أَحْوَاله وَكذب أَقْوَاله، وَمن أَرَادَ ذَلِك فَعَلَيهِ بمطالعة كَلَام الإِمَام الْمُجْتَهد الْمُتَّفق على إِمَامَته وجلالته وبلوغه مرتبَة الِاجْتِهَاد أبي الْحسن السُّبْكِيّ وَولده التَّاج وَالشَّيْخ الإِمَام الْعِزّ بن جمَاعَة وَأهل عصرهم، وَغَيرهم من الشَّافِعِيَّة والمالكية وَالْحَنَفِيَّة، وَلم يقصر اعتراضه على متأخري الصُّوفِيَّة بل اعْترض على مثل عمر بن الْخطاب وَعلي بن أبي طَالب رَضِي الله عَنْهُمَا كَمَا يَأْتِي. وَالْحَاصِل أَنْ لَا يُقَام لكَلَامه وزن بل يَرْمِي فِي كلّ وَعْر وحَزَن، ويعتقد فِيهِ أَنه مُبْتَدع ضالّ ومُضِلّ جَاهِل غال عَامله الله بعدله، وأجازنا من مثل طَرِيقَته وعقيدته وَفعله آمين.

"ابن تیمیہ ایسا بندہ ہے جسے خداوند عالم نے رسوا، اندھا، بہرا اور ذلیل بنا دیا ہے۔ اور اسی بات کی تصریح ان اماموں نے بھی کی ہے جنہوں نے اس کے فاسد اور اسکی جھوٹ ہونے کو بیان کیا ہے۔ جو شخص اسے جاننا چاہتا ہے وہ امام ابوالحسن سبکی مجتہد جن کی امامت، جلالت، شان اور مرتبہ کے اجتہاد تک پہنچنے پر اتفاق ہے، ان کے اور ان کے فرزند تاج اور شیخ امام عزالدین بن جماعہ اور شافعیہ، مالکیہ اور حنفیہ میں سے ان کے ہم عصر علماء کے کلام کو ملاحظہ کریں، ابن

تیمیہ نے صرف متاخرین صوفیہ کے اوپر اعتراض کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے حضرات پر بھی اعتراض کیا ہے . خلاصہ یہ کہ اس کے کلام کی کوئی قدر وقیمت نہیں ہے بلکہ اسے کھڈے میں پھینک دیا جائے اور اس کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ بدعتی، گمراہ کن، جاہل اور غلو کرنے والا شخص ہے اور خدا اس کے ساتھ اپنے عدل سے معاملہ کرے اور ہمیں اس کے عقیدے اور عمل سے محفوظ رکھے. آمین"

(الفتاویٰ الحدیثیبیہ.صفحہ159.مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ابن تیمیہ کے تفردات وضلالات

ابن تیمیہ کے کچھ عقائد علامہ ابن حجر مکی شافعی ہیثمی نے علامہ تاج الدین سبکی علیہ الرحمہ کے حوالہ سے نقل کیے، ان میں سے چند یہ ہیں۔

1: تین طلاق سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے۔

2: حالت حیض میں بیت اللہ کا طواف کرنا جائز ہے اور کوئی کفارہ نہیں۔

3: جو شخص اجماع امت کی مخالفت کرے اسے کافر و فاسق نہیں کہا جائے گا۔

4: خدائے تعالیٰ کی ذات میں تغیر و تبدل ہوتا ہے۔

5: اللہ تعالیٰ جسم والا ہے، اس کے لیے جہت ہے اور وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے۔

6: خدائے تعالیٰ بالکل عرش کے برابر ہے، نہ اس سے چھوٹا ہے نہ بڑا۔

7: انبیاءے کرام علیہم السلام معصوم نہیں ہیں۔

8: نماز اگر چھوڑ دی جائے تو اس کی قضا واجب نہیں۔

9: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی مرتبہ نہیں ہے۔

10: ان کو وسیلہ بنانا حرام ہے۔

11: حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا گناہ ہے۔

(معاذاللہ)

(الفتاویٰ الحدیثیبیہ.صفحہ159.مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ابن تیمیہ نے اکابرین امت کی شان میں گستاخیاں کیں، بلکہ صحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی اپنی تنقیدوں کا نشانہ بنایا۔

علامہ ابن حجر مکی لکھتے ہیں:

(ابن تیمیہ کا خیال ہے) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین سو سے زائد غلط فتوے دیئے۔

(الفتاویٰ الحدیثیبیہ.صفحہ159.مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ ابن حجر عسقلانی نے ابن تیمیہ کا یہ قول نقل کیا کہ:
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ زر پرست تھے۔
(الدرر الکامنہ،جلد1،صفحہ155،مطبوعہ دار الجبل بیروت)

علامہ احمد جودت پاشا لکھتے ہیں:
ابن تیمیہ کہتا ہے: مذاہب (فقہ) کے ائمہ نے بعد میں دین کے اندر اپنی رائیں داخل کر دی ہیں نیز فرماتے ہیں کہ ایک حنبلی عالم نے لکھا ہے کہ ابن تیمیہ مذاہب (اربعہ) کی تقلید نہیں کرتا تھا۔
(المعلومات النافعة صفحہ329،330،مطبوعہ مکتبة الحقیقة استنبول)

ابن تیمیہ کو مسجد سے جوتے پڑے

ابوالحسن علی دمشقی نے اپنے والد سے نقل کرتے ہیں:

''کنا جلوسا فی مجلس ابن تیمیة فذکر و وعظ و تعرض لآیات الاستواء ثم قال: واستویٰ اللّٰہ علی عرشہ کاستوائی ھذا۔ قال، فوثب الناس علیہ و ثبة واحد وانزلوہ من الکرسی و بادروا الیہ ضربا باللکم والنعال''۔

یعنی: ہم ابن تیمیہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے وعظ کے دوران ''آیات استواء'' کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ اللہ اپنے عرش پر بیٹھا ہوا ہے جس طرح میں اپنی کرسی پر بیٹھا ہوں۔ اتنا سنتے ہی سارے لوگ یکبارگی ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں کرسی سے کھینچ کر مکوں اور جوتیوں سے خوب مارا۔
(رحلة ابن بطوطہ،صفحہ95،الدرر الکامنة،جلد1،صفحہ156،مطبوعہ دار الجبل بیروت)

ایک شُبہ کا رَدّ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسکے پاس علم بہت تھا، اس نے تاتاریوں کے خلاف جنگ بھی لڑی، لہذا ہم اسکے علم کے قائل ہیں عقائد کے قائل نہیں۔
جواب:: علم تو شیطان کے پاس بھی بہت ہے وہ تو "مُعَلِّمُ الْمَلَکُوت" بھی رہ چکا ہے۔ کیا ابلیس کے بھی علمی محاسن بیان کرنا شروع کر دو گے ؟؟
جنگ تو مختار ثقفی نے بھی لڑی تھی، شُہَدَائے کربلا کے قاتلین کا بدلہ لیا۔ کیا اسکے بھی محاسن بیان کرنا شروع کر دو گے ؟؟؟

اگر کہو وہ تو کافر تھے ابن تیمیہ کافر تو نہیں تھا۔
تو معترض کا وہ اصول کہاں گیا کہ ہم اسکے علم کے قائل ہیں۔ عقائد کے نہیں۔
تو یہاں بھی شیطان کے علمی محاسن بیان کر کے کہے کہ ہم اسکی علم کے قائل ہیں کفر کے نہیں۔

پھر اسکا شمار فقط گمراہ، بدعتی میں نہیں ہوتا۔ بلکہ علماء محدثین نے بدعت کی جو دو بڑی اقسام "بدعتِ صغریٰ، و بدعت کُبریٰ" بیان کیں ہیں۔ ان میں سے یہ "بدعتِ کُبری" کا مرتکب تھا۔

بدعتِ کُبریٰ پھر آگے دو اقسام ہیں جن میں ابنِ تیمیہ بدعتِ مفسقہ کا مرتکب تھا۔

((تقسیماتِ بدعتِ صُغریٰ کُبریٰ کیلئے دیکھئے، فتح الباری، جلد10، صفحہ466، مطبوعہ بیروت، ھدی الساری، صفحہ385، مطبوعہ بیروت))

اور اسکا تفسیق فی العقائد ہے۔ تفسیق فی الاعمال نہیں ہے۔

یعنی عقائد کا فسق، اعمال کے فسق سے بھاری ہے اور بڑا ہے۔ لہذا اسکو فقط گمراہ، یا فقط سادہ سا مظلوم بدعتی کہنا بھی بدعت ہے۔

ان دلائل و شواھد سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ابنِ تیمیہ ایک سخت قسم کا ضال، مضل، بدمذھب گمراہ شخص تھا جسکو اسکے علم نے اندھا اور گمراہ کر دیا تھا اسی لئے علماء نے جگہ جگہ اسکا رڈ کیا اور اسکی تذلیل و تکفیر کی۔

لہذا یہ سب جانتے ہوئے بھی اسکی محبت کا دم بھرنا فضائل و محاسن کے بند باندھنا یہ پرلے درجے کی حماقت ہے۔

اور حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من وقّر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام"

جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم کی بیشک اس نے دین اسلام کے گرادینے پر مدد دی"

(شعب الایمان، جلد7، صفحہ61، حدیث:9464، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت)

اللہ کریم حق کو سمجھنے اور تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مرنے پر خوشی منانا

سوال: کسی منافق، گستاخ، ظالم، بدمذھب رافضی مرتد وغیرہ کے مرنے پر خوشی منانا کیسا؟ حالانکہ حدیث پاک میں ہے کہ مُردوں کی خوبیاں بیان کرو۔

جواب:: دشمنانِ اسلام، اشد گمراہ، ظالم، منافق یا مرتد کی موت پر خوشی کا اظہار کرنا شریعت کے منافی نہیں ہے۔ اور اسکی نظیر سلف سے منقول ہے۔ اور اسکو نعمت کہا گیا ہے۔ اور ایسے لوگوں پر جب بیماری آتی، یا قید ہوتے یا مصیبت میں گرفتار ہوتے تو اہلِ ایمان خوشی کا اظہار کرتے تھے۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ ارشاد فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا

اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔ (الأحزاب:9)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دشمن کی ہلاکت مومنین کے حق میں نہ صرف نعمت ہے بلکہ اللہ کا احسان ہے۔
اور اللہ کے احسان پر خوش ہو کر شکر ادا کرنا چاہئے۔

مخالفین کی پیش کردہ حدیث کا جواب

مخالفین جو حدیث پیش کرتے ہیں اسکا صحیح مطلب اور جواب ملاحظہ ہو

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

صحابہ کا گزر ایک جنازہ پر ہوا' لوگ اس کی تعریف کرنے لگے (کہ کیا اچھا آدمی تھا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ پھر دوسرے جنازے کا گزر ہوا تو لوگ اس کی برائی کرنے لگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ اس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا چیز واجب ہوگئی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میت کی تم لوگوں نے تعریف کی ہے اس کے لیے تو جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی کی ہے اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی۔ تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

(صحیح بخاری، رقم: 1367 مطبوعہ دار السلام ریاض)

(صحیح مسلم، رقم: 949 مطبوعہ بیروت)

* شارح بخاری امام بدر الدین عینی علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: *

"اگر یہ کہا جائے کہ فوت شدگان کے بارے میں برے کلمات کا استعمال کیسے ٹھیک ہو سکتا ہے؟ حالانکہ صحیح حدیث زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "فوت شدگان کو برا بھلا نہیں کہنا بلکہ ان کا ذکر صرف اچھے الفاظ میں ہی کرنا ہے،" تو اس کا جواب یہ ہے کہ فوت شدگان کو برے الفاظ سے یاد کرنے کی ممانعت ایسے لوگوں کے بارے میں ہے جو منافق، کافر، اعلانیہ گناہ یا بدعت (یعنی گمراہ) کرنے والے نہیں ہوتے؛ کیونکہ ان لوگوں کی برائیوں کو دوسروں کو بچانے کے لیے ذکر کرنا حرام نہیں ہے، اس کا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ لوگ ان کے راستے پر چلنے سے خبردار بھی رہیں گے۔"

(عمدۃ القار شرح صحیح البخاری، جلد8، صفحہ195، مطبوعہ بیروت لبنان)

اسی طرح ایک اور روایت میں ابو قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جنازے کو لے کر گزرا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے آرام پا لیا یا لوگوں نے اس سے آرام پا لیا، تو صحابہ کرام نے عرض کیا: کس نے آرام پایا؟ اور کس سے آرام پایا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن شخص دنیا کے رنج و تکلیف سے آرام پا جاتا ہے اور بدکار شخص سے لوگ، شہر، درخت اور جانور آرام پاتے ہیں۔"

(صحیح بخاری، رقم: 6147، مطبوعہ بیروت لبنان) (صحیح مسلم، رقم: 950، مطبوعہ بیروت لبنان)

امام نسائی علیہ الرحمہ نے اس حدیث پر اپنی کتاب "سنن نسائی": (1931) میں عنوان قائم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"باب ہے کافروں سے راحت پانے کے بارے میں"

* امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ: *

”حدیث کا معنی ہے کہ: فوت ہونے والے لوگوں کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو خود راحت پاتے ہیں، اور دوسری وہ قسم جن کے جانے سے لوگوں کو راحت ملتی ہے۔ فاجر آدمی سے لوگوں کے راحت پانے کا مطلب یہ ہے کہ: لوگ فاجروں کی اذیت رسانی سے محفوظ ہو جاتے ہیں، فاجروں کی اذیت رسانی کئی طرح سے ہوتی ہے، مثلاً: لوگوں پر ظلم کرنا، گناہوں کا ارتکاب کرنا، اگر لوگ انہیں گناہوں سے روکیں تو تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے، یا ممکن ہے کہ انہیں روکنے کی بنا پر نقصان اٹھانا پڑے، اور اگر لوگ انہیں روکتے نہیں تو گناہ گار بنتے ہیں۔

جانور اس طرح سے راحت پاتے ہیں کہ ظالم لوگ انہیں مارتے ہیں، ان پر طاقت سے زیادہ بوجھ لادتے ہیں، اور بسا اوقات انہیں بھوکا بھی رکھتے ہیں، جانوروں کو ایذا رسانی کے مزید طریقے بھی ہو سکتے ہیں۔

دھرتی اور درختوں کو داودی دیکو راحت اس طرح ملتی ہے کہ فاجروں کی موجودگی میں بارشیں نہیں برستیں، جبکہ مالکی فقیہ الباجی کہتے ہیں کہ: فاجر لوگ انہیں پانی لگنے سے رکاوٹ ڈالتے ہیں، انہیں پانی نہیں لگاتے۔“

(شرح مسلم للنووی، جلد7، صفحہ 21,20، تحت الحدیث 950، مطبوعہ بیروت لبنان)

خارجی کی موت پر مولا علی کا سجدۂ شکر

ایک خارجی شخص جس کا نام "المخدج" تھا، اس کے قتل ہونے پر سیدنا مولا علی شیرِ خدا مشکل کشاء رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ کیا تھا، یہ خارجی آپ سے لڑتے ہوئے مارا گیا تھا۔

ابنِ تیمیہ نے لکھا کہ:

”امیر المومنین علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے خوارج کے خلاف جہاد کیا، آپ نے خارجیوں سے قتال کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث بیان کیں، پھر ان کے قتل ہونے پر خوشی کا اظہار بھی کیا، نیز جب خارجیوں کے سرغنے "ذو الثدیہ" کو مقتولین میں دیکھا تو اللہ تعالی کے لیے سجدہ شکر بھی کیا۔

لیکن جنگ جمل اور صفین میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خوشی کا اظہار نہیں کیا، بلکہ آپ کو انتہائی تکلیف ہوئی اور جو کچھ بھی ہوا اس پر پشیمان بھی ہوئے، اس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث بھی ذکر نہیں کی بلکہ یہاں تک کہا کہ میں نے اپنے اجتہاد سے ان کے خلاف تلوار اٹھائی۔“

(مجموع الفتاوی، جلد20، صفحہ235، مطبوعہ بیروت لبنان)

بدمذہب پر فالج گرنے پر خوشی

جس وقت بدمذہب گمراہ ابن ابو داود کو آدھے دھڑ کا فالج ہوا تو اہل سنت نے خوشی کا اظہار کیا، حتی کہ ابن شراعہ بصری نے اس بارے میں اشعار بھی پڑھے تھے:

أَفَلَتْ نُجُومُ سُعودِكَ ابنَ دُوَادِ ... وَبَدتْ نُحُوسُكَ فِي جميعِ إِيَادِ

ابن داود تمہاری بلندی کا تارہ اب غروب ہو گیا ہے، بلکہ لوگوں میں ہر طرف تمہاری نحوست عیاں ہو چکی ہے۔

فَرِحَتْ بِمَصْرَعِكَ البَرِيَّةُ كُلُّها ... مَن كَانَ منها مُوقناً بمعَادِ

تمہارے بستر مرگ پر جانے سے آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والی ساری مخلوقات کو خوشی ہوئی۔

لم يَبْقَ منكَ سِوَى خَيَالٍ لامِعٍ ... فوق الفِرَاشِ مُمَهَّداً أبوِسادِ

اب بستر مرگ پر بھی تیری صرف خام خیالی ہی باقی ہے، جس میں حرارت یا برودت کچھ بھی باقی نہیں ہے۔

وَخَبتْ لَدَى الخلفاء نارٌ بَعْدَمَا ... قد كنت تَقْدحُهَا بكُلِّ زِنادِ

حکمرانوں کے ہاں اب تمہاری بھڑکائی ہوئی آگ بجھ جائے گی جسے تو ہر موقع پر بھڑکاتا رہتا تھا۔

(تاریخ بغداد، از خطیب بغدادی، جلد4، صفحہ155، مطبوعہ بیروت لبنان)

بد مذہب کی مصیبت پر خوشی

شیخ امام ابوعلی حسن بن ابراہیم خَلّال حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"ابو عبد اللہ یعنی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے کہا گیا: ایک شخص ابن ابی داود کے ساتھیوں پر آنے والی آزمائشوں سے خوش ہوتا ہے، تو کیا اسے اس عمل پر گناہ ہوگا؟ تو امام احمد بن حنبل نے کہا: کون ہے جو اس بات پر خوش نہیں ہوتا؟!"

(السنّۃ، جلد5، صفحہ121 مطبوعہ بیروت)

رافضی سرغنہ کے مرنے پر اللہ کا شکر

امام ابن کثیر، سن 568 ھجری میں فوت ہونے والے لوگوں کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

"حسن بن صافی بن بزدن ترکی کا تعلق ان بڑے امیروں میں سے تھا جو کہ ملکی سطح پر اثر و رسوخ رکھتے تھے، تاہم یہ شخص متعصب درجے کا خبیث رافضی تھا، اور رافضیوں کی حد درجہ طرف داری کرتا تھا، یہ رافضی اسی کی ناک تلے پَھل پھول رہے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو اس شخص سے ماہ ذو الحجہ میں نجات دی اور مسلمانوں نے سکھ کا سانس لیا، اسے اسی کے گھر میں دفن کیا گیا جسے بعد میں قریش کے قبرستان میں منتقل کر دیا گیا، اس پر اللہ کا ہی شکر ہے اور اسی کی تعریف ہے۔

جس وقت وہ مرا تو اہل سنت اس کے مرنے پر بہت زیادہ خوش ہوئے، انہوں نے اعلانیہ طور پر اللہ تعالی کا شکر ادا کیا، سب کے سب مسلمان بلا استثناء اللہ کا شکر ادا کر رہے تھے۔"

(البداية والنهاية، جلد12، صفحہ338، مطبوعہ بیروت)

روافض کے سرغنہ کی موت پر مبارکباد

خطیب بغدادی علیہ الرحمہ،،، عبید اللہ بن عبد اللہ بن الحسین ابو القاسم الحفاف جو کہ ابن نقیب کے نام سے مشہور تھے ان کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میں نے ان سے حدیث لکھی ہے، ان کی سنی ہوئی احادیث بالکل صحیح تھیں، آپ عقیدے میں بہت پختہ تھے، مجھے ان کے بارے میں یہ بات پہنچی کہ جس وقت رافضیوں کا سرغنہ ابن المعلم فوت ہوا تو انہوں نے خصوصی طور پر مبارکبادی کی محفل کا انعقاد کیا، اور کہنے لگے: اب مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ مجھے جس وقت مرضی موت آجائے؛ کیونکہ میں نے ابن المعلم رافضی کو مرتے دیکھ لیا ہے۔"

(تاریخ بغداد، جلد10، صفحہ328، مطبوعہ بیروت)

ان دلائل سے واضح ہوگیا کہ کسی ظالم کافر، منافق، زندیق، بدمذھب، رافضی خارجی وغیرہ کے مرنے پر خوشی منانا نہ صرف جائز ہے بلکہ یہ اکابرینِ امت کا عمل رہا ہے۔ اور وہ رافضی جو ساری زندگی مقامِ اُلوھیت کی توھین کرتا رہا ہو، انبیاء کی توھین کرتا رہا ہو، صحابہ کرام رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر تبرّا کرتا رہا ہو، اسکی موت پر اظہارِ فرحت کرنا کیسے ناجائز ہوسکتا ہے؟ جبکہ مولا علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے ایک خارجی کو جہنم واصل کرکے سجدہ شکر ادا کیا۔ اسی طرح رافضیوں کے مرنے پر سلف صالحین نے شکر کیا خوشیاں منائیں۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں ہر قسم کے فتنوں سے سے محفوظ رکھے۔ اور اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور انکے پیاروں کے نقشِ قدم پر چلائے رکھے اور انہی کی غلامی میں موت عطا فرمائے۔ آمین

سب سے افضل

شیعہ مذھب کا مُحدَث مرتضیٰ علی بن حسین موسوی روایت نقل کرتا ہے:

”انّ علیّا علیه السلام قال فی خطبة (خیر هذه الامة بعد نبیّها ابو بکر و عمر) .... وفی بعض الاخبار انّه علیه السلام خطب بذٰلك بعد بعدما انهی الیه انّ رجلا تناول ابابکر و عمر بالشتیمة و دعابه وتقدّم لعقوبته بعد ان شهدوا بذٰلك“

یعنی؛ حضرت مولا علی علیہ السلام نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد اس امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر اور حضرت عمر ہیں....... اور بعض (شیعہ) روایات میں ہے کہ حضرت علی کو اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو گالی دی ہے۔ تو مولا علی نے اس شخص کو بلایا۔ گواہی طلب کی گئ (جب گالی دینا ثابت ہوگیا تو) اسکے بعد اسکو سزا دی گئی۔“

(الشافی فی الامامة، جلد 3، صفحه 94، موسسه الصادق للطباعة والنشر، تهران، ایران)

شیعہ اب کھلے عام صحابہ کرام علیھم الرضوان کو گالیاں دے رہے ہیں۔ اگر مولا علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کوئی ایسا کرتا تو آپ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اسکو ضرور کوڑے مار کر سزا دیتے۔

مولا علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اصحاب کی گستاخی سخت جرم اور گناہ تھا اسی بنا پر آپ ایسے لوگوں پر حد جاری فرماتے (کما بیّن فی کتب الشیعۃ)

یہ کتاب بھی شیعوں کی ہے۔ اور روایت منقول بھی شیعوں سے ہے۔ لہٰذا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کو منبروں پر بیٹھ کر گالیاں دینے والے ذاکر عبرت حاصل کریں کہ اگر یہ مولا علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایسا کرتے تو کبھی نہ بچ پاتے۔ اگر اب بھی ان تبرائیوں کو دیکھا جائے تو ان کے چہروں پر ضربِ علی کی مار لگی نظر آئے گی۔

لہٰذا مقتدر ادارے بھی اپنا فرض نبھائیں اور سنتِ علی پر چلتے ہوئے۔ ان ملعونوں کو سزا دیں تاکہ آئے روز صحابہ کرام و اھلبیت کی توھین کا سلسلہ بند ہو۔

تحذیر الناس

جب مسلکِ اھلسنت حنفی بریلوی اور دیوبندی علماء، عدالت میں قادیانیوں کے دلائ‌ل کا رڈ کر رہے تھے کہ اتنے میں مرزا ناصر قادیانی نے دیوبندیوں کے حجۃ الاسلام مولوی قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند کی کتاب "تحذیر الناس" پیش کی اور کہا کہ اس میں لکھا ہے اگر بالفرض حضور ﷺ کے بعد کوئ‌ی نبی آجائ‌ے تو حضور ﷺ کی نبوت میں کوئ‌ی فرق نہیں آتا۔

مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ بولے کہ اسکا جواب ان سے پوچھ‌ئ‌ے یہ مفتی محمود احمد دیوبندی اور انکی ٹیم بیٹھی ہوئ‌ی ہے۔

لیکن ان سب کے سر جھک گ‌ئ‌ے مگر ان دیوبندیوں کے پاس اپنے اس مولوی کی عبارت کا کوئ‌ی جواب نہیں تھا۔

الحمدللہ اس وقت میرے امام شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ سینہ تان کر آگے بڑھے اور کہا کہ جو یہ کہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئ‌ی نبی آسکتا ہے وہ بھی کافر ہے۔ اور جو کہے کہ آچکا ہے وہ بھی کافر و مرتد ہے اور اس بات کا فیصلہ ہمارے امام احمد رضا برسوں پہلے اس عبارت پر کفر کا فتویٰ لگا کر کر چکے ہ‌یں۔

ہم ایسی عبارتوں اور عقائ‌د کو کفریہ سمجھتے ہیں۔اس طرح کی عبارتوں پر کوئ‌ی نرمی یا لچک پیدا نہیں کی جا سکتی۔ اس وقت اھلسنت کی حقانیت کا عقیدہ نکھر کر سامنے آگیا۔

(ملاحظہ ہو۔روئ‌ی‌داد قرار دار ختمِ نبوت صفحہ13 ملخصاً)

امام نورانی عل‌یہ الرحمہ نے یہ واقعہ خود بیان فرمایا پوسٹ میں کتاب کے اسکینز دی‌ئ‌ے گ‌ئ‌ے ہیں آپ وہاں سے پڑھ سکتے ہیں۔

اللہ کو پسند نہیں

اللہ کو پسند نہیں کہ صدیق کو مصطفٰی ﷺ سے جدا کرے

ایک مرتبہ خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک انگوٹھی عطا فرمائی اور فرمایا: "اے ابوبکر! جاؤ اور اس پر لَااِلٰہَ اِلَّا اللہ لکھوا کر لے آؤ۔" حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مزاجِ عشق نے پسند نہ کیا کہ ذکرِ خدا تو ہو لیکن ذکرِ مصطفٰے نہ ہو۔ لہٰذا آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے کاتب کو کہا: "اس انگوٹھی پر لَااِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ لکھ دو۔" جب وہ انگوٹھی تیار ہوگئی تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ وہ انگوٹھی واپس لے کر آئے اور بارگاہ رسالت میں پیش کر دی۔ جب پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دیکھا تو اس پر یہ عبارت نقش تھی: "لَااِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ اَبُوْ بَکْرِ الصِدِّیْق۔" یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ کے رسول ہ‌یں اور ابوبکر صدیق ہیں۔ "حُسنِ اَخلاق کے پیکر، محبوبِ رَبِّ اکبر صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم نے انگوٹ‌ھی پر نقش دیکھ کر استفسار فرمایا: "اے ابوبکر! میں نے تو کہا تھا کہ اس پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ لکھواؤ لیکن تم نے اتنا زیادہ کیوں لکھوایا۔" عاشق اکبر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: "یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے پسند نہ کیا کہ اللہ کے نام کے ساتھ آپ کا نام نہ لکھوایا جائے اس لیے میں نے

اس پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ لکھوادیا البتہ یہ عبارت "ابو بکر الصدیق" میں نے نہیں لکھوائی۔" یہ عرض کرنے کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ خود بھی سوچ میں پڑ گئے کہ میرا نام انگوٹھی پر کیسے آگیا؟ اسی وقت حضرت سیدنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوگئے اور عرض کی: "یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ابوبکر کا نام میں نے لکھا ہے، کیونکہ اللہ کو پسند نہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نام مبارک سے حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا نام جدا کیا جائے۔"

(تفسیر کبیر، الفاتحۃ، الباب الحادی عشر، ج۱، ص۱۹۳ مطبوعہ بیروت)

سبحان اللہ....! جیسے دنیا میں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ، حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔
ایسے ہی برزخ میں بھی اللہ نے ساتھ رکھا اور قیامت کو بھی صدیق و عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اٹھیں گے۔
جب خدا جَلَّ جَلَالُہٗ صدیق اکبر کو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے جدا رکھنا پسند نہیں کرتا تو آج کے رافضی جتنا مرضی زور لگا لیں ان شاءاللہ، خدا عظمتِ صدیقی کا جھنڈا ہمیشہ بلند رکھے گا۔
اور جو لوگ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ رب کی ناپسند اور ناراضگی والے کام کرتے ہیں۔

کہانی ہو نہیں سکتی فسانہ ہو نہیں سکتا
صدیق و مصطفٰی جیسا یارانہ ہو نہیں سکتا
لُٹا کر تَن، مَن، دھن اپنا کہا صدیقِ اکبر نے
رِضائے مصطفٰی جیسا خزانہ ہو نہیں سکتا

بہت بڑی مچھلی

حضرتِ سیّدُنا جابِر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم نے ہمیں کُفّارِ قُریش کے مقابَلے پر بھیجا اور حضرتِ سیّدُنا ابوعُبَیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ہمارا سپہ سالار (یعنی کمانڈر) مقرّر فرمایا اور ہمیں کھجوروں کی ایک بوری بطورِ زادِ راہ عنایت فرمائی۔ اس کے سوا کوئی اور چیز نہیں تھی جو ہمیں دیتے، حضرتِ سیّدُنا ابوعُبَیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہمیں (روزانہ) ایک ایک کھجور عطا فرماتے۔ کہا گیا:
آپ حضرات رضی اللہ تعالٰی عنہم ایک کھجور سے کیسے گزارہ کرتے تھے؟ فرمایا:
ہم اس کو بچّے کی طرح چُوستے اور اُوپر سے پانی پی لیتے تو وہ اُس روز رات تک ہمیں کافی ہو جاتی۔ ہم اپنی لاٹھیوں سے دَرَخْت کے پتّے گِراتے اور انھیں پانی میں بِھگو کر کھا لیتے۔ اس کے بعد ہم ساحل سمندر پر پہنچے تو وہاں بڑے ٹیلے کے مانند ایک بہت بڑی مچھلی پڑی تھی، جسے عَنبر کہا جاتا ہے، حضرتِ سیّدُنا ابوعُبَیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: یہ مُردار ہے، پھر خود ہی فرمایا:

نہیں بلکہ ہم رسول اللہ صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلّم کے بھیجے ہوئے ہیں اور ہم راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں (گھروں سے نکلے) ہیں اورآپ حضرات اِضطِراری حالت میں ہیں اِس لیے (اسے) کھا لیجئے۔ہم نے ایک مہینا اس پر گُزارہ کیا اور ہم 300 (آدمی) تھے حتّٰی کہ ہم فَربِہ (یعنی تگڑے) ہوگئے۔ مجھے یاد ہے کہ ہم اُس کی آنکھ کے گڑھے سے مٹکے بھر بھر کر چربی نکالتے اور اُس (مچھلی) سے بیل جتنے بڑے بڑے ٹکڑے کاٹتے۔ (اس مچھلی کی آنکھ کا حلقہ اتنا بڑا تھا کہ) حضرت سیِّدُنا ابوعُبَیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ہم میں سے تیرہ آدمیوں کو اُس کی آنکھ کے گڑھے میں بٹھا دیا(توسب سما گئے)۔ اُس کی ایک پسلی (کمان کی طرح) کھڑی کی پھر ایک بڑے اُونٹ پر کجاوہ کسا اور وہ اس(پسلی کی کمان) کے نیچے سے گزر گیا اور ہم نے اس کے خشک گوشت کے ٹکڑے بطورِ زادِ راہ ساتھ رکھ لئے۔ جب ہم مدینۃُ المنوَّرہ زادَھَا اللہُ شَرَفًاوَّ تعظِیمًا پہنچے تو مصطفٰے جانِ رَحمت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کی خدمتِ بابَرَکت میں حاضِر ہوئے اور اس کا ذِکر کیا توآپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم نے فرمایا:

وہ رِزْق تھا جو اللہ تَعالٰی نے تمہارے لیے پَیدا فرمایا، کیا تمہارے پاس اُس گوشت میں سے کچھ ہے؟

(اگر ہو تو) ہمیں بھی کِھلاؤ۔ ہم نے حضُورِ رِسالت مآب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کی جناب میں اُس مچھلی کا گوشت بھیجا توآپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم نے تناوُل فرمایا۔

(مسلم صفحہ 1070،حدیث 1935، مُلَخَّصاً،مطبوعہ دار ابن حزم بیروت)

ایک شُبہ کا ازالہ

سُوال: اس حدیثِ پاک میں جو یہ آیا کہ حضرت سیِّدُنا ابوعُبَیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پہلے تو اس مچھلی کو مردار کہا پھر حالتِ اضطِرار قرار دے کر تناوُل بھی فرمایا، یہاں تک تو مسئلہ واضح ہے اور اس کی گنجائش بھی ہے لیکن حدیثِ مبارَکہ میں آگے چل کر یہ بھی ہے کہ رسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم نے بھی اس مچھلی سے کچھ تناوُل فرمایا حالانکہ سرکارِ والاتَبار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم تو حالتِ اِضطِرار میں نہیں تھے اس کا کیا جواب ہو گا؟

جواب: جواباً دارالافتاء اہلسنت کے ایک مفتی صاحب کی تحقیق چند الفاظ کے ردّوبدل کے ساتھ پیش کی جاتی ہے: مچھلی ایسا جانور ہے جس کے ذَبح کی حاجت نہیں ہوتی۔ حضرت سیِّدُنا ابوعُبَیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اس کے حلال ہونے کا علم نہیں تھا یا پھر یہ کہ ملنے والی مچھلی ایسی تھی جو سَمُندر کے کَنارے پڑی ہوئی ملی تھی، اِسے باقاعِدہ شکار نہیں کیا گیا تھا اِس بِنا پر مزید شُکُوک پیدا ہوئے اور اُنہوں نے اِس مچھلی کو مُردار قرار دیا مگر پھر اپنے اِجتِہاد سے حالتِ اضطِرار کی بِنا پر اسے کھانے کا حکم دیا لیکن ان کا مچھلی کو مُردار گمان کرنا (اجتہادی خطا تھی) اسی بِنا پر سرکارِ نامدار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم نے حالتِ اضطِرار نہ ہوتے ہوئے بھی اِسے تناوُل فرمایا۔ شارحینِ حدیث نے سرورِ کائنات صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم کی طرف سے اس مچھلی کے کھائے جانے کے سلسلے میں مختلف نِکات ارشاد فرمائے ہیں مَثَلاً یہ غیبی رِزق اور بَرَکت والا گوشت تھا اِس لئے ، محبوبِ رب، تاجدارِ عَرَب صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم نے اسے طلب فرما کر تناوُل فرمایا، وَغَیرُ ذٰلِک، اس نکتے کے ساتھ ساتھ عین

ممکن ہے کہ حضرت سیّدُنا ابوعُبیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (کی اجتہادی خطا دور کرنے) کے لئے غیب دان آقا صلّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلّم نے بطورِ خاص اس مچھلی کا گوشت تناوُل فرمایا تاکہ ان کو اور دیگر حضرات کو اس کے حلال ہونے کا علم ہو جائے۔ (ماخوذ مچھلی کے عجائبات)

واللہ تعالٰی اعلم ورسولہ اعلم عزوجل و علیہ السلام

حضور ﷺ کے سایہ پر دلائل کا جواب

سوال:: نجدی لوگ، رسول اللہ علیہ السلام کا سایہ ثابت کرنے کیلیئے درج ذیل دلائل پیش کرتے ہیں براہِ کرم ایک ایک دلیل کا جواب دیجئے۔۔ نجدیہ کے دلائل ہو۔۔

(1)....قرآن مجید میں للہ تعالٰی نے ایک مقام پر فرمایا ہے کہ:

اور جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی اور ناخوشی سے للہ تعالٰی کے آگے سجدہ کرتی ہیں اور اُن کے سائے بھی صُبح و شام سجدہ کرتے ہیں۔'

(سورۃ رعد، آیت نمبر:15)

(2)....ایک اور مقام پر فرمایا:

کیا وہ دیکھتے نہیں کہ جو کچھ اللہ پاک نے پیدا کیا ہے انکے سائے اللہ پاک کو سجدہ کرتے ہوئے دائیں بائیں ڈھلتے ہیں، اس حال میں کہ وہ سب عاجزی کرنے والے ہیں،

(سورۃ النحل آیت:45)

اِن دونوں آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان و زمین میں للہ نے جتنی مخلوق پیدا کی ہے اُن کا سایہ بھی ہے اور رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو للہ کی مخلوق ہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی سایہ تھا۔،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سائے کے متعلق کئی احادیث موجود ہیں جیسا کہ:

(3)....سیّدنا اَنس رضی اللہ عنہہ فرماتے ہیں کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور بالکل نماز کی حالت میں اپنا ہاتھ اچانک آگے بڑھایا مگر پھر جلد ہی پیچھے ہٹا لیا،

ہم نے عرض کیا کہ اے للہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آج آپؐ نے خلافِ معمول نماز میں نئے عمل کا اضافہ کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہیں، ۔بلکہ بات یہ ہے کہ میرے سامنے ابھی ابھی جنت پیش کی گئی میں نے اِس میں بہترین پھل دیکھے تو جی میں آیا کہ اِس میں سے کچھ اُچک لوں مگر فوراً حکم ملا کہ پیچھے ہٹ جاؤ میں پیچھے ہٹ گیا پھر مجھ پر جہنم پیش کی گئی۔

((حَتّٰی رَأَیْت ظِلِیّ وَظِلِیّ وَظِلَّلکُمْ)) اِس کی روشنی میں، میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا، دیکھتے ہی میں نے تمہاری طرف اشارہ کیا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔

(صحیح ابن خزیمہ، ج2/ص50/حدیث 892)

(قال الاظمی إسنادہ صحیح) اسکی سند صحیح ہے

(مستدرك حاکم، ج4/ص456)

امام ذہبیؒ نے تلخیص مستدرک میں فرمایا: ھذا حدیث صحیح، یہ حدیث صحیح ہے,

(4)..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

فبينما أنا يوماً في منصف النهار اذا أنا بظل رسول الله مقبلاً

"اچانک دیکھتی ہوں کہ دوپہر کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک آرہا ہے،

(مسند احمد' ج43/ص296/ح26250) (مسند احمد، ج41/ص462/ح25002) (طبقات الکبریٰ، ج8/ص127) (مجمع الزوائد، ج4/ص323)

(5)..... اسی طرح کی ایک طویل روایت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے جس کا ایک حصہ کچھ یوں ہے:

"فلما كان شهر ربيع الاول دخل عليها فرأت ظله......الخ'

جب ربیع الاول کا مہینہ آیا تو آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے انھوں نے آپ ﷺ کا سایہ دیکھا...

(مسند احمد، ج44/ص436/حدیث، 26866)

یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک تھا اور آپ کا سایہ ہونے سے آپکی نبوت وعظمت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، اور جو یہ سمجھے کہ آپ کا سایہ ثابت ہونے سے آپکی شان کم ہو جاتی نعوذ باللہ وہ اپنے کمزور ایمان کو پختہ کرے۔۔!!

الجواب::: (آیت نمبر 1 اور 2 کا جواب)

حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ ثابت کرنے کیلئے نجدی نے دو آیات پیش کر کے کہا کہ:

"معلوم ہوتا ہے کہ آسمان و زمین میں للہ نے جتنی مخلوق پیدا کی ہے اُن کا سایہ بھی ہے اور رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو للہ کی مخلوق ہیں لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی سایہ تھا" (نجدی کے لفاظ)

نجدی کے اخذ کردہ مفہوم کے مطابق ساری مخلوق کا سایہ ہے تو نجدی جواب دے کہ

کیا سورج کا سایہ ہے ؟؟؟

کیا چاند کا سایہ ہے ؟؟؟

کیا ستاروں کا سایہ ہے ؟؟؟

اگر ہے تو دلیل پیش کرو اگر نہیں تو کیا انکے مخلوق ہونے سے انکار کرو گے ؟؟؟

اگر انکار کرو گے تو پھر اپنے ایمان کی خیر مناؤ.......

پس ثابت ہوا کہ جس طرح سورج چاند ستارے اللہ کہ مخلوق ہیں لیکن انکا سایہ نہیں ہے- اسی طرح سیّدِ عالَم وجہِ تخلیقِ کائنات محمدِ عربی علیہ السلام کا بھی مخلوق ہونے کے باوجود سایہ نہیں-

کسی جگہ ایک عام قاعدہ ذکر کیا جاتا ہے اور پھر دوسری دلیل سے اسکی تخصیص کر دی جاتی ہے- جیسے اللہ نے انسان کی پیدائش کا قاعدہ بیان کیا" خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن نُّطْفَةٍ "یعنی کہ انسان کو نطفے سے پیدا کیا گیا-

لیکن دوسری دلیل سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخصیص کر دی کہ انکو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے- حضرت حواء سلام اللہ علیھا کی تخصیص کر دی کہ انکو آدم علیہ السلام کے نفس سے پیدا کیا گیا- اور عیسیٰ حضرت علیہ السلام کو بھی بغیر نطفے کے پیدا کیا گیا-

اسی طرح تمھاری پیش کردہ آیات کریمہ میں یہ عام قاعدہ کا ذکر ہوا لیکن دوسری آیات میں حضور علیہ السلام کی نورانیت کا بیان فرما کر حضور کے نور ہونے کی وجہ سے آپکی تخصیص کر دی-

دلیل نمبر 3 کا جواب::

نجدی کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

((حَتّٰی رَأَیْت ظِلِیّ وَظِلِیّ وَظِلَّلکُمْ))اِس کی روشن ی میں، میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا،

کمالات رسالت کے منکرین کی بے بصری موجب حیرت ہے، ان لوگوں نے "ظلی وظلکم" ک ی حدیث سے حضور علیہ السلام کا جسمانی تاریک سایہ ثابت کرتے وقت اتنی بات بھی نہ سوچی کہ اگر اس حدیث سے حضور کا سایہ ثابت ہوا تو یا مسجد نبوی میں ہوگا یا دوزخ میں یا جنت میں، کیونکہ یہ واقعہ عین نماز فجر کا ہے جس وقت حضور اور صحابہ کرام مسجد نبوی میں تھے، ذرا غور کرنے سے یہ بات واضح ہو سکتی ہے کہ تینوں جگہوں میں سے ایک جگہ پر بھی اس وقت سایہ کا وجود ممکن نہ تھا،

کیونکہ نماز فجر کا وقت آخر شب کی ہلکی سیاہی کا وقت ہوتا ہے، اس وقت کسی سایہ دار چیز کا سایہ ظاہر نہیں ہوتا،

اور جنت میں بھی کسی جنتی کا سایہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ جنت میں ہر وقت ایسا سایہ رہتا ہے جیسے طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیانی وقت میں سایہ ہوتا ہے اور سایہ میں کسی کا سایہ نظر نہیں آتا، اس لئے جنت میں بھی سایہ دیکھنا متصور نہیں۔

اب قرآن و حدیث میں جنت کے درختوں کا سایہ مذکور ہے تو اس سے کیا مراد ہے؟؟

اس کا جواب امام فخر الدین رازی، علامہ ابو سعود اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے دیا ہے جو ان ہی کی عبارات سے ہم نقل کر کے ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں

1... امام رازی رحمة الله علیه تفسیر کبیر میں آیۂ مبارکہ ''وَدَانِیَةً عَلَیْھِمْ ظِلاَلُھَا'' کے تحت ارقام فرماتے ہیں؛؛

''(السوال الثانی) الظل انما یوجد حیث توجد الشمس فان کان لا شمس فی الجنة فکیف یحصل الظل هناك

(والجواب) المراد ان اشجار الجنة تکون بحیث لوکان هناك شمس لکانت تلك الاشجار مظلة منها۔ انتھٰی

ترجمہ: آیت میں دوسرا سوال یہ ہے کہ سایہ وہیں پایا جاتا ہے جہاں سورج ہو۔ جنت میں جب سورج نہیں تو درختوں کا سایہ کیسے ہوگا؟

(الجواب) مراد یہ ہے کہ جنت کے درخت اس حیثیت سے ہوں گے کہ اگر وہاں سورج ہو تو وہ اس کی وجہ سے سایہ دار ہو جائیں۔ (انتہیٰ)۔"

(تفسیرِ کبیر، جلد8، صفحہ396، مطبوعہ مصر)

2... علامہ ابو سعود اسی آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں؛:

"علی معنی انه لوکان هناك شمس موذیة لکانت اشجارها مظلة علیهم مع انه لا شمس ثمة ولا قمر۔ انتهٰی

یعنی: (جنت کے درختوں کے سائے جنتیوں پر جھکے ہوں گے) یہ کلام اس معنی پر محمول ہے کہ اگر وہاں دھوپ کی تکلیف ہو تو وہ درخت جنتیوں پر اپنے سائے ڈالنے لگیں۔ باوجود اس کے کہ وہاں نہ سورج ہے نہ چاند (جس کی وجہ سے سایہ ہو) انتہیٰ۔"

(تفسیرِ ابو سعود بہامش کبیر، جلد8، صفحہ396، مطبوعہ مصر)

3... حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں فرماتے ہیں؛:

"(فی ظلها) ای فی نعیمها وراحتها ومنه قولهم "عیش ظلیل" وقیل معنی ظلهانا حیتها واشار بذالك الی امتدادها ومنه قولم انا فی ظلك ای فی ناحیتك قال القرطبی والمحوج الی هذا التاویل ان الظل فی عرف اهل الدنیا مایقی من حر الشمس واذاها ولیس فی الجنة شمس ولا اذی۔ انتهٰی

یعنی: حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کے ظل میں کوئی شخص سوار ہو کر سو برس تک چلتا رہے تو اسے قطع نہ کر سکے۔ اس حدیث میں "فی ظل" کے معنی ہیں "فی نعیمہا وراحتہا" (یعنی اس کی نعمتوں اور راحتوں میں) اور اسی معنی سے اہل عرب کا یہ قول ماخوذ ہے "عیش ظلیل" (نعمت و راحت والی زندگی) اور بعض نے کہا کہ یہاں "ظل" بمعنی "ناحیہ" ہے (یعنی گرد و نواح) فرمایا یعنی وہ درخت اتنا بڑا اور لمبا ہوگا کہ اس کے گرد و نواح کی مسافت سو برس تک بھی کسی سوار سے طے نہ ہو سکے گی اور اسی معنی سے اہل عرب کا یہ قول ماخوذ ہے "انا فی ظلک" یعنی میں تیرے گرد و نواح (قرب و جوار) حفظ و امان میں ہوں۔ قرطبی نے کہا:

اس تاویل کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ اہل دنیا کے عرف میں ظل وہ ہے جس کے ذریعہ سورج کی گرمی اور اس کی تکلیف سے بچاؤ حاصل کیا جائے۔ جنت میں نہ سورج ہوگا نہ اس کی تکلیف (اس لئے وہاں اس سے بچاؤ کے لئے کسی چیز کے سایہ کی ضرورت ہی نہیں۔ انتہیٰ"

(فتح الباری، جلد6، صفحہ251، مطبوعہ مصر)

اَب تیسری جگہ دوزخ ہے، تو مجھے اُمید نہیں کہ مخالفین دوزخ میں حضور کا سایہ مانتے ہوں اور اگر خلاف اُمید ان کا مسلک فی الواقع یہی ہے تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ سایہ ہمیشہ روشنی میں ہوتا ہے اور دوزخ کی آگ دنیاوی آگ کی طرح روشن نہیں بلکہ وہ سیاہ اور تاریک ہے، دیکھئے

روایات ملاحظہ ہو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أُوقِدَ عَلَى النَّارِ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى احْمَرَّتْ، ثُمَّ أُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى ابْيَضَّتْ، ثُمَّ أُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى اسْوَدَّتْ فَهِيَ سَوْدَاءُ مُظْلِمَةٌ .

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جہنم کی آگ ایک ہزار سال دہکائی گئی یہاں تک کہ سرخ ہوگئی، پھر ایک ہزار سال دہکائی گئی یہاں تک کہ سفید ہوگئی، پھر ایک ہزار سال دہکائی گئی یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی، اب وہ سیاہ ہے اور تاریک ہے"۔

(جامع ترمذی، حدیث 2591، مطبوعہ دار السلام ریاض سعویہ)

دوسری روایت::

عن أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أُوقِدَتِ النَّارُ أَلْفَ سَنَةٍ فَابْيَضَّتْ، ثُمَّ أُوقِدَتْ أَلْفَ سَنَةٍ فَاحْمَرَّتْ، ثُمَّ أُوقِدَتْ أَلْفَ سَنَةٍ فَاسْوَدَّتْ، فَهِيَ سَوْدَاءُ كَاللَّيْلِ الْمُظْلِمِ .

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم ہزار برس تک بھڑکائی گئی تو اس کی آگ سفید ہوگئی، پھر ہزار برس بھڑکائی گئی تو وہ سرخ ہوگئی، پھر ہزار برس بھڑکائی گئی تو وہ سیاہ ہوگئی، اب وہ تاریک رات کی طرح سیاہ ہے۔

(ابن ماجہ، حدیث: 4320، مطبوعہ دار السلام ریاض سعویہ)

اور ظاہر ہے کہ سیاہی اور تاریکی میں سایہ نہیں ہوتا، اَب مخالفین بتائیں کہ حتی رأیت ظلی وظلکم کے معنی جو آپ کرتے ہیں کہ "میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا" یہ معنی کیسے درست ہوسکتے ہیں۔

تو یہاں (ظل) سایہ سے تاریک سایہ مراد نہیں بلکہ حضور علیہ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین کی شخصیات وجسم مراد ہے۔ کیونکہ "ظل" کا معنی فقط تاریک سایہ نہیں ہے۔۔ ظل کا اطلاق ذات وشخصیت پر بھی ہوتا ہے۔ تاج العروس میں ہے؛؛

"الظل من کل شئی شخصه

ہر چیز کا ظل اس کی ذات"

(تاج العروس، سید مرتضیٰ الزبیدی، صفحہ 426 جلد 7، مطبوعہ بیروت)

مجمع بحار الانوار میں علامہ شیخ محمد طاہر پٹنی فرماتے ہیں؛؛

وظلالهم شخوصهم

یعنی ان کے ظلال (سایے) سے ان کے اشخاص یعنی اجسام مراد ہیں۔

(مجمع بحار الانوار، جلد 2، صفحہ 333، 334، مطبوعہ نولکشور، لکھنئو ھند)

ناظرین کرام کو معلوم ہوگیا کہ کتب لغت میں ظل بمعنی سایہ ہی نہیں بلکہ اس کے اور بھی بہت سے معنی ہیں اور ان معانی میں ظل بمعنی شخص بھی وارد ہے، یعنی شخص اور جسم کو بھی لغت عرب میں ظل کہا جاتا ہے اور ان معنی کی تائید میں بعض مفسرین کی عبارات بھی ہدیۂ

ناظرین کی جاتی ہیں، دیکھئے تفسیر مظہری میں ہے۔؛؛

''ویمکن ان یقال المراد بمن فی السمٰوات والارض حقائق من فیہا وارواح الملئکۃ والمؤمنین وبظلالہم اشخاصہم وقوالبہم کما عبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ الظاہر بالسواد والباطن بالخیال حیث قال فی سجودہٖ سجد لک سوادی وخیالی وہذا التاویل اولیٰ مما سبق لان الظلال التی یری فی ضح الشمس عبارۃ عن سواد موضع لم یصل الیہ ضوء الشمس لحجاب جثۃ الشیٔ وذٰلک امر عدمیٌ لا وجود لہا فکیف یسند الیہ السجود۔''

''یعنی: اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے وہ حقائق مراد ہیں جو آسمانوں اور زمینوں میں پائے جاتے ہیں اور فرشتوں اور مومنین کی روحیں، اور ان کے ''ظلال'' سے ان کے اشخاص اور قوالب مراد ہیں جیسا کہ حضور ﷺ نے اپنی دُعا میں ظاہر کو سواد اور باطن کو خیال سے تعبیر فرمایا، چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سجدے میں یہ الفاظ فرمائے سجد لک سوادی وخیالی (اے اللہ تیرے لئے میرے سواداور خیال (ظاہر وباطن) نے سجدہ کیا) اور یہ تاویل یعنی ظلال سے اشخاص اور قوالب مراد لینا پہلی تاویل سے اولی ہے، اس لئے کہ وہ سائے جو سورج کی روشنی میں نظر آتے ہیں وہ عبارت ہیں اس جگہ کی سیاہی سے جہاں کسی جسم کثیف کے حاجب ہونے کی وجہ سے سورج کی روشنی نہیں پہنچتی اور ظاہر ہے کہ یہ سیاہی جسے ہم ظل کہہ رہے ہیں محض ایک امر عدمی ہے جس کے لئے کوئی وجود نہیں، تو ایسی صورت میں اس کی طرف سجدے کی اسناد کیونکر صحیح ہوگی۔ انتہیٰ۔''

(تفسیر مظھری، جلد5، پارہ13، سورہ رعد، صفحہ18)

دیکھئے صاحبِ تفسیر مظہری نے صاف اور واضح لفظوں میں ظل کے معنی شخص اور قالب کے بیان کئے ہیں۔

اسی طرح تفسیر معالم التنزیل میں ہے:

''وقیل ظلالہم ای اشخاصہم''

یعنی آیت قرآنیہ یتفیّؤُا ظلالہ میں ان کے اجسام مراد ہیں، اور یہاں ظل بمعنی سایہ نہیں بلکہ بمعنی شخص اور بدن ہے۔ انتہیٰ۔ ''

(تفسیر معالم التنزیل، پ23، صفحہ11)

معلوم ہوا کہ یہاں بھی ظل کے معنی جسم کے تاریک سایہ کے نہیں بلکہ وہی "شخص" اور جسم کے معنی ہیں جو ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں، اور ''رأیت ظلی وظلکم'' کے معنی یہ ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو اور تم سب کو دیکھا۔

(4)..... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

فبینما أنا یوماً فی منصف النہار اذا أنا بظل رسول اللہ مقبلاً

"اچانک دیکھتی ہوں کہ دوپہر کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ مبارک آرہا ہے ،

(مسند احمد ' ج43/ص296/ح26250) (مسند احمد، ج41/ص462/ح25002) (طبقات الکبریٰ، ج8/ص127) (مجمع الزوائد، ج4/ص323)

(5).....اسی طرح کی ایک طویل روایت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے جس کا ایک حصہ کچھ یوں ہے:

"فلما کان شھر ربیع الاول دخل علیھا فرأت ظلہ......الخ"

جب ربیع الاول کا مہینہ آیا تو آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے انھوں نے آپ ﷺ کا سایہ دیکھا...

(مسند احمد، ج44/ص436/حدیث،26866)

دلیل نمبر4,5:: کا جواب::

اس حدیث سے مراد معروف تاریک سایہ نہیں جو کثیف اجسام کا ہوتا ہے- کیونکہ مدینہ منورہ میں گرمی کی ٹھیک دوپہر میں ترچھا سایہ دراز سایہ پڑتا ہی نہ نہیں- اور اتنا دراز سایہ کہ دوسرا اس میں چل سکے- یہ تو گرمیوں میں دوپہر کے وقت ہمارے ہاں بھی نہیں پڑتا- لہذا یہاں یہ سایہ مراد نہیں عربی بلکہ اردو میں بھی رحمت مہربانی و کرم اور پناہ یا "مد ظلھم کہ انکا سایہ دراز ہو" اور انکا سایہ پڑتا رہے- مطلب یہ کہ آپکی مہربانی رحمت پناہ ہمیشہ رہے- "ظِل" لفظ کی دوسرا یہ کہ ظِل (سایہ) سے مراد شخصیت و ذات بھی ہوتی ہے- ہم نے اسکی توجیہہ تفصیلا اوپر پیش کر دی ہے-

اگر آلِ نجد اب بھی کہے کہ نہیں جی ہماری پیش کردہ روایت میں تاریک سایہ ہی مراد ہے تو روایت ملاحظہ ہو:

حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"السلطان العادل المتواضع ظل اللہ"

"عاجزی کرنے والا عدل کرنے والا بادشاہ اللہ کا سایہ ہے"

(جامع الصغیر، جلد2، صفحہ296، رقم الحدیث: 4821، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

دوسری جگہ حدیث میں فرمایا:

"سبعۃ یظلھم اللہ تحت ظل عرشہ"

"سات آدمی ہیں کہ اللہ انہیں اپنے عرش کے سایہ میں رکھے گا-"

(جامع الصغیر، جلد2، صفحہ285، رقم الحدیث: 4647، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اب تو نہ ہی اللہ کا جسمِ کثیف ہے اور نہ ہی عرشِ اعظم سایہ دار جسم ہے یہاں دونوں جگہ ظل یعنی سایہ سے مراد رحمت اور پناہ کے ہیں

اسی طرح بخاری شریف میں پورا باب ہے جسکا نام ہے

باب ظل الملائکۃ علی الشھید

شہید پر فرشتوں کے سایہ کرنے کا باب

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد، صفحہ466، باب نمبر: 20، مطبوعہ دار السلام ریاض سعویہ)

اب اس باب کے تحت امام بخاری علیہ الرحمہ نے فرشتوں کے شہید پر سایہ کرنے کی حدیث بھی نقل کی ہے تو کوئی نجدی بتائے کیا کبھی کسی شہید پر فرشتے کا تاریک سایہ نظر آیا ہے ؟؟

اگر نہیں تو ماننا پڑے گا کہ اس سائے مراد سایہ رحمت ہے - اور تمہاری پیش کردہ روایات میں بھی سایہ سے مراد سایہ رحمت یا شخصیت ہے.

اگر اب بھی شک ہو تو دیکھو آلِ نجد کا محدث اور انکا کلیم اللہ مولوی نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتا ہے کہ:

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سایہ زمیں پر نہ پڑتا - اور نہ دھوپ و چاندنی میں سایہ آپ کا نظر آتا -

(الشمامة العمبرية، صفحه 51، مطبوعه فاران اکیڈمی اردو بازار لاهور)

چلو ہماری نہ مانو اپنے گھریلو کلیم اللہ ہی کی مان لو - اگر اب شک ہو تو لگاؤ فتویٰ اپنے محدث بھوپالی پر.....

الحمد اللہ... نجدیہ کی پیش کردہ ایک ایک دلیل کا تحقیقی جواب رضوی فقیر نے پیش کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آلِ نجد کو ھدایت نصیب فرمائے۔۔

واہ کیا خواب فرمایا ہے میرے امام نے:

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور

سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے، نہ سایہ نور کا

ابن تیمیہ کی قبر کی مٹی میں شفاء

نجدیو کیا یہ شرک نظر نہیں آرہا؟؟؟؟

أَخْبرنِي بِشَيْء غَرِيب قَالَ كنت شَابًّا وَكَانَت لى بنت حصل لَهَا رمد وَكَانَ لنا اعْتِقَاد فِي ابْن تَيْمِية وَكَانَ صَاحب وَالِدى وَيَأْتِي الينا ويزور وَالِدى فَقلت فِي نَفسِي لآخذن من تُرَاب قبر ابْن تَيْمِية فلأكحلها بِهِ فانه طَال رمدها وَلم يفد فِيهَا الْكحل فَجئْت الى الْقَبْر فَوجدت بغداديا قد جمع من التُّرَاب صررا فَقلت مَا تصنع بِهَذَا قَالَ أَخذته لوجع الرمد أكحل بِهِ أَوْلَادًا لى فَقلت وَهل ينفع ذَلِك فَقَالَ نعم وَذكر أَنه جربه فازددت يَقِينا فِيمَا كنت قصدته فَأخذت مِنْهُ فكحلتها وَهِي نَائِمَة فبرأت

ترجمہ: مجھے ایک عجیب چیز کے بارے میں خبر دی ہے۔ کہا میں جوان تھا اور میری ایک بیٹی تھی جس کو آشوب چشم کی بیماری تھی اور ہمارا ابن تیمیہ کے بارے میں بڑا اچھا اعتقاد تھا وہ میرے والد کا دوست تھا وہ ہمارے پاس میرے والد کی زیارت کے لیے آتا رہتا تھا میں نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ میں ضرور ابن تیمیہ کی قبر کی مٹی لوں گا اور اس کا سرمہ بیٹی کی آنکھ میں ڈالوں گا اس لیے کہ کافی عرصے سے اس کی آنکھیں خراب ہیں اور اس کو سرمہ فائدہ نہیں دے رہا. پس میں قبر کے پاس آیا تو میں نے وہاں بغدادی کو پایا جو کہ وہاں مٹی جمع کر رہا تھا تو میں نے اس سے کہا تو اس سے کیا کرے گا تو اس نے جواب دیا میں اس کو آنکھوں کے درد کے لئے لے رہا ہوں کہ اس کا سرمہ اپنی اولاد کو ڈالوں گا. تو میں نے کہا کیا یہ کوئی فائدہ دے گا اس نے کہا جی ہاں. اور اس نے ذکر کیا کہ اس نے اس کا تجربہ کیا ہوا ہے تو جس بات کا میں

نے ارادہ کیا ہوا تھا اس میں میرا یقین اور زیادہ ہوگیا تو پس میں نے وہاں سے مٹی اٹھائی اور اس کا سرمہ اپنی بیٹی کو سونے کی حالت میں ڈالا تو وہ ٹھیک ہوگئی"

(الرّد الوافر، صفحہ 134، مطبوعہ المکتب السلامی)

واضح عبارت کمنٹ میں ملاحظہ فرمائیں-

یہ وھابیہ نجدیہ ابنِ تیمیہ کی قبر کی مٹی کو بطور شفاء آنکھوں میں ڈالنے کیلئے لیکر جاتے ہیں یہاں انکو شرک نظر نہیں آتا؟؟؟
شاید کوئی نجدی کہہ دے کہ وہ ہمارا بندہ نہیں تھا- تمہارا سنی بندہ تھا- ہم ابنِ تیمیہ کو مردود اور بے ادب و گمراہ سمجھتے ہیں- تو لہذا ہمارا مٹی اٹھانے کا تصور ہی نکل جاتا ہے- جس سے یہ ثابت ہوا کہ مٹی کو بطورِ شفاء لیکر جانے والے ابنِ تیمیہ کے عاشق وھابیہ نجدیہ ہی تھے-

اب اگر ہم تصویر کے دوسرے رُخ کو دیکھتے ہیں تو وھابیہ کے محقق عَمرِو بن عبد المنعم بن سُلَیْم اور مولوی زبیر علیزئی لکھتے ہیں کہ حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارکہ کو چھونا یعنی برکت کیلئے ہاتھ لگانا بھی حرام ہے-

یہی بات یہی ابنِ تیمیہ جسکی مٹی کو نجدیہ تبرک سمجھ کر آنکھوں کا سرمہ بنا رہے ہیں- لکھتا ہے کہ نبی علیہ السلام کی قبر کو بطورِ تبرک چھونے اور ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں-

حالانکہ کے امام ذہبی علیہ الرحمہ نے اس پر دلائل دیئے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی قبرِ انور کو بطورِ تبرک چھونا جائز ہے-
لیکن نجدی بے ایمان،،، امامِ ذہبی علیہ الرحمہ پر برس پڑا کہتا کہ نبی علیہ السلام کی قبر کو چھونے کے متعلق ذہبی کا مؤقف غلط ہے، ذہبی پر بھروسہ نہیں- ذہبی کا حاشیہ فضول ہے..... باطل ہے وھابیہ اسکا ردّ کریں-

اب وھابیہ نجدیہ سے سوال ہے کہ جس چیز کو تم لوگ رسول اللہ علیہ السلام اور اولیاء کے حق میں شرک و حرام متصور کرتے ہو وہی چیز وھابیہ ابنِ تیمیہ کہ قبر سے فیوض و برکات اور دافع البلاء جانتے ہوئے کر رہے ہیں....... کیا یہاں شرک نظر نہیں آتا یا دشمنی صرف اولیاء انبیاء سے ہی ہے؟؟؟

اللہ فرماتا ہے:

یاایھاالذین امنوا لاتقدّموا بین یدی اللہ و رسولہ

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو"

(الحجرات)

لیکن وھابیہ اپنے مولویوں کو رسول اللہ علیہ السلام سے آگے بڑھا رہے ہیں۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے

یہ گھٹائیں اُسے منظور ہے بڑھانا تیرا

حضرت ابوبکر کی صداقت شیعہ کتاب سے

شیعہ کے مجتہد عالم ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن ابوالفتح الاربلی نے حضرت امام جعفر الصادق رضی للہ عنہ کا نسب بیان کرتے ہوئے لکھا:

کہ آپ کی ماں کا نام ام فروہ (رضی للہ عنہا) ہے جو بیٹی ہیں حضرت قاسم (رضی للہ عنہ) کی اور حضرت قاسم بیٹے ہیں حضرت محمد (رضی للہ عنہ) کے اور محمد بیٹے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی للہ عنہ کے !

"ام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ"

(کشف الغمہ فی معرفتہ الائمہ,الجزء الثانی صفحہ ٣٦٨,تالیف : ابی الحسن علی بن عیسیٰ بن ابی الفتح الاربلی (٦٩٣ھ),مطبوعہ دار الاضواء بیروت لبنان)

حضرت ابوبکر کے نام کے ساتھ لفظ """"صدیق"""" واضح طور پر لکھا ہے اور رضی اللہ عنہ بھی لکھا ہے۔۔

شیعہ عالم الاربلی نے اور بھی کئی مقامات پر ایسا لکھا ہے !

شیعہ حضرت کو چاہئے کہ اپنے مجتہد کی مانتے ہوئے صدیق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کی صداقت کو تسلیم کر لیں۔۔ ورنہ جان لیں کہ صدیق کو تبرا کرے اس سے بڑا کذاب کوئی نہیں۔

اور حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے پوتے حضرت قاسم کی بیٹی جا نکاح امام باقر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے ہوا، انہی سے امامِ جعفرِ صادق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ پیدا ہوا ہوئے۔ اس لحاظ سے حضرت صدیقِ اکبر، اہلبیت کے ان آئمہ کے نانا جان لگے۔

تبّرا کرنے والوں کو سوچنا چاہیئے کہ کس کے نانا کو گالیاں دے رہے ہیں اور برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ کیا امامِ باقر و امامِ جعفرِ صادق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہم کا دل نہیں دُکھتا ہو گا ؟ جب انکے نانا صدیقِ اکبر کو گالیاں دی جاتی ہونگی ؟

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ صحابہ کرام و اہلبیت کی سچی سُچی محبت نصیب فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

نبی کی آنکھ کے تارے میرے صدیقِ اکبر ہیں (علیہ السلام و رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ)

قبر رسول سے آنے والی آوازیں شیطانی (ابن تیمیہ کا عقیدہ)

بدمذھبوں کا مجسّمی امام، ابنِ تیمیہ لکھتا ہے کہ:

"قبر کو بت بنانا شرک کی ابتداء ہے، اس کے لئے اس (قبور) کے پاس بھی بعض لوگوں کو کبھی آوازیں سنائی دیتی ہیں، صورتیں دِکھائی دیتی ہیں، کوئی عجیب و غریب تصرف نظر آتا ہے۔ جسے وہ مرد کی کرامت سمجھتے ہیں، مثلاً کبھی دکھائی دیتا ہے کہ قبر شق ہوگئی مردہ باھر نکل آیا باتیں کیں معانقہ کیا، اس طرح چیزیں نبیوں اور انکے علاوہ دوسروں کی قبروں پر بھی پیش آسکتی ہیں، مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سب شیطان کی چالیں ہیں، جو آدمی بھیس میں ظاھر ہو کر مکر فریب کا کرشمہ دکھاتا ہوا کہتا ہے کہ میں فلاں نبی یا فلاں شیخ ہوں۔"

(کتاب الوسیلہ، صفحہ 51، مطبوعہ ادارہ ترجمانِ السنۃ شیش محل روڈ، لاھور)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قبر سے آنے والی عظیم آوازیں تابعیٔ رسول کی زبانی::

امامِ دارمی علیہ الرحمہ روایت نقل کرتے ہیں:

أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ ، قَالَ : " لَمَّا كَانَ أَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا ، وَلَمْ يُقَمْ وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ الْمَسْجِدِ ، وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلَاةِ إِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ " ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

یعنی: سعید بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ جب واقعہ "حرّہ" کا زمانہ تھا تو نب ی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں تین دن تک نہ اذان کہی گئی اور نہ اقامت ہوئی اور سعید بن مسیّب علیہ الرِحمہ مسجد میں ہی (چھپے) رہے اور نماز کا وقت ایک گنگناہٹ سے پہچانتے تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر سے سنائی دیتی تھی.

(سنن الدارمی، بَاب مَا أَكْرَمَ اللَّهُ تَعَالَى نَبِيَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهِ، رقم الحدیث:93، مطبوعہ انصار السنّۃ پبلیکیشنز لاھور)

اسکے حاشیے میں لکھا کہ اسکے رجال ثقہ ہیں-

وہ گنگناہٹ کی آواز کس چیز کی تھی؟؟؟

وھابیہ کے یہی بڑے ابو ابنِ تیمیہ نقل کرتے ہیں:

''وکان سعید بن المسیب فی ایام الحرّۃ یسمع الاذان من قبر النبی فی اوقات الصلوۃ وکان المسجد قد خلا فلم یبق فیہ غیرہ''

یعنی:: حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ "ایامِ حرّہ" میں نماز کے وقت نبی علیہ السلام کی قبر سے اذان کی آواز سُنتے اس حال میں کہ مسجدِ نبوی میں انکے علاوہ کوئی اور نہ تھا

(الفرقان بین الاولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطٰن، صفحہ 226، مطبوعہ بیروت)

اب رسول اللہ ﷺ کی قبرِ انور سے جو اذان و قامت کی آوازیں آتی تھیں۔ ابنِ تیمیہ اسکو شیطان کی چالیں کہہ رہا ہے معاذاللہ۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر شیطان بھی کہیں راستے میں عمر سے مل جائے، تو جھٹ وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ پکڑ لیتا ہے۔''

(صحیح بخاری، حدیث:3294، مطبوعہ دار السلام ریاض)

جب آقا کریم ﷺ کے غلاموں کو دیکھ کر شیطان اپنا رستہ چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔

تو خود رسول اللہ ﷺ کی قبرِ انور کے اندر سے اپنی شُبدے بازیاں اور چالیں کیسے دِکھا سکتا ہے؟؟؟؟

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ نجدیوں کو عقلِ سلیم و ھدایت عطا فرمائے آمین

ابنِ تیمیہ کے مرنے کے بعد نجدیوں نے اُس کی کسطرح پُوجا کی...

خیال رہے جو چیزیں ابنِ تیمیہ کے بارے میں نجدیوں نے کیں انہی چیزوں کو نجدی اھلسنت کے حق میں لفظِ پُوجا سے تعبیر کرتے ہیں. اسی لئے ہم نے انہی کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے پُوجا کا لفظ استعمال کیا.

اب ملاحظہ ہو کہ ابنِ تیمیہ کے مرنے کے بعد نجدیوں نے غُلُوّ کی حدیں کیسے پار کیں.

ابن تیمیہ کے شاگرد نے لکھا کہ جب ابنِ تیمیہ مر گیا تو:

ابن تیمیہ کے غسل سے قبل ایک جماعت نے اس کے پاس قرآن خوانی کی۔

اور اسے دیکھ کر اور اسکا جسم چوم کر برکت حاصل کی۔

پھر مرد چلے گئے اور عورتیں حاضر ہوئیں انہوں نے بھی ابن تیمیہ کے جسم کو دیکھ اور چوم کر برکت حاصل کی۔ پھر عورتیں چلی گئیں.

اورآپس میں غسل کا بچا ہوا پانی تقسیم کیا گیا.

اور لوگوں نے اپنے عمامے اور رومال ابن تیمیہ کی لاش پر تبرک لینے کے لئے ڈال دیئے.

(البدایۃوالنھایۃ،الجزالثامن عشر ،صفحہ296،مطبوعہ دار الھجر بیروت)

ایک جماعت نے ابن تیمیہ کے غسل سے بچا ہوا پانی پیا.

اور بیری کے پتے آپس میں تقسیم کیئے جس کے ساتھ ابن تیمیہ کو غسل دیا گیا تھا.

(البدایۃوالنھایۃ،الجزالثامن عشر ص297،مطبوعہ دار الھجر بیروت)

لوگ کئی دنوں اور راتوں تک ابن تیمیہ کی قبر کی زیارت کو آتے رہے.... ایک جماعت ابن تیمیہ کی قبر کے پاس ٹھہری رہی.

(البدایۃوالنھایۃ،الجزالثامن عشر ص297،مطبوعہ دار الھجر بیروت)

ان عبارات سے درج ذیل چیزیں ثابت ہوئیں.

1. میت کے پاس نجدیہ نے قرآن خوانی کی جو کہ نجدی دھرم میں بدعت مذمومہ ہے۔

2. ابنِ تیمیہ کا مُردہ جسم دیکھ کر برکت حاصل کی. حالانکہ نجدیہ آثارِ نبوی اور صحابہ سے برکت حاصل کرنے کو شرک وبدعت قرار دیتے ہیں.

3. ابنِ تیمیہ کے مُردہ جسم کو چُوما۔

خیال رہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نامِ مبارک سُن کر انگھوٹھے چومنے کو نجدیہ بدعت قرار دیتے ہیں۔ اور خود اپنا مردہ مولوی چوم رہے ہیں۔ یہ ہے انکا عشقِ رسول........

4. ابنِ تیمیہ کہ لاش پر اپنے رومال اور عمامے ڈال کر برکت حاصل کی..... یہی چیزیں سُنی اگر حقیقی ولی اللہ سے کریں تو انکی شرک وبدعت کی پِھِھِھِھٹّی بجنے لگ جاتی ہے۔ اپنے مولویوں کی باری آئے تو سب کچھ جائز ہو جاتا ہے۔

5. ابنِ تیمیہ کے غسل کا بچا ہوا پانی پیا اور آپس میں بطورِ تبرک تقسیم کیا۔ یہ بھی نجدی دھرم میں بدعت ہے۔ غسل کا بچا ہوا پانی پینے والو شرم شرم شرم۔

6. ابنِ تیمیہ کے غسل میں بیری کے جو پتے استعمال کیے وہ بھی بطورِ تبرک تقسیم کیئے یہ بھی انکے نزدیک بدعت ہے۔

7. ابنِ تیمیہ کی قبر پر نجدیہ کی ایک جماعت مجاور بن کر بیٹھی۔
زندہ بُزرگوں، پیروں اور علماء کے ہاتھ چومنے پر شرک وبدعت کا فتویٰ جَڑنے والو ڈوب کے مرجاؤ۔ خود اپنی مردہ کا جسم چاٹ رہے ہو۔
خیال رہے دوستوں یہ ساری خرافات وھابیوں نے ہی کیں تھیں.....
کیونکہ ابنِ تیمیہ وھابیہ کا امام تھا۔
ہمارے نزدیک ابنِ تیمیہ گمراہ و بے ادب ہے اور ہم گمراہوں و بے ادبوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔
نجدی اپنے ہی فتوے کی زد میں آکر اپنے گھڑے ہوئے اصول کے مطابق قبر پرست ثابت ہو گئے۔

خدا کے نور ہیں

وھابیہ کا مناظرِ اعظم ثناء اللہ امرتسری سرخی دے کر لکھتا ہے "رسولِ خدا علیہ السلام خدا کے نور ہیں" اس سرخی کے نیچے لکھتا ہے کہ:

"ہمارے (وھابیوں کے) عقیدے کی تشریح یہ ہے کہ رسولِ خدا ﷺ، خدا کے پیدا کیئے ہوئے نور ہیں۔"

(فتاویٰ ثنائیہ، جلد 2، صفحہ 792، 793، مطبوعہ مکتبۃ اصحاب الحدیث، حافظ پلازہ مچھلی منڈی لاھور)

یہاں وھابیہ کے مناظرِ اعظم نے یہ نہیں کہا کہ میرے عقیدے کی تشریح یہ ہے۔ بلکہ یوں کہا کہ ہمارے عقیدے کی تشریح یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ خدا کے پیدا کئے ہوئے نور ہیں۔ جس سے پتہ چلا کہ یہ عقیدہ وھابی مولوی اپنے جمیع مسلک کیطرف منسوب کر کے بتا رہا ہے۔

لہٰذا نجدی جواب دیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو خدا کا نور ماننا شرک ہے تو ثناء اللہ امرتسری کون ہوا؟
یا تو اپنے مناظرِ اعظم کو مشرک مان لو۔ یا پھر حقیقت تسلیم کر لو۔

عقیدہ نور من نور اللہ

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب "نشر الطیب" میں نورِ محمدی کی پوری فصل بیان کی، اس کتاب میں وہ تائیداً حدیثِ جابر نقل کرتا ہے:

"عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالی نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جابر، اللہ تعالی نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے (نہ بایں معنیٰ کہ نورِ الٰہی اس کا مادہ تھا بلکہ اپنے نور کے فیض سے) پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرتِ الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالی کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم تھا، اور نہ بہشت تھی، اور نہ دوزخ تھا، اور نہ فرش تھا، اور نہ آسمان تھا، اور نہ زمین تھی، اور نہ سورج تھا، اور نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا۔ پھر جب اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصّے سے قلم پیدا کیا، اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش، آگے طویل حدیث ہے۔

(فائدہ) اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا اولیت حقیقیہ ثابت ہوا، کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیّت کا حکم آیا ہے، ان اشیاء کا نورِ محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔

(نشر الطیب فی ذکر ذکر النبی الحبیب، پہلی فصل نورِ محمدی کے بیان میں، روایت نمبر :1، صفحہ 9، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور)

پتہ چلا کہ اللہ نے ساری کائنات سے پہلے اپنے نبی کریم ﷺ کے نور کو پیدا کیا۔

اور "نور من نور اللہ" سے مراد جزئیت نہیں ہے۔ بلکہ فیض ہے جیسا کہ تھانوی نے بین القوسین توضیح لکھی یہی عقیدہ ہمارا کہ یہاں جزئیت مراد نہیں ہے۔

پھر بعض روایات میں جو ہے کہ سب پہلے لوح پیدا کی گئی، یا سب سے پہلے قلم پیدا کیا گیا، یا سب سے پہلے کرسی پیدا کی گئی، اسکا جواب بھی تھانوی نے دے دیا کہ جن جن چیزوں کے اول پیدا ہونے کا ذکر ہے اسکا مطلب یہی ہے کہ اس نور کے ساتھ پہلے قلم بنائی، یا لوح بنائی، یو یوکُرسی بنائی۔

"نور من نور اللہ" کے عقیدے کو شرک و کفر کہنے والے نومولود دیوبندی ٹیڈی محقق کیا فتویٰ لگائیں گے اپنے حکیم الامت پر ؟

اعتراض:: نیچے تصویر میں ایک ھندو نے پوسٹ کر کے اعتراض کیا کہ اگر اللہ خود سب کچھ جانتا ہے تو پھر فرشتے بندے کے اعمال اللہ کی بارگاہ میں کیوں پہنچاتے ہیں ؟؟؟

الجواب::

ایک ہے اللہ کی قدرت۔۔ اور ایک ہے اللہ کا قانون۔۔

مثلاً... حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے وسیلے سے پیدا کرنا اللہ کی قدرت ہے۔

اور اور دیگر انسانوں کو ماں باپ کے وسیلے سے پیدا کرنا قانون ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کرنا اللہ کی قدرت ہے۔

باقی تمام انسان کو باپ کے وسیلے سے پیدا کرنا قانون ہے۔

اسی طرح تمام مخلوقات کے اعمال جاننا اللہ کی قدرت ہے۔

اور فرشتوں کا اللہ کی بارگاہ میں بندوں کے اعمال پیش کرنا قانون ہے۔

اور فرشتوں کا بندے کے اعمال لکھنا اس بات کی دلیل نہیں کہ اللہ خود نہیں جانتا-

بلکہ یہ پوری کائنات اللہ کی سلطنت ہے اور اللہ پوری کائنات کا بادشاہ ہے

اور فرشتے اس بادشاہ کی سلطنت کے کارکن ہیں-

فرشتے وہی کرتے ہیں جنکا اللہ انکو حکم دیتا ہے-

جس سے یہ پتہ چلا کہ فرشتے کا کچھ کرنا یہ اللہ ہی کا کرنا ہے-

اللہ ارشا فرماتا ہے:

وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ

اور فرشتے وہی کرتے ہیں جنکا انہیں (اللہ کیطرف سے) حکم دیا جاتا ہے (التحریم:6)

اور یہ اعمال نامہ لکھنے کا حکم تمام مخلوقات کے بادشاہ کیطرف سے ہی فرشتوں کو ہوا ہے- یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بادشاہ کی طاقت و اختیار کم ہو اور اسکے کام کرنے والے تابع کی طاقت و اختیار زیادہ ہو؟؟؟ یہ ممکن نہیں-

اشارہ اس طرف سمجھیں گویا کہ بتایا جارہا ہے کہ مشرکو دیکھ لو جس خدا کے پیدا کیئے ہوئے نوری فرشتوں کی اتنی طاقت ہے کہ دل کا حال جان لیتے ہیں خود اس خدا کے اپنے علم کا کیا عالَم ہو گا؟؟؟

فرشتے اللہ کی سلطنت کے کارکنان ہیں اللہ ارشاد فرماتا ہے:

فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا

(فرشتے) کام کی تدبیر کرتے ہیں (النازعات:5)

فرشتے تابع ہیں اللہ متبوع ہے- تو تابع اپنے متبوع کے تحت ہوتے ہیں-

ھندو اگر علمِ خدا پر بات کرتے ہیں تو انکی مذھبی کتاب "سوامی وید ویویکا آنند جی"" کے ہندی ترجمہ صفحہ 51 سے اردو کیساتھ (زعمِ ھندواں) اللہ کے علم و قدرت کے بارے اسطرح لکھا ہے کہ:

ترجمہ۔اے سراپا علم، سب کو روشن کرنے والے پر میشور ہم کو ہدایت اور مغفرت کے لئے صراط مستقیم سے لے چل، اے سکھ داتا پربھو۔ حاضر و ناظر مالک تو سب کے علوم، اعمال افکار اور معاملات سے واقف ہے۔ہم سے ٹیڑھ، گمراہی اور گناہ کو دور کر ہم تجھے ہی بندگی اور حمد پیش کرتے ہیں

(ھندوؤں کی مذھبی کتاب، یجروید۔ 16-41)

اب یہاں ھندو کتاب میں جن ناموں سے خدا کو پکارا گیا ہے اس پر ہم بحث نہیں کرتے لیکن فقط اتنا کہتے ہیں کہ آپکے وید میں اللہ کو علم والا کہا گیا ہے- اور کہا گیا کہ اللہ حاضر و ناظر (عند المسلمین، اپنی شان کے لائق) سب علوم معاملات افکار سے واقف اور جاننے والا ہے-

تو اس ھندو کا عقیدہ تو اپنی وید کے خلاف ہے اسکی مذھبی وید میں اللہ کو شاھد مشھود اور ہر ظاھر و باطن کو جاننے والا لکھا گیا ہے-

چلو ہماری نہ مانو اپنی وید ہی کو مان لو....

آپکی وید کے مطابق اللہ ہی صراط مستقم کیطرف چلانے والا ہے.......اور اللہ ہی مغفرت کرنے والا ہے تو...... اللہ پر ایمان کیوں نہیں لے آتے؟؟؟ جبکہ وید تو اللہ پر ایمان کی دعوت دے رہی ہے......

اللہ انکو ایمان نصیب فرمائے.....آمین

قرآن کی آیت پر اعتراض کا جواب

اعتراض

قرآن کہتا ہے کہ اللہ نے سارے حَیَوَانات و انسان کو نطفے سے پیدا کیا

آیت:۱......اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا

بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو ماں باپ کے ملے ہوئے نطفے سے کہ ہم اسے آزمائیں پس ہم نے اسے دیکھنے سننے والا بنا دیا (سورۃ الدھر: 2)

آیت ۲......وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ

اور وہی ہے جس نے پانی (یعنی نطفے) سے بنایا آدمی اور پھر اس کے رشتے اور سُسرال مقرر کر دیئے (سورۃ الفرقان:54)

آیت:۳......وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ -اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ

ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی تو کیا وہ ایمان نہ لائیں گے ؟ (سورۃ الانبیاء: 30)

آیت:۴......فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا

اور تم ہرگز اللہ کے قانون کو بدلتا نہ پاؤ گے (سورۃ الفاطر: 43)

آیت:۵......وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا

اور تم ہمارا قانون بدلتا نہ پاؤ گے (سورۃ بنی اسرائیل: 77)

ان آیتوں سے دو باتیں ثابت ہوئیں

(۱) یہ کہ تمام انسان اور حیوانات، جانداروں کی پیدائش نطفے سے ہوئی

(۲) یہ کہ اللہ کے قانون میں تبدیلی ناممکن ہے

اب اگر عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بغیر باپ کے مانی جائے تو ان آیتوں کا انکار لازم آئے گا لہذا عیسیٰ علیہ السلام بغیر نطفے کے کیسے پیدا ہو سکتے ہیں اور قانون میں تبدیلی کیسی ہو سکتی ہے اور بغیر نطفے کے کسی جاندار کا پیدا ہونا خلاف عقل ہے ؟؟

الجواب::

معجزاتِ انبیاء و کراماتِ اولیاء خود قانونِ الٰہی ہیں۔ رب کا قانون یہ ہے کہ نبی اور ولی پر حیرت انگیز باتیں ظاہر ہوں۔
تو عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا معجزے کے قانون کے ماتحت ہے۔
تمہاری پیش کردہ آیات کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق، اللہ کے قانون میں تبدیلی نہیں کر سکتی۔ اگر خالق خود کرے تو وہ قادر ہے۔
دیکھو قانون یہ ہے کہ آگ جلا دیتی ہے۔ لیکن قدرت یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلایا۔ اللہ فرماتا ہے:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۙ

ہم نے کہا اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی سلامتی والی ہو جا۔

قانون یہ ہے کہ حیوان کی پیدائش نطفے سے ہو۔ لیکن قدرت یہ ہے صالح علیہ السلام کی اونٹی بغیر نطفے سے پیدا کی گئ۔

قانون یہ ہے کہ حیوان نطفے سے پیدا ہو۔ لیکن قدرت یہ ہے کہ موسٰی علیہ کا عصا بغیر نطفے سے سانپ بن گیا۔
انسان کی پیدائش نطفے سے ہونا قانون ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بغیر نطفے کے ہونا قدرت ہے۔
اور ہم قانون کو بھی مانتے ہیں اور قدرت کو بھی۔ رب قانون کا پابند نہیں ہم پابند ہیں۔

عقلی دلائل

تم نے کہا کہ نطفے کے بغیر کسی حیوان کا پیدا ہونا خلافِ عقل اور ناممکن ہے۔ تو دیکھو تمہارے سر میں جوئیں، تمہاری چارپائی میں کھٹمل، تمہارے میں پیٹ کیڑے، اور زخم میں کیڑے، برسات میں کیڑے، اور پھل میں کیڑے و جانور رات دن بغیر نطفے کے پیدا ہو رہے ہیں۔ بتاؤ یہ خلافِ عقل ہے کہ نہیں ؟؟ اور کیا یہ خلافِ قانون ہے کہ نہیں ؟
لہذا ہمارا قانون پر بھی ایمان ہے اور قدرت پر بھی ایمان ہے۔ تو عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر نطفے کے پیدا کرنے کی قدرت پر اعتراض نہ رہا۔
اللہ تعالیٰ عقلِ سلیم دے.... آمین

میں تقسیم کرتا ہوں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي ،
یعنی: اللہ مجھے عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

(صحیح البخاری، صفحہ 30، کتاب العلم، حدیث: 71، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق بیروت)

سبحان اللہ.....!! معلوم ہوا کہ پوری کائنات رسول اللہ ﷺ کا صدقہ کھاتی ہے۔
اور نجدی کے منہ پر بھی کالک پھر گئ جو کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دے کچھ نہیں سکتے۔
اس کی شرح میں عظیم محدث علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ؛
"ظاہر ترین یہ ہے کہ اس بات سے کوئی مانع نہیں کہ آپ ﷺ مال اور علم دونوں ہی تقسیم فرماتے ہیں"

(مرقاۃ، جلد 1، صفحہ 32، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

پس پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ علم بھی عطاء فرماتے ہیں اور مال و دولت بھی۔
کیا خوب فرمایا میرے امام نے؛

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالکِ کُل کہلاتے یہ ہیں
اِنّا اعطَینٰك الکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں

رب ہے مُعطی یہ ہیں قاسم
رزق اُسکا ہے کِھلاتے یہ ہیں

میری ان سے صلح ہے

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ أَنَا سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہم) سے فرمایا:

میری ان سے صلح ہے جن سے تم نے صلح کی اور میری اُن سے جنگ ہے جن سے تم نے جنگ کی"

(سنن ابن ماجہ، حدیث؛54، مطبوعہ دار السلام ریاض)

(جامع ترمذی، باب مناقب...حدیث؛3870، مطبوعہ دار السلام ریاض)

اور تاریخ گواہ ہے کہ حضرت سیدنا امام الشُہدَآ، امامِ حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا کے میدان میں 72 جانیں دے دیں مگر یزید سے صلح نہیں کی، بلکہ اس سے جنگ کی، جو اس بات کی دلیل ہے کہ یزید نے جنگ جو امامِ حسین کیساتھ کی، حقیقت میں وہ رسول اللہ علیہ السلام کیساتھ تھی۔

کیونکہ فرمایا؛انا""وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ.""میری اس سے جنگ ہے جن سے تم نے جنگ کی۔

اور دوسری طرف فرمایا؛ کہ جن سے تم نے صلح کی میری ان کیساتھ صلح ہے،، تاریخ شاھد ہے کہ حضرت سیدنا امامِ حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت امیرِ معاویہ سے حقیقت میں رسول اللہ علیہ السلام صلح کر رہے ہیں۔کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا؛ أَنَا سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُم،، میری ان سے صلح ہے جن سے تمہاری صلح ہے۔

جس (یزید) سے رسول اللہ علیہ السلام جنگ کریں، ہم اسکو حق پر کیوں مانیں؟؟

اور جن (معاویہ) سے رسول اللہ صلح کریں، ہم ان پر زبان درازی کیوں کریں؟؟؟

سیدنا امامِ حسن رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے حضرت امیرِ معاویہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے صلح کی،، کیا تمہیں امام حسن سے زیادہ مولا علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے عشق ہے؟؟؟؟

اعتراض:: اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی رافضی کہے کہ پہلے تو معاویہ نے حضرت علی سے جنگ کی تھی جس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی۔

جواب:: تو ہم کہتے ہیں کہ بعد والا عمل حجت ہوتا ہے۔جنگ پہلے کی یا صلح؟؟

اگر تو پہلے صلح کر کے بعد میں جنگ کی پھر تو اعتراض بنتا ہے۔

لیکن اگر پہلے جنگ کی خطاء کرنے کے بعد صلح کر لی تو تو اعتراض ہی نہ رہا۔

ورنہ یہ اعتراض ان سب صحابہ کیلئے توبہ کا دروازہ بند کردے گا جنہوں نے قبولِ اسلام سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے جنگیں لڑیں۔
دیکھو غزوہ احد میں خالد بن ولید، رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں جنگ کرنے آئے۔ لیکن جب توبہ کرکے دامنِ اسلام سے وابستہ ہوئے تو اللہ نے پچھلی خطائیں معاف فرمادیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے آپکو "سیف اللہ" کا لقب عطا فرمایا۔
اگر خالد بن ولید جیسے صحابہ کرام، رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں آکر بعد میں توبہ کریں تو اللہ جل جلالہ و رسول ﷺ انکی توبہ قبول فرمائیں اور صلح فرمالیں۔
تو پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ پر کیسا اعتراض ؟؟؟

کھانا سامنے رکھ کر

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ کی بارگاہ میں چند آدمیوں کا تھوڑا سا کھانا بطورِ تحفہ لیکر حاضر ہوئے تو رسول اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے انس اسے رکھ دو اور فلاں فلاں کو بھی بلالو حضرت انس کہتے ہیں کہ میں بلاتا گیا یہاں تک کہ 300 صحابہ کرام جمع ہو گئے پھر میں نے دیکھا کہ:

وضع يده على تلك حيسة و تكلّم بما شاء الله

پس رسول اللہ نے اس کھانے پر اپنا دستِ مبارک رکھا اور اللہ نے جو چاہا آپ نے پڑھا وہ کھانا اس قدر برکت والا ہوگ یا کہ سب لوگ شکم سیر ہوگئے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جو باقی بچا ہے وہ واپس لے جاؤ پس جب میں نے اس بقیہ کھانے کو دیکھا تو میں اندازہ نہ کرسکا کہ جو میں لایا تھا وہ زیادہ تھا یا یہ زیادہ ہے- جو حضور علیہ السلام نے مجھے عطا کیا-"

(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الهدية للعروس، صفحہ 1361، حدیث: 5163 مطبوعہ دار ابنِ کثیر دمشق بیروت)

پس کھانا سامنے رکھ کر کلام پڑھنا بخاری سے ثابت ہوگیا۔ اور اسی کو ہم ختم کا نام دیتے ہیں۔ اور جو کلام پڑھا جائے اسکا ثواب فوت شدگان کی ارواح کو کردیتے ہیں۔ اب یہ کلام پڑھنا جب ثابت ہوگیا تو۔ چاہے گیارھوں کے کھانے پر پڑھیں، یا قل تیجے یا چالیسویں پر پڑھیں۔ جائز ہے۔
اللہ کریم جل جلالہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

خدا کی قسم تم میرے بعد شرک نہیں کروگے

امام بخاری رحمۃ اللّٰہ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں؛؛

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنّ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: إِنِّي فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ إِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ خَزَائِنَ مَفَاتِيحِ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ بَعْدِي أَنْ تُشْرِكُوا وَلَكِنْ أَخَافُ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا.

حضر عقبہ بن عامر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن مدینہ سے باہر نکلے اور شہداء احد پر نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں (حوض کوثر پر) تم سے پہلے پہنچوں گا اور قیامت کے دن تمہارے لیے میر سامان بنوں گا۔ میں تم پر گواہی دوں گا اور اللہ کی قسم میں اپنے حوض کوثر کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں، مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں اور قسم اللہ کی مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے۔ میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں دنیاداری میں پڑ کر ایک دوسرے سے حسد نہ کرنے لگو۔

(صحیح البخاری، صفحہ، حدیث 3596، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق)

سبحان اللہ....! بخاری شریف کی اس حدیث سے درج ذیل چیزیں ثابت ہوئیں۔

1.. مدینے میں بیٹھ کر قیامت میں اپنا حوضِ کوثر ملاحظہ فرمانا۔

جو نبی ﷺ مدینے میں بیٹھ کر صدیوں کے فاصلے کے بعد آنی والی قیامت میں اپنے حوضِ کوثر کو دیکھ سکتا ہے۔

وہ نبی ﷺ مدینے میں بیٹھ کر اپنے غلاموں کو بھی دیکھ رہا ہے۔ بس یہی معنٰی ہے حاضر ناظر کا۔ کہ حضور ﷺ اپنے امتیوں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

امت حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہے، اور رسول اللہ ﷺ امت کی طرف ناظر ہیں۔

2.. حضور ﷺ کو اللہ جل جلالہ نے زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی ہیں۔ جس سے آپ ﷺ کا مختار ہونا ثابت ہوا۔ اور خیال رہے کہ چابیاں دے کر فرمایا؛

واما السائل فلا تنھر، (الضحٰی) اے محبوب کسی سوالی کو جھڑکنا نہیں۔ اسی لئے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما سُئل رسول اللہ شیئا قط فقال لا

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ نے (لفظِ) ""نہیں"" فرمایا ہو

(صحیح بخاری، کتاب الادب، جلد دوم، صفحہ 891، قدیمی کتب خانہ کراچی شریف)

(صحیح ملسم، کتاب الفضائل، جلد دوم، صفحہ 253، قدیمی کتب خانہ کراچی شریف)

اور یہ چابیاں حضور ﷺ کو سنبھالنے کر رکھنے کے لئے نہیں دی بلکہ دریائے جود و سخاء بہانے کیلئے دی ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے شاہِ بطحا تیرا

"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

یعنی حضور ﷺ کا منگتا اگر آپ سے سوال کرے تو آگے سے "نہیں" کا لفظ نہیں سنتا۔

3.. حضور ﷺ نے علمِ غیب کی خبر دیتے ہوئے مسجدِ نبوی کے منبر پر قسم کھا کر فرمایا کہ اللہ کی قسم میری امت میرے بعد شرک نہیں کرے گی۔

لہٰذا امت پر بلاوجہ شرک کا فتویٰ لگانے والا نجدی جھوٹا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان سچا ہے۔

آپ خود سوچیں کہ دنیا میں اگر کوئی بندہ مسجد میں جا کر قسم کھا لے تو اسکی بات کو سچا مان لیتے ہیں۔

لیکن

یہ نجدی کیسا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجدِ نبوی کے منبر پر قسم ارشاد فرما کر کہہ رہے ہیں کہ میں اپنا حوضِ کوثر دیکھ رہا ہوں۔ اور میری امت شرکِ جلی نہیں کر سکتی لیکن نجدی ہے کہ یقین ہی نہیں کرتا۔ پھر بھی کہتا ہے کہ حضور ﷺ دور سے نہیں دیکھتے۔ اور امت پر بلاوجہ شرک کا فتویٰ لگا رہا ہے۔ لہٰذا حدیث سچی اور نجدی جھوٹا ہے۔

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی

نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

نوٹ؛؛ یہ جو بعض احادیث میں ہے کہ قبلہ دوس کی عورتیں شرک کریں گی، یا قبائلِ عرب شرک کریں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے "مااخاف علیکم ان تشرکوا بعدی" کہہ کر خود ہی اسکا استثناء فرما دیا یعنی "عام خصّ عنہ البعض" ہے۔ اور بعض احادیث میں جو امت کیلئے شرک کا لفظ استعمال ہوا وہاں شرک سے مراد شرکِ اصغر یعنی ریاکاری ہے۔ جس سے بندہ گناہ گار تو ہوتا ہے لیکن مشرک نہیں ہوتا۔ کیونکہ؛ "الریا شرک الاصغر" کہ ریا ریاکاری شرکِ خفی ہے۔

حضرت عیسیٰ کی ولادت کا دن 25 دسمبر ہے؟؟

سوال:: ایک بھائی نے سوال پوچھا کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا دن 25 دسمبر ہے؟؟

الجواب:: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ ولادت کے متعلق کوئی تحقیقی بات کسی بھی مذہب کی مستند کتاب میں موجود نہیں ہے

حتیٰ کہ عیسائیوں کی چار کتب (۱) لوقا (۲) متی (۳) مرقس (۴) یوحنا..... جو انکی مذہبی کتب ہیں ان میں بھی کہیں یہ ذکر نہیں ہے کہ 25 دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، ہاں یہ ضرور اشارہ ملتا ہے کہ حضرت علیہ السلام 25 دسمبر تو کیا دسمبر کسی تاریخ کو بھی آپ کی ولادت نہیں ہوئی

لیکن کسی دلیل کے بغیر عیسائیوں نے 25 دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تاریخ پیدائش تسلیم کر لی ہے۔

قرآن سے دلیل

اللہ ارشاد فرماتا ہے:

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾

فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾

وَهُزِّىْۤ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾

"پھر اسے پیدائش کا درد ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا (مریم) بول ی ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی،

تو اسے اس (کھجور کے درخت) کے نیچے سے پکارا کہ غم نہ کر بیشک تیرے رب نے نیچے ایک نہر بہادی ہے

اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی"

(سورۃ مریم: آیت نمبر 25.24.23)

اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا کہ اے مریم اس درخت کو ہلا تجھ پر تازہ پکی ہوئی کھجوریں گریں گی

اب عرض یہ ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت دسمبر کے مہینے مانیں تو بتائیں وہ کونسی کھجوریں ہیں جو دسمبر کے مہینے پکتی ہیں؟؟؟

کھجوریں تو سخت گرمی اور جون وغیرہ کے مہینے میں پکتی ہیں..

اور جس جگہ عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے دسمبر کے مہینے ان علاقوں میں برف باری ہوتی ہے اور شدید سردی ہوتی ہے..

لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام دسمبر میں پیدا ہی نہیں ہوئے....

شاید ہو سکتا ہے کہ کوئی عیسائی اعتراض کرے کہ ہم قرآن کو نہیں مانتے تو آئیے رضوی فقیر انکے گھر سے حوالے پیش کرتا ہے..

عیسائی کتب سے دلائل

ڈیل کارنیگی لکھتا ہے

عیسائیوں کا محقق ڈیل کارنیگی لکھتا ہے:

"حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے دو سو سال کے بعد مورخین نے ان کا یوم پیدائش معلوم کرنے کی خاطر تگ و دو شروع کردی۔ بعض کا خیال تھا کہ وہ 25 مئی کو پیدا ہوئے تھے، بعض کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام 19 اپریل کو دنیا میں آئے۔ بعد کے مورخین نے یہ دونوں تواریخ جھوٹی ثابت کردیں اور دعویٰ کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام 17 نومبر کو پیدا ہوئے تھے۔ جدید مورخین کا کہنا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا........ شاید آپ کے لیے یہ ایک نئی بات ہو کہ حضرت مسیح عل یہ السلام کی پیدائش سے آٹھ سو سال بعد عیسوی سال شروع ہوا تھا۔"

(کلیات ڈیل کارنیگی (مترجم)، مانیں نہ مانیں، صفحہ 822,823، مطبوعہ بک کارنر شوروم جھلم)

خیر اللہ مسیح پادری لکھتا ہے

عیسائیوں کا مذہبی پوپ ایف ایس خیر اللہ مسیحی پادری لکھتا ہے کہ:
”کرسمس کا مروجہ نام (بڑا دن ہے) جو یوم ولادت مسیح کے سلسلے میں منایا جاتا ہے، چونکہ مسیحیوں کے لئے یہ ایک اہم اور مقدس دن ہے، اس لئے اسے بڑا کہا جاتا ہے۔

رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کلیسیائیں اسے 25 دسمبر کو، مشرقی آرتھوڈوکس کلیسیا 6 جنوری کو اور آرمینیا کی کلیسیا 19 جنوری کو مناتی ہے۔ کرسمس کے تہوار کا 25 دسمبر پر ہونے کا ذکر پہلی بار شاہِ قسطنطین کے عہد میں 325 عیسوی کو ہوا۔ یہ بات صحیح طور پر معلوم نہیں کہ اولین کلیسیائیں بڑا دن مناتی تھیں یا نہیں۔ تاہم جب سے یہ شروع ہوا یہ بڑا مقبول ہوا ہے۔ اگرچہ بعض رسومات جو مسیحی نہیں تھیں کرسمس سے منسوب کی گئی ہیں تاہم اب انہوں نے بھی مسیحی رنگ اپنا لیا ہے۔ مثلاً کرسمس ٹری (کرسمس کا درخت) اب اس سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ یہ خدا کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اس کی نعمتوں کی یاددہانی کراتا ہے۔

یاد رہے کہ یسوع مسیح کی صحیح تاریخ پیدائش کا کسی کو علم نہیں۔ تیسری صدی میں اسکندریہ کے کلیمنٹ نے رائے دی تھی کہ اسے 20 مئی کو منایا جائے لیکن 25 دسمبر کو پہلے پہل روما میں اس لئے مقرر کیا تاکہ اس وقت کے ایک غیر مسیحی تہوار، جشن زحل کو Sarurnalia جو راس الجدی کے موقع پر ہوتا تھا پسِ پشت ڈال کر یسوح مسیح کی سالگرہ منائی جائے“۔

(قاموس الکتاب، صفحہ 148،147، مطبوعہ مسیحی اشاعت خانہ 36 فیروز پور روڈ لاہور)

توعیسائی پادری نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا دن کوئی کلیسا (گرجاگھر) 6 جنوری کو مناتا رہا کوئی 19 جنوری کو اور کس ی نے 20 مئی کو یومِ ولادت منانے کا مشورہ دیا.... لہذا 25 دسمبر کو روماء میں عیسائیوں نے خود ہی حضرت علیہ السلام کی پیدائش کا دن مقرر کرکے کرسمس منانا شروع دی جو کہ حقائق کے بلکل برعکس ہے.

بائیبل سے دلیل

انجیل لوقا میں لکھا ہے کہ:
بچے کی پیدائش کا وقت آ گیا- اور مریم کا بیٹا پیدا ہوا انہوں نے اسکو کپڑے میں لپیٹا اور کُھرلی میں رکھ دیا کیونکہ مسافر خانے میں کوئی جگہ نہیں تھی- اس علاقے میں چرواہے بھی تھے جو رات کو باھر میدان میں اپنے ریوڑ کی رکھوالی کر رہے تھے

(انجیل لوقا، باب:2، آیات: 9،8،7)

توعیسائیوں کی انجیل کی صراحت کے مطابق جب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت مریم علیھا السلام نے آپ کو کپڑے میں لپیٹ کر بکریوں کی کُھرلی میں کھلے آسمان تلے رکھ دیا

مزید آگے لکھا کہ اس علاقے میں چرواہے تھے جو رات کو اپنے بکریوں کے ریوڑ کی رکھوالی کرتے تھے

تواب سوچنے کی بات یہ ہے کہ دسمبر کے مہینے بیت اللحم جہاں عیسی علیہ السلام پیدا ہوئے وہاں فلسطین میں شدید برف باری ہوتی ہے تو وہ کونسا ریوڑ تھا جسے لوگ رات کو کھلے آسمان تلے سردی میں ہی چھوڑ کر حفاظت کرتے تھے ؟؟؟

اور حضرت مریم نے دسمبر کی سردی میں ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کھلے آسمان تلے رکھ دیا ؟؟؟

توان حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا دن 25 دسمبر تو کیا بلکہ سردی کا موسم ہی نہ تھا..... قرآن نے بھی تصریح کی کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت تازہ پکی ہوئی کھجوریں حضرت مریم علیھا السلام نے کھائیں۔
بائیبل سے بھی یہ بات ثابت ہوگئ اور عیسائی پادری نے بھی کھلے لفظوں میں تسلیم کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا دن 25 دسمبر تو کیا سردی کا موسم ہی نہیں ہے۔
اور یہاں ہم آلِ نجد کو کہنا چاہتے ہیں کہ تم لوگ ربیع میں تو بڑا شور کرتے ہو کہ حضور سیّدِ عالَم علیہ السلام 12 ربیع الاول کو نہیں پیدا ہوئے... اور کبھی کسی نے نجدی نے یہ زور نہیں دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام 25 دسمبر کو پیدا نہیں ہوئے.. جس سے پتہ چلتا ہے کہ اصل دشمنی صرف رسول اللہ علیہ السلام سے ہے... اور وہ ریڈی میڈ شیخ الظلام بھی غور کرے جو 25 دسمبر کو عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا دن کہہ کر انکا کیک کاٹتا ہے......
اللہ سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے......آمین

میری کرسمس اور نور من نور اللہ

اعتراض:: یک نجدی نے اعتراض کیا کہ اگر (میری کرسمس) کا مطلب اللہ نے بیٹا جنا ہے تو (نور من نور اللہ) کا مطلب اللہ اور رسول ایک ہی ہیں۔۔ جس سے ذات کا شرک لازم آتا ہے۔
الجواب:: اسلام پر اعتراض کر کے کافروں کو خوش کرنا نجدیوں کا پرانا وطیرہ رہا ہے، کل کو نجدی اُٹھ کر کہیں گے اگر ھندو کی گنگا کے پانی کو گناہ بخشنے والا و متبرک جاننا کفر ہے تو آبِ زم زم کو متبرک جاننا بھی کفر ہے..۔ دو قدم اور آگے بڑھیں گے اور کہیں گے کہ اگر ھندو کا پتھر کو سجدہ کرنا شرک ہے تو مسلمان کا پتھر کے گھر کعبے کو سجدہ کرنا بھی شرک کیوں نہیں؟؟؟
یہی نجدی بے ایمان ہیں جو کفار و مشرکین کو اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہٖ وسلم کی ذات پر اعتراض کا موقع دیتے ہیں.... یہی وجہ ہے کہ کچھ عرصہ قبل سیالکوٹ کے ایک پادری نے "ولیم مسیح" کے نام سے ایک کتابچہ شائع کیا جس میں اس نے نجدیہ کے مولویوں کی گستاخانہ عبارات لے کر رسول اللہ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی ذات کو اعتراض کا نشانہ بنایا اور لکھا کہ:
مسلمانوں تمہاری "براھینِ قاطعہ "کتاب میں لکھا ہے کہ محمد کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں......اور دوسری طرف تمہارا قرآن کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام وہ بھی جانتے ہیں جو لوگوں نے کھانا کھایا اور جو گھر میں جمع کیا.....بتاؤ جسکو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں وہ افضل یا جو تمہارے پیٹ میں کھائے گئے کھانے اور گھر میں جمع کیئے گئے اناج کی خبر دے، وہ افضل؟؟؟؟
پھر لکھا مسلمانوں تمہاری "تقویۃ الایمان "کتاب میں لکھا ہے کہ محمد کو کوئی اختیار نہیں.......اور دوسری طرف تمہارا ہی قرآن کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کوڑھ کے مریضوں کو درست کر دیتے، پیدائشی اندھوں کو بینائی عطا کر دیتے اور اللہ کے حکم سے مردے زندہ کر دیتے.... بتاؤ بے اختیار افضل، یا مردے زندہ کرنے والا افضل؟؟؟

مزید لکھا کہ مسلمانوں تمہاری "تقویۃ ایمان" کتاب میں لکھا ہے کہ محمد مر کر مٹی میں مل گئے......اور دوسری طرف تمہارا قرآن کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور آسمانوں پر ہیں....بتاؤ مر کر مٹی میں ملنے والے افضل یا زندہ افضل؟؟؟
تو پھر بے اختیار، بے خبر، اور فوت شدہ کا کلمہ چھوڑ کر بااختیار، باخبر، زندہ عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ کیوں نہیں پڑھ لیتے؟؟؟
ایسے اور بہت سے اعتراضات "ولیم پوپ" نے اس میں کئے ہیں..۔جسکا جواب گوجرانولہ کے عظیم ولی صوفیٔ باصفاء، کنز الاولیاء، صادق السیرت، نائب وخلیفہ محدّثِ اعظم حضرت مفتی ابوداؤد محمد صادق علیہ الرحمہ نے دیا اور کہا کہ:
"او ولیم سن جن کی کتابوں کے حوالے تو پیش کر کے ہمارے مختارِ کُل نبی کو بے اختیار ثابت کر رہا ہے، ان کتب کی عبارات اور مصنفین کو میرے امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے 100 سال پہلے کافر مرتد لکھ دیا ہے، اور ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر و مرتد ہے۔ ان کتب و عبارات اور ان مولویوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں....."
یعنی ایک ایک اعتراض کا مسکت جواب دیا جو رسالہ "شانِ محمدی" کے نام سے چھپا اور آج بھی مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ پر دستیاب ہے....
یہ تو تھیں تمہیدی تجلّیاں۔۔۔آؤ اب نجدی کے اصل اعتراض کی طرف.... نجدی بے ایمان کہتا ہے کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا ماننا شرک ہے تو نبی پاک کو "نور من نور اللہ" ماننا بھی رب سے برابری ہے، تو کیا رسول اللہ شرک اور رب سے برابری کی تعلیم امت کو دے رہے ہیں؟
امام بخاری کے استاد روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرزّاق عن معمر عن ابن المنکدر عن جابر...............یارسول الله بابی انت و امی اخبرنی عن اول شیئ خلقه الله تعالی قبل الاشیاء؟ قال؛ یا جابر انّ الله تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره......الخ

امام بخاری کے استاد امام عبد الرزاق روایت کرتے ہیں معمر سے حضرت معمر روایت کرتے ہیں حضرت منکدر سے حضرت منکدر روایت کرتے ہیں حضرت جابر سے..

حضرت جابر کہتے ہیں یارسول اللہ علیہ السلام میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے خبر دیجئے کہ وہ پہلی چیز کونسی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا؟ حضور سیّدِ عالَم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے جابر بے شک اللہ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا...

(الجز المفقود من جُز الاول من المُصنّف عبد الرزّاق، صفحہ 63، رقم الحدیث: 18 مطبوعہ بیروت)

دیکھو....رسول اللہ علیہ السلام خود فرما رہے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا... تو کیا رسول اللہ اپنے اصحاب کو شرک کا حکم دے رہے ہیں؟؟؟ کیا رسول اللہ خود کو رب کے برابر کہہ رہے ہیں؟؟ کیا محدثین اپنی کتب میں شرک نقل کرتے آئے؟؟؟

خیال رہے کہ اگر میں یہاں حدیث کی سند یعنی رجال کی بحث کروں تو گفتگو بہت طویل ہو جائے گی... لہذا یہ حدیث صحیح ہے اور اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں.... اور تمام راوی بخاری و مسلم کے مرکزی راوی ہیں..

اور بخاری مسلم کی صحت پر اتفاق ہے... اور بخاری مسلم کے راویوں پر جو جرح کرے اسکو وھابیہ کے محدث نے بدعتی کہا ہے اور کہا کہ ایسے کے مُنہ میں خاک.... لہذا اگر کوئی نجدی اس حدیث کے راویوں پر جرح کرے گا تو اپنے محدث زبیر علیزئی کے فتوے کی رُو سے بدعتی اور جہنمی قرار پائے گا... اور ان کے بقول اسکے مُنہ میں خاک..... اب کیونکہ اس حدیث کے سارے راوی بخاری و مسلم کے مرکزی راویوں میں سے ہیں، لہذا چُپ کر کے حدیث کو صحیح مان لینے ہی میں عافیت ہے..

آلِ نجد کے درد کی پھکی

اب یہاں پوسٹ میں اعتراض ہوا ہے کہ رسول اللہ....... "نور من نور اللہ" ہیں مطلب اللہ کا جُز اور ٹکڑا ہیں...

تو جناب۔۔۔! اللہ تعالیٰ، جُز اور ٹکڑے سے پاک ہے، اللہ کا کوئی حصّہ نہیں ہے، اور نہ ہی اس حدیث میں "مِن" تبعیضیہ ہے، بلکہ یہاں لفظِ "مِن" بیانیہ یا ہے ابتدائیہ ہے.

قرآن سے دلیل

اللہ ارشاد فرماتا ہے:

"وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ"

ترجمہ: میں نے آدم علیہ السلام کے جسم میں اپنی طرف سے روح پھُونکی

(پارہ:23 سورۃ ص، آیت:72)

جسطرح آیت میں "من روحي" سے مراد اللہ کی روح کا ٹکڑا نہیں ہے، ایسے ہی من نور اللہ سے مراد اللہ کے نور کا ٹکڑا نہیں....اگر اس آیت میں بھی مِن روحی سے مراد نجدی روح کا ٹکڑا مانیں گے تو اپنے ایمان کی خیر منائیں...

اسی طرح اللہ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقٰهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ

(پارہ: 4 سورہ النساء: آیت نمبر: 171)

نجدیو.....یہاں بھی مِن ہے تو کیا من نور اللہ کیطرح یہاں بھی عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو اللہ کا ٹکڑا مان لو گے؟؟؟ اگر ہاں پھر اپنے ایمان کی خبر لو.....

ایک اور جگہ اللہ ارشاد فرماتا ہے:

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ

(پارہ:25، سورۃ الجاثیہ آیت:13)

اس آیت میں بھی لفظِ "مِن" بیانیہ ہے ورنہ لازم آئے گا کہ سب چیزیں اللہ کا جُز ہیں...
جیسے ان آیات میں مِن کی اضافت بیانیہ ہے، ابتدائیہ ہے،
ایسے ہی "من نور اللہ" میں اضافت بیانیہ ہے اور تشریف و تعظیم و تکریم کیلئے ہے، جیسے قرآن میں ہے ناقۃ اللہ..... بیت اللہ اور رُوح میں اضافت عزت و شرف کیلئے ہے..
ایسے ہی "نور من نور اللہ" کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ نے بغیر کسی واسطے کے ساری کی تخلیق سے پہلے نور محمدی کو پیدا کیا...
لہذا "من نور اللہ" سے مراد اللہ کے نور کا ٹکڑا یا اللہ سے برابری نہیں۔
اب میں یہاں آلِ نجد کے گھر سے متعدّد حوالے پیش کرتا جس میں رسول اللہ علیہ السلام کے نور کی تخلق کو ساری کائنات سے پہلے مانا ہے.... لیکن کلام پہلے ہی بہت طویل ہو چکا ہے لہذا انہی پر اکتفاء کرتے ہیں..
اللہ.... آلِ نجد کو ھدایت نصیب فرمائے... آمین

داتا کے مزار پر دھماکے کے اعتراض کا جواب

جب داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے قریب دھماکہ ہوا تھا
حضور داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ کے مزار پر ہونے والے دھماکے پر اعتراض کرتے ہوئے نجدی دجال لکھتا ہے کہ:
"جو بزرگ اپنے مزار اور اسکے ارد گرد کی حفاظت نہیں کر سکتا ایمان سے بتاؤ بھلا تجھے وہ کیسے اپنے ہاں سے ہر چیز سے نواز سکتا ہے؟؟؟"
الجواب::
اسکا الزامی جواب تو یہ ہے کہ
11 ستمبر 2015 کو بیت اللہ شریف کی توسیع و تعمیر میں تیز ہواؤں کی وجہ سے ایک کرین چھت پھاڑ کر نیچے گِر گئی جس سے بیت اللہ یعنی حرم میں 107 حجاج کرام شہید اور 238 زخمی ہو گئے۔
اب اس حادثے کو دیکھ کر وھابی یہ کہے گا
کہ جو رب اپنے گھر اور اسکے ارد گرد کی حفاظت نہیں کر سکتا ایمان سے بتاؤ بھلا تجھے وہ کیسے اپنے ہاں سے ہر چیر سے نواز سکتا ہے؟؟؟
پھر 1992 میں ھندوؤں نے بابری مسجد پر چڑھ کر اسے شہید کر دیا۔
تو کیا کل کو وھابی اٹھ کر یہ کہہ دے گا کہ جو رب اپنی مسجد نہ بچا سکا وہ ہمیں کیسے بچا سکتا ہے؟؟
اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ نے حضرت صالح علیہ السلام کو اونٹنی کا معجزہ عطا فرمایا اور قرآن پاک میں کہا:
هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ
یہ اللہ کی اونٹنی ہے (سورۃ الاعراف، آیت:73)
پھر حضرت صالح علیہ السلام کی سرکش اور ظالم و کافر قوم نے اس اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ کر اسکو شہید کر دیا۔
اب وھابی یہاں بھی یہ کہے گا کہ جو رب اپنی اونٹنی کی حفاظت نہ کر سکا، ہماری کیا حفاظت کر سکتا ہے؟؟ وہ ہمیں کیا دے سکتا ہے؟؟؟

نجدی بات کرتے وقت سوچتے نہیں کہ ہم کس ہستی کے بارے میں بکواس کر رہے ہیں۔ اگر داتا حضور علیہ الرحمہ پر اس وجہ سے اعتراض کہ وہ اپنے مزار کو نہ بچا سکے۔ تو پھر رب کے بارے کیا کہو گے ؟؟

ماھو جوابکم فھو جوابنا

یہ تو تھا الزامی جواب، علمی جواب یہ ہے کہ اللہ نے ظالموں کو ڈھیل دی ہوئی ہے اللہ ضرور انکو انجام تک پہنچائے گا۔ اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ ارشاد فرماتا ہے:

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ

ترجمہ::اور کتنی بستیاں کہ ہم نے ان کو ڈھیل دی اس حال پر کہ وہ ستم گار تھیں پھر میں نے انہیں پکڑا اور میری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے (سورۃ الحج، آیت:48)

پس ظالموں کا ظلم کرنا، اور رب کا انکو فی الوقت کچھ نہ کہنا یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ نے انکو ڈھل دی ہوئی ہے پھر جب آخرت میں وہ رب کی پکڑ میں آئیں گے تو کوئی نہیں چھڑا سکے گا۔

اگر وھابیہ اسی اصول پر رہے تو ڈر ہے کہ کل کو دین سے ہی نہ پھر جائیں یہ کہہ کر کہ جو رب اپنے گھر (یعنی مسجد) کی جوتیاں چوری کرنے والوں اور ٹوٹیاں چوری کرنے والوں سے حفاظت نہیں کر سکتا وہ ہماری حفاظت کیسے کرے گا؟

لہذا نجدیہ کو چاہیئے کہ اولیاء کرام کے بارے میں زبان بند رکھیں اور رب سے ڈریں۔

گنگوھی کا مشرکانہ عقیدہ علم غیب

دیوبندیوں کا رئیس المحدثین، مولوی رشید احمد گنگوھی لکھتا ہے کہ:

"جو یہ عقیدہ رکھے کہ آپ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کو علم تھا، بدون (بغیر) اطلاعِ حق تعالٰی کے تو اندیشہ کفر کا ہے .... (اسکو) اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور تاویل کرے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العقائد، صفحہ 270، مطبوعہ مؤتمر المنصنفین دار العلوم اکوڑہ خٹک نوشہرہ)

جب خدا دِین لیتا ہے
تو عقلیں چھین لیتا ہے ۔

اھلسنت کا عقیدہ ہے کہ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللہ کی عطا سے علمِ غیب جانتے ہیں۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا علمِ غیب، اطلاعِ حق و عطائے حق تعالٰی ہے۔

"اور جو غیر خدا یعنی نبی یا ولی کا ذاتی علمِ غیب مانے وہ کافر ہے"

(بہار شریعت جلد اول، عقائد کا بیان، صفحہ 10، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

یہی بات سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے "الدولۃ المکیّۃ" میں لکھی کہ غیرِ خدا یعنی نبی ولی کیلئے ادنٰی سے ادنٰی ذرّے برابر بھی ذاتی علم، یعنی بے عطائے الٰہی ماننا کفر ہے۔

اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"العلم ذاتی مختص بالمولٰی سبحانه وتعالٰی لایمکن لغیرہ، و مَن اثبت شیئًا منه ولو ادنٰی مِن ادنٰی مِن ذرّۃ لِاحد مِن العٰلمین فقد کفر و اشرك وبار وهلك"

(الدولۃ المکیّۃ بالمادۃ الغیبیۃ، صفحہ 39، مطبوعہ مؤسسۃ الرضا لاھور ۱۴۲۲ھ)

(فتاوی رضویہ، جلد 29، صفحہ 436، 437، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

مزید فرماتے ہیں کہ:

"بے خدا کے بتائے کسی کو ذرّہ بھر کا علم ماننا ضرور کفر ہے۔"

(تمھید الایمان مع حسام الحرمین، صفحہ 29، ناشر اکبر بک سلیرز اردو بازار لاھور)

دیوبندی جواب دیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کا علم اللہ کی عطا سے مانیں تو تم کفر کا فتویٰ داغتے ہو۔

تمہارا گنگوھی کہہ رہا ہے جسکا یہ عقیدہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ کی عطا کے بغیر، یعنی اللہ کے دیئے بغیر ہی ذاتی طور پر علم غیب ہے۔ وہ بندہ بھی کافر نہیں۔

بتاؤ گنگوھی کے اس شرکیہ اور جاھلانہ عقیدے پر کب کفر و شرک کا فتویٰ داغ رہے ہو؟؟؟

جس بات کا قائل تمہارا گنگوھی ہے اسکا جھوٹ الزام ہمیں دیتے ہو، شرم آنی چاہئے تم لوگوں کو۔

ہمارا تو عقیدہ ہے کہ:

جو ہو چکا ہے جو ہو گا حضور جانتے ہیں

تیری عطا سے خدایا حضور جانتے ہیں

حرم پر وھابیوں کا قبضہ

اعتراض: کچھ جُہلاء کہتے ہیں کہ جی حرم پر وھابیوں کا قبضہ ہے لہذا الهذا وھابی حق پر ہیں۔ گر وہ حق پر نہیں تو اللہ نے انکو حرم میں جگہ کیوں دی؟

جواب: فقط حرم پر قبضہ ہی حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔

دیکھو کعبہ میں فتح مکہ سے قبل 360 بت تھے۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر وھابیہ جھوٹے ہیں تو اللہ نے انکو حرم میں کیوں جگہ دے رکھی ہے؟؟

تو اسکا کیا جواب دو گے کہ اگر بت جھوٹے تھے تو رب نے اتنی دیر کعبہ میں کیوں جگہ سے رکھی؟؟

ماھو جوابکم فھو جوابنا

دور جاھلیت میں لوگ کعبے کا ننگے ہو کر طوف کرتے تھے۔

اگر اسی اصول کو اپنایا جائے کہ جو وہاں ہوتا ہے وہ شریعت ہے باقی سب جھوٹ۔

تو پھر ننگے ہو کر طوافِ کعبہ کو شریعت ماننا پڑے گا۔

یزید لعنتی نے سن 63 ھجری میں واقعہ حرّہ جو ہوا اس میں مسجدِ نبوی میں نماز کی پابندی لگا دی۔

علی ابنِ حزم اُندلُسی لکھتے ہیں:

"مسجد نبوی میں یزیدیوں نے نماز کی جماعت نہیں ہونے دی"

(جوامع السیرۃ صفحہ 357 مطبوعہ دار المعارف مصر)

اب مسجد نبوی پر یزید مسلط رہا تو کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر یزید جھوٹا تھا تو اسکو تسلط ہونے ہی کیوں دیا؟؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرِبَ أَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلَى ذِي الْخَلَصَةِ ،وَذُو الْخَلَصَةِ : طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ .

"یعنی: قیامت قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ قبیلہ دوس کی عورتوں کے سرین (طواف کرتے ہوئے) ذوالخصلہ پر ہلیں گے۔ اور ذوالخصلہ دوس کا ایک بُت تھا جسکو وہ لوگ زمانہ جاھلیت میں پوجتے تھے۔"

(بخاری، باب تغیر الزمان، حدیث:7116، مطبوعہ دار السلام ریاض)

جب عرب میں میں مشرکوں کا تسلط ہو گا تو کیا مشرکوں کو حق پر مان لو گے؟؟؟؟؟

حضور سیّدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نے ارشاد فرمایا:

فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا صَفَنَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلَّى ،وَصَامَ ثُمَّ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِأَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ دَخَلَ النَّارَ۔

پس اگر کوئی آدمی اگر رکن اور مقامِ ابراھیم کے درمیان نمازیں پڑھتا ھے اور روزے رکھتا ہے اور وہ اس حال میں مَر جائے کے اس کے دل میں اھلبیتِ محمد کا بغض ھو وہ جہنم میں جائے گا۔"

(المستدرك على الصحيحين، جلد اول، صفحہ 161، کتاب معرفة الصحابة، حدیث:3713، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت)

امام حاکم رحمۃ اللّٰہ علیہ اس حدیث کے آگے لکھتے ہیں:

"ھذا حدیث حسن صحیح علی شرط المسلم ولم یخرجاہ"

جو لوگ حرم کے نجدیوں کو دلیل بنا کر کہتے ہیں کہ جی وہ کیسے جھوٹے ہو سکتے ہیں؟ انکا تو حرم پر قبضہ ہے۔ اور جسکا حرم پر قبضہ ہو وہی مسلک سچا ہے۔

تو غور کیجئے....!!

رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ جو مقامِ ابراہیم اور رکن کے درمیان نمازیں پڑھے روزے رکھے اور پھر اس حال میں مرے کہ اھلبیت کا بغض اسکے دل میں ہو تو سیدھا جہنم میں جائے گا۔ اھلبیت سے محبت رسول ﷺ کی بدولت ہے۔ تو جو اصلِ محبت یعنی رسول اللہ ﷺ کا ہی بے ادب ہو۔ اسکی نمازوں اور نیک عملوں کا کوئی فائدہ نہیں۔

تو پتہ چلا کہ حرم پر قبضہ حقانیت کی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ دِلوں پر اھلبیت کی محبت کا قبضہ حقانیت کی دلیل ہے۔ اور محبتِ اھلبیت، رسول اللہ ﷺ کی ہی نسبت سے ہے۔ اور حضور ﷺ کی محبت تو روحِ ایمان، بلکہ جانِ ایمان ہے۔

اور ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ نے ڈھیل دے رکھی ہے۔

دوسری بات یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ

یعنی: بیشک اللہ اس دین کی مدد فاجر سے بھی لے لیتا ہے۔

(صحيح البخاری، حديث:4203، مطبوعه دار السلام رياض سعوديه)

معاھدے کے مطابق 2023 میں ان شاءاللہ حرم میں دوبارہ ترکوں کی حکومت آجائے گی۔ جو کہ صحیح العقیدہ سنی ہیں۔

امام زین العابدین

عارف باللہ نور الدین عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"امام زُہری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن حسین (یعنی امام زین العابدین) رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیکھا کہ عبد الملک بن مروان کے حکم سے انکے پاؤں باندھے گئے، ہاتھوں میں زنجیریں اور گردن میں طوق ڈالے گئے اور ان پر پاسبانوں کو مقرر کیا گیا، میں نے انکو سلام و دعا کرنے کیلئے اجازت چاہی آپ رضی اللہ عنہ اس وقت ایک خیمہ میں تھے، میں انہیں دیکھ کر رو دیا اور کہا: کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپکی جگہ مجھے پابندِ سلاسل کر دیا جاتا اور آپ سلامت رہتے آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اے زُہری تُو سمجھتا ہے کہ میں ان طوق و سلاسل سے تکلیف میں ہوں؟ اگر میں چاہوں تو یہ فوراً اُتر جائیں مگر ایسی مثالیں (باقی) رہنی چاہییں تا کہ تم عذابِ خداوندی کو یاد رکھو اور محشر میں تم پر آسانیاں واقع ہوں، اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے زنجیر کو اپنے ہاتھوں سے اتار پھینکا۔ اور پاؤں کے پھندے کو آزاد کر دیا، پھر فرمایا اے زُہری: میں انکے ساتھ اس حال میں دو منزلوں سے زیادہ نہ جاؤں گا..."

(شواھدُ النّبوۃ، صفحہ 310، ناشر مکتبۂ نبویّہ گنج بخش روڑ لاھور)

سبحان اللہ...!! یہ اختیار تھا کربلا والوں کا، کہ جو بیڑیاں توڑ سکتے تھے وہ آفتوں کا رُخ بھی موڑ سکتے تھے۔

جو زنجیریں جھٹک سکتے تھے، وہ یزیدی بھی پٹخ سکتے تھے۔

جو پھندے توڑ سکتے تھے، وہ فرات بھی موڑ سکتے تھے۔

لیکن کربلا والے فقط رب کی رِضا پر راضی تھے کیونکہ جب امتحان آئے تو کرامت نہیں بلکہ استقامت دکھائی جاتی ہے۔ تا کہ بعد والوں کیلئے دلیل بن جائے۔ کہ دین پر مشکل وقت آئے تو ڈٹ جاؤ۔

لہذا خوارج کا یہ اعتراض کہ اگر کربلا والے مختار تھے توفُرات کیوں نہ موڑ لیا؟ مدد کیوں نہ کی؟
یہ اعتراض باقی نہ رہا، کیونکہ انکا اختیار ثابت ہو گیا، جبکہ وہ خاموشی کیساتھ تقدیر کے لکھے اور رب کی رضا پر راضی تھے۔

ہے جے سوہنا میرے دُکھ وچ راضی
میں سُکھ نوں چُلھے پاواں ھُو

18 محرم الحرام شہادت امام زین العابدین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ،
اللہ کی کروڑوں رحمتیں ہو امام زین العابدین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ پر، آمین

علمِ غیب ما کان وما یکون (جو ہو چکا ہے جو ہو گا)

وَعَن أبی هریرۃ قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ إِلَی رَاعِي غَنَمٍ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي حَتَّى انْتَزَعَهَا مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذئبُ علی تل فأقعی واستذفر فَقَالَ عَمَدت إِلَى رزق رزقنيه الله عز وَجل أخذته ثمَّ انتزعته مِنِّي فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللَّهِ إِنْ رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ ذئبا يَتَكَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ أَعْجَبُ مِنْ هَذَا رَجُلٌ فِي النَّخَلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ *يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضَى وَبِمَا هُوَكَائِن بعدكم* وَكَانَ الرجل يَهُودِيًا فجاء الرجل إِلَى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَأسلم وَخَبره فَصَدَّقَهُ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا أَمارَة من أَمَارَاتٌ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ قَدْ أَوْشَكَ الرَّجُلُ أَن يخرج فَلَا يرجع حَتَّى تحدثه نعلاه وَسَوْطه مَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ بَعْدَهُ . رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ

حضرت ابوھریرہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کے چرواہے کے پاس آیا اور اس نے وہاں سے ایک بکری اٹھالی، چرواہے نے اس کا پیچھا کیا حتیٰ کہ اس کو اس سے چھڑا لیا، راوی بیان کرتے ہیں، بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا، اور وہاں سرین کے بل بیٹھ گیا اور دم دونوں پاؤں کے درمیان داخل کرلی، پھر اس نے کہا: میں نے روزی کا قصد کیا جو اللہ نے مجھے عطا کی تھی اور میں نے اسے حاصل کر لیا تھا، مگر تو نے اسے مجھ سے چھڑا لیا۔ اس آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے آج کے دن کی طرح کوئی بھیڑیا بولتے ہوئے نہیں دیکھا، بھیڑیے نے کہا: اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ آدمی (محمد ﷺ) جو دو پہاڑوں کے درمیان واقع نخلستان (مدینہ) میں رہتا ہے، *وہ تمہیں خبریں دیتا ہے ماضی کی اور جو تمہارے بعد ہونے والا ہے۔* راوی بیان کرتے ہیں، وہ شخص یہودی تھا، وہ نبی ﷺ کے پاس آیا تو اس نے اس واقعہ کے متعلق آپ کو بتایا اور اسلام قبول کر لیا۔ نبی ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی، پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ قیامت سے پہلے کی نشانیاں ہیں، قریب ہے کہ آدمی (گھر سے) نکلے، پھر وہ واپس آئے تو اس کے جوتے اور اس کا کوڑا اسے ان حالات کے متعلق بتائیں جو اس کے بعد اس کے اہل خانہ کے ساتھ پیش آئے ہوں۔“
صحیح، رواہ فی شرح السنہ۔

(مشکوۃ المصابیح، باب المعجزات، حدیث نمبر: 5927، مطبوعہ بیروت)

(مسند امام احمد بن حنبل، حدیث:12785، مطبوعہ بیروت)

سبحان اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کی شان کہ جانور بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علمِ ماکان ومایکون کی گواہی دیتے ہیں۔ اور انسان ہو کر نہ مانے اور علمِ نبوی کی توھین کرے۔ وہ تو پھر جانوروں سے بھی گیا گزرا۔

اور پھر یہی علم غیب کی شہادت اور جانوروں کا بولنا دیکھ کر وہ یہودی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور خدا جَلَّ جَلَالُہٗ پر ایمان لے آیا اور مسلمان ہو گیا۔

جس سے پتہ چلا کہ ماکان ومایکون کا عقیدہ و درس شرک نہیں ہے۔ بلکہ یہ عقیدہ و درس ایک یہودی کو شرک کی گندگی سے نکال کر سلام کی طرف لے آیا۔

اور یہ بھی پتہ چلا کہ جانور بھی جانتے ہیں کہ حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے نبی و رسول ہیں۔ جو انسان ہو کر بھی نبوت و رسالت پر ایمان نہ لائے یا بعد میں کسی کو نبوت جائز سمجھے وہ جانوروں سے بھی بدتر ہے۔

آلِ نجد کا مولوی احسن اللہ ڈیانوی عظیم آبادی لکھتا ہے کہ:

"مولوی جعفر تھانیسری اھلحدیث تھا"

(احناف کی تاریخی غلطیاں، صفحہ47، ناشر امام شمس الحق ڈیانوی اکیڈمی کراچی)

مزید نجدیوں کے مولوی اسحاق بھٹی نے بھی مولوی جعفر تھانیسری کو اھلحدیث لکھا۔

(اھلحدیث کی اوّلیات، صفحہ125، دار ابی الطیب للنشر والتوزیع گوجرانوالہ)

اب نجدیوں وھابیوں کا یہی مولوی جعفر تھانسیری اپنی کتاب جو کہ نجدی مولوی اسمٰعیل سلفی کی بھی مصدقہ ہے لکھتا ہے کہ: مولوی لیاقت الہ آبادی وھابی کو جب کالا پانی جیل سے رہائی ہوئی تو وہ اپنی خوشی بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"ہر دن عید اور ہر رات شبِ براءت کی کیفیت رہی"

(کالا پانی، صفحہ131، ناشر طارق اکیڈمی ڈی گراؤنڈ فیصل آباد)

جی تو آلِ نجد جواب دے کہ

جس دن تمہارا وھابی مولوی جیل سے آزاد ہو وہ دن عید ہے۔

تو جس بارہ ربیع الاول کے دن انسانیت کفر کے شکنجے سے آزاد ہو وہ دن عید کا کیوں نہیں؟؟؟

جس دن بیٹیاں زندہ درگوری سے آزاد ہوں۔ وہ دن عید کا کیوں نہیں؟؟؟

اگر تمہارا مولوی جیل سے رہا ہو کر باھر آنے والے دن کو بطور خوشی عید کا کہے تو جائز؟؟؟

اگر ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دنیا میں آمد والے دن کو عید کہیں تو کیوں ناجائز؟؟؟

کیا مولوی کو جیل کے چھوٹنے کی زیادہ خوشی ہے؟؟

یا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دنیا میں آنے کی؟؟

اگر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دنیا میں آنے کی تو پھر یہ گردان بند کر دو کہ یہ تیسری عید کہاں سے آئی؟؟

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں بھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

کچھ احادیث

(۱) جس کسی نے اپنے والد کے نام کی جگہ کسی اور کا نام جوڑا اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی لعنت (ابنِ ماجہ)
(۲) جس نے اپنی والد کے سوا کسی اور سے اپنی شناخت ملائی اس نے کفر کیا
(۳) جس نے اس شخص سے اپنا نام جوڑا جو اس کا باپ نہیں وہ جہنمی ہے (بخاری)
(۴) جس نے اپنے نام کیساتھ اپنے باپ کے علاوہ کسی کا نام جوڑا اس پر جنت حرام ہے (بخاری)
نیز یہ کافروں کا طریقہ ہے

تحریر لکھنے والے موصوف نے ان احادیث سے یہ استدلال کیا کہ کوئی لڑکی اپنے نام کے ساتھ اپنے شوہر کا نام نہیں لکھ سکتی کیونکہ رسول اللہ علیہ السلام نے سختی سے منع فرمایا ہے

الجواب:

پہلی بات تو یہ ہے کہ جن احادیث سے موصوف نے استدلال کیا ہے کہ والد کی جگہ کوئی دوسرا نام لگانا حرام، کفر، اور جہنم میں لیجانے والا کام ہے-

ان احادیث سے یہ مراد ہے کہ اگر کوئی اپنا نسب بدلتا ہے یعنی جان بوجھ کر اپنے اصلی باپ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو اپنا حقیقی نسبی باپ مانتا ہے تو یہ وعیدات اس کیلئے ہے-

ان احادیث سے یہ استدلال کرنا عورت اپنے نام کیساتھ شوہر کا نام نہیں لکھ سکتی یہ سراسر حقائق کے خلاف ہے-

عورت اگر اپنے نام کیساتھ اپنے شوہر کا نام لکھتی ہے تو اس سے فقط شناخت و معرفت مقصود ہوتی ہے اس سے نسب کی تبدیلی مقصود نہیں ہوتی- اور اسکے دلائل قرآن و سنت میں موجود ہیں-

کہ عورت کو انکے شوہر کے ناموں سے بطورِ شناخت و معرفت پکارا گیا ہے

آیت نمبر 1:

اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْۚ-اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

(یاد کرو) جب عمران کی بیوی نے عرض کی....الخ.." (آلِ عمران: 35)

اب اس آیت میں اللہ نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی والدہ کو انکے شوہر کے نام سے پکارا......

آیت نمبر 2:

وَ قَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِیْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖۚ-قَدْ شَغَفَهَا حُبًّاؕ-اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ

اور شہر میں کچھ عورتوں نے کہا: عزیز کی بیوی اپنے نوجوان کا دل لبھانے کی کوشش کرتی ہے،....الخ" (یوسف:30)
اس آیت میں بھی قرآن نے زلیخاء کی نسبت انکے شوہر عزیز کیطرف کرتے ہوئے اسکے شوہر کے نام سے حکایۃً پکارا..
آیت نمبر 3:

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ-لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ
اور فرعون کی بیوی نے کہا: یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے،......الخ" (قصص:9)
اس جگہ بھی قرآن نے حضرت آسیہ کو

امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ (فرعون کی بیوی) کہا یعنی اسکے شوہر کے نام سے پکارا
آیت نمبر 4:

اِمْرَاَةَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَةَ لُوْطٍ، كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ
یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی...الخ (التحریم:10)
اس مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے نبی علیھم السلام کی بیویوں کو انکے شوھروں کے ناموں سے پکارا-گیا ہے

حدیث سے دلیل

حضرت عبد اللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی جب رسول اللہ علیہ السلام سے صدقے سے متعلق مسئلہ پوچھنے آئیں توانکو رسول اللہ علیہ السلام کے سامنے انکے شوہر حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے نام سے پکارا گیا چنانچہ روایت ملاحظہ ہو...

جَاءَتْ زَيْنَبُ امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ تَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ، فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ: هَذِهِ زَيْنَبُ، فَقَالَ: أَيُّ الزَّيَانِبِ، فَقِيلَ: امْرَأَةُ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: نَعَمْ ائْذَنُوا لَهَا، فَأُذِنَ لَهَا،

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنھا آئیں اور (باھر سے) اجازت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا کہ یہ زینب آئی ہیں۔ (باھر) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کون سی زینب؟ (کیونکہ زینب نام کی بہت سی عورتیں تھیں) عرض کی گئی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا انہیں اجازت دے دو'

(صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1462، مطبوعہ دارالسلام ریاض سعودیہ)

توان توضیحات سے پتہ چلا کہ اگر کوئی عورت اپنے نام کیساتھ شناخت کیلئے اپنے شوہر کا نام لکھتی ہیں تو یہ جائز ہے-
پھر اس میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اگر لڑکی کا نام "عائشہ" اور شوہر کا نام "زید" اور وہ اپنا نام "عائشة زید" لکھتی ہے تو ترکیبِ نحوی کے اعتبار سے بھی "عائشہ" مضاف اور "زید" مضاف الیہ ہوگا۔ جسکا ترجمہ و مطلب بنے گا "زید کی عائشہ" جو کہ درست ہے-
اور جن احادیث میں باپ کی جگہ کسی اور کا نام لکھنے پکارنے کی ممانعت آئی ہے-

اس میں حقیقی باپ کی جگہ کسی دوسرے شخص کا نام نسباً لکھنے کی ممانعت مراد ہے- یعنی نسب کی تبدیلی کرنا مراد ہے- جو کہ سراسر قرآن و سنت کے خلاف ہے-

لیکن جہاں تک شوھر کا نام لکھنے کی بات ہے تو یہ شناخت کی بنا پر جائز ہے- حرام نہیں جیسا کہ اوپر قرآن و حدیث سے حوالہ جات گزرے-

لیکن جائز و اجازت کے باوجود بچنا بہتر ہے کیونکہ ممکن ہے کہ عورت کو طلاق ہو جائے یا شوھر کا انتقال ہو جائے تو جو نام لکھوایا وہ ساتھ ہی جُڑا رہے گا دوسری جگہ شادی کرنے کیلئے نام تبدیل کروانے کی مشقت اٹھانی پڑے گی- ان معاملات کے پیشِ نظر علماء نے بچنے کا فرمایا ہے- لیکن جہاں تک جواز کا تعلق ہے تو یہ حرام و ناجائز نہیں ہے-

واللہ ورسولہ اعلم عزوجل وعلیہ السلام

داڑھی چھپانا

سوال:: نماز کے دوران چادر سے داڑھی چھپانا یا ناک اور منہ کو ڈھانپنا کیسا؟

جواب:: سردیوں میں عموماً نمازی حضرات گرم چادریں، اوڑھ کر مسجد میں آتے ہیں۔ تو خیال رہے کہ نماز کے دوران، چادر سے ناک، منہ چھپانا، مکروہِ تحریمی ہے۔

"حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ: خبردار !تم میں سے کوئی شخص نماز میں داڑھی نہ چھپائے کہ داڑھی چہرے سے ہے۔"

(الفردوس بماثور الخطاب، جلد5، صفحہ27، حدیث:7702، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

فتاوی فقیہِ ملت میں ہے: "بحالتِ نماز، کان چھپانے میں حرج نہیں مگر داڑھی چھپانا مکروہ ہے۔ کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "نھیٰ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عن تغطیۃ الفم واللحیۃ۔" واللہ تعالی اعلم"-

(فتاویٰ فقیہِ ملّت، جلد1، صفحہ173، مطبوعہ شبیر برادرز لاھور)

نماز میں ناک چھپانا

امام ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"نماز میں ناک اور منہ ڈھانپنا مکروہِ تحریمی ہے، کیونکہ یہ مجوسیوں (یعنی آتش پرستوں) کا طریقہ ہے کہ وہ آگ کی پوجا کرتے وقت اس طرح کرتے ہیں۔"

(ردّالمحتار، جلد2، صفحہ511، مطبوعہ کوئٹہ پاکستان)

سوال:: نماز میں کوٹ واسکٹ یا جیکٹ کے بٹن یا زِپ کھول کر نماز پڑھنا کیسا؟

جواب:: نیچے اگر قمیض وغیرہ کے بٹن بند ہیں، اور اوپر کوٹ جیکٹ یا واسکٹ وغیرہ کے زپ یا بٹن کھلے ہیں تو حرج نہیں، نماز ہو جائے گی۔

فتاویٰ فقیہِ ملّت میں ہے کہ: "اس طرح کپڑا پہن کر نماز پڑھی کہ نیچے کرتے کا سارا بٹن بند ہے اور اوپر شیروانی یا صدری کا، کُل یا بعض بٹن کھلا ہے تو حرج نہیں۔"

(فتاویٰ فقیہِ ملّت، جلد1، صفحہ174، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

غسل کرتے وقت پانی کے چھینٹے ٹب یا بالٹی میں پڑگئے تو شرعی حکم

سوال:: وضو یا غسل کرتے وقت پانی کے چھینٹے ٹب یا بالٹی میں پڑ گئے تو کیا شرعی حکم ہے؟

جواب:: سردیوں میں بعض لوگ عموماً گرم پانی کے ٹب یا بالٹی میں وضو یا غسل کرتے ہیں، جس سے بعض اوقات جسم پر پانی ڈالتے وقت چھینٹے اُڑ کر بالٹی یا ٹپ میں گر جاتے ہیں۔ تو اس سے پانی مستعمل نہیں ہو گا۔ اس پانی سے وضو و غسل جائز ہے۔

امامِ اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خاں محدثِ بریلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"غیر مستعمل پانی، مستعمل (پانی) سے زائد ہو تو پانی قابلِ وضو و غسل رہتا ہے، مثلا؛ لگن (ٹب، پرات وغیرہ) میں وضو کیا اور وہ پانی ایک گھڑے بھر آبِ غیر مستعمل میں ڈال دیا تو یہ مجموع قابل وضو ہے کہ مستعمل نامستعمل سے کم ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد2، صفحہ220، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

یعنی تھوڑا مستعمل پانی اگر زیادہ غیر مستعمل پانی میں مِل گیا تو کوئی حرج نہیں وضو و غسل ہو جائے گا۔

صدر الشریعہ، بدر الطریقۃ، مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"مستعمل پانی اگر اچھے پانی میں مل جائے مثلاً وضو یا غسل کرتے وقت قطرے لوٹے یا گھڑے میں ٹپکے، تو اگر اچھا پانی زیادہ ہے تو یہ وضو اور غسل کے کام کا ہے ورنہ (اگر مستعمل پانی زیادہ ہے اور غیرِ مستعمل کم تو وضو و غسل کیلئے پانی) سب بے کار ہو گیا۔"

(بہارِ شریعت جلد2 صفحہ334، مسئلہ:24، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

خلیلِ ملّت حضرت علامہ مولانا مفتی خلیل احمد برکاتی رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

"وضو یا غسل کرتے وقت پانی کے قطرے، لوٹے یا گھڑے میں ٹپکے تو اگر اچھا پانی زیادہ ہے تو یہ وضو اور غسل کے کام کا ہے۔"

(سنّی بہشتی زیور، حصّہ دوم، صفحہ138، مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

جنازے فیصلہ کریں گے

ہمارے اور تمہارے درمیان ہمارے جنازے فیصلہ کریں گے

امام ابنِ کثیر، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے حالات کے تحت لکھتے ہیں:

"وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: سَمِعْتُ أَبَا سَهْلِ بْنَ زِيَادٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَحْمَدَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: قولوا لأهل البدع بيننا وبينكم الجنائز حين تمر.

وقد صدق الله قول أحمد في هذا، فإنه كَانَ إِمَامَ السُّنَّةِ فِي زَمَانِهِ، وَعُيُونُ مُخَالِفِيهِ أحمد بن أبي دؤاد وهو قاضي قضاة الدنيا لم يحتفل أحد بموته، ولم يلتفت إليه.

ولما مات ما شيعه إلا قليل من أعوان السلطان.

وَكَذَلِكَ الْحَارِثُ بْنُ أَسَدٍ الْمُحَاسِبِيُّ مَعَ زُهْدِهِ وَوَرَعِهِ وَتَنْقِيرِهِ وَمُحَاسَبَتِهِ نَفْسَهُ فِي خَطَرَاتِهِ وَحَرَكَاتِهِ، لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ من الناس.

وكذلك بشر بن غياث المريسي لم يصل عليه إلا طائفة يسيرة جِدًّا، فَلِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ."

یعنی: امام الدارقطنی نے امام عبد اللہ بن احمد کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ:

میرے والد گرامی (امام احمد بن حنبل) فرمایا کرتے تھے، بدمذھبوں سے کہہ دو کہ ہمارے جنازے جب نکلیں گے تو وہی ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کریں گے۔"

(یعنی تم سمجھتے ہو کہ ہمیں اہل اسلام کی حمایت اور ساتھ حاصل نہیں، یا اللہ کی طرف سے قبولیت کا شرف حاصل نہیں تو)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں: اللہ تعالی نے امام احمد علیہ الرحمہ کا یہ قول سچ کر دکھایا۔ کیونکہ وہ اپنے دور میں اہل سنت کے امام تھے۔

اور انکا چوٹی کا مخالف "احمد بن ابی داود"

جو چیف جسٹس بھی تھا، اس کو جب موت آئی تو کسی نے ادھر توجہ نہ دی۔ اور اس کے جنازے کے ساتھ چند سرکاری عہدیداروں کے سوا کوئی نہ تھا۔

اور مشہور صوفی حارث بن اسد المحاسبی باوجود اس کے کہ بڑے زاہد، پارسا، اور اپنے نفس کا شدید محاسبہ کرنے والے تھے، ان کے جنازے پر بھی تین چار افراد ہی آئے۔ اسی طرح بشر بن غیاث المریسی (جو جھمیہ کا نمائندہ داعی تھا) جب فوت ہوا تو محض چند افراد ہی اس کے جنازے پر حاضر تھے۔"

(البداية والنهاية، جلد14، صفحه425، مطبوعه دار الهجره بيروت لبنان)

(مسند الامام احمد بن حنبل، تحت مقدمة التحقيق، صفحه38، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

سیدی امامِ اھلسنت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا قول حق اور ثابت شدہ ہے تاریخ نے دیکھا کہ "غازی م م ت از قادری علیہ الرحمہ" کے جنازے میں باوجود پابندی کے مسلمانوں کا ٹاٹھیں مارتا سمندر تھا

دوسری طرف گورنر سلمان تاثیر کے جنازے میں چند ایمان فروش ملا تھے.

پھر تاریخ نے دیکھا ھندوستان میں سیدی تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا جنازہ کہ جس میں لاتعداد مسلمانوں کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر نے شرکت کی،

اور آج تو اخیر ہی ہو گئی حضور سیدی امیر المجاھدین علیہ الرحمہ کے جنازے پر ایک کم و بیش ایک کروڑ عوام کا سمندر دیکھا تو دل پکار اٹھا "بيننا وبينكم الجنائز حين تمر" کہ ہمارے اور تمہارے درمیان ہمارے جنازے ف یصلہ کریں گے.

کیونکہ

اُنہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا۔

12 ربیع کو غم منانا

جو وھابی 12 ربیع کو غم منانے کا کہے وہ مرتکبِ حرام

وھابیہ دیابنہ کا امام مولوی اسماعیل دھلوی لکھتا ہے کہ:

"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین دن سے زیادہ سوگ میں رہنا، بھائی کے ، باپ کے ، چچا کے ، ماموں کے ، بھانجے بھتیجے کے ، کسی کے واسطے ہو حرام ہے۔"

(تقویۃ الایمان معہ تذکیر الاخوان، صفحہ364، مطبوعہ شمع بک ایجنسی یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاھور)

تو رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک کو ساڑھے چودہ سو سال گزر گئے۔

تو وھابی ساڑھے چودہ سو سال بعد بھی ربیع الاول کو وفات کا غم منانے کا کہہ کر امت کو حرام کام کی دعوت دے رہے ہیں۔

دیکھ لو وھابیہ دیابنہ کا اپنا امام ہی کہہ رہا ہے کہ وفات سوگ صرف تین ہے، تین دن سے زیادہ حرام ہے۔

لہذا تین دن تو ساڑھے چودہ سو سال پہلے ہی ختم ہو چکے ہیں۔ نجدیہ اب 12 ربیع الاول کا غم منانے کی دعوت سے کر حرام کے مرتکب نہ بنیں۔

اب صرف ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ کے میلاد کی خوشی منائی جائے گی۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولا کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

کورونا وائرس

کورونا وائرس کا حل بارگاہِ مصطفٰی ﷺ میں "قسط اول"

مشکل وقت صحابہ حضور ﷺ کی قبر پر آکر دعا کیلئے عرض کرتے

ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم جوزی کے شاگرد اسماعیل بن عمر بن کثیر، حافظ عماد الدین المعروف امام ابنِ کثیر دمشقی صحیح سند کیساتھ روایت لاتے ہیں:

أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرِ بْنُ قَتَادَةَ وَأَبُو بكر الفارسی قالا: حدثنا أبو عمر بْنُ مَطَرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَلِيٍّ الذُّهْلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مَالِكٍ مَالِكٍ الدَّارِ رضی الله عنه قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ ص، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوْا، فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيْلَ لَهُ: ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ،

وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مَسْقِيُوْنَ وَقُلْ لَهُ : عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ، فَأَتَى عُمَرَ، فَأَخْبَرَهُ، فَبَكَى عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ : يَا رَبِّ، لَا آلُوْ إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّلَائِلِ. وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ : إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ. وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ : رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔

یعنی: حضرت مالک دار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط پڑا، ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی قبر شریف پر حاضر ہوکر عرض کیا: "یا رسول اللہ ! اپنی امت کیلئے بارش کی دعا فرمائیں وہ ہلاک ہو رہی ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اس شخص کے خواب میں تشریف لاۓ اور فرمایا: "عمر کے پاس جاؤ، میرا سلام کہو اور بشارت دو کے بارش ہوگی اور یہ بھی کہو کے نرمی اختیار کریں"، اس شخص نے حاضر ہوکر خبر دی (تو) خبر سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں نم ہوگئیں اور فرمایا اے رب جو چیز میرے اختیار میں ہے اس میں تو میں نے کبھی کوتاہی سے کام نہیں لیا۔

(ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند صحیح ہے۔ اور امام ابنِ حجر عسقلانی کہتے ہیں کہ ابنِ ابی شیبہ نے اسکو صحیح اسناد کیساتھ روایت کیا۔)

(البدایۃ والنھایۃ، الجز السابع، احداث سنہ 18ھ، صفحہ 205، مطبوعہ دار ابنِ کثیر دمشق لبنان)

(مصنف ابنِ ابی شیبہ، الجزء الھادی عشر ، کتاب الفاضل، باب 16، حدیث: 32538، صفحہ 118، مطبوعہ مکتبۃ الرشد بیروت)

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں:

"وروی ابن ابی شیبۃ باسناد صحیح....الخ"

یعنی: ابنِ ابی شیبہ نے اس روایت کو صحیح سند کیساتھ روایت کیا۔

مزید فرماتے ہیں کہ: جس شخص نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قبرِ انور پر حاضر ہوکر امت کیلئے بارش مانگنے کی عرض کی اور پھر اس شخص کے خواب میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لائے اور امت کو بارش کی خوشخبری سنائی وہ صحابیٔ رسول حضرت سیدنا بلال بن حارث مزنی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ تھے۔

(فتح الباری بشرح صحیح البخاری، جلد 2، تحت الحدیث: 1010، صفحہ 575، مطبوعہ سعودی عرب الریاض)

(فتح الباری بشرح صحیح بخاری، جلد 2، باب: 3، صفحہ 497، حدیث: 1010، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان)

امام ابنِ حجر ھیتمی رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(جواھر المنظم فی زیارۃ القبر الشریف النبوی المکرم، صفحہ 152، مطبوعہ جوامع الکلم قاھرہ)

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے "الاصابہ" کے اندر بھی اسکی توثیق کی ہے۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، الجزء العاشر، حرف المیم، القسم الثالث، رقم: 8393، صفحہ 413، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام علی بن عبد اللہ بن احمد الحسینی السمھودی رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں کہ؛ امام بیھقی اور ابن ابی شیبہ نے اس روایت کو صحیح سند کیساتھ نقل کیا۔

(خلاصۃ الوافا باخبار دار المصطفٰی، الجزء الاول، آداب الزیارت والمجاورۃ، صفحہ 417، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

تو پتہ چلا کہ جب امت پر برا وقت آتا اور امت مشکلات و پریشانی میں گرفتار ہوتی تو صحابہ کرام جاکر، شہنشاہِ اَبرار، غریبوں کے مدد گار جناب احمدِ مختار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسَلَّم ک ی قبر انور پر حاضری دے کر اپنا دکھڑا سناتے اور پھر کرم ہو جاتا۔

حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین اگر چاہتے تو خود گھروں میں رہ کر دعا کر سکتے تھے لیکن وہ حضور ﷺ کے روضہ مبارک پر آکر امت کی مشکل کشائی کیلئے عرض کرتے، کیونکہ انکو پتہ تھا کہ اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ، حضور ﷺ کی بات نہیں موڑے گا۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کا عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ سنتے ہیں۔ اور بعد از وصال مدد بھی فرماتے ہیں۔ اسی لئے صحابہ کرام آپ ﷺ کہ قبر مبارک پر آکر آپکا وسیلہ پیش کر کے رب سے التجائیں کرتے تو رب جَلَّ جَلَالَہٗ قبول فرمالیتا۔

لہذا اس وقت بھی امت کورونا وائرس کی وبا میں گرفتار ہے۔ ظاھری اسباب و حیلے بھی بے کار ثابت ہو رہے ہیں۔ لہذا امتِ مسلمہ کے حکمرانوں کو چاہیئے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں اور عرض کریں کہ یارسول ﷺ آپکی امت کورونا وائرس کی وبا کی وجہ سے بہت پریشان ہے۔ رب سے دعا کیجئے کہ ہمیں وباء سے امان نصیب ہو اور یہ وباء ختم ہو جائے۔ واللہ، باللہ، تااللہ، یہ وباء ختم ہو جائے گی ان شاءاللہ جَلَّ جَلَالَہٗ

فریاد ہے اے کشتیٔ امت کے نگہباں

بیڑہ یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

قَلَّتْ حِيْلَتِيْ اَنْتَ وَسِيْلَتِيْ اَدْرِكْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ

اَدْرِكْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَدْرِكْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ

اے اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ اپنے کریم نبی ﷺ کے صدقے سے امت کو اس پریشانی سے نکال دے اور کورونا وائرس جیسی وباء کو دور فرما آمین بجاہ النبی الکریم الامین ﷺ

امت پر قحط پڑا تو حضور ﷺ کی قبر کی کھڑکی کھولی گئی

الامام الحافظ ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن الفضل بن بہرام بن عبد الصمد الدارمی الترمذی السمرقندی المعروف امام عبد الرحمٰن دارمی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں ؛

أَبُو الْجَوْزَاءِ أَوْسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : (قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطاً شَدِيداً ، فَشَكَوْا إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ : انْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَاجْعَلُوا مِنْهُ كِوًى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ . قَالَ : فَفَعَلُوا ، فَمُطِرْنَا مَطَراً حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الإِبِلُ ، حَتَّى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ ، فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتْقِ .(

وھابیہ کے محقق محمد الیاس بن عبد القادر اس حدیث کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ؛

"ابوالجوازاء اوس بن عبد اللہ نے بیان کیا: اہلِ مدینہ بہت سخت قحط سالی کے شکار ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے پاس شکایت لیکر آئے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر میں آسمان کہ طرف ایسا روشندان بناؤ کہ آسمان

اور قبر کے درمیان چھت حائل نہ ہو، راوی نے کہا لوگوں کا ایسا کرنا تھا کہ اتنی بارش ہوئی کہ گھاس اُگ آئی، اونٹ فربہ ہو کر چربی سے پھٹنے لگے اور اس سال نام ہی پھٹنے والا سال پڑ گیا۔"اس روایت کے تمام روای ثقہ ہیں

(سُنن الدارمی، جلد1، صفحہ104، المقدمۃ، باب15، ما اکرم اللہ نبیّہ ﷺ، حدیث:93، مطبوعہ الفرقان ٹرسٹ، خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ پاکستان)

حضرت عائشہ صدیقہ سے شکایت یہ کی کہ بارش نہیں ہوتی چیزیں مہنگی ہوگئیں، مقصد یہ تھا کہ آپ رب سے دعا کریں۔ جس سے معلوم ہوا کہ آسمانی آفات کی شکایت اللہ کے مقبول بندوں سے کر سکتے ہیں۔ تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا: میرے حجرے کی چھت میں سوراخ کر دو تاکہ قبر انور اور آسمان کے درمیان کوئی آڑ نہ رہے۔ یہ طریقہ تھا قبر انور کے وسیلہ سے بارش مانگنے کا جو حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے اجتہاد سے یہ طریقہ اختیار فرمایا۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں اور آپ کے وصال شریف کے بعد جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین پر آفات و مشکلات آتی تو آپ ﷺ کی قبرِ مبارک پر حاضر ہو کر دکھڑا عرض کرتے جس سے آپ ﷺ اللہ کی بارگا میں سفارش کرتے تو اللہ پاک اس قحط و مشکل کو دور فرما دیتا۔

جب دنیا کے ظاہری اسباب جواب دے جائیں تو ایک ایسی ذات بچتی ہے جس نے ہمیں رب کی پہچان کروائی جو ہمارے اور رب کے درمیان وسیلہ ہیں۔ یعنی ہمارے پیارے نبی حضرتِ محمدِ مصطفٰی ﷺ، امت اس وقت کورونا وائرس جیسی وباء میں گرفتار ہے خوف و ہراس کا شکار ہے۔

اگر امتِ مسلمہ کے لیڈران کا وفد سرکار ﷺ کے روزے پر جاکر صدقِ دل و اعتقادِ واثق سے امت کی پریشانی حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرے اور اللہ کی بارگاہ میں آپکو وسیلہ بناکر اس مشکل سے نجات کیلئے دعا کرے، تو یقیناً حضور سیّدِ عالَم ﷺ کرم فرمائیں اور رب کی بارگاہ میں امت کی عرض پیش کریں گے جس سے ان شاءاللہ امت سے یہ آزمائش دور ہو جائے گی۔

کیونکہ صحابہ کے دور میں امت پر جب کوئی مشکل پیش آتی قحط پڑتا تو آپ ﷺ کی بارگاہ میں جاکر عرض کرتے تو اللہ کرم فرما دیتا جیسا کہ اوپر حدیث سے واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر پر موجود چھت سے کھڑکی کھولی جس کے وسیلے سے رب نے اتنا نوازا پیداوار اتنی ہوئی کہ جانور چارہ کھا کھا کر موٹے تازے ہو گئے۔

ہم اللہ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کے کے وسیلے سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! حضور ﷺ کے وسیلہ سے امت کو اس آزمائش سے بچا اور کورونا وائرس سمیت تمام وباؤں کو ختم کرے آمین بجاہ النبی الکریم الامین ﷺ

وبا کے زمانہ میں اسلاف کا طرزِ عمل و نصیحت

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں:

"جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اُردن میں طاعون میں مبتلا ہوئے تو جتنے مسلمان وہاں تھے ان کو بلا کر ان سے فرمایا:

میں تمہیں ایک وصیت کر رہا ہوں اگر تم نے اسے مان لیا تو ہمیشہ خیر پر رہو گے اور وہ یہ ہے کہ: نماز قائم کرو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، زکاۃ ادا کرو، حج و عمرہ کرو، آپس میں ایک دوسرے کو (نیکی کی) تاکید کرتے رہو اور اپنے امیروں کے ساتھ خیر خواہی کرو اور ان کو دھوکا مت

دو اور دنیا تمہیں (آخرت سے) غافل نہ کرنے پائے؛ کیوں کہ اگر انسان کی عمر ہزار سال بھی ہوجائے تو بھی اسے (ایک نہ ایک دن) اس ٹھکانے یعنی موت کی طرف آنا پڑے گا جسے تم دیکھ رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم کے لیے مرنا طے کر دیا ہے، لہٰذا وہ سب ضرور مریں گے اور بنی آدم میں سب سے زیادہ سمجھ دار وہ ہے جو اپنے ربّ کی سب سے زیادہ اطاعت کرے اور اپنی آخرت کے لیے سب سے زیادہ عمل کرے"۔

(حیاۃ الصحابہ، جلد2، صفحہ165، مطبوعہ مکتبۃ الحسن حق سٹریٹ اردو بازار لاھور)

آج ہم بھی جن آزمائیشوں اور کورونا وائرس جیسی وباؤں میں مبتلا ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ گناہوں سے سچے دل سے توبہ کرکے اللہ کی بارگاہ میں معافی مانگیں، اپنی نمازوں اور دیگر فرائض و واجبات کی حفاظت کریں۔ الغرض ہر قسم کے گناہوں سے سچے دل سے توبہ کرکے اللہ سے معافی مانگیں تاکہ اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ ہم سے ہر قسم کی آفت ٹال دے۔ اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صدقے ہم پر رحم فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ویلنٹائن ڈے کس کی یاد میں منایا جاتا ہے؟؟

کہا جاتا ہے کہ ایک پادری جس کا نام ویلنٹائن تھا تیسری صدی عیسوی میں رومی بادشاہ کلاڈیس ثانی کے زیرِ حکومت رہتا تھا، کسی نافرمانی کی بناء پر بادشاہ نے پادری کو جیل میں ڈال دیا، پادری اور جیلر کی لڑکی کے مابین عشق ہوگیا حتّٰی کہ لڑکی نے اس عشق میں اپنا مذہب چھوڑ کر پادری کا مذہب نصرانیت (عیسائیت) قبول کرلیا، اب لڑکی روزانہ ایک سرخ گلاب لیکر پادری سے ملنے آتی تھی، بادشاہ کو جب ان باتوں کا علم ہوا تو اس نے پادری کو پھانسی دینے کا حکم صادر کر دیا، جب پادری کو اس بات کا علم ہوا کہ بادشاہ نے اس کی پھانسی کا حکم دیدیا ہے تو اس نے اپنے آخری لمحات اپنی معشوقہ کے ساتھ گزارنے کا ارادہ کیا اور اس کے لئے ایک کارڈ اس نے اپنی معشوقہ کے نام بھیجا جس پر یہ تحریر تھا "مخلص ویلنٹائن کی طرف سے" بالآخر 14 فروری کو اس پادری کو پھانسی دیدی گئی اس کے بعد سے ہر 14 فروری کو یہ محبت کا دن اس پادری کے نام ویلنٹائن ڈے کے طور پر منایا جاتا ہے۔

(ویلنٹائن ڈے قرآن و حدیث کی روشنی میں، صفحہ12,11 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

ویلنٹائن ڈے پر جنسی ادوایات کا فقدان

اس تہوار کو منانے کا انداز یہ ہوتا ہے کہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے بے پردگی و بے حیائی کیساتھ میل ملاپ، تحفے تحائف کے لین دین سے لیکر فحاشی و عریانی کی ہر قسم کا مظاہرہ کھلے عام یا چوری چھپے جسکا جتنا بس چلتا ہے عام دیکھا سنا جاتا ہے ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں فیملی پلاننگ کی ادویات عام دنوں کے مقابلے ویلنٹائن ڈے میں کئ ی گنا زیادہ بکتی ہیں اور خریدنے والوں میں اکثریت نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی ہوتی ہے، گفٹ شاپس اور پھولوں کی دکان پر رش میں اضافہ ہوجاتا ہے اوران اشیاء کو خریدنے والے بھی نوجوان لڑکے لڑکیاں ہوتی ہیں۔

مشرقی اقدار کے حامل ممالک میں کھلی چھوٹ نہ ہونے کی وجہ سے نوجوان جوڑوں کو محفوظ مقام کی تلاش ہوتی ہے۔ اسی مقصد کے لیے اس دن ہوٹلز کی بکنگ عام دنوں کے مقابلے میں بڑھ جاتی ہے اور بکنگ کرانے والے رنگ رلیاں منانے والے نوجوان لڑکے لڑکیاں ہوتی ہیں۔

(ویلنٹائن ڈے قرآن وحدیث کی روشنی میں، صفحہ13،12 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

دس سال کی 39 بچیاں حاملہ ہوگئیں

مغربی ممالک میں جہاں غیرمسلم مادر پدر آزادی کے ساتھ رہتے ہیں اور فحاشی و عریانی اور جنسی بے راہ روی کو وہاں ہر طرح کی قانونی چھوٹ حاصل ہے اس دن کی دَھماچوکڑی سے بعض اوقات وہ بھی پریشان ہوجاتے ہیں اور اس کے خلاف بعض اوقات کہیں کہیں سے دبی دبی صدائے احتجاج بلند ہوتی رہتی ہے جیسا کہ انگلینڈ میں اس کی مخالفت میں احتجاج کیا گیا اور احتجاج کی بنیادی وجہ یہ بتائی گئی کہ اس دن کی بدولت انگلینڈ کے ایک پرائمری اسکول میں 10 سال کی 39 بچیاں حاملہ ہوئیں۔ غور کیجئے یہ تو پرائمری اسکول کی دس سالہ بچیوں کے ساتھ سفاکیت کی خبر ہے وہاں کے نوجوانوں لڑکے لڑکیوں کے ناجائز تعلقات اور اس کے نتیجے میں حمل ٹھہرنے اور اسقاطِ حمل کے واقعات کی تعداد پھر کتنی ہوگی اس کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

(ویلنٹائن ڈے قرآن وحدیث کی روشنی میں، صفحہ13 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

انتہائی دکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اس دن کو کافروں کی طرح بے حیائی کے ساتھ منانے والے بہت سے مسلمان بھی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے عطا کئے ہوئے پاکیزہ احکامات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے کھلم کھلا گناہوں کا ارتکاب کرکے نہ صرف یہ کہ اپنے نامۂ اعمال کی سیاہی میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ مسلم معاشرے کی پاکیزگی کو بھی ان بے ہودگیوں سے ناپاک وآلودہ کرتے ہیں۔

بدنگاہی، بے پردگی، فحاشی عریانی، اجنبی لڑکے لڑکیوں کا میل ملاپ، ہنسی مذاق، اس ناجائز تعلق کو مضبوط رکھنے کے لئے تحائف کا تبادلہ اور آگے زنا اور دواعیٔ زنا تک کی نوبتیں یہ سب وہ باتیں ہیں جو اس روزِ عصیاں زور و شور سے جاری رہتی ہیں اور ان سب شیطانی کاموں کے ناجائز و حرام ہونے میں کسی مسلمان کو ذرہ بھر بھی شبہ نہیں ہوسکتا قرآن کریم کی آیاتِ بَیِّنات اور نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے واضح ارشادات سے ان اُمور کی حرمت و مذمت ثابت ہے۔

شرم وحیا کا درس اور بے حیائی کی مذمت آیاتِ قرآنیہ سے

(۱)...اللّٰہ تعالٰی فرماتا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْؕ-ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْؕ-اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ(۳۰) وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ---الایۃ

ترجمۂ کنزالایمان: مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے بے شک اللّٰہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں

اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں۔

(پارہ18،سورۃ النور آیت31,30)

سورۂ نور کی اسی اکتیسویں آیت میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ

وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ-

ترجمۂ کنزالایمان: اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار۔

(پارہ18،سورۃ النور آیت31)

(۲)... سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہوا:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (۳۲) وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ-

ترجمہ: اے نبی کی بیبیو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے۔ ہاں اچھی بات کہو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔ اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

(سورۃ الاحزاب:33 32)

(۳)...اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ملاحظہ کیجئے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ-ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ-وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۵۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ الاحزاب:59)

(۴)...اس فرمان کو بھی توجہ سے پڑھ لیجئے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ-وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو انھیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اسکے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔

(سورۃ الاحزاب:36)

مذکورہ آیاتِ قرآنیہ میں اللہ رَبُّ الْعِزَّت نے مؤمن ین مردوں اور عورتوں کو نگاہیں ن یچی رکھنے، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا اور پردہ کی اہمیت کس قدر ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگا لیجئے کہ عورتوں کو جاہلیتِ اُولیٰ کی بے پردگی سے منع کیا گیا یہاں تک کہ زیور کی آواز بھی غیر مرد نہ سنے، اس کا لحاظ رکھنے کا فرمایا گیا اور آخری آیت جو ذکر کی گئی اس میں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّ ی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے فیصلہ کے بعد کسی مسلمان مرد و عورت کے لئے اختیار باقی نہیں رہ جاتا اس کا واضح اعلان فرما دیا گیا تو کیا مسلمانوں کو ان احکامات کے آگے سرِ تسلیم خم نہیں کرنا چاہئے ل یکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے مسلمان مرد و عورتیں ویلنٹائن ڈے میں ان احکامات ک ی اعلانیہ کھلم کھلا کافروں کی تقلید میں خلاف ورزیاں کرتے ہیں اللہ تعالٰ ی عقل دے، سمجھ دے، احکامِ شریعت کی اتباع میں زندگ ی بسر کرنے کی توفیق دے۔

شرم وحیاء کا درس اَحادیث مبارَکہ سے

''وعن الحسن مرسلًا قال: بلغني أنّ رسول صلى اللّٰه عليه و سلم قال: لعن اللّٰه الناظر والمنظور اليه رواه البيهقى فى شعب الايمان.''

حسن بصری علیہ الرحمہ سے مرسلاً مروی ہے، کہتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ دیکھنے والے پر اور اس پر جس کی طرف نظر کی گئی اللہ عَزَّوَجَلَّ لعنت فرماتا ہے (یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر قصداً دیکھے اور دوسرا اپنے کو بلا عذر قصداً دِکھائے)۔

(مشكاة المصابيح، كتاب النكاح، باب النظر الى المخطوبة...الخ، الفصل الثالث، جلد1، صفحه574، الحديث:3125 مطبوعه بيروت)

ہاتھ اور پاؤں منہ بھی زنا کرتے ہیں

''واليدان تزنيان فزناهما البطش والرجلان تزنيان فزناهما المشي والفم يزني فزناه القبل۔''

اور ہاتھ زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا (حرام کو) پکڑنا ہے اور پاؤں زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا (حرام کی طرف) چلنا ہے اور منہ (بھی) زنا کرتا ہے اور اس کا زنا بوسہ دینا ہے۔

(ابو داود، كتاب النكاح، باب ما يؤمر به من غضّ البصر، جلد2، صفحه369، الحديث:2153، مطبوعه بيروت)

کپڑے پہننے کے باوجود ننگی عورتیں

''عن أبي هريرة قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم صنفان من اهل النار لم أرهما، قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس ونساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رء وسهنّ كأسنمة البخت المائلة لا يدخلن الجنة ولا يجدن ريحها وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا۔''

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: دوزخیوں کی دو جماعتیں ایسی ہونگی جنہیں م یں نے (اپنے اس عہدِ مبارک م یں) نہیں دیکھا (یعنی

آئندہ پیدا ہونے والی ہیں ، ان میں) ایک وہ قوم جن کے ساتھ گائے کی دم کی طرح کوڑے ہونگے جن سے لوگوں کو ماریں گے اور (دوسری قسم) ان عورتوں کی ہے جو پہن کر ننگی ہوں گی (یعنی کپڑے اتنے ٹائٹ ہوں گے کہ جسم کی ساخت یا یا اتنے تنے باریک ہوں گے کہ جسم نظر آئے گا) دوسروں کو (اپنی طرف) مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی ہوں گی ، ان کے سر بختی اونٹوں کی ایک طرف جھکی ہوئی کوہانوں کی طرح ہوں گے وہ جنت میں داخل نہ ہوں گ ی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گ ی حالانکہ اس کی خوشبو اتنی دور سے پائی جائے گی ۔

(مسلم، کتاب اللباس والزینہ، باب النساء الکاسیات العاریات ۔۔ الخ، صفحہ 1177، الحدیث: 125(2128) مطبوعہ بیروت)

سر میں لوہے کی سوئی گھونپنے سے بہتر

''لان یعطن فی رأس احدکم بمخیط من حدید خیر لہ من ان یمسّ امرأۃ لا تحلّ لہ۔''

تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی گھونپ دی جائے تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں۔

(معجم کبیر، ابو العلاء یزید بن عبد اللہ۔۔۔الخ، جلد20، صفحہ211، الحدیث:486، مطبوعہ بیروت)

گندگی سے لتھڑا ہوا خنزیر

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

''ایاکم والخلوۃ بالنساء والذی نفسی بیدہ ما خلا رجل بامرأۃ الّا دخل الشیطان بینھما ولان یزحم رجلًا خنزیر متلطخ بطین او حماۃ -ای طین اسود منتن- خیر لہ من ان یزحم منکبہ امرأۃ لا تحلّ لہ۔''

عورتوں کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے بچو! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہیں کرتا مگر ان کے درمیان شیطان داخل ہوجاتا ہے اور مٹی یا سیاہ بدبودار کیچڑ میں لتھڑا ہوا خنزیر کسی شخص سے ٹکرا جائے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ اس کے کندھے ایسی عورت سے ٹکرائیں جو اس کے لئے حلال نہیں۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، الباب الثانی فی الکبائر الظاھرۃ، کتاب النکاح، جلد2، صفحہ6، مطبوعہ بیروت)

شیخ الاسلام شہاب الدین امام احمد بن حجر مکی شافعی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ اپنی کتاب ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' میں ارشاد فرماتے ہیں، اس کا ترجمہ ہے:

''بعضوں نے اپنے ہاتھ کو کسی عورت کے ہاتھ پر رکھا تو ان دونوں کے ہاتھ چمٹ گئے اور لوگ انہیں جدا کرنے میں ناکام ہوگئے یہاں تک بعض علماءِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ان کی رہنمائی فرمائی کہ وہ عہد کریں کہ ایسی نافرمانی کا اِرتکاب کبھی نہیں کریں گے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر صدقِ دل سے توبہ کریں پس انہوں نے ایسا کیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں چھٹکارا عطا فرمایا۔ اور اساف اور نائلہ کا قصہ مشہور ہے کہ انہوں نے زنا کیا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے ان دونوں کو چہرہ مسخ کرکے پتھر بنا دیا۔

تم یہ دیکھ کر دھوکا نہ کھاؤ کہ کوئی شخص نافرمانی کا مرتکب ہونے کے باوجود ابھی تک صحیح وسالم ہے اور اسے جلدی سزا نہیں ملتی عقل مند کیلئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے نفس پر غرور کرے، اپنے نفس پر غرور کرنے والا اچھا نہیں اگرچہ وہ سلامت رہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تمہارے لئے سزا کو جلدی مقرر کردے جبکہ دوسروں کیلئے نہ کرے، کیونکہ اسے اس سے روکنے والا کوئی نہیں کہ کبھی بہت شنیع وقبیح چیز کے ساتھ جلدی سزا ہوجاتی ہے جیسے دل کا مسخ ہونا، بارگاہِ حق میں حاضری سے دوری، ہدایت کے بعد گمراہی اور بارگاہِ خداوندی کی طرف متوجہ ہونے کے بعد اعراض کرنا۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر ،الباب الثانی فی الکبائر الظاھرۃ،الکبیرۃ الثالثۃ والخمسون بعد المائۃ،جلد1،صفحہ445،مطبوعہ بیروت)

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں کافروں کی بیہودہ رسومات کو ترک کر کے شریعت کے مطابق مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین

مجبور کی مدد کرنے سے وبائیں دور ہوتی ہیں

موجودہ دِنوں میں ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں وہ سب کے سامنے ظاہر ہیں۔ ایک تو وائرس کا خوف و ہراس اور اوپر سے وقتی لاک ڈاؤن کر دیا گیا ہے۔ پاکستان میں بہت سے غریب لوگ ایسے بھی ہیں جنکا گزر بسر دیہاڑی کی آمدن کیساتھ ساتھ ہوتا تھا۔ لاک ڈاؤن کی وجہ سے کوئی کام نہیں اور جب کام نہیں تو آمدن کا ذریعہ بھی رُک گیا۔ لہذا اس مشکل گھڑی میں دعوتِ اسلامی نے غریب مسلمانوں کی مدد کا اعلان کیا ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس کارِ خیر میں دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیں۔ بلکہ مزید اپنے اردگرد گلی محلوں میں نظر رکھیں جو لوگ دیہاڑی کی بنا پر روزانہ کمانے والے تھے۔ اب کام پر نہیں جا رہے انکو راشن و خرچہ وغیرہ دے کر انکی مالی مدد کریں۔

کیونکہ صدقہ ایسی نیکی ہے کہ جو بلاؤں ، وباؤں اور آفتوں کو ٹال دیتا ہے۔ اس سے نہ صرف آپکو ثواب ملے گا بلکہ وبائیں اور آفتیں بھی ٹل جائیں گے۔ ان شاءاللہ

حضرت انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"الصدقۃ تمنع سبعین نوعا من انواع البلاء اھونہا الجذام والبرص"

”صدقہ ستر بلا کو روکتا ہے جن کی آسان تر بدن کا بگڑنا اور سپید داغ ہیں (یعنی کوڑھ ، والعیاذ باللہ تعالٰی)“

(تاریخ البغداد ترجمہ:4326،الحارث بن نعمان، جلد7 ،صفحہ 207، دار الکتب العربی بیروت)

حضرت انس و حضرت علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"باکروا بالصدقۃ فان البلاء لایتخطّاھا"

”صبح تڑکے صدقہ دو کہ بلا صدقہ سے آگے قدم نہیں بڑھاتی۔“

(المعجم الاوسط، حدیث:5639، جلد6، صفحہ 299، مکتبۃ المعارف ریاض)

(السنن الکبرٰی، کتاب الزکوٰۃ، باب فضل من اصبح صائما الخ، جلد4، صفحہ 189، دار صادر بیروت)

امام دیلمی حضرت انس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

"الصدقات بالغدوات یذھبن بالعاھات"

”صبح کے صدقے آفتوں کو دفع کر دیتے ہیں۔“

(الفردوس بما ثور الخطاب، حدیث:3737، جلد2، صفحہ 414، دار الکتب العربی بیروت)

(الجامع الصغیر بحوالہ الفردوس، حدیث:5147، جلد2، صفحہ 317، دار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت جابر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"الصدقۃ تمنع القضاء السوء"

"صدقہ بری قضا کو ٹال دیتا ہے۔"

(تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ترجمہ الخضر البزاز، جلد5، صفحہ167، دار احیاء التراث العربی بیروت)

حضرت انس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

"صنائع العروف تقی مصارع السوء والآفات الھلکات واھل المعروف فی الدنیا ھم اھل المعروف الاخرۃ"

"نیک سلوک کے کام بری موتوں آفتوں ہلاکتوں سے بچاتے ہیں اور دنیا میں احسان والے وہی آخرت میں احسان والے ہوں گے۔"

(کنز العمال بحوالہ فی المستدرک، حدیث:14965، جلد6، صفحہ343، موسسۃ الرسالہ بیروت)

صدقے سے وبائیں دور ہوتی ہیں۔ اپنے غریب مسلمان بھائیوں کو پیسے، راشن، اور دیگر ضروریات کہ چیزیں مہیا کر کے انکی دعائیں لے، ان شاءاللہ، ربِ جلیل جَلَّ جَلَالُہٗ ہم سے وبائیں آفتیں دور کر دے گا۔ اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ مسلمانوں کو ہر قسم کی وبا و بلا سے محفوظ رکھے آمین بجاہ النبی الکریم الامین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

وباء میں اذانیں دینے پر اعتراض کا علمی والزامی جواب

دنیا اس وقت جس عالمی وبا یعنی کورونا وائرس کی لپیٹ میں ہے۔ ہر ممکن احتیاطی تدابیر اپنائی جا رہی ہیں۔ اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ سے دعائیں مانگی جا رہی ہیں۔ اور توبہ و استغفار کی جا رہی ہے۔

کیونکہ وبا و بلا و عذاب میں اذان دینا ایک مستحب امر جو اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ کے غضب کو دور کرتا ہے لہذا مسلمان اپنے اپنے علاقوں میں اللہ کی توحید اور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی رسالت کی گواہی اذان کے ذریعے بلند کر رہے ہیں۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جو خود کو مسلمان کہتا ہے وہ اس عمل کو نہ صرف سراہتا بلکہ دعا کرتا کہ اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ اپنے اس ذکر (یعنی اذان) کے صدقے اس وباء کو ٹال دے۔

میں ان حالات میں اس چیز پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن افسوس کیساتھ کچھ لوگوں نے اذان دینے والے مسلمانوں پر فتویٰ بازی شروع کر دی اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ معاذ اللہ وباء میں اذنیں دینا جہالت ہے، بدعت ہے اور بدعتی جہنمی ہے۔ وبا میں اذنیں دینا ثابت نہیں۔ تو آئیے ملاحظہ کیجئے۔ کہ جب وباء عذاب کی صورت میں آجائے تو اذان دینا مستحب و جائز ہے۔

اذان سے وبا کے عذاب کا ٹلنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رویت ہے کہ حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِذَا اُذِّنَ فِیْ قَرْیَۃٍ اٰمَنَھَا اللّٰہُ مِنْ عَذَابِہٖ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ"

جب کسی بستی میں اذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن اسے اپنے عذاب سے امن دے دیتا ہے۔

(المعجم الکبیر مرویات انس بن مالک، جلد1، صفحہ257، حدیث:746، مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت)

یہی وجہ ہے کہ مسلمان اس وبائی عذاب کو ٹالنے کیلئے فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مطابق اذنیں دے رہے ہیں۔

وبا کی وحشت دور کرنے کیلئے اذان

ابو نعیم و ابن عساکر حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت کرتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَزَلَ آدَمُ بِالْھِنْدِ فَاسْتَوْحَشَ فَنَزَلَ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام فَنَادیٰ بِالْاَذَانِ

یعنی: جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام جنت سے ھندوستان میں اترے انہیں گھبراہٹ ہوئی تو جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے اتر کر اذان دی۔

(حلیۃ الاولیاء مرویات عمرو بن قیس الملائی، جلد2، صفحہ107، رقم:299، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت)

مسند الفردوس میں حضرت جناب امیرُالمومنین مولٰی المسلمین سیدنا علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے روایت ہے:

قَالَ رَاىٰ النَّبِيُّ صَلّٰی اللہُ تَعَالٰی عَلَيْہِ وَسَلَّم حُزِيْناً فَقَالَ يَا ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اِنِّيْ اَرَاكَ حُزِيْناً فَمُرْ بَعْضَ اَھْلِكَ يُؤَذِّنُ فِيْ اُذُنِكَ فَاِنَّہٗ دَرْءُ الْھَمِ

یعنی: مولا علی کہتے ہیں مجھے حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے غمگین دیکھا ارشاد فرمایا: اے علی! میں تجھے غمگین پاتا ہوں اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان کہے، اذان غم و پریشانی کی دافع ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح باب الاذان، جلد2، صفحہ149، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

اذان دینے سے جہاں وبا سے امان ملتا ہے وہاں وحشت بھی دور ہوتی ہے۔ لہذا اس ثابت شدہ امر کو بدعت و جہالت کہنا بہت بڑی زیادتی ہے۔

اور مانعین اسکے ناجائز و بدعت ہونے پر ایک بھی دلیل پیش نہیں کر سکتے۔

محدثِ وھابیہ کی گواہی

صاحبو! مانعین کہتے ہیں کہ فرض نماز کے علاوہ اذان دینا کہیں سے بھی ثابت نہیں اور بدعت و جہالت ہے۔ آئیے فرض نمازوں کے علاوہ اذانوں کا ثبوت ہم انہی کے محدث سے پیش کرتے ہیں۔

وھابی مذھب کے محدث وانکے مجدد مولوی نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں کہ:

"زید بن اسلم رضی اللہ تعالٰی عنہ بعض معاون پر والی تھے۔ لوگوں نے کہا یہاں جن بہت ہیں۔ کثرت سے اذانیں (ایک ہی) وقت پر کہا کرو، چنانچہ ایسے ہی کیا گیا اور پھر کسی جن کو وہاں نہ دیکھا"

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ76، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

وھابیہ کے محدث نے اس بات کو تسلیم کیا کہ نمازوں کے علاوہ بھی کثرت کیساتھ اکٹھی اذانیں دینے سے بلائیں بھاگ جاتی ہیں۔

تو کیا فتوٰی لگے گا آپکے محدث بھوپالی پر؟؟

وھابیہ کے یہی محدث بھوپالی اپنی کتاب میں ھیڈنگ دے کر لکھتے ہیں "مشکلات سے نکلنے کیلئے" پھر اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ:

"حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ کو مہموم (پریشان) دیکھ کر فرمایا کہ اپنے گھر والوں میں سے کسی کو حکم دے کہ وہ تیرے کان میں اذان کہہ دیں کہ یہ دواءِ ھم (یعنی پریشانی کی دواء) ہے چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا مجھ سے غم دور ہو گیا۔"

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ76، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

مشکلات ٹالنے کیلئے اذان

تو وھابیہ کے محدث نے بھی تسلیم کیا کہ اذان سے غم دور ہوتا ہے۔ اور مشکلات ٹلتی ہیں، تو سوچو جب مسلمانوں کی اذانوں کی آواز اتنے لوگوں کے کانوں میں پڑی تو کتنا سکون ملا ہو گا۔

اگر نماز کے علاوہ اذان دینا جہالت و بدعت ہے تو کیا حکم لگے گا آپکے محدث بھوپالی صاب پر؟؟

مرگی کے علاج کیلئے اذان

وھابیہ کے مجدد بھوپالی نے اپنی کتاب میں عنوان قائم کیا جسکا نام "مرگی کا علاج" اسکے تحت وہ لکھتے ہیں کہ:

"بعض علماء نے مرگی والے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی تھی، وہ اچھا ہو گیا۔"

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 77، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

مزید عنوان دیا "راستہ بھول جانے کا علاج" اسکے تحت لکھا کہ:

"بعض علماء صالحین نے کہا ہے کہ آدمی جب راستہ بھول جائے اور وہ اذان کہے تو اللہ اسکی رہنمائی فرماوے گا۔"

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 76، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

مزید اسی کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

"جسکو شیطان خبطی کر دے یا اسکو آسیب کا سایہ ہو.... تو اسکے کان میں سات بار اذان کہے۔"

(کتاب الدعاء والدواء، صفحہ 76.105، مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاھور)

تو ان دلائل سے ثابت ہوا کہ مصیبت و پریشانی کے وقت اذانیں دینے سے مصیبت وبائیں اور پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔ بس اسی جذبے تحت مسلمانوں نے کراؤنا وائرس جیسی وباء سے جھٹکارے کیلئے اللہ کے ذکر یعنی اذان کی تدبیر کی تاکہ اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ اپنے ذکر کی برکت سے اس آفت کو ٹال سے اور مسلمانوں کو خوف وہراس سے نکال دے۔

لیکن کچھ لوگ برا مان گئے نہ صرف برا مانے بلکہ اذانوں کا یہ سلسلہ دیکھ کر مسلمانوں کو نہ صرف بدعتی بلکہ جاھل کہنا شروع کر دیا۔

الحمد للہ ہم نے اتمام حجت کیلئے نہ صرف احادیث سے اسکے جواز کے شوھد پیش کیئے بلکہ انکے اس محدث کے حوالے بھی پیش کیئے جنکے بارے میں انہوں نے لکھا کہ وہ رب سے ہمکلام ہوا کرتے تھے۔

یقیناً اذان سن کر شیطان ہی کو تکلیف ہوتی اور مسلمانوں کو جاھل کہتا ہے کیونکہ اذان سن کر کر شیطان 36 میل دور بھاگ جاتا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ذَهَبَ حَتَّى يَكُونَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ» قَالَ سُلَيْمَانُ: فَسَأَلْتُهُ عَنِ الرَّوْحَاءِ فَقَالَ: «هِيَ مِنَ الْمَدِينَةِ سِتَّةٌ وَثَلَاثُونَ مِيلًا»

یعنی: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا: بلاشبہ شیطان جب اذان سنتا ہے تو (بھاگ کر) چلا جاتا ہے یہاں تک کہ روحاء کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔'

سلیمان (اعمش) نے کہا: میں نے ان (اپنے استاد ابو سفیان طلحہ بن نافع) سے روحاء کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ مدینہ سے چھتیس میل (کے فاصلے) پر ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب فضل الأذان...إلخ، الحدیث:854، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

لہٰذا کم از کم مسلمان کو اذان سن کر خوش ہونا چاہیئے اور آفت ٹلنے کی دعا کرنی چاہیئے نہ کہ پڑھنے والوں کو جاہل و بدعتی کہہ اپنا رشتہ شیطان سے ظاہر کرنا چاہیئے۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ سے دعا ہے کہ امت کو اس وبا سے نجات عطا فرمائے اور حق کو سمجھنے کہ توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

وباو پریشانی سے حفاظت کا روحانی عمل

کورونا وائرس کی وبا کی وجہ سے دنیا میں خوف وہراس پھیلا ہوا ہے۔ ہر کوئی پریشان نظر آ رہا ہے۔ ابھی تک کوئی مستقل علاج کی دریافت بھی اس بارے میں نہیں سنی۔ ان سب حالات میں کہ بندے عاجز آ جائیں۔ اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر توبہ کرنی چاہیئے اور ان طریقے کو اپنانا چاہیئے کہ جس سے وباء دور ہو اَمن نصیب ہو جائے ایسی صورتِ حال میں توبہ و استغفار و دیگر عبادات کیساتھ اپنے گھروں میں اذان دینا ایک بہت اچھا عمل ہے کہ اس سے عذاب ٹلتے ہیں اور امن آتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے رویت ہے کہ حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِذَا اُذِّنَ فِیْ قَرْیَۃٍ اٰمَنَھَا اللہُ مِنْ عَذَابِہٖ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ"

* جب کسی بستی میں اذان دی جائے تو اللہ تعالی اس دن اسے اپنے عذاب سے امن دے دیتا ہے۔*

(المعجم الکبیر مرویات انس بن مالك، جلد1، صفحہ257، حدیث:746، مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت)

(فتاوی رضویہ، جلد5، صفحہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

وبا کے زمانہ میں اذان دینا ایک مستحب امر ہے کہ فقیہِ اَجَلّ، محققِ بے بدل، صاحب العلم وبالفضل، امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

وبا کے زمانے میں ذان دینا مستحب ہے

(فتاوٰی رضویہ، جلد5، صفحہ370، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاجور)

(بہارِ شریعت، جلد اول، حصہ سوم، صفحہ466، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی)

کیونکہ اس وبا کی وجہ سے خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے جسکی وجہ سے عوام بھی پریشان ہے۔ اور گھبراہٹ کا شکار نظر آ رہی ہے۔ ان حالات میں بھی اذان سکونِ قلب اور خوف و ہراس دور کرنے کا سبب ہے۔

ابو نعیم و ابن عساکر حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راویت کرتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

نَزَلَ آدَمُ بِالْھِنْدِ فَاسْتَوْحَشَ فَنَزَلَ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام فَنَادیٰ بِالْاَذَانِ

* یعنی: جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام جنت سے هندوستان میں اترے انہیں گھبراہٹ ہوئی تو جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے اتر کر اذان دی۔ *

(حلیۃ الاولیاء مرویات عمرو بن قیس الملائی، جلد 2، صفحہ 107، رقم: 299، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت)

مسند الفردوس میں حضرت جناب امیرُ المومنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے روایت ہے:

قَالَ رَایٰ النَّبِیُّ صَلّٰی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم حُزِیْناً فَقَالَ یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اِنِّیْ اَرَاكَ حُزِیْناً فَمُرْ بَعْضَ اَھْلِكَ یُؤَذِّنُ فِیْ اُذُنِكَ فَاِنَّہٗ دَرْءُ الْھَمِّ

* یعنی: مولا علی کہتے ہیں مجھے حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے غمگین دیکھا ارشاد فرمایا: اے علی! میں تجھے غمگین پاتا ہوں اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان کہے، اذان غم و پریشانی کی دافع ہے۔ *

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح باب الاذان، جلد 2، صفحہ 149، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ جہاں دیگر تدابیر اختیار کر رہے ہیں وہاں اپنے اپنے گھروں میں ضرور اذانیں دیں، گھر میں جب چاہیں اذان دے سکتے ہیں کوئی وقت خاص نہیں ہے۔ اللہ کی رحمت پر پختہ یقین رکھیں، ان شاءاللہ ہر قسم کی وبا سے حفاظت ہو گی اور خوف و گبھراہٹ دور ہو نگے۔ اور اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ امان نصیب فرمائے گا۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صدقے مسلمانوں کو ہر قسم کی بلا و آفت سے محفوظ رکھے آمین۔

بسنت کا بائیکاٹ کیجئے

مشہور سِکھ مؤرخ ڈاکٹر بی ایس نجار اپنی کتاب "پنجاب آخری مغل دورِ حکومت میں" میں لکھتا ہے کہ؛

"حقیقت رائے نامی ھندو شخص باکھ مل پوری سیالکوٹ کے کھتری کا جوان لڑکا تھا ایک دن حقیقت رائے نے سرکارِ اعظم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور سیدہ فاطمۃ الزھرہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا کی شان میں گستاخی کی اس جرم میں حقیقت رائے کو گرفتار کر کے عدالتی کاروائی کیلئے لاھور بھیجا گیا۔ اس واقعے سے پنجاب کی ساری غیر مسلم آبادی کو شدید دھچکا لگا اور ھندو افسر مل کر زکریا خان (گورنر پنجاب) کے پاس گئے اور گورنر پنجاب زکریا خان سے درخواست کی کہ حقیقت رائے کو معاف کر دیا جائے لیکن گورنرِ پنجاب زکریا خان نے کسی کی کوئی سفارش نہ سنی اور سزائے موت کے حکم سے نظرِ ثانی سے انکار کر دیا جس کے اجراء میں حقیقت رائے کو ایک ستون سے باندھ کر اسے کوڑے کی سزا دی گئی اس کے بعد حقیقت رائے کی گردن اُڑا دی گئی جس پر پنجاب کی ساری غیر مسلم آبادی آبادی نوحہ کناں رہی۔

حقیقت رائے گستاخِ رسول کی یادگار (مڑہی) کوٹ خواجہ سعید (کھوجے شاہی) لاھور پنجاب میں ہے۔ اب یہ جگہ بارے دی مڑہی کے نام سے مشہور ہے۔

جہاں ھندو رئیس کالو رام نے بسنت میلے کا آغاز کیا اسکی یادگار بھی اس علاقے میں قبرستان کے ساتھ موجود ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ 279 پر لکھا کہ پنجاب کا بسنت میلہ اسی گستاخِ رسول اور گستاخِ اھلبیت ھندو حقیقت رائے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ (معاذاللہ)

اور یہ بسنت میلہ ھندو تہوارا ہے۔ اللہ ھدایت بخشے ان زنگ آلود سوچ کے حکمرانوں کو جو مسلسل مسلمانوں کے شعار پر حملہ آور ہو رہے ہیں کبھی کافر مسلمانوں کو دین سکھانے کا سکول و کالج میں کوٹہ جاری کر رہے ہیں کبھی اس خداداد دھرتی پر گستاخ رسول اور گستاخ اھلبیت کا دن بسنت میلہ حکومتی سطح پر منانے کا اعلان کر رہے ہیں۔ یہ یقیناً رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے والے بات ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کے جگر کے ٹکڑے حضرت فاطمۃ الزھرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گستاخ کا تہوار اسلامی ریاست میں اعلیٰ سطح پر منانے کا اعلان کر کے رب جل جلالہ کے غضب کو دعوت دینے والی بات ہے۔
اے اللہ حکمرانوں کو ھدایت عطا فرما اور ہمیں حضور ﷺ اور اھلبیت و صحابہ و اولیاء کی سچی پکی محبت نصیب فرما آمین

منگولوں کے کتے نے گستاخِ رسول پادری کو پھاڑ ڈالا

ساتویں صدی کے عظیم محدّث، شیخ الاسلام، شارح بخاری، حافظ امام ابنِ حجر عسقلانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

كان النصارى ينشرون دعاتهم بين قبائل المغول طمعاً في تنصيرهم وقد مهد لهم الطاغية هولاكو سبيل الدعوة بسبب زوجته الصليبية ظفر خاتون، وذات مرة توجه جماعة من كبار النصارى لحضور حفل مغولي كبير عقد بسبب تنصر أحد أمراء المغول، فأخذ واحد من دعاة النصارى في شتم النبي صلى الله عليه وسلم، وكان هناك كلب صيد مربوط، فلما بدأ هذا الصليبي الحاقد في سب النبي صلى الله عليه وسلم زمجر الكلب وهاج ثم وثب على الصليبي وخمشه بشدة، فخلصوه منه بعد جهد..

فقال بعض الحاضرين: هذا بكلامك في حق محمد عليه الصلاة والسلام،

فقال الصليبي: كلا بل هذا الكلب عزيز النفس رآني أشير بيدي فظن أني أريد ضربه، ثم عاد لِسبّ النبي وأقذع في السبّ، عندها قطع الكلب رباطه ووثب على عنق الصليبي وقلع زوره في الحال فمات الصليبي من فوره، فعندها أسلم نحو أربعين ألفاً من المغول.

یعنی::

منگولوں کو عیسائی بنانے کے لالچ میں عیسائی مبلغین انکے قبیلوں میں بڑے جوش و خروش سے تبلیغ و پرچار کیا کرتے تھے، اپنی عیسائی بیوی ظفر خاتون کی خوشی اور خواہش کے سامنے مجبور ہلاکو عیسائیوں کو ہر قسم کی معاونت دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی منگول سردار کی فتح کی خوشی میں تاج پوشی کی ایک بہت بڑی تقریب میں سرکردہ عیسائی پادری بھی شریک ہوئے۔ ایک عیسائی پادری نے موقع کی مناسبت سے فائدہ اٹھانے کی خاطر وعظ و نصیحت شروع کی اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی شان میں گستاخی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں بکنا شروع کر دیں۔

وہیں پر ایک شکاری کتا بھی بندھا ہوا تھا۔ جیسے ہی اس بدبخت عیسائی نے ذاتِ اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکواس بازی شروع کی، کتے نے ایک جست مار کر اس عیسائی کی ناک اور منہ کو کھرونچ ڈالا، بہت ہی جدو جہد اور تگ و دو کے بعد کتے کو علیحدہ کیا گیا۔

مجمع میں سے کچھ لوگوں نے اُس عیسائی سے پوچھا کہیں کتے نے تیری اس حرکت (نعوذُ باللہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے) کی وجہ سے تو تجھ پر حملہ نہیں کیا؟

عیسائی نے کہا بالکل نہیں، اصل میں یہ ایک غیرت مند کتا ہے، میں نے بات کرتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا تھا، اس نے سمجھا میں اِسے مارنا چاہتا ہوں، اس لیئے یہ مجھ پر حملہ آور ہو گیا۔

اس کے بعد عیسائی نے دوبارہ شانِ رسالت میں گستاخی شروع کی، اب کی بار کتے نے رسی تڑا کر عیسائی کی گردن میں دانت گاڑ دیئے اور اُس وقت تک نہ چھوڑا جب تک وہ عیسائی مر نہ گیا۔ موقع پر موجود یااِس واقعہ کو سننے والے لوگوں میں سے چالیس ہزار لوگ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے۔

(الدرر الکامنة فی اعیان مائة الثامنة، جلد2 صفحہ 202، مطبوعہ بیروت)

اس واقعہ کو امام ذہبی علیہ الرحمہ نے معجم الشیوخ صفحہ 387 پر صحیح سند کیساتھ نقل فرمایا۔

وہ لوگ کتے سے بھی بدتر ہیں جو طاقت و اقتدار کے باوجود بھی گستاخِ رسول اور انکے حمائیتیوں کو تحفظ دیتے ہیں۔ اور کیفرِ کردار تک نہیں پہنچاتے۔

ظالم حکمرانوں تم سے اچھا تو وہ کتا ہی تھا جس نے ناموسِ رسالت پر پہرہ دے کر بتا دیا کہ جانوروں کو بھی نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وآلہ کی گستاخی برداشت نہیں۔

اور جو بظاہر انسان ہو کر بھی گستاخِ رسول کے معاملے میں گونگا شیطان بنا رہے وہ جانوروں سے بھی بدتر ہے۔

ظالم حکمرانو! رب سے ڈرو، کس کی حمایت میں یہ سب ظلم کر رہے ہو؟

ایک گستاخ ملک کے سفیر کو تحفظ دے کر کیا ثابت کرنا کرنا چاہتے ہو کہ ہم کفر و گستاخ کیساتھ کھڑے ہیں؟

سن لو...!

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورۃ الفتح:۲۹)

جس دل اندر عشق نہ رچیا کتّے اُس توں چنگے
مالک دے دَر راکھی کر دے صابر بُھکے ننگے

اُٹھ بُھلیا چل یار منا لے ن ی ئیں تے بازی لے گ ی ئے ن ی ئ کتّے

باغِ فدک کا پسِ منظر

مدینہ سے تیس میل کے فاصلے پر خیبر کے مقام پر یہودیوں کا ایک علاقہ جسکو فدک کہا جاتا تھا۔یہاں کے یہودیوں نے بغیر جنگ کئے مغلوب ہوکر یہ جگہ جہاں باغات و چشمے تھے مسلمانوں کے حوالے کر دیئے۔
جو مال بغیر جنگ کئے مسلمانوں کو ملے اسکو مالِ فئ کہتے ہیں۔ جو کسی کی ملکیت نہیں ہوتا۔

شیعہ کا پراپگینڈہ:

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد جب حضرتِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو حضرتِ سیدتنا فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے "باغِ فدک" کا مطالبہ کیا۔ جس پر حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث سنائی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: "انبیاء درھم و دینار کا وارث نہیں بناتے جو کچھ چھوڑیں سب صدقہ ہے۔"
1::شیعہ کا مجتہد ابن میثم نہج البلاغ کی شرح میں یہ روایت لکھتا ہے کہ:
"حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ سے کہا جو آپ کے والد محترم کا تھاوہ آپ کا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فدک میں سے آپ کیلئے کچھ رکھ لیا کرتے تھے باقی اللہ سبحانہ وتعالی کے راستے میں تقسیم کر دیا کرتے تھے اللہ کی قسم !میں آپ کے ساتھ ویسا ہی کروں گا جیسا رسول اللہ صلی اللہہر سول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیا کرتے تھے یہ سُن کر فاطمہ رضی اللہ عنہ خوش ہوگئیں اور اس بات کا آپ سے عہد لے لیا۔

(شرح نہج البلاغ،جلد5،صفحہ7،مطبوعہ تہران)

2::اسی جیسی ایک روایت شیعہ دنبلی نے اپنی شرح "الدرۃ النجفیہ صفحہ 332، 331 مطبوعہ ایران" میں بیان کی ہے۔

(شرح نہج البلاغۃ جلد5،صفحہ331،332مطبوعہ ایران)

بس یہ پسِ منظر ہے باغِ فدک کا شیعہ خوامخواہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کیلئے شور مچاتے نظر آتے ہیں کہ جی حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھما کا حق مار لیا۔ حالانکہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب سنکر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطمئن ہوگئیں اور پھر وصال تک باغِ فدک کے معاملے میں آپ سے کلام نہیں کیا۔
یہ حقیقت ہے باغِ فدک کی جو آپکو آسان کر کے سمجھا دی گئی۔

دعویٰ پر دلائل:

اس مسئلہ پر ہم شیعہ کی معتبر ترین کتب سے دلائل پیش کریں گے لیکن یہاں ہم دلائل کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں تا کہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی رہے۔
1. باغِ فدک مالِ فئ ہے۔ مالِ فئ کا کسی کی ملکیت نہیں ہوتا۔
2. انبیاء کی وراثت درھم و دینار مال نہیں ہوتا۔ بلکہ علم ہوتا ہے۔

باغِ فدک مالِ فئ ہے:

جو مال کافروں سے جنگ کے بغیر حاصل کیا جائے اسکو مالِ فیٔ کہتے ہیں۔ اور یہ مال کسی کی وراثت نہیں ہوتا شیعہ کتب سے حوالہ جات ملاحظہ ہو۔

3::شیعہ محدث شیخ کلینی لکھتا ہے کہ:

"یعنی: علی بن محمد بن عبداللہ ہمارے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے جسے میں پیاری گمان کرتا ہوں اور اس نے علی بن اسباط سے روایت کی جب امام ابوالحسن موسی کاظم رضہ خلیفہ مہدی کے پاس گئے تو اس وقت خلیفہ زیادتیوں کو رفع کر رہا تھا تو امام موسی کاظم رضہ نے کہا کہ امیر المومنین ہمارے اوپر زیادتیوں کا کیا حال ہے وہ ہمیں کیوں نہی لوٹائی جاتی۔ تو خلیفہ مہدی نے پوچھا کہ وہ کیا ہے تو اما موسی کاظم رضہ نے فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے اپنی نبی ﷺ کو فدک عطا کردیا اور اس کے ملحق کو بھی عطا کیا اور آپ ﷺ نے اس کے حصول کے لیے نہ گھوڑوں سے حملہ کیا اور نہ ہی اونٹ اس پر دوڑائے۔"

(شیعہ کتاب: اصول کافی جلد1 صفحہ543،مطبوعہ دار الکتب اسلامیہ ایران)

جو مال بغیر جنگ کے حاصل ہو اس مال کو مال فے کہتے ہیں۔ اور فدک بھی مال فے میں شمار ہوتا ہے

4::شیعہ کے ملا فیض کاشانی نے لکھا:

"و في الجوامع عن الصادق عليه السلام: اَلْأَنْفَالِ

كل ما أخذ من دار الحرب بغير قتال و كل أرض انجلى أهلها عنها بغير قتال و سماها الفقهاء فيئاً و الأرضون الموات و الآجام و بطون الأوديه و قطايع الملوك و ميراث من لا وارث له و هي للّٰه و للرسول و لمن قام مقامه بعده."

حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ "انفال اور فئے میں وہ مال داخل ہیں جو بغیر لڑائی کے دار الحرب سے حاصل ہوں اور جس کے رہنے والے نکال دئے گئے ہوں اور بغیر جنگ کے ہاتھ آئے ہوں اور زمین اور جنگل اور بادشاہوں کی جاگیریں اور لاوارث کا مال سب فئے میں داخل ہیں، اور وہ خدا اور اس کے رسول کا ہے اور اس کے بعد جو اس کا قائم (یعنی خلیفہ) مقام ہو اس کا ہے۔"

(تفسیر صافی صفحہ210،مطبوعہ تہران)

مالِ فئی کی تقسیم:

اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝6

5::شیعہ مترجم محمد حسین نجفی اس آیت کا ترجمہ یوں کرتا ہے کہ:

اور اللہ نے ان لوگوں سے جو مال بطور فئے اپنے رسول (ﷺ) کو دلوایا تو تم لوگوں نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ پس اس میں تمہارا کوئی حق نہیں ہے لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا تسلط دے دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر بڑی قدرت رکھتا ہے۔ (سورۃ الحشر:4)

اللہ ارشاد فرماتا ہے:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ- كَیْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ- وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ- وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ- وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ- اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۘ

6::شیعہ مترجم محمد حسین نجفی اس آیت کا ترجمہ یوں کرتا ہے کہ:

تو اللہ نے ان بستیوں والوں کی طرف سے جو مال بطور فئے اپنے رسول (ص) کو دلوایا ہے وہ بس اللہ کا ہے اور پیغمبر (ص) کا اور (رسول (ص) کے) قرابتداروں (ان کے) یتیموں اور (ان کے) مسک ینوں اور مسافروں کا ہے تاکہ وہ مالِ فئے تمہارے دولتمندوں کے درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے اور جو کچھ رسول (ص) تمہ یں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ اور اللہ (ک ی نافرمانی) سے ڈرو۔ بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ (سورۃ الحشر:7)

(خیال رہے کہ بین القوسین وضاحتی جملے بھی شیعہ مترجم کے ہی ہیں)

فدک مالِ فئے ہے اور مالِ فئے کے حصے دار جو مذکورہ آیات میں بیان کی ءٔ گئے۔

11..اللہ عزوجل 2.....نبی کریم ﷺ 3...نبی کریم ﷺ کے قرابت دار 4....یتیم 5.حاجت مند 6..مسافر

فدک کی آمدنی قرآن پاک کے مطابق نبی کریم خرچ کرتے رہے۔

اس پتہ چلا کہ مالِ فئے کی ملیکت ذاتی نہیں تھی۔ ورنہ اتنے حصے دار نہ ہوتے۔

شیعہ مفسرین کے حوالہ جات

انہی سورۃ حشر کی آیات کے تحت شیعہ مفسرین لکھتے ہیں؟

7::شیعہ مجتہد آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی کے زیر اہتمام شیعہ کے متعدّد مفسرین نے پندرہ سال کے عرصہ میں ایک تفسیر لکھی جسکو تفسیرِ نمونہ کہا جاتا ہے۔ اس تفسیر میں سورۃ الحشر کی مذکورہ آیات کے تحت لکھا کہ:

"جو کچھ خدا نے ان آبادیوں والے لوگوں سے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف پلٹایا ہے وہ خدا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کی زوی القربیٰ یتیموں، مسکینوں اور راستوں میں درماندہ لوگوں کے لیے ہے۔ یعنی مسلح جنگ کے اموال غنیمت کی مانند نہیں جن کا صرف پانچواں حصہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور دوسرے حاجت مندوں کے اختیار میں ہے۔ باقی چار حصہ جنگجو افراد کے لیے ہیں۔ نیز اگر گزشتہ آیت میں کہا گیا ہے کہ وہ تمام کا تمام رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے متعلق ہے تو اس کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ وہ سارے کا سارا

اپنے شخصی اور ذاتی مصارف میں صرف کریں بلکہ اس لیے کہ وہ اسلامی حکومت کے سربراہ ہیں اور خصوصاً حاجت مندوں کے حقوق کے محافظ ہیں لہاذا اس کا زیادہ حصہ ان پر خرچ کریں گے۔"

(تفسیرِ نمونہ، جلد13، صفحہ473، تحت الایۃ سورۃ الحشر7، مطبوعہ مصباح القرآن ٹرسٹ کراچی)

8::مزید لکھا:

"ان تمام اموال کو اپنی ذات کے لیے اپنے پاس نہیں رکھتے بلکہ حکومت اسلامی کے سربراہ و امیر کی حیثیت سے جس شعبہ میں ضرورت محسوس کرتے ہیں صرف فرماتے ہیں"

(تفسیرِ نمونہ، جلد13، صفحہ476، تحت الایۃ سورۃ الحشر7، مطبوعہ مصباح القرآن ٹرسٹ کراچی)

ان عبارات سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ مالِ فیئے بشمول باغ فدک کسی کی شخصی ملکیت اور وراثت نہیں ہے۔

اب خود انصاف سے بتاؤ کہ مالِ فیئے بحیثیت سربراہ نبی کریم کے زیر قبضہ میں آیا اور حکومت وقت کی ملکیت تھا اور اس کے واضح مصارف کا قرآن کریم میں ذکر بھی موجود ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی کریم باغ فدک کو سیدہ فاطمہ کی ملکیت بنادیں؟؟

امام باقر کہتے ہیں فدک ہماری ملکیت نہیں تھا

9::شیعہ محدث محمد بن الحسن الحر العاملی روایت نقل کرتا ہے:

"عن ابی جعفر علیہ السلام کان ابی یقول لنا سھم الرسول و سھم ذی القربی ونحن شرکا الناس فیما بقی"

(وسائل الشیعۃ، الجز الخامس عشر، کتاب الجھاد، صفحہ114، حدیث:20099، مطبوعہ مؤسسۃ آل البیت لاحیاء التراث بیروت)

10::یہی روایت شیعہ کی تفسیرِ نمونہ میں بھی موجود ہے شیعہ کا ترجمہ ملاحظہ ہو:

"امام باقر علیہ السلام سے اسی طرح مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ہمارے لئے رسولِ خدا ﷺ اور ذوالقربٰی کا حصہ ہے اور ہم ان باقی ماندہ حصوں میں لوگوں کیساتھ شریک ہیں۔"

(تفسیرِ نمونہ، جلد13، صفحہ474، تحت الایۃ سورۃ الحشر7، مطبوعہ مصباح القرآن ٹرسٹ کراچی)

11::شیعہ کے محدث ابو علی فضل بن حسن طبرسی نے بھی اس روایت کو نقل کیا۔

(مجمع البیان فی تفسیر القرآن، تحت الآیۃ سورۃ الحشر7، صفحہ331، مطبوعہ دار العلوم التحقیق والطباعۃ بیروت لبنان)

پس شیعہ مذھب کی معتبر کتب سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ باغِ فدک کسی خاص شخص کی ملکیت میں نہ تھا، اور امام باقر بھی فرما رہے ہیں کہ ہماری ذاتی ملکیت نہ تھا بلکہ دیگر لوگوں کی طرح اس میں سے ہمیں بھی حصہ ملا کرتا تھا۔

پھر یہ کہنا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حق مار لیا یہ حقائق کے سراسر خلاف اور بددیانتی ہے۔

انبیاء کی وراثت مال نہیں

12::شیعہ کا محدث شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بن بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ القُمی لکھتا ہے کہ:

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ سے فرمایا: اور دین میں فقیہ بننے کی کوشش کرو اس لئے کہ فقہا ہی انبیاء کے وارث ہوتے ہیں انبیاء ورثہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ ورثہ میں علم چھوڑتے ہیں۔“

(من لا یحضرۃ الفقیہ اردو، جلد4، صفحہ 301، مطبوعہ الکساء پبلیشرز کراچی)

13::مذکورہ روایت کو شیعہ کے شیخ روح اللہ خمینی نے نقل کر کے لکھا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(الحکومت الاسلامیۃ، صفحہ 93، مطبوعہ بیروت لبنان)

14::شیعہ کا محدث یعقوب کلینی لکھتا ہے کہ:

”حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص طلبِ علم کے لئے راستہ طے کرتا ہے اللہ اس کو جنت کی طرف لے جاتا ہے اور ملائکہ اپنے پَروں کو طالب علم کے لئے بچھاتے ہیں کیونکہ وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور آسمان اور زمین کے رہنے والے حتّٰی کے دریا کی مچھلیاں طالبعلم کے لئے استغفار کرتی ہیں۔

اور فرمایا: کہ عالمِ دین کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چاند کی فضیلت ستاروں پر اور چاندنی رات پر اور علماء وارث انبیاء ہیں اور انبیاء نہیں چھوڑتے اپنی امت کے لئے درہم دینار، بلکہ چھوڑتے ہیں علم دین کو۔ پس جس نے اس کو حاصل کیا اس نے بڑا نصیبہ پایا۔“

(اصول کافی اردو، جلد1، کتاب العقل والجہل، صفحہ 76، مطبوعہ ظفر شمیم پبلیکیشنز ناظم آباد کراچی)

15::شیعہ کا محدث یعقوب کلینی لکھتا ہے کہ:

”امام جعفر صادق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ علماء وارث انبیاء ہیں، اور یہ اس لئے کہ انبیاء کسی کو وارث نہیں بناتے درہم یا دینار کا، وہ صرف اپنی احادیث وراثت میں چھوڑتے ہیں۔ پس جس نے ان (احادیث) سے کچھ لے لیا، اس نے کافی حصہ پالیا۔ تم دیکھو کہ تم اس علم کو کس سے لیتے ہو۔ ہم اہل بیت کے خلف میں ہمیشہ ایسے لوگ ہوں گے جو عادل ہوں گے اور رد کریں گے غالیوں کی تحریف اور اہل باطل کے تغیرات اور جاہلوں کی تاویلوں کو۔“

(اصول الکافی، جلد 1 صفحہ 17، مطبوعہ بیروت لبنان)

16::اسی روایت کو شیعہ محدث شیخ مفید نے اپنی دوسری کتاب میں بھی نقل کیا۔

(کتاب الاختصاص، الصفحہ 16، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی المطبوعات بیروت لبنان)

17::شیعہ کا مجتہد شیخ الحمیری قُمی لکھتا ہے کہ:

”حضرت ابو جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو درھم و دینار یا غلام یا باندی یا بکری یا اونٹ کا وارث نہیں بنایا، بلاشبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اس حال میں قبض ہوئی جب کہ آپ کی زرہ مدینہ کے ایک یہودی کے پاس صاع جو کے عیوض رہن تھی، آپ نے اس سے اپنے گھر والوں کے لئے بطور نفقہ یہ جو لئے تھے۔“

(قرب الاسناد الحمیری القمی صفحہ 91,92، مطبوعہ بیروت لبنان)

18::اسی روایت کو شیعہ کے ملا باقر مجلسی نے بھی نقل کیا۔

(بحار الانوار، باب مکارم اخلاقہ، جلد16، صفحہ 375، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی المطبوعات بیروت لبنان)

19::شیعہ کا شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بابویہ القمی روایت نقل کرتا ہے کہ:

”ابراہیم بن علی رافعی نے اپنے باپ سے، اس نے اپنی دادی بنت ابی رافع سے روایت کیا ہے وہ کہتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وفات میں فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں بیٹوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں ”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دونوں آپ کے بیٹے ہیں، ان کو اپنی کچھ میراث دے دیجیے“، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حسن رضی اللہ عنہ کے لیے میری ہیبت اور بزرگی ہے اور حسین رضی اللہ عنہ کے لیے میری جرأت اور میری سخاوت۔“

(کتاب الخصال، باب الاثنین، جلد1، صفحہ77، حدیث: 122، مطبوعہ منشورات جماعۃ المدرّسین فی الحوزۃ العلمیۃ قُم المقدّسہ)

20::صدوق دوسری روایت نقل کرتا ہے:

”سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کے دو بیٹے ہیں، انہیں کچھ عطا کیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حسن رضی اللہ عنہ کو میں نے اپنا رعب اور بزرگی دی اور حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی سخاوت اور شجاعت۔“

(کتاب الخصال، باب الاثنین، جلد1، صفحہ77، حدیث: 123، مطبوعہ منشورات جماعۃ المدرّسین فی الحوزۃ العلمیۃ قُم المقدّسہ)

21::شیعہ کا شیخ المحدثین فرات بن ابراھیم کوفی لکھتا ہے کہ:

”حضرت علی علیہ سلام نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کا ترکہ کی میراث لوں گا۔۔۔۔۔۔ فرمایا: انبیاء نے کون چیز میراث چھوڑی ہے؟ عرض کیا آپ سے پہلے انبیاء نے کیا چیز میراث میں پائی؟۔۔۔۔ فرمایا کتابِ خدا اور اپنے نبی کی سنت“

(تفسیر فرات اردو، حصہ اول، صفحہ149، مطبوعہ قرآن ریسرچ کمیٹی جامعہ صاحب الزمان ملتان)

خیال رہے کہ یہ وہی احادیث ہیں جو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق نے حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو سنائی تھی۔ کہ انبیاء میراث درھم و دینار نہیں ہوتے۔ واضح طور پر شیعہ محدثین نے بھی اس بات کو تسلیم کیا، لیکن شیعہ ہیں کہ اس چیز کو دلیل بنا کر حضرت ابوبکر صدیق پر طعن کرتے ہیں۔ حالانکہ امام باقر نے بھی کہا کہ یہ فدک ہماری وراثت ہی نہیں تھا بلکہ دیگر لوگوں کہ طرح ہمیں بھی اسکا حصہ ملتا۔

شیعہ مذھب میں عورت کو غیرِ منقولہ وراثت نہیں ملتی

22::شیعہ کے شیخ کلینی نے "الکافی" میں ایک مستقل باب اس عنوان سے لکھا ہے

باب: (ان النساء لا یرثن من العقار شیئا)

عورتوں کو غیر منقولہ مالِ وراثت میں سے کچھ بھی نہیں ملتا

اس عنوان کے تحت اس نے متعدّد روایات بیان کی ہیں:

علي بن إبراهيم، عن محمد بن عيسى، عن يونس، عن محمد بن حمران، عن زرارة عن محمد بن مسلم، عن أبي جعفر عليه السلام قال: النساء لا يرثن من الأرض ولا من العقار شيئا۔

"چوتھے امام ابو جعفر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: عورتوں کو زمین اور غیر منقولہ مالِ وراثت میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا۔۔"

(الکافی، کتاب المواریث، جلد7، صفحہ67، مطبوعہ بیروت لبنان)

23:: شیخ طوسی روایت نقل کرتا ہے:

یونس بن عبد الرحمان عن محمد بن حمران عن زرارة ومحمد بن مسلم عن أبی جعفر علیه السلام قال: النساء لا یرثن من الأرض ولا من العقار شیئا.

حضرت امام باقر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا عورت زمین و جائیداد میں سے کسی کی وارث نہیں۔

(کتاب تہذیب الاحکام، الشیخ الطوسی، جلد9، صفحہ254، مطبوعہ مؤسسة الاعلمی المطبوعات بیروت لبنان)

جب شیعہ مجتہدین کے نزدیک جب عورت کو غیر منقولہ وراثت نہیں ملتی تو پھر باغِ فدک پر کیوں اچھل کود کرتے ہیں؟

حضرت ابوبکر نے کہا فاطمہ پر میرا مال قربان

24:: شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے حضرت فاطمہ کا حق غصب کیا تو اس بارے میں شیعہ کا محدث مجلسی باوجود شدید نفرت و کراہت کے یہ بات کہنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ:

"ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خفا ہوگئیں تو ان سے کہنے لگے: میں آپ کے فضل اور رسول اللہ علیہ السلام سے آپ کی قرابت کا منکر نہیں۔ میں نے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں فدک آپ کو نہیں دیا۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام کو یہ کہتے سنا ہے: ہم انبیاء کا گروہ، مالِ وراثت نہیں چھوڑتے۔ ہمارا ترکہ کتاب و حکمت اور علم ہے۔ اس مسئلے میں میں تنہا نہیں، میں نے یہ کام مسلمانوں کے اتفاق سے کیا ہے۔ اگر آپ مال و دولت ہی چاہتی ہیں تو میرے مال سے جتنا چاہیں لے لیں، آپ اپنے والد کی طرف سے عورتوں کی سردار ہیں، اپنی اولاد کے لیے شجرۂ طیبہ ہیں، کوئی آدمی بھی آپ کے فضل کا انکار نہیں کر سکتا۔

(حق الیقین، صفحہ201، 202، ترجمہ از فارسی، مطبوعہ ایران)

25:: شیعہ مذھب کا قدیم محدث ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی لکھتا ہے:

"ابوبکر نے کہا: اے بنت رسول! آپ کے بابا مومنین کیلئے مہربان و کریم اور خیر خواہ تھے کافرین کے مقابل تخت شدید اور عذاب کی طرح دکھائی پڑتے تھے، آپ کے والد اور علی ابن ابی طالب آپ کے شوہر ہیں، آپ اھل بیت رسول اور ان کے اہل خاندان سے ہیں، آپ ایک دوسرے افراد میں منتخب ہیں، آپ کو دوست نہیں رکھے گا مگر وہ جو کہ سعادت مند ہے اور دشمن نہیں رکھے گا مگر وہ جو شقی و بدبخت ہے، آپ لوگ ہماری سعادت و خوش نصیبی کا وسیلہ ہیں۔

اے خاتم الانبیاء کی بہترین بیٹی! اے سردارِ خواتین! آپ اپنی باتوں میں سچی او عقل و خرد و کمال کے لحاظ سے بالاتر ہیں کسی کو حق نہیں کہ آپ کے قول کو رد کرے اور آپ کے حق کو لے لے، لیکن بخدا میں نے رسولِ خدا کی رائے سے تجاوز نہیں کیا ہے۔ اور نہ ہی ان کے قول کے

خلاف عمل کیا ہے۔

ہاں جو شخص قوم و ملت کی طرف سے تحقیق کیلئے بھیجا جاتا ہے وہ اپنی قوم سے جھوٹ نہیں بولتا، اور میں
خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے رسول خدا فرماتے سنا ہے:

ہم گروہِ انبیاء سونا، چاندی، زمین و مال میراث نہیں چھوڑتے ہماری میراث علم و حکمت اور کتاب و نبوت ہے اور جو کچھ مال دنیا سے باقی رہ جائے وہ اس کے اختیار میں ہے جو کہ ہماری وفات کے بعد امور عامہ کی ولایت و حکومت کا مالک ہو وہ جیسی صلاح دیکھے اسے صَرف کرے۔

آپ جو مطالبہ کر رہی ہیں میں اسے جنگ کے اسلحے اس کے وسائل و اسباب اور چوپائیوں پر خرچ کروں گا تاکہ مسلمان قدرت مند مضبوط ہوں اور کفار و مخالفین سے جنگ و جہاد کے وقت غالب رہیں۔

یہ صرف میرا خیال اور میری بات نہیں ہے بلکہ تمام مسلمانوں کی رائے اور امت کا اجماع ہے، ہم ہرگز
ہرزگر کوئی مقصد و مطلب آپ سے پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتے کوئی چور آپ سے چھپان نہیں چاہتے۔ کوئی چیز آپ سے چھپانا نہیں چاہتے۔
جو کچھ میرے پاس ہے وہ آپکو دیتا ہوں۔ میں اپنی طرف سے کوئی سختی و دشمنی نہیں کروں گا۔ آپ اپنے پدر بزرگوار کی امت کی سردار ہیں۔
پیغمبرِ اسلام کے فرزندوں کی مادرِ گرامی ہیں ہم آپکے مال کو آپ سے نہیں لینا چاہتے۔ باپ اور بیٹوں کے اعتبار سے آپ کی منزلت و عزت کا انکار بھی نہیں کر سکتے جو کچھ میرے ہاتھوں میں ہے اس میں آپ کا امر اور حکم نافذ ہو گا۔ لیکن کیا میں آپکے بابا کے قول کی مخالفت کر سکتا ہوں؟ (کبھی نہیں)۔"

(احتجاج طبرسی، ابوبکر کا جواب، حصہ اول دوم، صفحہ 188، 189، ناشر بزم حسینیت لاہور پاکستان)

جس کہانی کو شیعہ مرچ مصالحے لگا کر اتنے بھیانک انداز میں پیش کرتے ہیں کہ عام سننے والا پریشان ہو جاتا ہے۔ اسی معاملہ فدک میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جواب دیا اس سے تو ہر ہر لفظ سے سیدہ فاطمہ کا ادب و تکریم و شفقت عیاں ہو رہے ہیں۔ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے مال غصب کر لیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا مال دینے کیلئے تیار ہیں۔

پس اس طویل بحث سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ باغِ فدک کسی ایک شخص کی وراثت نہ تھا، وہ مالِ فئی تھا جسکا حصہ مشترکہ طور پر حصہ داروں کو ملتا تھا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب باغِ فدک مانگا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث سنائی کہ انبیاء کی وراثت دنیاوی مال و دولت نہیں ہیں۔ جس پر سیدہ خاموش ہو گئیں۔

لیکن شیعہ نے بات کا بھتنگڑ بنا کر عوام میں اس انداز سے پیش کیا کہ حضرت ابوبکر سیدہ کا مال غصب کر گئے۔
لہذا حضرت ابوبکر کو غاصب کہنا یہ حقائق سے چشم پوشی و دجل و کذب کی انتہا ہے۔

لہذا ہم نے شیعہ کی معتبر کتب سے ثابت کر دیا کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے تھے۔ اور آپکے دل میں کوئی بھی لالچ نہ تھا۔

اگر پھر بھی کوئی ماننے کیلئے تیار نہیں تو ہمارے درج ذیل سوالات کے جوابات دیں۔

26:: شرح نہج البلاغہ میں ہے کہ:

"جب امر خلافت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد ہوا تو مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا سے فدک کو اہل بیت کی طرف لوٹانے کے بارے میں کہا گیا تو مولا علی ش یر خدا نے جواب میں فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے اس کام کو کرنے میں اللہ سے حیا آتی ہے جس کام کو ابو بکر عمر نے نہیں کیا۔

(شیعہ کتاب: شرح نہج البلاغہ ابن حدید جلد14 صفحہ 252 مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان)

1. حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت فاطمۃ الزہرہ کی اولاد کو فدک کیوں نہیں دیا؟

2. کیا حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی غاصب کہو گے؟ (العیاذ باللہ)

اگر کوئی شیعہ یہ کہے کہ اھلبیت غصب شدہ چیز واپس نہیں لیتے۔ تو بقول تمہارے خلافت مولا علی کا حق تھا جو پہلے تین خُلفاء نے چھینا تھا وہ مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیوں لی؟

2. فدک کی وجہ سے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن تبرا کرتے ہو، کیا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی کرو گے؟

3. وہ مولا علی جو ایک پنجے سے خیبر کا در اکھاڑ کر رکھ دیں، کیا وہ اتنے کمزور تھے کہ اپنا حق نہیں لے سکتے تھے؟

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اللہ کریم جَلَّ جَلَالَہٗ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے آل و اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ادب نصیب فرمائے۔ اور انہی کی محبت میں ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

ابوبکروعمرسے بغض کفرہے شیعہ کی معتبرکتاب

شیعہ کا مجتہد محمد بن حسن بن علی بن حسن المعروف شیخ طوسی نقل کرتا ہے:

"حب ابی بکر و عمر ایمان و بغضھما کفر"

یعنی: "حضرت ابوکر صدیق اور حضرت عمرِ فاروق سے محبت ایمان ہے۔ اور ان دونوں سے بُغض کفر ہے"

(رجال کشی صفحہ 350، ناشر مؤسسۃ الاعلمی مطبوعات بیروت، لبنان)

جو شیعہ لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ سے بغض رکھتے ہیں وہ اپنے مجتہد طوسی کے فتویٰ کے مطابق کافر و مرتد ٹھہرتے ہیں۔ دعوتِ فکر ہے باز آ جائیں۔۔۔ لہذا ان دونوں یعنی شیخین سمیت سب صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین سے محبت رکھنا ایمان کا حصّہ ہے۔

اللہ کریم ہمیں صحابہ و اھلبیت کی پکی سچی محبت نصیب فرمائے آمین

علی سے جو چاہو پوچھو علی جواب دے گا

امام اھل سنت امام احمد بن حنبل نے اپنی مشہور کتاب فضائل الصحابہ میں ایک روایت نقل کی ہے:

حدثنا عبد الله ،نا عثمان بن أبي شيبة ،نا سفيان ،عن يحيي بن سعيد قال : أراه عن سعيد قال : لم يكن أحد من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يقول : سلوني ،إلا علي بن أبي طالب

یعنی: تابعی حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے منقول ایک اثر میں آیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: "لوگوں میں سے میں نے کسی کو "سلوني" (جو چاہو مجھ سے پوچھو) کہتے ہوئے نہیں سنا سوائے علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے"

کتاب کے محقق شیخ وصی اللہ عباس نے اسکو صحیح کہا ہے

(فضائل الصحابہ، امام احمد بن حنبل، المتوفی ۲۴۱ھ، جلد2، صفحہ114، رقم:1098، مطبوعہ دار ابن جوزی)

اس روایت کو امام ابن عبد البر نے بھی نقل کیا ہے:

(جامع بیان العلم و فضلہ، جلد1، صفحہ 383، رقم:725، مطبوعہ دار ابن الجوزی)

کتاب کے محقق ابی الاشبال الزھیری نے اس روایت کو صحیح کہا ہے

امام ابن عبد البر نے مزید روایت نقل کرتے ہیں:

عن ابی طفیل قال شهدت عليّا رضی اللّٰہ تعالی عنه وهو يخطب ويقول: سلونی ،فوالله لا تسئلونی عن شيئ يكون اِلی يوم القيامة اِلّا حدّثتكم به ،و سلونی عن كتاب الله فوالله ما منه آية اِلّا و أنا اعلم بليل نزلت ام بنهار ام بسهل نزلت ام بجبل

یعنی::حضرت ابو طفیل کہتے ہیں میں مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس حاضر ہوا اس حال میں کہ وہ خطاب کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: مجھ سے سوال کرو اللہ کی قسم! آئندہ سے لے کر قیامت تک جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرو گے میں اس کا جواب دوں گا، مجھ سے قرآن کے بارے سوال کرو، خدا کی قسم، قرآن کریم میں کوئی ایسی آیت نہیں ہے مگر یہ کہ میں جانتا ہوں کہ وہ رات کو نازل ہوئی ہے یا دن میں، دشت میں نازل ہوئی ہے یا پہاڑ پر۔

(اسناد صحیح و رجال ثقات: اسکی سند صحیح اور تمام راوی ثقہ ہیں۔)

(جامع بیان العلم و فضلہ، الجز الثانی، صفحہ383، مطبوعہ دار ابن جوزی)

یعنی مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے کہ جو چاہو مجھ سے پوچھو میں جواب دوں گا۔ اور قیامت تک کی چیزوں کے بارے جواب دوں گا۔ جب "باب العلم" کے علم کی یہ شان ہے تو "مدينة العلم" کے علم کی شان کا کیا عالم ہو گا۔ یعنی جب حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے علم کا یہ عالَم ہے تو رسول اللہ ﷺ کے علم کا کیا عالَم ہو گا۔

رسول اللہ ﷺ کے علمِ غیب شریف کے منکروں کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔
منکرو.....!تم کہتے ہو کہ نبی کریم ﷺ دیوار کے پیچھے کا علم نہیں جانتے۔ نبی تو پھر نبی ہیں نبی کا علی جانتا ہے کہ ہر ہر آیت کہاں کہاں نازل ہوئی، دن میں نازل ہوئی یا رات میں نازل ہوئی۔ پہاڑ پر نازل ہوئی یا صحراء پر نازل ہوئی۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی
سردار ﷺ کا عالَم کیا ہو گا

میں مُرید ہاں علی دا
میرا پیشوا علی اے

مجدّد کون کون ہوسکتا ہے؟

حضور سیّدِ عالَم، نورِ مجسم، شاہِ بنیٔ آدم، رسولِ محتشم، نبیٔ غیب داں، سرورِ سروراں، سیّدِ انس و جاں، سیّاحِ لامکاں، بی بی آمنہ کے لال، رسولِ باکمال، صاحبِ شرف و جلال، حضرتِ محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اس امت کے لیے ہر صدی کی ابتداء میں ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو اس کے لیے اس کے دین کی تجدید کرے گا۔

(مشکوۃ المصابیح، سُننِ ابی داؤد، حدیث:4291، مطبوعہ بیروت لبنان)

اس حدیث کی شرح میں مفسّرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی محدثِ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:
"یعنی اس امت کی یہ خصوصیت ہے کہ یوں تو اس میں ہمیشہ ہی علماء اور اولیاء ہوتے رہیں گے، لیکن ہر صدی کے اول یا آخر میں خصوصی مُصلحین پیدا ہوتے رہیں گے، جو سنتّوں کو پھیلائیں گے، بدعتوں کو مٹائیں گے، غلط تاویلوں کو دور کریں گے، صحیح تبلیغ کریں گا۔ خیال رہے کہ اس حدیث کی بنا پر بہت لوگوں نے اپنے خیال کے مطابق مجدّد گنائے ہیں۔ کہ پہلی صدی میں فلاں، دوسری میں فلاں، بہت مفسدوں نے بھی اپنے آپ کو مجدّد کہا، مرزا غلام احمد قادیانی (دعویٰ کرکے) پہلے مجدّد ہی بنا تھا پھر نبی، حق یہ ہے کہ اس سے نہ کوئی خاص شخص مراد ہے نہ کوئی خاص جماعت، کبھی اسلامی بادشاہ، کبھی محدثین، کبھی فقہاء، کبھی صوفیاء، کبھی اغنیاء، کبھی بعض حکاّم دین کی تجدید کریں گے، کبھی ایک، کبھی ان کی جماعتیں جو دین کی یہ خصوصی خدمت کرے وہی مجدد ہے، جیسے ایک زمانہ میں حضرت سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ للہ علیہ جنھوں نے اسلام سے اکبری بدعات کو دور فرمایا اور جیسے قطب الوقت حضرت مجدّد الف ثانی شیخ احمد سرھندی رحمۃ للہ علیہ یا اس زمانہ میں عالم اعلٰی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ للہ علیہ کہ انہوں نے اپنی زبان اور قلم سے حق و باطل کو چھانٹ کر رکھ دیا۔"

(مراۃالمناجیح شرح مشکوۃالمصابیح، کتاب العلم، جلداول، صفحہ207، مطبوعہ قادری پبلیشرز اردو بازار لاھور)

عشق کی زکوٰۃ کا نصاب

"حضرت ابو بکر شبلی علیہ الرحمہ سے کسی نے زکوۃ کا نصاب پوچھا۔ آپ نے فرمایا فقہ کا مسئلہ پوچھ رہے ہو یا عشق کی بات کر رہے ہو؟ اس بندے نے عرض کیا دونوں طرح سے ارشاد فرمادیں۔ آپ نے فرمایا شریعت کی زکوۃ اڑھائی فیصد ہے جب کہ عشق کی زکوۃ سارے کا سارا مال اور اس کے ساتھ ساتھ جان کا نذرانہ پیش کرنے سے ادا ہوتی ہے۔ اس بندے نے عرض کیا کہ عشق کی زکوۃ کی دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کی دلیل یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر نے اپنا سارا مال نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور اپنی بیٹی عائشہ نذرانے کے طور پر پیش کر دی۔"

(مکتوبات یحییٰ منیری، مکتوب نمبر 34، صفحہ245، 246، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

سبحان اللہ...! حضرت صدیقِ اکبر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے تَن مَن دَھن سب کچھ رسول اللہ ﷺ پہ قربان کر دیا۔
یہاں تک کہ اپنے جگر کا ٹکڑا اپنی پیاری بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا کا نذرانہ بطورِ نکاح پیش کیا۔

اللہ ابوبکر پر رحم فرمائے

مولا علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

رَحِمَ اللَّهُ أَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِي ابْنَتَهُ، وَحَمَلَنِي إِلَى دَارِ الْهِجْرَةِ،

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ، ابوبکر پر رحم فرمائے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا، اور مجھے کندھوں پہ اٹھا کر دار الھجرہ (مدینہ شریف) کیطرف لائے۔"

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، حدیث3714، صفحہ1098، مطبوعہ دار السلام ریاض)

مولا علی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کا صدیق اکبر کی شان میں روایت بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام اور اھلبیت کی آپس میں بے حد محبت تھی، کیونکہ دشمن کے کبھی محاسن بیان نہیں کیے جاتے۔

میرے لئے اللہ و رسول ﷺ ہی کافی ہیں

حضرت عمرِ فاروق رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی راہ میں مال صدقہ کرنے کیلئے کہا تو

وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ ؟ ، قَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، هَذَا حَسَنٌ صَحِيحٌ.

اور ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر کا وہ سب مال لے آئے جو اِن کے پاس تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: "ابوبکر! اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟" تو انہوں نے عرض کیا: ان کے لیے تو اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب، حدیث3675، صفحہ1087، مطبوعہ دار السلام ریاض)

یہی عشق کی زکوۃ کا نصاب ہے کہ جسکی طرف صوفیہ کا اشارہ ہے کہ؛ تَن، مَن، دَھن سارے کا سارا وارنہ نصابِ عشق ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑا عاشق کون ہو سکتا ہے۔

کہانی ہو نہیں سکتی فسانہ ہو نہیں سکتا
صدیق و مصطفٰی جیسا یارانہ ہو نہیں سکتا
لُٹا کر تَن، مَن، دَھن، اپنا کہا صدیقِ اکبر نے
رضائے مصطفٰی جیسا خزانہ ہو نہیں سکتا

جہنم میں سردی کا عذاب

عظیم محدث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: إِذَا كَانَ يَوْمٌ حَارٌّ فَقَالَ الرَّجُلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مَا أَشَدَّ حَرَّ هٰذَا الْيَوْمِ، اللّٰهُمَّ أَجِرْنِي مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِجَهَنَّمَ: إِنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي اسْتَجَارَ بِي مِنْ حَرِّكِ، فَاشْهَدِي أَنِّي أَجَرْتُهُ.

وَإِنْ كَانَ يَوْمٌ شَدِيدُ الْبَرْدِ، فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مَا أَشَدَّ بَرْدَ هٰذَا الْيَوْمِ، اللّٰهُمَّ أَجِرْنِي مِنْ زَمْهَرِيرِ جَهَنَّمَ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِجَهَنَّمَ: إِنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي قَدِ اسْتَجَارَنِي مِنْ زَمْهَرِيرِكِ، وَإِنِّي أُشْهِدُكِ أَنِّي قَدْ أَجَرْتُهُ، قَالُوا: مَا زَمْهَرِيرُ جَهَنَّمَ؟ قَالَ: بَيْتٌ يُلْقَى فِيهِ الْكَافِرُ، فَيَتَمَيَّزُ مِنْ شِدَّةِ بَرْدِهَا بَعْضُهُ مِنْ بَعْضٍ

یعنی: حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میرے دین وایمان حضور سیدِ عالَم، مصطفٰی جانِ رحمت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلِہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب سخت گرمی ہوتی ہے تو بندہ کہتا ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ آج بڑی گرمی ہے! ''اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنْ حَرِّجَھَنَّمَ۔'' یعنی اے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ! مجھے جہنَّم کی گرمی سے پناہ دے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ دوزخ سے فرماتا ہے: ''میرا بندہ مجھ سے تیری گرمی سے پناہ مانگ رہا ہے اور میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے تیری گرمی سے پناہ دی۔''

اور جب سخت سردی ہوتی ہے تو بندہ کہتا ہے: لَا اِلٰہ اَلَّا اللہُ آج کتنی سخت سردی ہے! ''اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنْ زَمْھَرِیْرِ جَھَنَّمَ۔'' یعنی اے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ! مجھے جہنَّم کی زَمْہَرِیر سے بچا۔

اللہ تَعَالٰی جہنَّم سے کہتا ہے: ''میرا بندہ مجھ سے تیری زَمْہَرِیر سے پناہ مانگ رہا ہے اور میں نے تیری زَمْہَرِیر سے اسے پناہ دی۔'' صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: جہنَّم کی زَمْہَرِیر کیا ہے؟

فرمایا: ''وہ ایک گڑھا ہے جس میں کافر کو پھینکا جائے گا تو سخت سردی سے اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔''

(البدورُ السافرۃ،صفحہ 429 حدیث:1410 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ،بیروت لبنان)

اے اللہ ہم جہنم سے پناہ مانگتے ہیں حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ہمارا خاتمہ ایمان پر فرما۔ سکرات کی سختی سے بچا عذابِ قبر و حشر سے بچا اور بلا حساب ہماری، ہمارے والدین اور تمام امتِ مسلمہ کی بخشش و مغفرت فرما اور مرنے سے پہلے مدینہ دکھا۔

آمین بجاہ سیّد العٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وآبائہ وبارك وسلم

سوال:: کیا کوّے کو گرمیوں میں پانی پلا سکتے ہیں اور کیا اسکو پانی پلانے پر بھی اجر ملے گا؟؟

جواب:: جی بلکل پلا سکتے ہیں اور بحکم حدیث ضرور اجر ملے گا..... روایت ملاحظہ ہو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ""بَيْنَا رَجُلٌ يَمْشِي فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ مِنْهَا، ثُمَّ خَرَجَ، فَإِذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا مِثْلُ الَّذِي بَلَغَ بِي، فَمَلَأَ خُفَّهُ، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ، ثُمَّ رَقِيَ، فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا، قَالَ: فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ"". تَابَعَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، وَالرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ.

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک شخص جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی، اس نے ایک کنویں میں اتر کر پانی پیا۔ پھر باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس نے (اپنے دل میں) کہا، یہ بھی اس وقت ایسی ہی پیاس میں مبتلا ہے جیسے ابھی مجھے لگی ہوئی تھی۔ (چنانچہ وہ پھر کنویں میں اترا اور) اپنے چمڑے کے موزے کو (پانی سے) بھر کر اسے اپنے منہ سے پکڑے ہوئے اوپر آیا، اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس کام کو قبول کیا اور اس کی مغفرت فرمائی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہمیں چوپاؤں پر بھی اجر ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر جاندار میں ثواب ہے۔ اس روایت کی متابعت حماد بن سلمہ اور ربیع بن مسلم نے محمد بن زیاد سے کی ہے۔

(صحیح البخاری، حدیث: 2363 مطبوعہ دار السلام ریاض)

کتے کو پانی پلانے سے بخشش والا واقعہ جب صحابہ کو رسول اللہ علیہ السلام نے سنایا تو صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول کیا جانوروں پر بھی اجر ہے تو حضور سیّدِ عالَم علیہ السلام نے

قَالَ: فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْر

فرمایا: کہ ہر تر جگر (زندہ جاندار) میں ثواب ہے...

تو بحیثیت جاندار کوّے کو پانی پلانا اجر و ثواب ہے......

اگر کوئی یہ کہے کہ کوے کو احادیث میں خبیث وفاسق کہا گیا ہے اور قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ:

امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ الْفَأْرَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْحُدَيَّا، وَالْغُرَابُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ

پانچ (جانور) فاسق ہیں، انہیں حرم میں بھی قتل کیا جانا درست ہے، چوہا، بچھو، چیل، کوا، اور درندگی کرنے والا خونخوار کتا

(صحیح البخاری، حدیث: 3314، کتاب بدء الخلق، باب16، مطبوعہ دار السلام ریاض)

تو عرض ہے کہ بعض کتوں کے قتل کا حکم بھی حدیث میں دیا گیا ہے ایک اور روایت ملاحظہ ہو....

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بارے میں روایت ہے کہ:

أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ

حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم فرمایا

(صحیح البخاری، حدیث: 3323، کتاب بدء الخلق، باب17، مطبوعہ دار السلام ریاض)

جیسے خاص کتوں کے قتل کا حکم حدیث میں ہے لیکن پھر بھی بوقت ضرورت انکو پانی یا کھانا دینے میں اجر ہے....

ایسے اگرچہ کوے کے قتل کا حکم ہے لیکن اسکو کو بھی پانی پلانے میں اجر ہے پھر حدیثِ پاک میں مطلق الفاظ ہیں: کُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْر ہر تَر جگر (یعنی زندہ جاندار) میں ثواب ہے لہذا جانوروں کو دانہ پانی دینے میں اجر ہے..

مذکورہ حدیث میں سے موذی جانور کہ جن سے جان کو خطرہ ہو... وہ مستثنیٰ ہیں

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اسکے تحت فرماتے ہیں کہ:

""تر کلیجے والے سے مراد ہر جاندار ہے مگر اس سے موذی جانور مستثنیٰ ہیں لہذا سانپ، بچھو، شیر وغیرہ کو مار دینا ثواب ہے۔"

(مراۃ المناجیح جلد2 صفحہ128 مطبوعہ ضیاء القرآن لاھور)

واللہ تعالی اعلم و رسولہ عزوجل و علیہ السلام

غوث پاک نے بحری بیڑے کو ڈوبنے سے بچایا

دیوبندیوں کا امام مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ؛

"ایک دن حضرت غوثِ الاعظم سات اولیاء کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگاہ نظرِ بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ: ایک (بحری) جہاز قریب غرق ہونے کے ہے۔ آپ نے ہمت و توجہ باطنی سے اسکو غرق ہونے سے بچا لیا۔"

(امداد المشتاق، صفحہ45، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاھور)

یہ واقعہ شمائمِ امدادیہ میں بھی نقل کیا ملاحظہ ہو

(شمائمِ امدایہ، صفحہ43، مطبوعہ کتب خانہ اشرف الرشید شاہ کوٹ)

یہاں پر دیوبندی امام نے شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کو نہ صرف غوثِ اعظم کہا۔ بلکہ یہ بھی مانا کہ اللہ والے باطنی و روحانی توجہ فرما کر مشکل کشائی بھی کرتے ہیں۔

اگر یہی واقعہ ہم بیان کریں کہ غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ڈوبی ہوئی بیڑی بنّے لگا دی۔ تو انکو شرک و بدعت کے مروڑ اٹھتے ہیں۔ لیکن جب اپنی باری آئے تو سب کچھ جائز ہو جاتا ہے۔

بھنور میں پھنسا ہے ہمارا سفینہ بچا غوثِ اعظم بچا غوثِ اعظم
نکالا ہے پہلے تو ڈوبے ہُووں کو اور اب ڈوبتوں کو بچا غوثِ اعظم

غوثِ اعظم نے ھڈیاں جمع کر کے مرغ زندہ کر دیا

دیوبندیوں کے امام مولوی اشرف علی تھانوی کہتا ہے کہ؛

"حضرت غوثِ اعظم کی خدمت میں ایک عورت اپنے لڑکے کو سپرد کر گئی، کچھ روز بعد آکر دیکھا کہ لڑکا نہایت لاغر اور دبلا ہو رہا ہے اس کو بے حد رنج ہوا۔ حضرت (غوثِ اعظم) کی خدمت میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنے آئی، کیا دیکھتی ہے کہ حضرت (غوثِ پاک) مرغ کا گوشت کھا رہے ہیں۔ اور بھی جل بُھن گئی۔ عرض کیا کہ حضرت آپ تو مرغ کھائیں اور میرے بچے کو سُکھا دیا۔ آپ نے یہ سن کر جو ھڈیاں کھائی ہوئی مرغ کی آپ کے سامنے رکھی انکی طرف انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا: "قُمْ بِإِذنِ اللہ" وہ مرغ بن کر چل دیا۔ اس وقت حضرت (غوثِ اعظم) نے اس عورت سے فرمایا۔ جس وقت تیرا بیٹا اس قابل ہو جائے گا اس کو بھی مرغ کھلایا جائے گا۔"

(ملفوظاتِ حکیم الامت، جلد 1، صفحہ 240، 241، مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان)

ایک طرف تو تھانوی صاحب غوثِ پاک کا تصرف و مردے زندہ کرنے کی کرامت مان رہے ہیں اور دوسری طرف انکا جدّ امجد مولوی اسمٰعیل دھلوی لکھتا ہے کہ؛

"جسکا نام محمد (ﷺ) یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"

(تقویۃ الایمان، صفحہ 70، دار الکتب السلفیۃ اردو بازار لاہور)

مزید لکھتا ہے کہ؛

"رسول ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا"

(تقویۃ الایمان، صفحہ 96، دار الکتب السلفیۃ اردو بازار لاہور)

مزید بُغض اُگلا کہ؛

""پیغمبروں کی خواہش نہیں چلتی"

(تقویۃ الایمان، صفحہ 41، دار الکتب السلفیۃ اردو بازار لاہور)

جب ماننے پر آئیں تو اولیاء کی مردے زندہ کرنے والی کرامات تک مان جائیں۔

اور جب انکار کرنے پر آئیں تو نبیوں پیغمبروں کے کمالاتِ جلیلہ کا انکار کر دیں۔

اگر غوثِ پاک کی یہی کرامت کوئی سنی بیان کر دیں تو دیوبندیہ کو شرک و بدعت کے مروڑ اٹھنے لگ پڑتے ہیں۔ خود کریں تو جائز؟ ہم کریں تو ناجائز؟

جو اللہ کے حکم سے مرغ کی ھڈیاں جمع کر کے مرغ زندہ کر سکتا ہے۔ وہ ڈوبے ہوئے مردہ باراتیوں کی ھڈیاں جمع کر کے انہیں بھی زندہ کر سکتا ہے اور باِذن اللہ بیڑیاں تار سکتا ہے۔

کیوں نہ قاسم ہو کہ تُو ابنِ ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

(حدائقِ بخشش)

اعتراض:: کیا اولیاء سے مدد مانگنے کا حکم خدا نے دیا یا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا؟؟؟

الجواب:: جواب سے پہلے میں اللہ والوں سے مدد کے متعلق اپنے عقیدے کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱)خیال رہے اولیاء انبیاء اللہ کی عطا سے مدد کرتے ہیں۔

(۲) اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نبی ولی ذرّے کی بھی مدد نہیں کر سکتا۔

لیکن جب اِذنِ خدا ہو تو بدر میں فرشتے بھی پرخچے اُڑانے کیلئے مدد کو پہنچ جاتے ہیں۔

(۳)جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ انبیاء یا اولیا بغیر اللہ کی عطاء سے ذاتی طور پر مدد کر سکتے ہیں وہ بندہ کافر و مرتد اور مُشرک ہے۔

(۴)نبیوں ولیوں سے مدد مانگنا جائز ہے فرض و واجب نہیں۔ جائز ہے۔

(عقیدہ استمداد کیلئے اہلسنت کا مؤقف مزید دیکھئے، "احکامِ شریعت"، حصّہ اول، صفحہ 32، اکبر بکسیلرز لاہور)

(۵)اللہ سُنتا سب کی ہے لیکن مانتا سب کی نہیں (ہم ان سے مدد کرنے کو عرض کرتے ہیں جن کی ہر بات ماننے کا رب نے وعدہ فرمایا ہے:

"وَاِن سَئَلَنِی لَاُعطِیَنَّہٗ"

اگر میرا یہ ولی مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور ضرور اسے عطاء کرتا ہوں"

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، صفحہ 1127، رقم الحدیث: 6502، مطبوعہ دار السلام ریاض)

حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا، أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا، وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ، فَلْيَقُلْ: يَا عِبَادَ اللَّهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللَّهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ).

جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا راہ بھول جائے اور مدد چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہئے یوں پکارے "اے اللہ کے بندو میری مدد کرو"، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کرینگے۔

(المعجم الکبیر عن عتبہ بن غزوان، حدیث: 290 جلد 17، صفحہ 118.117، المکتبہ الفیصیلۃ بیروت)

حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضِ فَلَاةٍ، فَلْيُنَادِ: يَا عِبَادَ اللَّهِ، احْبِسُوا عَلَيَّ، يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا عَلَيَّ، فَإِنَّ لِلَّهِ فِي الْأَرْضِ حَاضِرًا سَيَحْبِسُهُ عَلَيْكُمْ).

”جب جنگل میں جانور (بِدک کر) چُھوٹ جائے تو یوں ندا کرے اے اللہ کے بندو! (میرا جانور) روک دو، عباد للہ اسے روک دیں گے، کیونکہ اللہ عزوجل کے حکم سے ہر زمین میں بندہ موجود ہے جو جلد ہی اسے تم پر روک دے گا۔“

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، باب مایقول اذا انفلت الدابۃ، صفحہ 170، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ یوں ندا کرے:

”اَعِیْنُوْا یَا عِبَادَ اللّٰہِ“

"مدد کرو اے اللہ کے بندو"

(المصنف لابن ابی شیبہ، حدیث؛ 9770، کتاب الدعاء، باب مایدعو بہ الرجل...الخ، جلد 10، صفحہ 380)

ان احادیث کے مزید حوالہ جات:

(الکتاب المصنّف فی الاحادیث ولآثار، الجز السادس، صفحہ 91، مطبوعہ دار التاج بیروت)

(کتاب عمل الیوم واللیلۃ، صفحہ 240، مطبوعہ مکتبۃ دار البیان بیروت لبنان)

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، الجز العاشر، صفحہ 132، دار الکتاب العربیۃ بیروت لبنان)

(مسند ابی یعلی الموصلی، صفحہ 177، مطبوعہ دار المامون للترث بیروت)

(الجامع لشعب الایمان، الجز الاول، صفحہ 225، مطبوعہ مکتبۃ الرشد بیروت لبنان)

(کشف الاستار، صفحہ 34، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان)

(تحفۃ الذاکرین، للشوکانی وھابی، صفحہ 202، مطبوعہ مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت)

(الوابل الصیب من کلم الطیب، صفحہ 231، مکتبۃ دار البیان بیروت لبنان)

(الآداب الشریعہ، الجز الاول، صفحہ 457، مطبوعہ دار التکب العلمیۃ بیروت)

(الاذکار، صفحہ 192، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

(سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ والموضوعۃ، صفحہ 11، مطبوعہ مکتبۃ المعارف الریاض)

(مختصر زوائد مسند البزار، جلد 1، صفحہ 430، مطبوعہ مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت)

(نزل الابرار، صفحہ 345، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان)

یہ حدیثیں کہ تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے روایت فرمائیں قدیم سے اکابر علمائے دین رحمہم اللہ تعالٰی کی مقبول و معمول و مجرب ہیں۔

امام نووی و دیگر اکابرین کا عمل

انہی احادیث کے تحت محدث امام محی الدین یحیٰی بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کے اندر باب قائم کر کے فرماتے ہیں: کہ اس باب میں کہ جب سواری کا جانور چھوٹ جائے تو مالک کیا کہے: بہت سی مشہور احادیث ہیں، ان میں سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ والی روایت ابن السنی کے حوالہ سے نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں؛

”قلتُ لی حکی بعض شیوخنا الکبار فی العلم انہ انفلتت لہ دابۃ اظنّھا بغلۃ وکان یعرف ھذا الحدیث فقالہ: فحبسھا اللہ علیھم فی الحال، وکنت انا مرۃ مع جماعۃ، فانفلتت منھا بھیمۃ و عجزوا عنھا، فقلتہ، فوقفت فی الحال بغیر سبب سوی ھذ الکلام“

ہمارے شیوخ میں سے بعض نے مجھ سے بیان کیا جن کا شمار کبار علماء میں ہوتا ہے کہ ان کی سواری بدک بھاگی شاید وہ خچر تھی اور وہ اس حدیث کو جانتے تھے توانہوں نے اس حدیث کے مطابق (یاعباد اللہ احبسوا یعنی: اے اللہ کے بندو روک دو) کہا تو اللہ تعالیٰ نے اس سواری کو فوراً ان کے لیئے ٹھہرا دیا اور ایک مرتبہ میں بھی ایک جماعت کے ساتھ تھا کہ سواری کا جانور بدک بھاگا اور وہ لوگ اس کے پکڑنے سے عاجز ہوئے تو میں نے یہی یاعباداللہ احبسوا (اے اللہ کے بندو روک دو) کہا تو وہ سواری کا جانور بغیر کسی اور سبب، صرف اس کلام کے کہنے سے فوراً رک گیا۔

(کتاب الاذکار، باب مایقول اذا انفلتت دابته، صفحه 191، 192، دار الملّاح للطباعة والنّشر بیروت)

نواب بھوپالی وھابی کا عمل

انہی حدیث کو لیکر وھابیہ کا مجدد و محدث نواب صدیق حسن خان بھوپالی کہتا ہے کہ:

"قد کنتُ فی سفر من قنوج الی بھوپال فانفلت فرس لنا فطلبوہ فلم یقدروا، فقلت ھذا الکلام فکنتُ اعرفه من الحصن الحصین فحبس اللہ الفرس فی الحال و وقف من غیر احتیال ولله الحمد"

یعنی: ایک میں قنوج سے بھوپال کی طرف سفر کر رہا تھا کہ اچانک گھوڑا بدک کر چھوٹا اور بھاگ گیا، بہت کوشش کی مگر قابو نہ آیا پس میں نے یہی کلام کہا (اے اللہ کے بندو میری مدد کرو) جسے میں "الحصن الحصین" کے حوالے سے جانتا تھا اللہ نے فوراً گھوڑا روک دیا بغیر کسی حیلے بہانے کے، واللہ الحمد۔"

(نزل الابرار، باب مایقول اذا انفلتت الدابة، صفحه 335، مطبوعه دار المعرفة بیروت لبنان)

نجدی اعتراض:: ان احادیث میں زندوں سے مدد مانگنے کا کہا گیا ہے۔ زندوں سے مدد مانگنا جائز ہے لہذا مردوں سے شرک ہے۔

رضوی جواب:: نجدیہ کی کتب میں یہ باتیں لکھی ہی کہ ولی زندہ ہو لیکن غائب ہو پھر بھی اس سے مدد مانگنا شرک ہے۔

حالانکہ یہ عقیدہ ان احادیث کے صریح خلاف ہے۔

چنانچہ وھابیہ کا محقق، شارح ترمذی و ابنِ ماجہ مولوی محمد یحییٰ گوندلوی لکھتا ہے کہ:

"کسی زندہ کو جو غیب ہو مدد کیلئے پکارنا سلبِ ایمان کا سبب ہے"

(عقیدہ اھلحدیث، صفحه 102، مطبوعه دار الحُسنیٰ، گلی ماھنا گجر، آبادی مہر محبوب عالم، نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ)

یہ نجدی جاتے جاتے صحابہ کرام علیھم الرضوان و جلیل القدر محدثین اور نواب بھوپالی پر کفر و شرک کا فتویٰ لگا گیا، بلکہ خود رسول ﷺ بھی اسکے فتوے کی زد میں آرہے ہیں جو کہ غائب "عباد اللہ" سے مدد مانگنے کا فرمارہے ہیں۔

اللہ کریم جل جلالہ نجدی فتنے اور اسکے شر بچائے آمین

نجدی دھوکہ:: نجدی کہتے ہیں کہ زندوں سے مدد مانگنا جائز ہے لہذا فوت شدگان سے مدد مانگنا شرک ہے۔

ان جاھلوں کی عقل گھاس چرنے چلی گئی ہے۔ اگر ایک کام شرک ہے تو وہ زندوں کیساتھ بھی شرک ہوگا اور فوت شدگان کیساتھ بھی شرک ہی ہوگا۔

مثلاً کوئی بے وقوف یہ نہیں کہہ سکتا کہ زندوں کو تو سجدہ کرنا جائز ہے لہذا جو فوت ہو گئے اسکو سجدہ کرنا شرک ہے۔
جس طرح سجدہ عبادت، چاہے زندوں کو کیا جائے یا مُردوں کو ہر حال شرک ہی ہو گا۔
اسی طرح اگر بعد از وفات مدد مانگنا شرک ہے تو زندہ سے مانگنا بھی شرک ہی ہو گا۔
اگر زندہ اولیاء سے مانگنا جائز ہے تو بعد از وصال بھی مانگ سکتے ہیں۔
لہذا وھابیہ کا یہ زندہ اور فوت شدہ کا اصول جو تارِ عنکبوت کی طرح ٹوٹ گیا۔
پس اولیاء سے مدد مانگنا جائز ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے خود صحابہ سے فرمایا کہ "اعینونی یا عباد اللہ" پکارو، اور پھر اس پر محدثین عظام خود وھابیہ کے جدّ امجد کا بھی عمل رہا ہے لہذا اسکو شرک کہنا اعلی درجے کی حماقت اور جہالت ہے۔
اور اگر اللہ کے غائب ولیوں سے مدد مانگنا شرک ہے تو کیا حضور علیہ السلام اپنی امت کو شرک کا حکم دے رہے ہیں ؟؟

آج لے اُنکی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں گر تو مان گیا

غوث پاک کا نام لینے سے شیر رستہ چھوڑ دیتا ہے

مدنی چینل پر تصویرِ عطار شہزادہ امیرِ اہلسنت مولانا بلال عطاری المدنی زید مجدہ نے کرامت بیان کی کہ؛اگر شیر سے سامنا ہو جائے تو غوثِ پاک کا نام لیا جائے تو شیر حملہ نہیں کرے گا۔"
اس کرامت کو بنیاد بنا کر نجدی نے اپنی مادری زبان استعمال کرتے ہوئے کہتا ہے۔ مشرک، قبر پرست، بدعتی، رضا خانی یہ شرک ہے شیر کے آگے غوث کا نام لینا"
الجواب؛؛
گیارھویں صدی کے مشہور محدّث اَبو الحسن علی بن سلطان محمد نور الدین علامہ الھروی القاری المعروف علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:
"ومن جملة کرامات الشیخ علي بن الھیمتي ان من ذکر عندہ توجہ الاسد الیہ انصرف عنہ۔"
یعنی؛؛آپ(غوثِ پاک)کی کرامات میں سے یہ بات شیخ علی بن ہیتی کے اذکار میں درج ہے کہ جس شخص کا شیر سے سامنا ہو، وہ حضرت غوثِ اَعظم کا نام لے شیر اس پر حملہ آور نہیں ہو گا۔"
(نزھة الخاطر الفاتر ،صفحہ25،مطبوعہ مؤسسۃ الشرف بلاھور پاکستان)
بین الفریقین معتمد علیہ بزرگ علامہ علی قاری علیہ الرحمہ نے واضح طور پر بیان کیا کہ اگر شیر کے سامنے جناب غوثِ اَعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کا نام لیا جائے تو شیر راستہ چھوڑ دے گا۔ تو کیا فتویٰ لگاؤ گے محدث علامہ علی قاری پر؟؟؟
وھابیہ کے حکیم عبد الرحمٰن خلیق نے لکھا کہ؛
"حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللّٰہ علیہ احناف اہلِ علم میں اونچا مقام رکھتے ہیں، (مزید لکھا) محقق عالم ملا علی قاری رحمتہ اللّٰہ علیہ"

(بارہ مسائل، صفحہ148،58، ناشر نیر اقبال شجاع ناظم دار الاشاعت رحمانیہ بدوملھی ضلع نارووال)

وھابیہ کے محقق حکیم صادق سیالکوٹی نے لکھا حضرت علامہ ملاعلی قاری پر اللہ کی رحمت ہو۔

(سبیل الرسول، صفحہ 151، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاھور)

وھابیہ کے شیخ الاسلام مولوی ابراھیم میر سیالکوٹی نے لکھا: ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ"

(رسالت و بشریت، صفحہ 119، مطبوعہ مسلم پبلیکیشنز اردو بازار لاھور)

جی تو شیر سامنے آجائے تو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام لینے سے وہ حملہ نہیں کرتا بلکہ راستہ چھوڑ دیتا ہے۔

نجدی نے کہا ایسے کہنے والا مُشرک، بدعتی، رضاخانی، قبر پرست ہے۔

تو یہ کرامت مشہور محدث علامہ علی قاری علیہ الرحمہ نے لکھی ہے جسکو نجدی محققین محدث اور رحمۃ اللہ علیہ جیسے الفاظ لکھ رہے ہیں۔

اگر یہ شرک و بدعت اور قبر پرستی ہے تو بتاؤ محدث علامہ علی قاری کو کیا کہو گے ؟؟

اور جن جن نجدی محققین نے علامہ علی قاری کے کے قصیدے گائے اور رحمۃ اللہ علیہ جیسے دعائیہ جملے لکھے وہ نجدی مشرک، قبر پرست، اور بدعتی ہوئے کہ نہیں ؟؟

وھابی مولوی نے کہا او شیرا میرا رستہ چھوڑدے

وھابیہ کا مستند مولوی اسحاق بھٹی اپنے مولوی محمد عبداللہ کے بارے لکھتا ہے کہ:

"(صوفی محمد عبداللہ) ایک دفعہ ایک جنگل سے گزر رہے رہے تھے کہ دیکھا سامنے شیر بیٹھا ہے اور شیر نے انکو دیکھ لیا ہے۔ یہ بے حد پریشان کُن لمحہ تھا، اگر سیدھے جاتے ہیں جب بھی شیر کے حملے کا خطرہ ہے، اگر اگر دوسری طرف قدم بڑھاتے ہیں تو بھی خطرہ موجود ہے۔ اس کے متعلق سعید الفت مرحوم کے چند شعر ملاحظہ ہوں۔

خیال آیا رستہ جے بدلیا جاوے
میرے پچھے شیر اُٹھ کے نہ آجاوے
اے گل سوچ کے آکھدے نے او شیرا
مینوں دیر ہوندی اے راہ چھڈ میرا
صوفی صاحب دے بس آکھن دی دیر اے
کسے پاسے نُوں اُٹھ کے جاندا رہیا شیر اے

یعنی شیر سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں، مجھے جلدی اپنے ٹھکانے پر پہنچنا ہے، تیری وجہ سے دیر ہو رہی ہے، تم مجھے راستہ دو تاکہ میں اپنا سفر جاری رکھوں۔ جوں ہی یہ الفاظ صوفی صاحب کی زبان سے نکلے، شیر اُٹھ کر کہیں چلا گیا اور آگے نکل گئے۔"

(صوفی محمد عبداللہ، صفحہ 399، 400، مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ لاھور)

جی تو نجدیوں کے مولوی عبداللہ کے پنجابی شعر سن کر جنگل کا شیر حملے سے باز آکر رستہ چھوڑ سکتا ہے۔ تو

میرے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام سن کر بھی شیر رستہ چھوڑ دیتا ہے۔
اب اپنے اس صوفی عبد اللہ وھابی کے بارے بھی وہی بولی استعمال کرو اور کہو کہ قبر پرست، مشرک، بدعتی۔
بغض کی پٹی اتارو گے تو کرامات سمجھ میں آئیں گی ورنہ انکار کرنے والے تو نظروں سے چاند ٹوٹتا دیکھ کر بھی نہ مانے۔ اور اپنے مولویوں کے حق میں اتنا غُلُو کرتے ہوئے لکھ دیتے ہو کہ ابنِ تیمیہ کا نام سن کر جنات بھاگ جاتے۔ اگر اگر ابنِ تیمیہ کے نام سے جنات بھاگ سکتے ہیں تو حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا سنکر شیر کیوں نہیں بھاگ سکتے؟؟؟
بلکہ نجدی مولوی اسحاق بھٹی نے یہاں تک لکھا کہ؛
اگر کوئی بھینس دودھ نہ دیتی تو اسکو جا کر بس اتنا کہا اجاتا کہ صوفی عبداللہ کہہ رہا ہے کہ دودھ دیا کرو، تو وہ فوراً دودھ دینے لگ جاتی۔ بعض واقعات ایسے بھی ہیں۔ کہ انہوں نے ڈنگر ڈھوروں کو پیغام بھجوایا اور اللہ کے حکم سے پورا ہو گیا۔"

(صوفی محمد عبداللہ، صفحہ399، 400، مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ لاہور)

جی تو اگر جانور تمہارے مولوی کا نام سن کر کہنا مان سکتے ہیں۔ تمہارے مولوی کا نام سن کر جنات بھاگ سکتے ہیں۔ تمہارے مولوی کے پنجابی شعر سن کر شیر راستہ چھوڑ سکتا ہے تو میرے شہنشاہِ بغداد حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام سن کر بھی شیر رستہ چھوڑ سکتا ہے۔ حملے سے باز آ سکتا ہے۔
اگر اب بھی اسکو شرک و بدعت اور اور قبر پرستی کہو گے تو اس فتوے میں تمہارے اجداد بھی رگڑے جائیں گے۔

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
ش یر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

غوثِ پاک کے دھوبی کی نسبت سے بخشش

دیوبندیوں کا مجدد مولوی اشرف علی تھانوی کہتا ہے کہ:
"میں نے حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی سے خود اس سے زیادہ عجیب ایک حکایت سنی جس میں توجیہ کی بھی ضرورت ہے۔ اور کوئی بیان کرتا تو شاید یقین ہونا بھی مشکل ہوتا اور بہت ممکن تھا کہ میں سُن کر ردّ کر دیتا وہ یہ کہ
ایک دھوبی کا انتقال ہوا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آکر سوال کیا:
من ربک ؟،،،، مادینک ؟،،،، من ھذا الرجل ؟
وہ جواب میں کہتا مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں
اور فی الحقیقت یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ میں انکا ہم عقیدہ ہوں جو ان کا خدا، وہ میرا خدا۔ جو ان کا دین، وہ میرا دین، اسی پر اسکی نجات ہوگئی باقی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انکا ایمان بھی اجمالی تھا محض تعبیر اا جمالی تھی۔"

(الافاضات الیومیہ جلد2 صفحہ 101,100 مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان)

تھانوی کا یہ کہنا کہ فضل الرحمٰن دیوبندی کے علاوہ یہ واقعہ کوئی اور بیان کرتا تو یقین نہ کرتا اور رد کر دیتا"

دیوبندیوں کے نزدیک یہ اس واقعہ کی ثقاہت پر دلالت کرتا ہے۔

تو کیا خیال ہے شرک کے فتوے مفت میں بانٹنے والوں کا تمہارا مجدد،،، "حضرت شیخ عبد القادر جیلانی" کو غوث ہی نہیں بلکہ "غوثِ اعظم" کہہ کر پکار رہا ہے۔ اگر حلالی ہو تو لگاؤ شرک کا فتویٰ۔۔؟

دوسری طرف امام الوھابیہ والدیابنہ مولوی اسمٰعیل دھلوی قتیلِ بالاکوٹی لکھتا ہے کہ:

حضور ﷺ قیامت کے دن اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنھا کی بھی نجات نہیں کروا سکتے (ملخصًا)

مزید لکھا

"فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آتی جب تک معاملہ اپنا اللہ ہی سے صاف نہ کر لے تو کچھ کام نہیں نکلتا"

(تقویۃ الایمان، صفحہ 63، مطبوعہ دار الکتب السلفیہ لاھور)

جی فتاویٰ اسماعیلیہ کے مطابق بزرگ کی قرابت کام نہیں آتی تھانوی کے بقول بتاؤ دھوبی کو غوث اعظم قرابت کام آئی کہ نہیں ؟؟

اب رہی بات حضرت فاطمۃ الزھرہ رضی اللہ عنھا کی تو حضور سیّدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"فاطمۃ سیّدۃ نساء اھل الجنۃ

فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہے"

(صحیح البخاری، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ، جلد 5، صفحہ 20، مطبوعہ دار الطوق النّجاۃ)

اسمٰعیل دھلوی بے ایمان کہتا ہے کہ نبی علیہ السلام حضرت فاطمہ کو نجات نہیں دلوا سکتے۔۔۔۔۔

ارے بے ایمان تو انکی نجات کی بات کرتا ہے دیکھ رسول اللہ نے انکو نجات یافتہ عورتوں کی بھی سردار بنا دیا۔۔۔۔

تو پتہ چلا کہ حالتِ ایمان میں اللہ والوں کی قرابت قبر و حشر میں فائدہ اور نجات دیتی ہے۔۔

اسی لئے تو تھانوی نے کہا کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا دھوبی نسبت سے ہی بخشا گیا۔۔

نوٹ؛؛ جب دیوبندی ماننے پر آئیں تو ایسے بے اصل واقعات بھی مان جاتے ہیں اور جب انکار کرنے پر آئیں تو نصوصِ قاطعہ کا بھی انکار کر ڈالتے ہیں۔

میرا دین و ایمان فرشتے جو پوچھیں
تمہاری ہی جانب اشارہ کروں میں

غوث پاک نے چیل زندہ کردی

امام ابنِ حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وقالوا مرت بمجلسه حدأة في يوم شديد الحر وهو يعظ

الناس فشؤشت على الحاضرين فقال يا ريح خذى رأس هذه الحدأة، فوقعت الثاني وقتها بناحية، ورأسها في ناحية، فنزل الشيخ، وأخذها في يده وأمر يده الأخرى عليها، وقال بسم الله الرحمن الرحيم قومي بإذن الله فحيث وطارت والناس يشاهدون."

(فتاوىٰ حدیثیہ(عربی)صفحہ397مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

مشائخ کی ایک جماعت نے بتایا کہ شدید گرمی کے دن ایک مرتبہ ایک چیل حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ کی مجلس وعظ سے گزری جس کے سبب حاضرین جلسہ کی توجہ بٹنے لگی تو حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ ہوا سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے اے ہوا اس کے سر کو تن سے جدا کر دو اتنا فرمانا تھا کہ چیل کا سر ایک کنارے میں اور تن دوسرے کنارے میں گر گیا۔ یہ دیکھ کر حضرت غوث الاعظم منبر سے نیچے تشریف لائے۔ اور مردہ چیل کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور دوسرا ہاتھ اس کے اوپر پھیرا اور زبان سے کہا: بسم اللہ الرحمن الرحیم قومی باذن اللہ (بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ جا) پس وہ زندہ ہوکر اڑ گئی تمام حاضرین نے اس منظر کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ اولیاء کرام کا مردوں سے کلام کرنا بھی ثابت ہے۔

(فتاوىٰ حدیثیہ(اردو)صفحہ817،مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاھور)

سبحان اللہ کیا شان ہے غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی، ہواؤں کو بھی اللہ کریم جَلَّ جَلَالُہٗ نے آپ کے تابع فرمان کیا ہوا تھا، تبھی تو آپکا حکم پاکر ہوا نے چیل کے ٹکڑے کر دیئے۔

پھر آپ نے اسکو "قومی باذن اللہ" کہہ کر زندہ کر دیا۔

قل شریف تیجے کے ختم کی اصل

عساکر الدین، ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن القشیری المعروف امامِ مسلم رحمۃ اللّٰہ علیہ روایت کرتے ہیں:

قَالَ: فَلَبِثُوا بِذَلِكَ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً، ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ جُلُوسٌ، فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ: «اسْتَغْفِرُوا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ»، قَالَ: فَقَالُوا: غَفَرَ اللهُ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ»،

دو یا تین دن وہ اسی (اختلاف کی) کیفیت میں رہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، وہ سب بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے سلام کہا، پھر بیٹھ گئے اور فرمایا: ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے بخشش کی دعا مانگو۔ تو لوگوں نے کہا: اللہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کی بخشش فرمائے! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ انہوں نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ ایک امت میں بانٹ دی جائے تو ان سب کو کافی ہو جائے۔

(صحیح مسلم، صفحہ853حدیث:4431، کتاب الحدود مطبوعہ دار الفکر بیروت)

حضرت ماعز رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وفات کے دوسرے یا تیسرے دن حضور ﷺ صحابہ کے مجمع میں تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور تمام صحابہ کیساتھ ملکر حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے تیجے دن اجتماعی دعا کی۔

پس ثابت ہوا کہ میت کے دوسرے تیسرے دن اجتماعی دعا کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ اور یہ صحابہ کا بھی طریقہ ہے۔ لہذا اسکو بدعت کہنا جہالت و حماقت ہے۔

میت کیلئے قُل خوانی، یا تیجے کے ختم، کیلئے جمع ہو کر ذِکر و اذکار کرنا قرآن پڑھنا اور اجتماعی دعا کرنے کی اصل اس حدیث سے ثابت ہوئی۔

اب اگر کوئی قل شریف یا تیجے کی اجتماعی دعا کو بدعت کہے گا تو فتوی سیدھا جاکر صحابہ کرام علیھم الرضوان پر لگے گا۔

لہذا میت کیلئے دوجے تیجے کی اجتماعی دعا جائز بلکہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

حیات الانبیاء

آلِ نجد بار بار رٹ لگا رہی ہے کہ نبی مَر گئے (معاذاللہ) اور بار بار "انك ميت" والی آیت اور ایسی دیگر آیات و احادیث پیش کر رہے ہیں کہ جن میں سرکارِ دوعالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کا ذکر ہے-

یا تو انکو حیات الانبیاء کے بارے میں اھلسنت کے عقیدہ کا علم نہیں یا پھر جان بوجھ کر اپنی جہالت کا ثبوت دے رہے ہیں۔

آلِ نجد وھابیہ جو آیات و احادیث رسول پاک علیہ السلام کی وفات پر پیش کر رہی ہے ان سے ہم نے انکار کب کیا؟؟

کہتے ہیں دیکھو اللہ نے فرمایا: انک میت (اے حبیب آپ وصال فرمانے والے ہیں) اور دوسری جگہ کہا کہ "کل نفس ذائقۃ الموت" ہر جان کو موت کا ذائقہ چھکنا ہے۔

تو جناب ہم کب ان آیات کا انکار کیا؟؟

ہمارا تو عقیدہ ہے کہ انبیاء کو موت آئی اور قرآن کا وعدہ پورا ہوا لیکن پھر اللہ نے انکو "بل احیاء" (بلکہ وہ زندہ ہیں) آیت کے تحت زندگی عطا فرما دی۔

یہ آیتیں تو تب پیش کرو اگر ہم انبیاء کے وصال کے مُنکر ہوں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ بعد از وصال انبیاء کو حیات عطا فرمائی گئ۔ جس چیز کا انکار ہی نہیں۔۔۔ اس پر دلائل کیوں؟؟

آلِ نجد کی دلیل اس بات پر ہے کہ انبیاء بعد از وصاًل قبر میں زندہ نہیں وہ مردہ ہیں اور مَر کر مٹی میں مل گئے (جیسا کہ انکا عقیدہ تقویۃ الایمان کتاب میں لکھا ہے) اور یہ چیز وھابیہ ان شاء اللہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتے کہ انبیاء بعد از وصال مردہ ہیں مٹی میں مل گئے (معاذاللہ)

ہم جو کہتے ہیں کہ انبیاء کو آنِ واحد کیلئے موت آئی پھر انکو جسمانی حسّی زندگی دے دی گئ-

تو یہ ہمارا اپنے پاس سے گھڑا ہوا عقیدہ نہیں بلکہ یہ عقیدہ افضل الناس بعد الانبیاء حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے- ملاحظ ہو امامِ بُخاری علیہ الرحمہ نبی کریم علیہ السلام کے وصال کی حدیث نقل کرتے ہیں:

" أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ، قَالَتْ: ""أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمْ النَّاسَ، حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ، ثُمَّ بَكَى، فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ، أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا، . . . . الخ"

" حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کہتی ہیں کہ: (جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا) حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے جو سُنح (مقام) میں تھا گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور اترتے ہی مسجد میں تشریف لے گئے۔ پھر آپ کسی سے گفتگو کئے بغیر عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آئے (جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسدِ انور مبارک تھا) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر بردِ حِبرہ (یمن کی بنی ہوئی دھاری دار چادر) تھی- پھر آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک کھولا اور جھک کر اس کا بوسہ لیا اور رونے لگے۔ آپ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یانبی اللہ! اللہ تعالیٰ دو موتیں آپ پر کبھی جمع نہیں کرے گا۔ سوا ایک موت کے جو آپ کے مقدر میں تھی سو آپ (ایک موت وعدہ الٰہیہ کے مطابق) وصال فرما چکے- ....الخ"

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت بعد الموت... صفحہ 199، حدیث: 1241، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

جی جنابِ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا کہ یا رسول اللہ علیک السلام آپ پر اللہ دو موتیں جمع نہ کرے گا اس کا معنٰی بیان کرتے ہوئے- شارح بُخاری امام قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

صدیقِ اکبر اضی اللہ عنہ کہنا چاہتے تھے کہ پہلی موت کے بعد آپ علیہ السلام کو جو حیات ملے گی اس کے بعد آپ پر موت طاری نہ ہوگی۔

(ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، جلد 6 صفحہ 470، مطبوعہ بیروت)

پس ثابت ہوا کہ حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی تھا کہ آنِ واحد کیلئے آپ پر وعدہ الٰہیہ کے مطابق ایک موت آ گئ اب ایسی حیات بخش دی گئ کہ دوبار موت نہیں بلکہ قبر میں زندگی عطا فرمادی۔

اس حدیث سے جہاں رسول اللہ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ ثابت ہوا وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ علیہ السلام کو بعد از وصال حرفِ ندا "یا" کیساتھ یا نبی اللہ کہہ کر پکارا-

پتہ چلا کہ بعد از وصال یارسول اللہ، یاحبیب اللہ، یانبی اللہ، کہہ کر پکارنا یہ شرک نہیں بلکہ صحابہ کا طریقہ ہے-

اب آلِ نجد حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر کیا فتویٰ لگائے گی کہ جو نبی علیہ السلام کو بعد از وصال حیات بھی مان رہے ہیں اور یا نبی اللہ کہہ کر پکار بھی رہے ہیں؟؟؟؟

پس میرے امام بول اُٹھے کہ:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

نجدی دجال نمازِ غوثیہ کے حوالے سے بکواس کرتا ہے کہ:

"اگر پیر جیلانی بھی یہ کہے کہ میرے نام کی نماز پڑھو تو وہ بھی مشرک ہیں، لیکن بریلوی کو شرم نہیں آتی پیر جیلانی پر یہ بہتان باندھتے کے انہوں نے نماز غوثیہ پڑھنے کا کہا ہے، پھر رسول پاک سے بھی یہ گھٹیا طبقہ غیر اللہ کے نام کی نماز ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے، مشرک واقعی پلید ہے۔"

الجواب:

اس خبیث کو یہ نہیں پتہ کہ اس نمازِ نوافل کو حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے بتایا ہے اسی نسبت سے اسکو نمازِ غوثیہ کہا جاتا ہے۔

شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے غوثِ پاک رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

"جو میرے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرے گا وہ حاجت پوری ہو گی۔ جو شخص دو رکعت نفل پڑھے۔ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد "قل ھو اللّٰہ" شریف گیارہ گیارہ بار پڑھے سلام پھیرنے کے بعد سرکارِ مدینہ ﷺ پر درود شریف بھیجے پھر بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم چل کر میرا نام پکارے اور اپنی حاجت بیان کرے ان شاءاللہ وہ حاجت پوری ہو گی۔"

(بہجة الاسرار، صفحہ 301، مطبوعہ اکبر بک سیلز اردو بازار لاہور)

اس خبیث نجدی نے کہا کہ اگر غوثِ پاک رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے اس نماز کا کہا تو وہ بھی مشرک، تو یہ نماز حضور غوثِ اعظم رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ سے ثابت ہو گئی۔ لہذا اس دجال کو توبہ و تجدیدِ ایمان کرنا چاہیئے۔

ورنہ رب سے جنگ کیلئے تیار رہے حدیثِ قدسی میں رب فرماتا ہے:

"مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ"

جس نے میرے ولی سے دشمنی رکھی میں اسکے خلاف میرا اعلانِ جنگ ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، صفحہ 1127، رقم الحدیث: 6502، مطبوعہ دار السلام ریاض)

شاہ عبدالحق محدث دھلوی سے ثبوت

حجۃ الھند شاہ عبدالحق محدث دھلوی علیہ الرحمہ کی کتاب "اخبار الاخیار" کا ترجمہ دیوبندی مولوی سبحان محمود اور مولوی فاضل دارالعلوم نے مکمل کیا۔ اور اس میں شاہ صاحب کی اس عبادت کا ترجمہ بھی واضح طور پر کیا جس میں غوثِ پاک رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے نمازِ غوثیہ کی ترغیب دی۔

(اخبار الاخیار، صفحہ 50، مطبوعہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی)

اسکے علاوہ شاہ عبد الحق محدث دھلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے نمازِ غوثیہ کو اپنی کتاب "زبدۃ الآثار تلخیص بھجۃ الاسرار" میں لکھا۔ ملاحظہ ہو

(زبدۃ الآثار تلخیص بھجۃ الاسرار، صفحہ 53، مکتبہ نبویہ لاھور)

اگر اس نماز کو بیان کرنے والا مشرک ہے تو بتاؤ شاہ ولی اللہ محدث دھلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ کون ہوئے اور اس نماز غوثیہ والی عبارت کا ترجمہ کرنے والے دو عدد دیوبندی مولوی کون ہوئے؟؟

وھابیہ کا گھریلو شیخ الاسلام مولوی ابراھیم میر سیالکوٹی لکھتا ہے کہ؛

"شیخ عبد الحق محدث دھلوی رحمۃ اللّٰہ علیہ کا رتبہ حنفی علماء میں بہت بلند ہے آپ فخرِ سیالکوٹ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کے ہمعصر ہیں حرمین شریفین میں قیام قیام کر کے علمِ حدیث کی تحصیل کی۔ بعدِ فراغت دھلی میں آئے۔ اور تدریس تدریسو تصنیف میں میں مشغول رہے۔ آپ نے حدیث کی بہت خدمت کی اور صوفی مسلک تھے۔"

(سالت رسالت وبشریت، صفحہ 127، مطبوعہ پبلیکیشنز اردو بازار لاھور)

اسی حوالے پر اکتفاء کرتا ہوں ورنہ آلِ نجد کے اجداد نے جگہ جگہ شاہ عبد الحق محدث دھلوی کے قصیدے گائے۔

اب نجدی دجال بتائے کہ اگر نمازِ غوثیہ سیکھانے والا اسکو تائیداً نقل کرنے والا مشرک ہے۔ تو شاہ عبد الحق محدث دھلوی نے اس نماز کو تائیداً نقل کیا۔

توتمہارے نزدیک محدث دھلوی بھی مشرک ہوگئے۔ توتمہارا مولوی ابراھیم میر سیالکوٹی محدثِ دھلوی کے کے قصیدے گا رہا ہے صوفی کہہ رہا ہے۔ اور "رحمۃ اللہ علیہ" جیسے دعائیہ الفاظ لکھ رہا ہے۔

بتا نجدی ابرھیم میر سیالکوٹی کافر مرتد ہوا کہ نہیں؟؟

کیونکہ جسکو تم مشرک کہہ رہے ہو تمہارے اجداد اسکو محدث مان رہے ہیں۔ "رحمۃ اللہ علیہ" کہہ رہے ہیں۔

امام یافعی وعلیہ الرحمہ نے نمازغوثیہ کوتائیداًلکھا

آٹھویں صدی کے محدث امام عبداللہ بن اسعد یافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ:

"غوث پاک نے فرمایا جو مصیبت میں میرے نام لیکر وسیلے سے مدد مانگے اسکی مصیبت دور ہوگی گی جو پریشانی کے عالَم میں دو رکعت نماز پڑھے پھر سلام پھیر کر رسول رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے اور گیارہ قدم عراق کی طرف چل کر میرے نام کے وسیلے سے حاجت بیان کرے تو حاجت پوری ہوگی۔ (ملخصًا)

(خلاصۃ المفاخر فی مناقب شیخ عبدالقادر، صفحہ 217، مطبوعہ بیروت لبنان)

خارجی نجدی بتائے کہ کیا امام یافعی رحمۃ اللّٰہ علیہ بھی مشرک ہوگئے؟؟؟

محدثِ کبیر علامہ ملا علی قاری اور نماز غوثیہ کی سند

گیارھویں صدی کے مشہور محدّث اَبوالحسن علی بن سلطان محمد نور الدین علامہ الھروی القاری المعروف علامہ ملاعلی قاری علیہ الرحمہ نے نمازِ غوثیہ کو مکمل سند کیساتھ نقل کیا۔ ملاحظہ ہو۔

(نزھۃ الخاطر الفاطر، صفحہ67، مطبوعہ مؤسسۃ الشرف لاھور)

وھابیہ کے محقق حکیم صادق سیالکوٹی نے لکھا حضرت علامہ ملاعلی قاری پر اللہ کی رحمت ہو۔

(سبیل الرسول، صفحہ 151، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاھور)

وھابیہ کے شیخ الاسلام مولوی ابراھیم میر سیالکوٹی نے لکھا: ملاعلی قاری رحمۃ اللّٰہ علیہ"

(رسالت وبشریت، صفحہ 119، مطبوعہ مسلم پبلیکیشنز اردو بازار لاھور)

اگر نماز غوثیہ کو تائیداً نقل کرنے والے مشرک ہیں تو بتاؤ محدثِ جلیل ملاعلی قاری رحمۃ اللّٰہ علیہ پر کیا فتویٰ لگاؤ گے ؟؟؟

اور محدث علامہ علی قاری نے اس نماز کو سنداً بیان کیا۔ اسی علامہ علی قاری کے وھابیہ کے اجداد قصیدے گا رہے ہیں اور رحمۃ اللہ علیہ جیسے دعائیہ جملے لکھ رہے ہیں۔ بتاؤ ایسا لکھ کر تمہارے اجداد کافر و مرتد و مشرک ہوئے کہ نہیں ؟؟

اہل اللہ کیطرف نمازوں کی نسبت

نمازِ نوافل کے نام کی نسبت اگر اللہ کے پیاروں کی طرف کر دی جائے تو ہرگز ہرگز شرک نہیں۔ کیونکہ نماز اللہ کیلئے پڑھی جاتی ہے اور مجازاً اسکی نسبت ترغیب دلانے والے کی طرف کر دی جائے تو جائز ہے۔

وَعَن صَالِحِ بن دِرْهَم يَقُولُ: انْطَلَقْنَا حَاجِّينَ فَإِذَا رَجُلٌ فَقَالَ لَنَا: إِلَى جَنْبِكُمْ قَرْيَةٌ يُقَالُ لَهَا: الْأُبُلَّةُ؟ قُلْنَا: نَعَمْ. قَالَ: مَنْ يَضْمَنُ لِي مِنْكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ لِي فِي مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ أَوْ أَرْبَعًا وَيَقُولُ هَذِهِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ؟ سَمِعْتُ خَلِيلِي أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُ مِنْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُهَدَاءَ لَا يَقُومُ مَعَ شُهَدَاءِ بَدْرٍ غَيْرُهُمْ» . رَوَاهُ أَبُو دَاوُد. وَقَالَ: هَذَا الْمَسْجِدُ مِمَّا يَلِي النَّهْرَ

صالح بن درہم بیان کرتے ہیں، ہم حج کے لیے روانہ ہوئے، تو ایک آدمی نے ہمیں کہا: تمہارے پاس ایک بستی ہے جسے ابلہ کہا جاتا ہے ؟ ہم نے کہا: ہاں ! اس نے کہا: تم میں سے کون مجھے ضمانت دیتا ہے کہ وہ میری خاطر مسجد عشار میں دو یا چار رکعتیں پڑھے گا، اور وہ کہے گا کہ یہ (رکعتیں) ابوہریرہ کے لیے ہیں، میں نے اپنے دوست ابو القاسم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "بے شک اللہ عزوجل روز قیامت مسجد عشار سے شہداء اٹھائے گا، ان کے علاوہ شہدائے بدر کے ساتھ کوئی اور کھڑا نہیں ہو گا۔"

(مشکوۃ المصابیح حدیث نمبر :5434، مطبوعہ بیروت)

جی نجدی دجال نے کہا کہ اگر غوثِ پاک رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ نے اپنے نام کی (مجازاً) نماز پڑھنے کو کہا تو غوث بھی مشرک (العیاذ باللہ) تو نجدی بتا حضرت ابو ابوھریرہ نماز پڑھوا کر کہہ رہے ہیں کہ کہو "هَذِهِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ" یہ نماز ابوھریرہ کیلئے ہے۔ (ایصال ثواب) بتاؤ جلیل القدر صحابی حضرت ابوھریرہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ پر پر کیا فتویٰ لگاؤ گے ؟؟؟

وہ نمازِ ابوھریرہ پڑھنے کیلئے کہہ رہے ہیں۔

تم نمازِ غوثیہ پر اچھل رہے ہو یہاں نمازِ ابوھریرہ ثابت ہو ہو گئی۔

حضور ﷺ نے نماز کی نسبت حضرت عتبان کی طرف کی

رسول اللہ ﷺ حضرت عتبان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے گھر تشریف لائے اور حضرت عتبان سے فرمایا:

أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ ؟

تم اپنے گھر میں کہاں پسند کرتے ہو کہ میں تیرے لئے نماز پڑھوں ؟

(صحیح البخاری، کتاب کتاب الصلوۃ،حدیث:424،مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)

یہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز کی نسبت حضرت عتبان کی طرف کی تو کیا نجدی دجال اسکو بھی شرک کہے گا؟؟

نماز تو اللہ ہی کیلئے ہے لیکن یہاں مجازاً نسبت حضرت عتبان کی طرف کر دی۔

ایسے ہی نماز تو اللہ کیلئے ہے لیکن نسبت مجازاً غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کر دی۔

دعوتِ فکر

اس نجدی نے کہا کہ اگر یہ نماز غوث پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بتائی ہے تو غوث پاک بھی مشرک ہیں (معاذاللہ)

ہم نے اس نماز کا ثبوت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پیش کر دیا۔ لہذا اس نجدی کو چاہیئے کہ تجدید ایمان کرے۔

پھر پھر اسکا ثبوت ہم نے شیخ عبد الحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پیش کیا تو محدث دھلوی کو بھی اپنے فتوے کی زد میں لیکر مشرک بنا دیا۔

پھر اسکا ثبوت ہم نے امام یافعی علیہ الرحمہ سے پیش کیا۔ نجدی نے اپنے فتوے کی زد میں امام یافعی کو بھی مشرک بنا دیا۔

پھر اس نماز کا ثبوت ہم نے محدثِ جلیل علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ سے پیش کیا جسکو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سند کیساتھ بیان کیا۔ نجدی نے محدث علامہ علی قاری کو بھی مشرک بنا دیا۔

اسی محدث علامہ علی قاری کو نجدیہ کے اکابرین نے رحمۃ اللہ علیہ کہا اور تعریفیں بیان کرتے ہوئے علم کا لوہا مانا۔ لہذا نجدیہ کے اکابرین بھی انکے فتوے کی کی رُو سے مشرک ہو گئے۔

اس کے بعد ہم نے ثابت کیا کہ کسی نماز کی نسبت اگر مجازاً کسی ولی کی طرف کر دی جائے تو یہ ہرگز کفر و شرک نہیں۔ بلکہ ایسا حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کیا۔ اور حضور سیّدِ عالَم ﷺ نے نماز کی نسبت حضرت عتبان رض ی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف کی۔

لہذا ثابت ہوا کہ نماز اللہ ہی کیلئے ہوتی ہے۔ لہذا اسکی نسبت اللہ والے کی طرف کرنے سے شرک لازم نہیں آتا۔ اور نمازِ غوثیہ کے اندر کہیں بھی غوث پاک کا نام نہیں لیا جاتا بلکہ دیگر نوافل کی طرح سورۃ الفاتحہ، اور سورۃ الاخلاص پڑھی جاتی ہے۔ جسکو نجدیہ جہالت و بغض اور عناد کی بنا پر شرک کہہ رہے ہیں۔ اور یہاں تک بڑھے کہ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بھی مشرک کہہ ڈالا۔

اس موضوع پر فقیر کے پاس اور بھی مواد ہے لیکن اختصار مانع ہے لہذا انہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

اللہ کریم جَلَّ جَلَالَہٗ اپنے پیاروں کی محبت نصیب فرمائے۔ اور اسی پر جینا مرنا نصیب فرمائے اور ایمان کے لٹیروں سے ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی لکریم لکریم الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

نجدی اور مِرزا غلام احمد قادیانی کی عزت

دوستو.....! یہ نجدی منافق کی منافقت دیکھو یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے زیادہ مِرزا غلام احمد قادیانی کی عزت و تکریم و ادب کرتے ہیں۔

جب نبی علیہ السلام کے وصال کی بات آئے تو لفظ بولتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مَر گئے لیکن جب مرزا غلام احمد قادیانی مردود کی موت کی بات آئی تو وھابیہ کا امام و مناظرِ اعظم کیا لکھتا ہے کہ:

"مرزا صاحب 26 مئی 1908 کو انتقال کر گئے۔"

دوسری جگہ لکھا کہ:

"مرزا صاحب کے انتقال کے بعد"

(ثنائی پاکٹ بُک، صفحہ 75، 76، 78، 79، مطبوعہ مکتبہ عزیزیہ جامع مسجد قُدس چوک دالگراں لاھور)

نجد کے چمچو بتاؤ........ تمہارے نزدیک مرزے غلام قادیانی مرتد کی عزت و تکریم زیادہ ہے یا امام الانبیاء علیہ السلام کی ؟؟؟

اگر کہو کہ امام الانبیاء علیہ السلام کی تو پھر کیا وجہ ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے وصال کی بات آئے تو بڑی سینہ زوری سے مرنے کا لفظ بولتے ہو۔

اور جب مرزا قادیانی دجال کی موت کی بات آئے تو کہتے ہو کہ "مرزا صاحب انتقال کر گئے"۔

نجدیو.....! بتاؤ کس کو نبی مانتے ہو؟؟

نجدیہ کا امام اسماعیل دھلوی حضور علیہ السلام پر بہتان باندھتے ہوئے لکھتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"یعنی میں بھی ایک دن مَر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔"

(تقویۃ الایمان، صفحہ 100، مطبوعہ دار الکتب السلفیہ اردو بازار لاھور)

جب نجدی کسی اپنے مردے کی مرگ کا اعلان کرتا ہے تو کہتا ہے کہ حضرات فلاں بن فلاں انتقال فرما گئے ہیں۔

اور جب نبی کریم علیہ السلام کے وصال کی بات آئے تو کہتے ہیں مَر گئے مٹی میں مل گئے (معاذاللہ)

اور جب مرزے قادیانی مرتد کی بات آئے تو کہتے ہیں "مرزا صاحب انتقال کر گئے۔

نجدیو.......! تمہارے نزدیک مرزا قادیانی قابلِ عزوت و تکریم ہے یا امام الانبیاء علیہ السلام قابلِ عزت ہیں؟؟

حالانکہ لفظ "مر گئے" کے قائم مقام "انتقال فرما گئے" "وصال فرما گئے" بھی موجود ہے جو کہ ذات مصطفٰی کیلئے بولا جائے۔

کیا خوب کہا میرے مُرشد رضا نے کہ:

اور تم پر مِرے آقا کی عنایت نہ سہی

مختلف رنگ کے عماموں کا ثبوت

پہلے آلِ نجد سبز عمامہ دیکھ کر لال پیلے ہوتے تھے اب پیلا عمامہ دیکھ کر نیلے ہونے لگے ہیں- صاحبو..... اگر غور کیا جائے تو ان لوگوں کی دشمنی فقط سنّت سے ہے- ورنہ ثابت شدہ رنگوں پر بکواس نہ کرتے-

اور عموماً عمامہ کے رنگوں پر بحث کرنے والوں کو خود سادہ ٹوپی بھی نصیب نہیں ہوتی-

اور معاذ اللہ پیلے رنگ کے عمامے کو سِکھوں کا طریقہ کہہ دیا جاھلوں نے جبکہ انہی نجدیوں کا محدث، و مجدد اور انکے مسلک کا کلیم اللہ زرد رنگ کے عمامے کو رسول اللہ علیہ السلام سے ثابت کر رہا ہے

وھابیہ کا مجدد مولوی نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتا ہے کہ:

"آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے عمامہ سفید و سیاہ و زرد باندھا ہے"

(الشمامة العنبرية، صفحه 63، مطبوعه بهوپال هند ۱۳۰۵ھ)

خیال رہے وھابی مولوی عبد الجبار غزنوی نے مولوی نواب صدیق حسن کے متعلق کہا کہ:

"آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو مشکل ہے کہ اب (نواب صدیق جیسی) جامع کمالات ہستی معرضِ وجود میں آئے- وہ محدث بھی تھے اور اللہ سے ہمکلامی کا شرف بھی انہیں حاصل تھا"-

(استادِ پنجاب، صفحه 122، مطبوعه مسلم پبلیکیشنز سوهدره گوجرانواله)

مزید اسی صفحے پر آگے جاکر لکھا کہ زرد رنگ رسول اللہ علیہ السلام کو زیادہ پسند تھا-

اب پیلے رنگ کا عمامہ خود رسول اللہ علیہ السلام نے باندھا اور انکے گھر کے معتبر بلکہ انکے نزدیک خدا سے ہمکلام ہونے والے عالم کی کتاب سے زرد رنگ کا ثبوت پیش کر دیا ہے- اب زرد رنگ کے عمامے کو سِکھوں کی پگڑی کہیں تو اپنے ایمان کی خیر منائیں-

اللہ تعالٰی آلِ نجد کے فتنے سے بچائے.... آمین

حضور سیّدِ عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مختلف مقامات پر مختلف رنگوں کے عمامے استعمال فرمائے ہیں- عمامہ کسی بھی رنگ کا ہو نفسِ سُنت پر عمل ہو جاتا ہے اور "عند اللہ من حیث السنة" اجر ملے گا- (ان شاءاللہ)۔ ایک وقت تھا کہ دعوتِ اسلامی پر سبز رنگ کے عمامے کی وجہ سے اعتراض کیا جاتا تھا- لیکن جب مختلف رنگوں کے عمائم کا استعمال کرنا شروع کیا تو بھی بدمذھب جل بُھن اُٹھے اور مختلف قسم کے اعترضات جڑنے لگے- عموما عمامہ شریف کے رنگوں پر اعتراض کرنے والے نجدیوں کو اگر دیکھا جائے تو خود انکو نماز میں بھی سادہ ٹوپی نصیب نہیں ہوتی- لیکن عمامہ شریف کی سنت کو احیاء کرنے والوں پر مختلف قسم کے اعتراضات جڑتے رہتے ہیں- تو آیئے حضور علیہ السلام کے عمامے شریف کے سات رنگ حدیث شریف سے پیشِ خدمت ہیں

کالا عمامہ

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہما فرماتے ہیں:

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے، (اس کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم منبر شریف پر رونق افروز نہ ہوئے) یہ وہ آخری مجلس مبارک تھی جس میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جلوہ فرما ہوئے تھے۔ آپ نے اس وقت ایک بڑی چادر اپنے مبارک کندھوں پر ڈال رکھی تھی اور سرِ اقدس پر چکنی پٹی یا سیاہ رنگ کا عمامہ شریف سجا رکھا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: "بے شک لوگوں کی تعداد دن بدن بڑھتی رہے گی اور انصار کم ہوتے رہیں گے حتی کہ کھانے میں نمک کے برابر رہ جائیں گے۔ پس تم میں سے جس کو ایسی حکومت ملے کہ وہ کسی کو نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ انصار کے اچھے لوگوں کی قدر کرے اور ان کے دوسروں کی کوتاہیوں سے درگزر کرے۔"

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، جلد 2، صفحہ 507، حدیث: 3527، مطبوعہ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت سیّدنا جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فتحِ مکہ کے روز سیاہ عمامہ باندھے (مکہ شریف میں) داخل ہوئے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب جواز دخول مکۃ بغیر احرام، صفحہ 708، حدیث: 1358، مطبوعہ دار المغنی عرب)

(الشمائل المحمدیہ، باب ماجاء فی عمامۃ رسول اللہ، صفحہ 82، حدیث: 107، مطبوعہ دار احیاء احیاء التراث بیروت)

زرد عمامہ

حضرت سیّدنا ابوھریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:

"خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) وَعَلَیْہِ قَمِیْصٌ اَصْفَرُ وَرِدَاءٌ اَصْفَرُ وَعِمَامَۃ صَفْرَاء

یعنی: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمارے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم زرد قمیص و چادر زیبِ تن کیے اور زرد عمامہ شریف سجائے ہوئے تھے۔"

(تاریخ ابن عساکر، حرف العین، عبد الرحمن بن سعد الخیر، جلد 34، صفحہ 385 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

سفید عمامہ

حضرت سیّدنا ابو سعید خُدرِی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم درِ دولت سے باہر تشریف لائے جب کہ لوگ زیارت کے لیے جمع تھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (کی طبیعت مبارک) کے متعلق پوچھ رہے تھے، پس آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کپڑا لپیٹے یوں تشریف لائے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی چادر مبارک کے دونوں کنارے آپ کے مبارک کندھوں سے لٹک رہے تھے اور سرِ اقدس پر سفید عمامہ شریف سجا رکھا تھا۔ پس آپ منبر پر کھڑے ہو گئے اور لوگ آپ کے قریب جمع ہونے لگے یہاں تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کلمۂ شہادت پڑھا اور ارشاد فرمایا اے لوگو: بے شک انصار میرا خیال رکھنے والے اور میرے اپنے ہیں، پس ان کے معاملے میں میرا لحاظ کرنا، ان کے اچھوں کو قبول کرنا اور ان کے بروں سے درگزر کرنا۔

(طبقات ابن سعد، ذکر ما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ للانصار، جلد 2، صفحہ 193، داد الکتب العلمیۃ بیروت)

سرخ دھاری دار عمامہ

حضرت سیّدنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:
میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس طرح وضو فرماتے دیکھا:

''عَلَیْہِ عِمَامَۃٌ قِطْرِیَّۃٌ فَاَدْخَلَ یَدَہُ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَۃِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَاْسِہٖ وَلَمْ یَنْقُضِ الْعِمَامَۃَ
یعنی: آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے قِطری عمامہ شریف باندھ رکھا تھا، پس آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا دستِ مبارک عمامہ شریف کے نیچے داخل کرکے سرِاقدس کے اگلے حصے کا مسح فرمایا اور عمامے شریف کو سرِاقدس سے نہیں اتارا۔''

(ابوداؤد، کتاب الطھارۃ، باب المسح علی العمامۃ، جلد1، صفحہ 82 حدیث:147، مطبوعہ داراحیاء التراث بیروت)

شارحِ بخاری، علّامہ بدرُ الدِّین عینی حنفی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی حدیثِ پاک کے اس حصے ''عِمَامَۃٌ قِطْرِیَّۃٌ'' کے تحت فرماتے ہیں:

''ھِیَ ثِیَابٌ حُمْرٌ لَھَا اَعْلَامٌ فِیْھَا بَعْضُ الْخُشُوْنَۃِ
یعنی (قطری عمامے سے مراد) ایسا دھاری دار سرخ کپڑا ہے کہ جس میں کچھ کھردراپن ہوتا ہے۔ یہ عمان اور سیف البحر کے درمیانی علاقے ''قطر'' کی جانب منسوب ہے''۔

(شرح ابی داؤد، باب المسح علی العمامۃ، جلد1، صفحہ 347، تحت الحدیث: 134، مطبوعہ مکتبۃ الرُشد ریاض)

زعفرانی عمامہ

حضرت سیّدنا عبداللہ بن جعفر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:
رَاَیْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ثَوْبَیْنِ مَصْبُوْغَیْنِ بِزَعْفَرَانَ وَرِدَاءٌ وَعِمَامَۃ
''یعنی میں نے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو زعفران سے رنگے ہوئے دو کپڑے ''چادر اور عمامہ'' پہنے ہوئے دیکھا۔''

(مستدرک حاکم، ذکر عبداللہ بن جعفر الخ، سخاوۃ عبداللہ بن جعفر، جلد4، صفحہ 739، حدیث: 6474، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

حضرت سیّدنا یحیٰی بن عبداللہ بن مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہ الْخَالِق فرماتے ہیں:
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کَانَ یَصْبَغُ ثِیَابَہٗ بِالزَّعْفَرَانِ حَتَّی الْعِمَامَۃَ
یعنی: نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے کپڑوں کے ساتھ عمامے کو بھی زعفران سے رنگا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب اللباس، باب فی الثیاب الصفر للرجال، جلد12 صفحہ 476، حدیث: 25243، مطبوعہ المجلس العلمی، بیروت)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن جعفر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمَا فرماتے ہیں:
میں نے رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زیارت کی تو میں نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی چادر اور عمامہ شریف دونوں زعفران سے رنگے ہوئے تھے۔''

(مسند ابی یعلی، مسند عبداللہ بن جعفر الھاشمی، جلد6 صفحہ 34، حدیث: 6757، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حرقانی عمامہ

حضرت سیّدنا عمرو بن حُرَیث رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں:
رَاَیْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عِمَامَۃً حَرْقَانِیَّۃً

یعنی: میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حرقانی عمامہ شریف سجائے دیکھا۔"

(نسائی، کتاب الزینة، لبس العمائم الحرقانی، جلد 1 صفحہ 846، حدیث: 5353، دار الکتب العلمیة بیروت)

سبز عمامہ

حضرت سیّدنا سلیمان بن ابو عبداللہ تابعی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں:

میں نے دیکھا کہ مہاجرین اولین (صحابہ) سیاہ، سفید، سرخ، سبز اور زرد رنگ کے سوُتی عمامے باندھا کرتے تھے۔"

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب اللباس، باب من کان یعتم بکور واحد، جلد 13 صفحہ 545، حدیث: 25479 واللفظ له، مطبوعہ المجلس العلمی، بیروت)

(مسند اسحاق بن راھویه، ما یروی عن الاسود بن یزید الخ، جلد 3 صفحہ 882، رقم: 1556، مطبوعہ مکتبة مکتبة الایمان مدینة المنورة شریف)

ان حضرات نے سبز رنگ کے عمامے رسولِ کریم عَلَیْہِ السَّلَام کے سامنے باندھے ہوں اور آپ کا منع فرمانا ثابت نہیں اور ایسا امر جس کو دیکھ کر رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سکوت فرمایا اور منع نہ فرمایا "سنّتِ تقریری و سُکوتی کہلاتا ہے" چنانچہ دیگر کُتُبِ اُصول کے علاوہ نظامی شرح حسامی میں ہے:

"اَلسُّنَّةُ تُطلَقُ عَلٰی قَولِ الرَّسُولِ عَلَیه السَّلام وَفِعلِه وَسُکُوتِه و بالفاظ نظامی عند امر یعانیه"

یعنی: سنّت کا اِطلاق رسولِ کریم عَلَیْہِ السَّلَام کے قول، فعل اور اس امر پر کیا جاتا ہے، جس کو دیکھ کر آپ نے سُکوت فرمایا۔"

(النظامی شرح حسامی، باب فی بیان اقسام سنة، صفحہ 66، مطبوعہ باب المدینة کراچی شریف)

لہٰذا دیگر رنگوں کیساتھ ساتھ سبز رنگ کے عمامہ کا مَسنُون ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

اللہ تعالٰی ہمیں سنتوں پر چلتے ہوئے زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔..... اور بد مذھبوں کے فتنے سے بچائے آمین

سورج گرہن یا چاند گرہن کا اثر حمل پر

سوال:: کیا سورج گرہن یا چاند گرہن کے اثرات حاملہ عورت یا اسکے بچے پر پڑتے ہیں ؟؟؟

جواب:: سورج گہن یا چاند گہن کے اثرات حاملہ عورت یا اس کے بچے پر نہیں پڑتے یہ فقط وہم ہے شرعی لحاظ سے اس کا کوئی تصوّر نہیں ہے۔

بعض ضعیف الاعتقاد لوگ گرہن کے وَقْت حاملہ خواتین کو کمرے کے اندر رہنے اور سبزی وغیرہ نہ کاٹنے کی ہدایت کرتے ہیں تاکہ ان کے بچے کسی پیدائشی نَقْص کے بغیر پیدا ہوں۔

گرہن کے وَقْت حاملہ خواتین کو سلائی کڑھائی سے بھی منع کیا جاتا ہے کیونکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس سے بچے کے جسم پر غَلَط اثر پڑ سکتا ہے۔ یہ سب جاھلانہ ڈھکوسلے, وہم اور ضعیف الاعتقادی کا سبب ہے شریعت میں ایسا کوئی تصّور نہیں ہے۔

تعلیماتِ اسلام سے پہلے اہلِ عرب میں ایسے وہم پائے جاتے تھے کہ جب بھی سورج یا چاند کو گہن لگتا تو وہ لوگ کہتے کہ کسی کی موت ہوئی ہے جس کی وجہ سے یہ گہن لگا ہے۔

لہذا رسول اللہ علیہ السلام نے ان وہموں کا رد فرمایا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جب سب سے پہلا سورج گرہن ہوا اتفاق سے اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تھی۔ لہذا لوگ کہنے لگے کہ سورج گرہن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے کی وفات کی وجہ سے ہوا ہے۔ حضور سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ضعیفُ الاعتقادی کو ان الفاظ سے ردّ فرمایا:

إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لاَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ ، وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَقُومُوا فَصَلُّوا

سورج اور چاند کسی کے مرنے سے گرہن نہیں ہوتے۔ یہ تو قدرت الہی کی دو نشانیاں ہیں جب انہیں گرہن ہوتے دیکھو تو نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہو۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1041)

ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

شمس و قمر اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان کو گہن کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں لگتا۔ چنانچہ جب تم انہیں اس حالت میں دیکھو تو اللہ تعالی سے دعا کرو اور (گہن کی) نماز پڑھو حتیٰ کہ سورج گہن کھل جائے۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1043)

صحیح بخاری ہی کی ایک اور حدیث میں مرقوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"چاند اور سورج کا گرہن آثارِ قدرت ہیں۔ کسی کے مرنے، جینے (یا کسی اور وجہ) سے نمودار نہیں ہوتے۔ بلکہ اللہ اپنے بندوں کو عبرت دلانے کے لئے ظاہر فرماتا ہے۔ اگر تم ایسے آثار دیکھو تو جلد از جلد دعا، استغفار اور یاد الہی کی طرف رجوع کرو۔"

(صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1059)

لہذا جب ایسا معاملہ پیش آئے تو اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ اس نظارہ سے محظوظ ہونے (ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ گرہن کے وَقْت سورج کو براہِ راست دیکھنے سے آنکھ کی بینائی بھی جا سکتی ہے) توہمات کا شکار ہونے بجائے دربار خداوندی میں حاضری دیں اور گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں۔ کیونکہ سورج اور چاند گرہن اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو ڈراتا ہے اور ان کے ذہنوں میں قیامت کا منظر تازہ کرتا ہے کہ اس دن سورج لپیٹ دیا جائے گا اور ستارے توڑ دئیے جائیں گے، سورج اور چاند جمع کر دئیے جائیں گے، وہ دونوں بے نور ہو جائیں گے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شمس و قمر کے گہن کے وقت پر عالَم یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پریشان ہو جاتے اور گہن کی نماز پڑھتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سورج گرہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا:

أَنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ

”نماز (تمہیں) جمع کرنے والی ہے۔ (تمہیں بلا رہی ہے۔)“

(صحیح بخاری، حدیث نمبر: 1045)

تو لہذا جب بھی ایسا معاملہ ہو تو وہم کا شکار ہونے کی بجائے اللہ کی بارگاہ میں توبہ استغفار کرنی چاہیئے اور گڑگڑا کر گناہوں سے معافی مانگنی چاہیئے۔ اور اگر ہو سکے تو گہن کی نماز پڑھنی چاہیئے۔

واللہ ورسولہ اعلم عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

سبز چادر کا سنت سے ثبوت و اعتراضات کے جوابات

ایک وقت تھا جب دعوتِ اسلامی والے سبز عمامہ باندھتے تھے، اور مخالفین اس رنگ کو تنقید کا نشانہ بنا کر اعتراضات جڑتے تھے۔ یہاں تک کہ مخالفین ایک حدیث پیش کرتے تھے کہ دجال کے ستر ہزار ساتھی ہونگے جو سبز عمامہ باندھیں گے اور دجال کی پیروی کریں گے۔ علمائے اہلسنت نے مخالفین کو جواب دے کر انکے منہ بند کیئے۔

اب دعوتِ اسلامی والے سنت سے ثابت ہر رنگ کا عمامہ باندھتے ہیں۔ اور بعض دوستوں نے سبز چادر لینا شروع کی تو وہی حدیث "سبز چادر" پر فِٹ کر کے "سبز چادر" لینے والے کو دجال کا پیروکار کہنا شروع کر دیا۔ جس سے ہمارے بھولے بھالے کچھ دوست بھی غلط فہمی کا شکار ہوتے نظر آرہے ہیں۔

آیئے پہلے ہم وہ حدیث نقل کرتے ہیں پھر اسکا جواب دیتے ہیں:

حضرتِ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت کے ستر ہزار آدمی دجال کی پیروی کریں گے ان پر سیجان (یعنی سبز چادریں) ہونگے ،اس کو شرح السنہ میں روایت کیا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح، الفصل الثانی، ج3ص1515، المکتب الاسلامی، بیروت)

تم لوگ سبز چادریں لیتے ہو تم لوگ دجال کے ساتھی ہو۔

الجواب:

پہلی بات کہ اُنکی تعداد ستر ہزار ہوگی، ہماری تعداد لاکھوں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔

دوسری بات وہ دجال کی پیروی کریں گے، اور دجال ابھی آیا نہیں۔

تیسری بات انکا تعلق اصفہان سے ہو گا، لہذا ہم پاکستان سے ہیں۔

چوتھی بات وہ یہودی ہونگے، یعنی امتِ دعوت ہوگی، اور ہم امتِ اجابت (یعنی مسلمان) ہیں۔

پانچویں بات یہ "سبز چادر" اوڑھنا سنت ہے۔ اور حضور ﷺ نے پسند فرمائی ہے۔

چھٹی بات تمہاری پیش کردہ حدیث موضوع (گھڑی ہوئی) ہے۔

آیئے ہمارے دعوٰی پر دلائل پیش خدمت ہیں:

سبز چادر کا رسول اللہ ﷺ سے ثبوت

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کپڑوں میں یمنی سبز چادر پہننا بہت پسند تھی۔

(صحیح بخاری، حدیث: 5813، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ .

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں (یعنی عبدالرحمٰن بن عوف کو) خبر دی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو آپ کے جسمِ مبارک پر ایک سبز یمنی چادر ڈال دی گئی تھی۔

(صحیح بخاری، حدیث: 5814، مطبوعہ دار السلام ریاض سعودیہ)

وَعَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ مُضْطَجِعا بِبُرْدٍ أَخْضَرَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَهْ وَالدَّارِمِيُّ

حضرت یعلی بن امیہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سبز رنگ کی چادر سے اضطباع (یعنی دایاں کندھا ننگا) کر کے بیت اللہ کا طواف کیا۔ اس حدیث کو ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و الدارمی نے روایت کیا۔

(مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر: 2584، مطبوعہ بیروت)

عَنْ أَبِي رِمْثَةَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي نَحْوَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدَيْنِ أَخْضَرَيْنِ .

حضرت ابی رمثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے آپ ﷺ پر دو سبز رنگ کی چادریں دیکھیں۔

(ابو داؤد، حدیث: 4065، مطبوعہ دار السلام ریاض)

عَنْ أَبِي رِمْثَةَ التَّيْمِيِّ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، فَوَجَدْنَاهُ جَالِسًا فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ

سیدنا ابو رمثہ تیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے والد کے ہمراہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کعبہ کے سائے میں بیٹھے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبز رنگ کی دو دھاری دار چادریں زیبِ تن فرما رکھی تھیں۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث: 11340، مطبوعہ بیروت)

جبریل علیہ السلام سبز چادر میں

عَنِ ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: أَتَانِي جِبْرِيلُ فِي خُضْرٍ مُعَلَّقٍ بِهِ الدُّرُّ.

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس سبز چادر میں آئے جس میں موتی جڑے ہوئے تھے۔

(السلسلة الاحاديث الصحيحة، 3084، مطبوعه بيروت لبنان)

پتہ چلا کہ سبز چادر اوڑھنا بھی سنت ہے۔ اور جبریل نے بھی سبز اوڑھی۔

دجال کے پیروکار والی حدیث سخت موضوع و منگھڑت ہے

اوپر مخالفین نے جو دجال کے ساتھیوں والی روایت پیش کی گئی وہ روایت موضوع و مَن گھڑت ہے اس روایت کی سند میں ایک راوی ابوھارون العبدی ہے جس کا نام عمارہ بن جوین ہے، اس پر محدثینِ کرام نے سخت جرح فرمائی ہے۔

امام ذہبی نے اس کے بارے میں ایک قول نقل کیا ہے کہ:

"اکذب من فرعون" فرعون سے زیادہ جھوٹا تھا چنانچہ فرماتے ہیں صالح بن محمد ابوعلی سے ہارون العبدی کے بارے میں سوال کیا گیا، تو فرمایا: وہ فرعون سے زیادہ جھوٹا ہے۔

(میزان العتدال، عمارۃ بن جوین، جلد3، صفحہ174، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

مزید اقوال نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں؛

"حماد بن زید نے اس کی تکذیب کی ہے، امام شعبہ نے فرمایا: ابوھارون سے روایت کرنے سے بہتر ہے کہ اپنی گردن کٹوادوں۔ امام احمد نے فرمایا: یہ کوئی چیز نہیں ہے، امام یحیی بن معین نے فرمایا: ضعیف ہے، اس کی حدیث میں تصدیق نہیں کی جائے گی، امام نسائی نے فرمایا یہ متروک الحدیث ہے۔ مزید فرماتے ہیں: جوزجانی نے کہا: ابوہارون کذاب اور مفتری ہے۔ امام دارِ قطنی نے اس کے بارے میں فرمایا متلون المیزاج ہے، خارجی اور شیعہ ہے۔

(میزان العتدال، عمارۃ بن جوین، جلد3، صفحہ173، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

ابن المدینی نے یحیی بن سعید سے نقل کیا ہے:

"امام شعبہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور ابنِ عون نے اس سے کوئی روایت نہیں لی یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہوگئے۔"

(تہذیب التہذیب، من اسمہ عمارہ، جلد7، صفحہ412، مطبعہ، دائرۃ المعارف النظامیہ، ھند)

امام ابنِ حجر عسقلانی نقل کرتے ہیں:

"امام بخاری نے فرمایا: ابوہارون کو امام یحیی قطان نے ترک کردیا"

(تہذیب التہذیب، من اسمہ عمارہ، جلد7، صفحہ412، مطبعہ، دائرۃ المعارف النظامیہ، ھند)

مزید اقوال نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"امام ابوزرعہ نے کہا کہ یہ ضعیف الحدیث ہے، امام ابوحاتم نے کہا کہ ضعیف ہے بشر بن حرب سے زیادہ ضعیف ہے۔"

(تہذیب التہذیب، من اسمہ عمارہ، جلد7، صفحہ412، مطبعہ، دائرۃ المعارف النظامیہ، ھند)

مزید نقل کرتے ہیں: "حماد بن زید سے مروی ہے کہ ابو ھارون کذاب ہے صبح کچھ ہوتا ہے شام کو کچھ۔"

(تهذيب التهذيب، من اسمه عمارة، جلد7، صفحه412، مطبعه دائرة المعارف النظامية، هند)

وہابی محدث زبیر علیزئی نے ابو ھارون کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ راوی ضعیف، متروک اور جھوٹا تھا لہذا (اسکی) یہ روایت موضوع ہے۔"

(شمارہ الحدیث، جنوری 2004 صفحہ 11 مکتبة الحدیث، حضرو اٹك پاکستان)

وھابی محدث مزید لکھتا ہے: "ابوھارون سخت مجروح راوی ہے....... یہ روایت (اسکی) سخت موضوع ہے۔"

(شمارہ الحدیث، جنوری 2008 صفحہ 1، مکتبة الحدیث، حضرو اٹك پاکستان)

دیوبندی مناظر، ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی نے "ابوھارون العبدی کے بارے میں لکھا کہ:

"یہ فرعون سے بھی زیادہ جھوٹا تھا۔"

(تجلّیاتِ صفدر، جلد 1، صفحہ 122، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

وھابیہ کے محقق داؤد ارشد نے ابوھارون العبدی کے بارے میں لکھا کہ: "یہ کذّاب ہے۔"

(حاشیہ سبیل الرسول، صفحہ 208، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاھور)

پس ثابت ہوا جس روایت کو لیکر مسلمانوں کو دجال کا ساتھی بنانے کی کوشش کی جارہی ہے وہ روایت محدثین کے نزدیک موضوع یعنی گھڑی ہوئی ہے۔ اسکے راوی ابوھارون العبدی کو ناقدین نے فرعون کی طرح جھوٹا لکھا۔ اور بعض محدثین نے اس راوی کو شیعہ بھی لکھا ہے۔

لہذا اس روایت کو عاشقانِ رسول ﷺ پر چسپاں کرنا دجل و کِذب ہے۔

سبز چادر لینے کو حرام وناجائز قرار دینا سراسر زیادتی ہے۔ سبز چادر رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

ہاں اگر کوئی مصلحت کی بنا پر بغیر حرام قرار دیئے منع کرتا ہے تو اس پر کوئی الزام نہیں۔ یہ انکا تقویٰ سمجھا جائے گا کہ شبہات سے بچانے کیلئے جو اپنایا۔

لیکن جو سبز چادر لینے کو حرام و ناجائز کہہ کر دجال کے ساتھیوں سے ملائے وہ ضرور دجال و کذاب ہے۔

سچائی چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
خُوشبو آنہیں سکتی کاغذ کے پھولوں سے

عشقِ مجازی میں گُھل کر مرنے والا شہید

سوال:: کیا عشقِ مجازی میں گُھل کر مرنے والا شہید ہے؟

الجواب:: اگر کسی مرد کی غیر عورت پر اچانک نظر پڑ گئی اور فوراً نظر ہٹا لینے کے باوجود اگر وہ دل میں گڑ گئی اور اس کے بعد نہ قصداً اس کا تصوّر جمایا اور نہ ہی ارادتاً اس کو دیکھا، اور نہ کبھی اس سے ملاقات کی، نہ ہی فون پر بات کی، نہ اُسکو عشقیہ خط لکھا اور نہ ہی کبھی کوئی تحفہ بھجوایا

الغرض ہوجانے والے غیر اختیاری عشقِ مجازی کو ایسا چھپایا کہ کسی دوسرے پر کُجا خود اُس لڑکی کو بھی پتہ نہ چلنے دیا تو ایسا عاشقِ صادق اگر عشق میں گُھل گُھل کر مَر جائے تو شہید ہے

چنانچہ

حضور سیدِ عالم صلی اللہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

""من عشق فعف وكتم فمات مات شهيدا""

"جو کسی پر عاشق ہوا اور اُس نے پاک دامنی اختیار کی اور عشق کو چھپایا پھر اِسی حال میں مر گیا تو وہ شہادت کی موت مرا"

(تاریخ بغداد جلد 13, صفحہ 185, رقم: 716 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(کچھ دوستوں کو اس حدیث کی سند پر اعتراض تھا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ لہذا امام سخاوی سے اس حدیث کے رجال کی بحث کمنٹ میں پیش کر دی گئ ہے وہاں ملاحظہ کیجئے)

امام ابنِ عابدین شامی علیہ الرحمہ رد المحتار میں شہداء کی تعداد کے بیان میں لکھتے ہیں:

"او بالعشق مع العفاف والكتم"

جو عشق کو چھپاتے ہوئے پاک دامنی میں مرا شہید ہے۔"

(ردالمختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الشہید، مطلب فی تعداد الشہداء، جلد 3، صفحہ، 165، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

عاشقِ صادق کیلئے یہ شرائط ہیں کہ پاک دامنی اختیار کرے اور اپنے عشق کو چھپائے رکھے تب وہ عشق میں مرا تو شہید ہے۔

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے جہاں شہادت کی 36 اقسام بیان فرمائی ہیں اُن میں 16 نمبر پر لکھتے ہیں:

"(وہ بھی شہید ہے جو) عشق میں مَرا بشرطیکہ پاک دامن اور چُھپایا ہو"

(بہارِ شریعت، جلد اول، صفحہ 859 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

میرے مرشد، میرے رھبر، امیرِ اہلسنت حضرت العلّام مولانا محمد الیاس عطار قادری زید مجدہ لکھتے ہیں:

"الغرض اس ہو جانے والے غیر اختیاری عشقِ مجازی کو ایسا چھپایا کہ کسی دوسرے پر کُجا خود اس لڑکی کو بھی پتہ نہ چلنے دیا تو ایسا عاشقِ صادق اگر عشق میں گھل گھل کر مر جائے تو شہید ہے"

(پردے کے بارے میں سوال وجواب، صفحہ 319، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی شریف)

نوٹ:

اِس تمام بحث کا یہ ہرگز مقصد نہیں ہے کہ کوئی اگر عشقِ مجازی میں خودکشی کر لے تو اُسے بھی آپ شہادت کا درجہ دے دیں۔ یا اسکو مُحبت بنا کر عشق بازیاں شروع کر دے تو اسکی اجازت نہیں۔

بلکہ مقصد یہ ہے کہ شریعت نے صبر پر جو اجر رکھا ہے بندہ کسی بھی طریقے سے احسان نہیں چُکا سکتا ہے۔ اور شہادت کیلئے جو حدود و قیود شریعت نے بیان کیں ہیں اُنکا ہونا ضروری ہے۔

اللہ پاک سب مسلمانوں کو حضور سیدِ عالَم علیہ السلام کے صدقے اپنے حفظ وامان میں رکھے....

ہماری دوسری اردو کتابیں

بہار تحریر (اب تک چودہ حصے)۔عبد مصطفی آفیشل	اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟۔عبد مصطفی
اذان بلال اور سورج کا نکلنا۔عبد مصطفی	عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)۔عبد مصطفی آفیشل
گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!۔عبد مصطفی	شب معراج غوث پاک۔عبد مصطفی
شب معراج نعلین عرش پر۔عبد مصطفی	حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ۔عبد مصطفی
ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت۔عبد مصطفی	مقرر کیسا ہو؟۔عبد مصطفی
غیر صحابہ میں ترضی۔عبد مصطفی	اختلاف اختلاف اختلاف۔عبد مصطفی
چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ۔عبد مصطفی	بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)۔کنیز اختر
سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)۔عبد مصطفی	حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق۔عبد مصطفی
عورت کا جنازہ۔جناب غزل صاحبہ	ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی۔عبد مصطفی
آئیے نماز سیکھیں (حصہ 1)۔عبد مصطفی	قیامت کے دن لوگوں کو کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔عبد مصطفی
محرم میں نکاح۔عبد مصطفی	روایتوں کی تحقیق (پہلا حصہ)۔عبد مصطفی
روایتوں کی تحقیق (دوسرا حصہ)۔عبد مصطفی	بریک اپ کے بعد کیا کریں؟۔عبد مصطفی
ایک نکاح ایسا بھی۔عبد مصطفی	کافر سے سود۔عبد مصطفی
میں خان تو انصاری۔عبد مصطفی	روایتوں کی تحقیق (تیسرا حصہ)۔عبد مصطفی
جرمانہ۔عبد مصطفی	لا الہ الا اللہ، چشتی رسول اللہ؟۔عبد مصطفی
تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام۔عرفان برکاتی	اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)۔عرفان برکاتی
کلام عبید رضا۔عبد مصطفی آفیشل	مسائل شریعت (جلد 1)۔سید محمد سکندر وارثی
اے گروہ علما کہ دو میں نہیں جانتا۔مولانا حسن نوری گونڈوی	سفرنامہ بلاد خمسہ۔عبد مصطفی
منصور حلاج۔ عبد مصطف ی	مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں۔علامہ وقار رضا قادری
مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں۔ مولانا محمد سل یم رضوی	سفرنامہ عرب۔ مفت ی خالد ایوب مصباحی شیرانی
تحریرات لقمان۔ علامہ قاری لقمان شاہد	من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق۔ زبیر جمالوی
طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت۔ مفتی خالد ایوب مصباحی	فرضی قبریں۔ عبد مصطفی
سنی کون؟ وہابی کون؟۔ عبد مصطفی	علم نور ہے۔ محمد شعیب جلالی عطاری
یہ بھی ضروری ہے۔ محمد حاشر عطاری	مومن ہو نہیں سکتا۔ فہیم جیلانی مصباحی

جہان حکمت- محمد سلیم رضوی	ماہ صفر کی تحقیق- مولانا محمد نیاز عطاری
فضائل و مناقب امام حسین ۔ ڈاکٹر فیض احمد چشتی	شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر- امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
تحریرات بلال- مولانا محمد بلال ناصر	معارف اعلی حضرت- سید بلال رضا عطاری و رفقا
نگارشات ہاشمی- مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی	ماہنامہ التحقیقات- ربیع الاول 1444ھ کا شمارہ
امیر معاویہ پہلی تین صدیوں کے اسلاف کی نظر میں- مبشر تنویر نقشبندی	زر خانۂ اشرف- محمد منیر احمد اشرفی
حضرت حضر علیہ السلام ایک تحقیقی جائزہ- محمود اشرف عطاری	ایمان افروز تحاریر- محمد ساجد مدنی
انبیا کا ذکر عبادت ایک حدیث کی تحقیق- اسعد عطاری مدنی	رشحات ابن حجر- فرحان خان قادری (ابن حجر)
تجلیات احسن (جلد 1)- محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی	درس ادب- غلام معین الدین قادری
تحریرات شعیب (الحنفی البریلوی)- محمد شعیب عطاری جلالی	حق پرستی اور نفس پرستی- علامہ طارق انور مصباحی
خوان حکمت- محمد سلیم رضوی	صحابہ یا طلَقاء؟- مبشر تنویر نقشبندی
روشن تحریریں- ابو حاتم محمد عظیم	تحریرات ندیم- ابن جاوید ابو ادب محمد ندیم عطاری
امتحان میں کامیابی- ابن شعبان چشتی	اہمیتِ مطالعہ- دانیال سہیل عطاری
دعوت انصاف- علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ	ہندستان دار الحرب یا دار الاسلام؟- عبد مصطفی
حسام الحرمین کی صداقت کے صد سالہ اثرات ۔ محمد ساجد قادری کٹیہاری	تحریرات ابن جمیل- ابن جمیل محمد خلیل
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الآخر 1444ھ کا شمارہ)	مسئلۂ استمداد ۔ محمد مبشر تنویر نقشبندی
حضرت امیر معاویہ اور مجدد الف ثانی ۔ محمد مبشر تنویر نقشبندی	میرے قلم دان سے ۔ احمد رضا مغل